یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

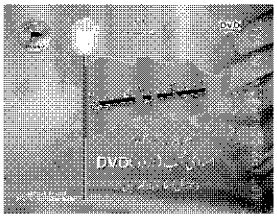

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by Ziaraat.com

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.com

تفسیر القمی

حجۃ الاسلام ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی

مترجم

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ

فاؤنڈیشن پاکستان

Presented by Ziaraat.com

بانی ٹرسٹ محسن ملت سید صفدر حسین نجفیؒ

15-10-2018

مصباح القران ٹرسٹ لاہور
قرآن مجید کی شائع شدہ تفاسیر

۱۔ تفسیر نمونہ	۱۵ جلد
۲۔ انتخاب تفسیر نمونہ	۵ جلد
۳۔ تفسیر الکوثر	۱۰ جلد
۴۔ تفسیر فیضان الرحمن	۱۰ جلد
۵۔ تفسیر فصل الخطاب	۳ جلد
۶۔ تفسیر پیام قرآن	۱۰ جلد
۷۔ تفسیر موضوعی	۱۲ جلد
۸۔ تفسیر شواہد قرانی	۲ جلد
۱۰۔ تفسیر نور	۱ تا ۷
۱۱۔ تفسیر الکاشف	۳-۱ جلد
۱۲۔ تفسیر مبین	۱ تا ۲ جلد
۱۰۔ تفسیر راہنما	۱ تا ۵
۱۱۔ تفسیر قمی	۱

مصباح القران ٹرسٹ لاہور
کی زیر طبع تفاسیر قرآن

۱۔ تفسیر مُبین	۳ تا ۱۰
۲۔ تفسیر الکاشف	۴ تا ۷
۳۔ تفسیر قمی	۲ تا ۴ جلد
۴۔ تفسیر انتخاب المیزان	۴ جلد
۵۔ تفسیر راہنما	۶ تا ۲۰
۶۔ تفسیر مصباح القرآن	۱۰ جلد
۷۔ تفسیر نور	۸ تا ۱۰
۸۔ تفسر باران	۱ تا ۷

ناشر: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ملنے کا پتہ: معراج کمپنی
بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
0423-7361214
0321-4481214
www.facebook.com/merajcompanypakistan

سٹاکسٹ: محمد علی بک ایجنسی، اسلام آباد۔
0333-5234311

Presented by Ziaraat.com

کتب مصباح القرآن ٹرسٹ

1	تفسیر نمونہ 15 جلد مکمل سیٹ	10000/-	24	انتخاب طبری	550/-
2	تفسیر مبین جلد 1 تا 2 فی جلد	700/-	25	ادوارِ اجتہاد	650/-
3	تفسیر فصل الخطاب (3 جلد)	2500/-	26	قصص القرآن	650/-
4	تفسیر پیام قرآن 10 جلد مکمل سیٹ	5500/-	27	اقوال علیؑ	650/-
5	تفسیر فیضان الرحمٰن (10 جلد)	7000/-	28	تذکرۃ الاطہار	550/-
6	تفسیر الکوثر (1 تا 10 جلد)	7000/-	29	مقتل ابی مخنف	550/-
7	تفسیر نور (7 جلد)	4000/-	30	جمال منتظرؑ	700/-
8	تفسیر کاشف جلد 1 تا 3 فی جلد	800/-	31	110 سوال و جواب	450/-
9	تفسیر قمی جلد 1	800/-	32	تفسیر آیت الکرسی	450/-
10	تفسیر شواہد قرآن (2 جلد)	1500/-	33	نوجوانوں کے لیے اصول عقائد کے 50 سبق	350/-
11	مضامین قرآن (2 جلد)	1500/-	34	آداب اسلامی	550/-
12	حکمت نامہ رسول خداؐ (3 جلد)	2100/-	35	علیؑ اور شیعیان علیؑ سے دوستی	550/-
13	حکمت نامہ امام حسینؑ 2 جلد مکمل سیٹ	1300/-	36	سیرت امیر المومنینؑ (فروغ ولایت)	650/-
14	منتخب میزان الحکمت 2 جلد	1500/-	37	دُعا اور توبہ	650/-
15	الخصال 2 جلد	1500/-	38	مولا علیؑ کے منفی صحابی و صحابیات	650/-
16	عیون اخبار رضاؑ 2 جلد	1500/-	39	اسلام اور سیاست	650/-
17	معاد 3 جلد	1500/-	40	تاریخ قرآن	650/-
18	میزان الحکمت 8 جلد	5000/-	41	شرح دعائے کمیل	650/-
19	وسائل الشیعہ 20 جلد	8000/-	42	کلام امیر المومنینؑ (شرح نہج البلاغہ) ۷ جلد	900/- فی جلد
20	شرح جامعہ کبیر 5 جلد	3000/-	43		
21	علم الاخلاق 3 جلد مکمل سیٹ	1800/-	44		
22	صحیفہ کربلا	650/-	45		
23	تاریخ اسلام	650/-	46		

ناشر: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ملنے کا پتہ: معراج کمپنی
تہہ خانہ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
0423-7361214
0321-4481214
www.facebook.com/merajcompanypakistan

سٹاکسٹ: محمد علی بک ایجنسی، اسلام آباد۔
0333-5234311

Presented by Ziaraat.com

تفسیر القمی جلد اوّل

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید منیر حسین رضوی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

Presented by Ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	تفسیر القمی
جلد	اول
مصنف	حجۃ الاسلام والمسلمین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی
مترجم	مولانا سید منیر حسین رضوی
ڈیزائننگ وسیٹنگ	قلب علی سیال
کمپوزنگ	فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)
سال اشاعت	2018ء
ناشر	مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

سرٹیفکیٹ

میں نے تفسیر القمی جلد اوّل میں قرآن مجید کے عربی متن پر مشتمل تمام مکمل آیات اور جزوی آیات کی کتابت کو حرف بہ حرف بغور اور امعانِ نظر سے پڑھا ہے الحمدللہ اس کو اغلاط سے مبرا اور صحتِ متن کے لحاظ سے مکمل پایا ہے۔ لہٰذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ کتاب ہر قسم (لفظی۔ اعرابی۔ رسم الخط) کی اغلاط سے مبرا اور پاک ہے۔

حافظ قاری عطاء اللہ

رجسٹرڈ پروف ریڈر پنجاب قرآن بورڈ محکمہ اوقاف

حکومت پنجاب لاہور۔ پاکستان۔ رجسٹریشن نمبر 013

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

LG-3 بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

فون: 0321-4971214/0423-7361214

Presented by Ziaraat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
مقدمہ	14
صاحب تفسیر کا تعارف	15
آپ کی دوسری تالیفات	15
ابراہیم بن ہاشم القمی کے بارے میں کچھ عرض۔۔۔	15
آپ کی وفات	18
تفسیر القمی کے بارے میں چند معروضات	18
ایک اور خصوصیت	19
تنبیہ	20
جواب	20
الاول:	20
الثانی:	22
الثالث	23
تحریف القرآن	26
جواب	26
علامہ فخر الدین رازی	27
علماء خاصہ	27
(۱) تحریف قرآن زیادتی کے معنی میں	28
(۲) تحریف قرآن کمی کے معنی میں	28
قول حق	28
اہل الکتاب	29
ایک نکتہ	30
مقدمۃ الکتاب	31
قال ابوالحسن علی ابن ابراہیم الھاشمی القمی	37
قرآن میں آیات کی تقسیم بندی	37
(۱) ناسخ اور منسوخ آیات	38
(۲) المحکم	39
(۳) المتشابہ	40
(۴) لفظ عام اور معنی خاص	40
(۵) لفظ خاص اور معنی عام	41
(۶) تقدیم و تاخیر	41
(۷) المنقطع المعطوف	42
(۸) ماھو حرف مکان حرف	43
(۹) ماھو کان علی خلاف ما انزل اللہ	44
(۱۰) وہ آیات جو محرف ہیں	45
(۱۱) وہ آیات کہ جن کا لفظ جمع ہے لیکن مراد واحد ہے	45
(۱۲) ما لفظہ واحد و معناہ جمع	46
(۱۳) ما لفظہ ماض	46
(۱۴) وہ آیات جن کا بعض حصہ ایک سورہ میں ہے	47
(۱۵) وہ آیات کہ جن کا بعض حصہ منسوخ ہو چکا ہے	48
(۱۷) ما تاویلہ مع تنزیلہ	49
(۱۸) وہ آیات کہ جن کی تاویل ان کی تنزیل سے قبل	50
(۱۹) ما تاویلہ بعد تنزیل	50
(۲۰) وہ آیات کہ جن کا لفظ متفق ہے اور معنی۔۔۔	51
(۲۱) وہ آیات جو عزیمت کے بعد رخصت پر۔۔۔	51
(۲۲) وہ رخصت جس میں اختیار حاصل ہے	52

Presented by Ziaraat.com

(۲۳) وہ رخصت جس کا ظاہر اس کے باطن --- 53
(۲۴) وہ آیات جن لفظ خبر ہے لیکن ان کا معنی --- 53
(۲۵) وہ آیات کہ جن کا خطاب نبی کو اور مراد --- 54
(۲۶) وہ آیات جن کا خطاب ایک امت کو ہے اور اس کا معنی دوسری امت کے لیے ہے 54
(۲۷) زنادقہ کے رد میں 55
(۲۸) ثنویہ کے رد میں 55
(۲۹) بت پرستوں کے رد میں 56
(۳۰) وہ آیات جو دھریت کے رد میں ہیں 57
(۳۱) ثواب اور عقاب کے منکرین کے رد میں 59
(۳۲) منکرین معراج کے رد میں 61
(۳۳) رُویَت کے بارے میں آیت 61
(۳۴) جنت اور جہنم کی خلقت کے منکرین --- 62
(۳۵) مجبرہ کے رد میں نازل ہونے والی آیات 64
(۳۶) معتزلہ کے رد میں 66
(۳۷) رجعت کے منکرین کا رد 68
(۳۸) وہ آیات جو خدا کی ذات کے بارے میں گفتگو کرنے سے روکتی ہیں 70
(۳۹) ترغیب 71
(۴۰) ترھیب 72
(۴۱) القصص 72
فائدہ: 74
پہلا پارہ 75
سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ 75
ترجمہ 75
تفسیر 75
فائدہ 78
فائدہ نمبر ۲ 79
سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ 80
ترجمہ 80
تفسیر 81
ہدایت 82
۱۔ غیب پر ایمان لانا 82
۲۔ نشور 82
۳۔ الوعد 82
۴۔ الوعید 82
ایمان کی نیز چار وجوہ ہیں 82
الاول 82
الثانی 83
الثالث 84
الرابع 84
متقین سے مراد 86
ایمان کی تعریف 86
۱۔ فمنه کفر بجمود 87
۲۔ اما الذین کفروا وجحدوا بعلم 87
۳۔ الکفر یعنی البراءة 89
۴۔ کفر یعنی شرک 89
۵۔ کفر یعنی نعمتوں کا انکار 89
حاشیہ 90
آیت نمبر ۸ تا ۲۲ 90
ترجمہ 92
تفسیر 93

Presented by Ziaraat.com

حاشیہ	93
آیت نمبر ۲۳ تا ۳۳	95
ترجمہ	96
تفسیر	98
۱۔الحیاۃ ابتداء الخلق	100
۲۔الوجہ الثانی	100
۳۔وجہ آخر	100
قصہ حضرت آدم علیہ السلام	101
آیات ۳۴ تا ۳۹	101
ترجمہ	101
تفسیر	102
حاشیہ:	115
آیت نمبر 40 سے 65 تک	124
آیت نمبر 66 سے 80 تک	136
آیت نمبر 80 سے 101 تک	142
حاشیہ:	153
آیت نمبر 102 سے 141 تک	154
پارہ نمبر 2	176
آیت نمبر 142 سے 189 تک	176
حاشیہ	195
آیت 190 تا 220	201
ترجمہ	206
تفسیر	209
آیت نمبر 221 تا 237	219
ترجمہ	222
تفسیر	225
آیت 238 تا 245	238
ترجمہ	239
تفسیر	239
آیت نمبر ۲۴۶ تا ۲۵۲	243
ترجمہ	244
تفسیر	246
دوسرا پارہ ختم شد	250
آیت نمبر ۲۵۳ تا ۲۷۰	251
ترجمہ	254
تفسیر	256
آیت ۲۷۱ تا ۲۸۶	277
ترجمہ	280
تفسیر	282
شان نزول:	284
سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ	290
آیت نمبر ۱ تا ۳۰	290
ترجمہ	294
تفسیر	297
آیت نمبر ۳۱ تا ۵۸	306
ترجمہ	309
تفسیر	311
آیت نمبر ۵۹ تا ۸۰	320
ترجمہ	322
تفسیر	324
آیت نمبر ۸۱ تا ۹۱	331
ترجمہ	332

Presented by Ziaraat.com

تفسیر	333
آیت نمبر ۹۲ تا ۱۴۲	336
ترجمہ	341
تفسیر	345
آیت ۱۴۳ تا ۱۵۹	361
ترجمہ	363
تفسیر	365
آیت ۱۶۰ تا ۱۷۴	371
ترجمہ	372
تفسیر	374
آیت ۱۷۵ سے ۲۰۰	383
ترجمہ	386
تفسیر	388
نسل حضرت آدم علیہ السلام کیسے چلی	406
آیت نمبر 22 سے لیکر 50 تک	418
تفسیر	426
پارہ نمبر ۵	430
متعہ کے بارے میں بحث	430
وہ روایات جو آیت متعہ کے لیے ناسخ ہیں	432
ان روایات کا جواب	432
آیت نمبر ۵۱ سے ۷۱ تک	445
ترجمہ	447
تفسیر	449
آیت نمبر 72 سے 100 تک	457
تفسیر	465
حاشیہ:	466
بندوں کے افعال	469
آیت نمبر 101 سے 130 تک	479
تفسیر	486
آیت نمبر 131 سے 147 تک	500
تفسیر	504
پارہ نمبر 6	509
آیت نمبر 148 سے 176	509
تفسیر	515
سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ	525
آیت نمبر 1 سے 19 تک	525
تفسیر	532
آیت نمبر 20 سے 35 تک	547
ترجمہ	549
تفسیر	551
آیت نمبر 36 سے 40 تک	558
ترجمہ	559
آیت نمبر 41 سے 42 تک	560
ترجمہ	560
شانِ نزول	561
آیت نمبر 43 سے 44 تک	562
ترجمہ	563
آیت نمبر 45	563
ترجمہ	563
آیت نمبر 46 سے 48 تک	564
ترجمہ	565
آیت نمبر 49 سے 51 تک	566

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ	566
آیت نمبر 52 سے 54 تک	567
آیت نمبر 55 سے 56 تک	568
ترجمہ	569
آیت نمبر 57 سے 61 تک	570
ترجمہ	570
آیت نمبر 62 سے 63 تک	571
ترجمہ	571
آیت نمبر 64 سے 66 تک	572
ترجمہ	573
آیت نمبر 67	574
ترجمہ	575
روایات کی مدد سے آیت کی تفسیر	584
ولایت اور مولیٰ کا معنی	585
آیت نمبر 68 سے 71 تک	587
ترجمہ	587
آیت نمبر 72 سے 76 تک	588
ترجمہ	589
آیت نمبر 77 سے 79 تک	590
ترجمہ	590
آیت نمبر 80 سے 81 تک	591
ترجمہ	592
آیت نمبر 82	592
ترجمہ	593
شان نزول	593
پارہ نمبر 7	597
آیت نمبر 83 سے 88 تک	597
ترجمہ	597
آیت نمبر 89 سے 91 تک	599
ترجمہ	599
آیت نمبر 92	601
ترجمہ	601
آیت نمبر 93	602
ترجمہ	602
آیت نمبر 94	603
ترجمہ	603
آیت نمبر 95	603
ترجمہ	604
حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی مامون کی بیٹی سے شادی..	604
حرام روزے	610
وہ روزے جن میں اختیار ہے	611
وہ روزے جو اذن پر موقوف ہیں	611
تادیبی روزے	612
مباح روزے	612
مریض اور مسافر کا روزہ	612
آیت نمبر 96 سے 100 تک	612
ترجمہ	613
آیت نمبر 101	614
ترجمہ	614
آیت نمبر 102 سے 103 تک	615
ترجمہ	615
آیت نمبر 104 سے 105 تک	616

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ 617
آیت نمبر 106 سے 108 تک 617
ترجمہ 618
آیت نمبر 109 620
ترجمہ 620
آیت نمبر 110 سے 111 تک 621
ترجمہ 621
آیت نمبر 112 سے 115 تک 622
ترجمہ 623
آیت نمبر 116 سے 118 تک 623
ترجمہ 624
آیت نمبر 119 سے 120 تک 625
ترجمہ 625
سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ 629
سورۃ الانعام کے فضائل 629
آیت ۱ تا ۳ 630
ترجمہ 630
تفسیر 631
آیت ۴ تا ۵ 631
ترجمہ 631
آیت ۶ تا ۷ 632
ترجمہ 632
آیت ۸ 632
ترجمہ 633
تفسیر 633
آیت ۹ 633
ترجمہ 633
آیت ۱۰ 634
ترجمہ 634
تفسیر 634
آیت ۱۱ 635
ترجمہ 635
تفسیر 635
آیت ۱۲ تا ۱۳ 636
ترجمہ 636
تفسیر 636
آیت ۱۴ تا ۱۸ 637
ترجمہ 637
تفسیر 638
آیت ۱۹ 638
ترجمہ 638
تفسیر 639
آیت ۲۰ 639
ترجمہ 639
تفسیر 640
آیت ۲۱ 640
ترجمہ 641
آیت ۲۲ تا ۲۴ 641
ترجمہ 641
تفسیر 641
آیت ۲۵ 642
ترجمہ 642

Presented by Ziaraat.com

تفسیر	642
آیت ۲۶	643
ترجمہ	643
تفسیر	643
آیت ۲۷	643
ترجمہ	644
تفسیر	644
آیت ۲۸ تا ۳۰	644
ترجمہ	644
تفسیر	645
آیت ۳۱ تا ۳۲	646
ترجمہ	646
تفسیر	646
آیت ۳۳ تا ۳۴	648
ترجمہ	648
آیت ۳۵	649
ترجمہ	650
تفسیر	650
آیت ۳۶	653
ترجمہ	653
تفسیر	653
آیت ۳۷ تا ۳۹	653
ترجمہ	654
تفسیر	654
آیت ۴۰ تا ۴۴	656
ترجمہ	657
تفسیر	658
آیت ۴۵ تا ۴۷	659
ترجمہ	660
تفسیر	660
آیت ۴۸ تا ۵۰	661
ترجمہ	662
تفسیر	662
غیب کی اقسام:	664
آیت ۵۱	665
ترجمہ	665
تفسیر	665
آیت ۵۲	665
ترجمہ	666
تفسیر	666
آیت ۵۳	666
ترجمہ	667
تفسیر	667
آیت ۵۴ تا ۵۵	667
ترجمہ	668
تفسیر	668
آیت ۵۶ تا ۵۷	668
ترجمہ	669
تفسیر	669
آیت ۵۸	670
ترجمہ	670
آیت ۵۹	670

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ	670
تفسیر	671
آیت ۶۰ تا ۶۲	671
ترجمہ	671
تفسیر	672
آیت ۶۳ تا ۶۴	672
ترجمہ	672
آیت ۶۵	673
ترجمہ	673
تفسیر	673
آیت ۶۶	674
ترجمہ	674
آیت ۶۷	674
ترجمہ	674
آیت ۶۸ تا ۶۹	674
ترجمہ	675
تفسیر	675
آیت ۷۰ تا ۷۳	676
ترجمہ	677
تفسیر	677
آیت ۷۴ تا ۷۵	678
ترجمہ	678
تفسیر	679
آیت ۷۶ تا ۷۹	683
ترجمہ	684
تفسیر	684
آیت ۸۰ تا ۸۱	686
ترجمہ	687
تفسیر	687
آیت ۸۲_۸۳	690
ترجمہ	690
تفسیر	690
آیت ۸۴ تا ۸۷	691
ترجمہ	691
تفسیر	692
آیت ۸۸ تا ۹۰	693
ترجمہ	694
تفسیر	694
آیت ۹۱ تا ۹۲	695
ترجمہ	695
تفسیر	696
آیت ۹۳	697
ترجمہ	697
تفسیر	698
آیت ۹۴	699
ترجمہ	699
تفسیر	699
آیت ۹۵ تا ۹۷	700
ترجمہ	700
تفسیر	701
آیت ۹۸ تا ۹۹	701
ترجمہ	702

Presented by Ziaraat.com

تفسیر	702
آیت ۱۰۰ تا ۱۰۳	703
ترجمہ	703
تفسیر	704
آیت ۱۰۴ تا ۱۰۷	704
ترجمہ	705
تفسیر	705
آیت ۱۰۸ تا ۱۱۰	706
ترجمہ	707
تفسیر	707
آٹھواں پارہ	710
آیت ۱۱۱	710
ترجمہ	710
تفسیر	710
آیت ۱۱۲	711
ترجمہ	712
تفسیر	712
آیت ۱۱۳	713
ترجمہ	713
تفسیر	713
آیت ۱۱۴ تا ۱۱۶	713
ترجمہ	714
تفسیر	714
آیت ۱۱۷ تا ۱۱۹	715
ترجمہ	715
تفسیر	716
آیت ۱۲۰ تا ۱۲۲	716
ترجمہ	716
تفسیر	717
آیت ۱۲۳ تا ۱۲۴	718
ترجمہ	718
تفسیر	718
آیت ۱۲۵ تا ۱۲۷	719
ترجمہ	719
تفسیر	720
آیت ۱۲۸ تا ۱۲۹	720
ترجمہ	721
تفسیر	721
آیت ۱۳۰ تا ۱۳۱	721
ترجمہ	722
تفسیر	722
آیت ۱۳۲	722
ترجمہ	723
آیت ۱۳۳ تا ۱۳۶	723
ترجمہ	723
تفسیر	724
آیت ۱۳۷ تا ۱۳۸	724
ترجمہ	725
تفسیر	725
آیت ۱۳۹ تا ۱۴۱	726
ترجمہ	726
تفسیر	727

Presented by Ziaraat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Presented by Ziaraat.com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی الہ الطیبین الطاہرین امابعد

میری خواہش تھی کہ میں قرآن مجید کہ جو ہمارے غیر متزلزل عقیدہ کے مطابق ایک الٰہی اور الہامی کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اور آخری آسمانی کتاب ہے کہ جس کے بعد کوئی کتاب نازل ہوئی ہے اور نہ ہی ہوگی۔ یہ کتاب تا قیام قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ و جاوید معجزہ ہے جو قیامت تک کے لیے اپنے چاہنے والوں کے لیے ھادی اور اپنے مخالفوں کے لیے چیلنج ہے کہ کوئی اس جیسی کتاب لانے پر قادر ہے تو وہ لائے اور جس جس کو اپنی مدد کے لیے بلانا چاہے وہ بلا سکتا ہے اور میں نے اپنی اس خواہش کی تکمیل کی خاطر جس تفسیر کا انتخاب کیا، اس کا نام تفسیر قمی ہے۔ سب سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ صاحب تفسیر کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جائے تا کہ اس سے خود تفسیر کی اہمیت بھی نمایاں ہو جائے گی۔

Presented by Ziaraat.com

صاحب تفسیر کا تعارف

تفسیر کا نام: تفسیر القمی

صاحب تفسیر کا نام: حجۃ الاسلام ثقۃ الاسلام الجلیل ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی

آپ کے بارے میں علامہ نجاشی نے فرمایا ہے کہ آپ حدیث میں ثقہ ہیں۔ ثبت معتمد اور صحیح المذہب تھے اور نجاشی کا یہ قول صاحب تنقیح نے بھی نقل کیا ہے اور ایسے ہی آپ کے بارے میں صاحب کتاب الخلاصہ نے بھی رائے دی ہے اور آپ کو اول درجہ کے راویوں میں سے قرار دیا ہے اور ابن داؤد نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ ثقہ، مختصر اور بلیغ گفتگو فرمانے والے تھے اور اعلام الوری میں ہے کہ ہمارے شیعہ راویوں میں سے جلیل القدر ہیں اور آپ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ کے تھے اور آپ ۳۰۷ ہجری تک زندہ رہے اور ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الکافی میں بہت زیادہ روایات آپ سے نقل کی ہیں۔

آپ کی دوسری تالیفات

تفسیر قمی کے علاوہ آپ کی اور تالیفات بھی ہیں جو بہت عمدہ اور آپ کا علمی شاہکار ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب الناسخ والمنسوخ	۲۔ کتاب قرب الاسناد	۳۔ کتاب الشرائع
۴۔ کتاب الحیض	۵۔ کتاب التوحید والشرک	۶۔ کتاب فضائل امیر المومنین
۷۔ کتاب المغازی	۸۔ کتاب الانبیاء	۹۔ کتاب المشذر
۱۰۔ کتاب المناقب	۱۱۔ کتاب اختیار القرآن	

زیادہ تر علی بن ابراہیم صاحب تفسیر قمی اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے روایات نقل فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ خود اس تفسیر سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے کچھ اشارہ ابراہیم بن ہاشم القمی کے بارے میں بھی عرض کیا جاتا ہے۔

ابراہیم بن ہاشم القمی کے بارے میں کچھ عرضِ خدمت ہے

ارباب علم و دانش و معرفت سے مخفی نہیں ہے جو ان دونوں باپ اور بیٹے کے بارے میں ثناء و تعریف وارد ہے اور جو مرتبہ و مقام ان دونوں کا دین مبین کی خدمت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کو حاصل ہے وہ بھی روز روشن کی طرح عیاں، واضح ہے۔ کتاب الغیبۃ میں حضرت علامہ شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا: قم

Presented by Ziaraat.com

ہمارا اور ہمارے شیعوں کا شہر ہے اور یہ ارض مقدس و مطہرہ ہے اور اس شہر نے ہماری ولایت کو قبول کیا ہے اور اس میں سے کوئی بھی برائی کا ارادہ کرے گا تو خدا اس کو اس دنیا میں سزا دینے میں جلدی کرے گا اور یہ لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ خیانت نہیں کرتے اور اگر انہوں نے یہ کام کیا تو خدا ان پر برے اور جابر حکمران مسلط کر دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہ (اہل قم) ہمارے قائم علیہ السلام کے مددگار ہیں اور ہمارے حق کی رعایت کرنے والے ہیں۔ پھر آپؑ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند فرمایا اور یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْهُمْ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَنَجِّهِمْ مِنْ هَلَكَةٍ

''اے میرے اللہ تو ان کو ہر فتنہ سے محفوظ فرما اور ان کو ہر ہلاکت سے نجات عطا فرما۔''

اہل قم کے فضل و شرف کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کا شرف و فضل اظہر من الشمس ہے اور یہ کیسے نہ ہو، حالانکہ اسی شہر مقدس سے علوم جعفریہ سے مزین و منور درخشندہ ستارے اس شہر کے افق پر چمکے ہیں اور باقر یہ سمندر کی سطح سے نکلنے والے گوہر اس شہر سے ظاہر ہوئے ہیں۔ جن میں سے نمایاں شخصیت ابو جریر رحمۃ اللہ علیہ، زکریا بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ، جناب زکریا بن آدم رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان لوگوں کو بھی زیادہ اور اکثر حصہ علوم آل محمد سے حاصل کرنے والے ابراہیم بن ہاشم جو علی بن ابراہیم کے والد ہیں۔ یہ دونوں تمام قمیوں کے استاد بزرگ ہیں اور اہل قم کے سردار و رئیس ہیں اور تمام اہل قم پر ان دونوں کو برتری و فضیلت حاصل ہے کیونکہ ان دونوں کو کوفیوں سے روایت نقل کرنے میں تقدم حاصل ہے۔

علامہ نجاشی اور علامہ شیخ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اہل کوفہ سے روایات کو نقل کرنے والے یہ سب سے پہلے ہیں۔

علامہ سید داماد رحمۃ اللہ ان دونوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوفیوں سے روایات کو نقل کرنے والوں میں سے۔ قم میں سب سے پہلے یہ ہی ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ صحیح اور صریح واضح میرے نزدیک یہ ہے کہ ان کا سلسلہ سند صحیح ہے اور ان کا امر اجل و روشن ہے اور اس سے کہیں یہ زیادہ ہیں کہ ان کے عدل اور وثوق کی تصدیق ان کے غیر سے لی جائے بلکہ ان کے غیر کے عدل و وثوق کی تصدیق ان سے لی جائے جس کی یہ تصدیق کریں وہ عادل اور موثق ہے۔ اور ایسا کیوں نا ہو جب یہ ہمارے عظیم شیوخ و علماء میں سے ہیں اور یہ لوگ رئیس المحدثین شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ کے علماء سے ہیں۔ ان لوگوں کی شان و منزلت و مرتبہ اس سے عظیم تر ہے کہ ان میں سے کسی کے بارے میں کوئی بدگمانی کی جائے تاکہ یہ کسی غیر کی نص اور توثیق کے محتاج ہوں اور یہ علی بن ابراہیم تو شیخ الشیوخ بلکہ قطب الشیوخ ہیں اور سند الاسناد ہیں۔ لہٰذا ان کا زیادہ حق اور یہ زیادہ سزاوار ہیں کہ یہ بدگمانی سے بے نیاز ہو۔

یہاں تک کہ صاحب کتاب الفہرست نے فرمایا ہے، ابراہیم بن ہاشم ابو اسحاق قمی اصل میں اہل کوفہ تھے اور وہاں سے قم میں منتقل ہوئے ہیں اور ہمارے اصحاب و علماء نے فرمایا ہے کہ یہ ہی وہ ہستی ہے، جنھوں نے سب سے پہلے اہل کوفہ کی

Presented by Ziaraat.com

روایات کو قم میں نشر کیا ہے اور علماء نے نقل کیا کہ آپ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے اور میں ان کی کتب میں سے جو جانتا ہوں وہ کتاب النوادر اور کتاب القضاء لامیر المومنین سرفہرست ہیں اور علامہ مامقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تنقیح میں جو فرمایا ہے وہ یوں ہے ''ابراہیم بن ہاشم ہمارے بزرگ فقہا و شیوخ میں سے ہیں کہ جو فقہہ اور صاحب اجازہ تھے اور بڑے محدثین میں سے ایک محدث بلکہ ان سے اکبر اور عظیم تر تھے اور سب سے زیادہ روایات اور سدید سند سے نقل کرنے والے تھے اور ثقہ اور جلیل القدر اصحاب نے آپ سے روایات کو نقل کیا ہے اور ان کی حدیث کو وہ معتبر قرار دیتے ہیں اور زیادہ احادیث ان سے نقل ہوئی ہیں۔ اور یہ چیز اس پر مخفی نہیں ہے جو کتب اربعہ کی طرف رجوع کرے گا۔ کتب اربعہ جو ہمارے تینوں شیوخ کی تالیفات ہیں کیونکہ یہ ہماری کتب آپ سے نقل ہونے والے اصول و فروع سے پر ہیں۔ انتھی

چونکہ آپ زیادہ تر روایات محمد بن ابی عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے تھے لہٰذا مناسب ہے کہ کچھ تذکرہ اس ہستی کا بھی کیا جائے تا کہ ان کے بارے میں بھی قاری محمد بن ابی عمیر کو معلوم ہو کہ یہ کس درجہ کے صاحب فضل ہیں۔

ان کے بارے میں علامہ مامقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنقیح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جن محمد بن ابی عمیر زیاد بن عیسیٰ الازدی ابو احمد وہ ہے کہ جن کے بارے میں ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ جن روایات کو آپ صحیح قرار دیں وہ صحیح ہیں اور آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام الرضا علیہ السلام اور حضرت امام جواد علیہ السلام کے زمانے کے ہیں۔ علامہ نجاشی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ المھلب بن ابی صفرہ کے آزاد کردہ تھے اور بعض نے کہا کہ آپ بنو امیہ کے آزاد کردہ تھے لیکن حق قول اول ہے اور آپ بغدادی الاصل ہیں اور آپ کو حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بھی ملاقات اور آپؑ سے روایات سننے کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ آپ نے امام رضا علیہ السلام سے بھی احادیث کو نقل ہے۔ آپ نا صرف ہمارے درمیان بلکہ مخالفین کے درمیان بھی جلیل القدر اور عظیم المرتبہ شمار ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ علامہ جاحظ نے اپنی کتاب میں آپ کی روایات کو نقل کیا ہے اور آپ کو رافضی (شیعہ) کا وجیہہ قرار دیا ہے۔

صاحب الفہرست نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ محمد بن ابی عمیر جو قبیلہ ازد کا آزاد کردہ سے ہے اور ابی عمیر کا نام زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ خاصہ اور عامہ کے درمیان سب سے زیادہ ثقہ تھے اور سب سے زیادہ زاہد اور عابد اور پرہیز گار تھے۔ حتیٰ کہ علامہ جاحظ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ قحطان کو جو نان پر اسی وجہ سے فخر و فضیلت حاصل ہے اور اس نے ذکر کیا ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں ہر لحاظ و اعتبار سے بے نظیر و بے مثل تھے۔ آپ نے آئمہ علیہم السلام میں سے تین آئمہ کا زمانہ پایا ہے لیکن امام ابو ابراہیم موسیٰ الکاظم سے روایات کو نقل کیا، بلکہ ابوالحسن امام الرضاء اور امام جواد علیہما السلام سے روایات کو نقل کیا ہے۔ اور آپ سے احمد بن محمد یحییٰ نے روایات کو نقل کیا ہے اور اس نے تحریر کیا ہے کہ آپ ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام کے ان سولوگوں میں سے ایک ہیں جو قابل وثوق و اعتماد تھے اور آپ کی بہت زیادہ کتب ہیں۔ اور ابن بطۃ نے آپ کی ۹۴ عدد

Presented by Ziaraat.com

کتب ذکر کی ہیں۔

ابن ابی عمیر رحمۃ اللہ علیہ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے کبھی عامہ سے روایات کو نقل نہیں کیا تھا جبکہ عامہ آپ سے روایات نقل کیا کرتے تھے۔ لہٰذا آپ کی نقل کردہ روایات خالص محض شیعہ راویوں سے نقل ہوتی تھیں اور غیر کا ان میں کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔

جیسا کہ خود آپ سے شاذان بن الخلیل نیشاپوری نے اس کے بارے میں سوال کیا کہ آپ عامہ (سنی) سے روایات نقل کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ آپ ان سے ملاقات بھی کرتے ہیں اور ان سے روایات نہیں سنتے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں میں ملاقات بھی کرتا ہوں اور ان سے روایات بھی سنتا ہوں لیکن میں ان سے روایات کو نقل نہیں کرتا۔ وہ اس لیے کہ میں نے اپنے کافی علماء کو دیکھا ہے جو عامہ اور خاصہ سے روایات کو سنتے ہیں اور نقل کرتے ہیں، لیکن ان کو اشتباہ ہو جاتا ہے۔ حتی کہ وہ روایات عامہ کو خاصہ سے نقل کر دیتے ہیں اور روایات خاصہ کو عامہ سے نقل کر دیتے ہیں۔ پس میں اس کو پسند نہیں کرتا، اسی وجہ سے میں عامہ سے نقل ہی نہیں کرتا تا کہ اختلاط نہ ہو جائے۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے کہ ابن بطۃ نے آپ کی کتب کی تعداد تقریباً ۹۴ تک ذکر کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ مناسب ہوگا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب النوادر (۲) کتاب الاستطاعۃ والافعال والرد علی القدر والجبر (۳) کتاب المبدأ (۴) کتاب الامامۃ (۵) کتاب المتعۃ (۶) کتاب المغازی (۷) کتاب الکفر والایمان (۸) کتاب البداء (۹) کتاب الاحتجاج فی الامامۃ (۱۰) کتاب الحج (۱۱) کتاب فضائل الحج (۱۲) کتاب الملاحم (۱۳) کتاب یوم ولیلۃ (۱۴) کتاب الصلاۃ (۱۵) کتاب مناسک الحج (۱۶) کتاب الصیام (۱۷) کتاب اختلاف الحدیث (۱۸) کتاب المعارف (۱۹) کتاب التوحید (۲۰) کتاب النکاح (۲۱) کتاب الرضاع۔

آپ کی وفات

علامہ محمد بن ابی عمیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات دوسو سترہ ہجری قمری کو ہوئی۔

تفسیر القمی کے بارے میں چند معروضات

ابھی تک جو کچھ ذکر ہوا ہے وہ ان علماء کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے جن سے زیادہ تر علامہ علی بن ابراہیم قمی نے روایات کو اخذ کیا اور اب قارئین کی خدمت میں کچھ چیزیں جو آپ کی تفسیر القمی جو کہ قارئین کے ہاتھوں میں موجود ہے اس کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.com

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ تفسیر قمی جو ہمارے ہاتھوں میں ہے سب سے پہلی تفسیروں میں سے ایک ہے۔ جو ہمارے پاس آئی ہے اور اگر یہ تفسیر نہ ہوتی تو اس فن تفسیر میں کوئی متن متین ہمارے پاس نہ ہوتا اور اس تفسیر پر جید علماء نے اعتماد کیا ہے اور بہت زیادہ تفسیریں ایسی ہیں جنہوں نے اس کی روایات سے فیض حاصل ہے اور وہ تفسیریں اس کی روایات سے منور ہیں۔ مثلاً تفسیر الصافی، تفسیر مجمع البیان، تفسیر البرہان وغیرہ۔ مگر یہ اصول ہمارے اس زمانے کے علماء کو میسر نہیں ہے کیونکہ اس کے دو نسخے طبع ہوئے ہیں۔ ایک نسخہ ۱۳۱۳ ہجری میں ایران میں طبع ہوا تھا اور دوسرا ۱۳۱۵ ہجری میں طبع ہوا اور اس کے حاشیہ پر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام درج ہوئی ہے لیکن ان دونوں میں بھی بہت زیادہ اشتباہ اور خطاء ہیں اور یہ دونوں نسخے بہت کم پائے جاتے ہیں حتی کہ ایران وعراق کے کتب خانوں میں بھی نہیں ملتے۔ حتی کہ وہ کتاب خانہ جو بنام امیر المومنین علیہ السلام سے موسوم ہے، باوجود اپنی وسعت اور کثرت کے وہ بھی اس سے محروم ہے۔ چونکہ اس میں فائدہ بہت زیادہ تھا اس لیے اس کی جدید طباعت کا اقتضاء کیا گیا تا کہ اس کا اثر زائل نہ ہو جائے اور یہ مفقود نہ ہو جائے۔

لہٰذا اسے دوبارہ سید طیب الجزائری کی تصحیح کے ساتھ چاپ کیا گیا۔ یہ اس زمانے والوں کے لیے ایک تحفہ ہے، کیونکہ اس کے بہت زیادہ خصائص ہیں جن میں سے چند ذکر کیے جا رہے ہیں اور وہ اس کے غیر میں نہیں پائے جاتے۔

۱۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ تفسیر کافی زیادہ تفسیروں کے لیے اصل ہے۔

۲۔ اس کی روایات زیادہ تر امام صادق علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام سے مروی ہیں اور وہ بھی بہت تھوڑے وسائط کے ساتھ اور سلسلہ سند بہت کم ہے۔ حتی کہ الذریعہ میں ذکر کیا ہے کہ گویا یہ تفسیر ہی امام الصادقین علیہما السلام کی ہے۔

۳۔ اس تفسیر کے مؤلف امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے کے ہیں۔

۴۔ اس مولف کا والد (ابراہیم بن ہاشم) جنہوں نے اپنے فرزند کے لیے روایات نقل کی ہیں وہ خود امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۵۔ اس تفسیر میں فضائل اہل بیت علیہم السلام کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے کہ جن فضائل کے بارے میں دشمنوں کی پوری کوشش رہی ہے کہ ان فضائل کو قرآن سے خارج کر دیا جائے۔

۶۔ اس تفسیر میں بہت زیادہ اسی آیات القرآنیہ ذکر ہوئی ہیں کہ جن کو بغیر معصومین کی تشریح اور تفسیر سے سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

ایک اور خصوصیت

وہ پہلا راوی اس تفسیر کا کہ جس کو علامہ علی ابن ابراہیم القمی نے یہ تفسیر لکھوائی ہے، وہ ابوالفضل العباس ابن محمد بن قاسم

Presented by Ziaraat.com

بن حمزہ بن موسیٰ بن جعفر الصادق علیہ السلام ہیں۔ جو کہ خود علی بن ابراہیم قمی کے شاگرد خاص ہیں۔ اس شخص کا ذکر اگرچہ کتب رجالیہ میں نہیں ملتا جیسا کہ خود صاحب الذریعہ نے ذکر کیا ہے، لیکن آپ کے عالی الشان اور عالی مرتبہ ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ آپ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں اور تین نسل کے بعد آپ کا تعلق امام علیہ السلام سے مل جاتا ہے اور اس کو کافی النساب کی کتب نے ذکر کیا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ یہ تفسیر اس فن میں عریف کا درجہ رکھتی ہے۔ اپنے زمانے میں قلیل المثال ہے لیکن اطراء کے فائدہ کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے۔

بالجملہ اس کے اوصاف سے ہے کہ ایک تفسیر ربانی ہے اور اس کے نور کی شعاعیں بہت وسیع ہیں اور اس کے معانی عمیق اور اس کے بیان قوی ہیں۔ طور وطریق میں عجیب اور ایسی تفسیر سوائے معصوم القائم کے کسی سے ممکن نہیں ہے اور اس کو سمجھ بھی علماء ہی سکتے ہیں۔

تنبیہ

اس تفسیر کے قاری کے لیے ضروری ہے کہ اس پر پورے اور مکمل التفات اور توجہ سے اس کا مطالعہ کرے ورنہ اس کا سمجھنا مشکل ہوگا۔ بلکہ بعض اوقات دشمن مزاج اور کمزور عقیدہ کے بندے کے لیے اس سے عنود اور لجاجت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ پس وہ اس تفسیر پر اعتراض کر دیں گے اور اس کے مثل پہلے بھی کافی لوگوں نے اس پر اعتراض کیے ہیں کہ اس کے مطالب الفاظ کے ظہور سے بعید ہیں اور تاویلات کے زیادہ قریب ہیں کہ جن کا عقل انکار کرتی ہے۔ مثلاً وہ آیات جو گذشتہ سرکش اقوام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کو اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے مربوط کرنا اور یہ تفسیر کی گئی ہے کہ یہ انکے بارے ہی نازل ہوئیں ہیں یا اس کے علاوہ۔

جواب

اس کا جواب چند امور پر موقوف ہے۔

الاول:

وہ چیز جو روشن اور واضح ادلہ سے اور فریقین کی احادیث متواترہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ذوات مقدسہ محمد وآل محمد جو پاک وطاہر ہیں ان سب پر درود وسلام ہو اس کائنات کے لیے علت غائی ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کائنات معرض وجود میں آئی ہے، جیسا کہ فریقین میں مشہور حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس میں ارشاد ہوا ہے "لولاك لما خلقت الافلاك" "اے

Presented by Ziaraat.com

میرے سردار کائنات کے نبی اگر آپ کو خلق نہ کرنا ہوتا تو میں یہ ساری کائنات خلق نہ کرتا۔'' یا دوسری حدیث میں رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے "اول ما خلق الله نوری" ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا ہے۔''

اور اس حدیث کی تائید قول خدا فرماتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ إِن كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿الزخرف: ۸۱﴾ ''اے میرے حبیب ان سے کہہ دیں اگر رحمٰن کے لیے کوئی فرزند ہوتا پھر میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا تھا۔ یعنی پھر مجھے وہ اپنا فرزند قرار دیتا۔''

یہ آیت قرآنیہ الکریمہ بیان کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات میں وجود کے اعتبار سے پہلے خلق ہوئے۔ اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخر میں خاتم المرسل بن کر مبعوث ہوئے اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی ایسے ہی ہیں کیونکہ یا تو آپ نفس رسول ہیں جیسا کہ خود آیت مباہلہ اس پر دلالت کرتی ہے اور یا خود آپ کے نور کا ایک حصہ ہیں جیسا کہ خود رسول خدا کا فرمان اس پر دال ہے۔ آپ نے فرمایا: "انا و علی من نور واحد" میں اور علی دونوں ایک نور سے ہیں۔ ایسے ہی آپ کی اولاد معصومینؑ ساری کی ساری آپ ہی کے جمال و کمال کا مظہر ہیں۔ جیسا کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں خود ارشاد فرمایا ہے اور یہ حدیث خاصہ میں مشہور ہے جبکہ عامہ میں بھی نقل ہوئی ہے۔ "اولنا محمد و اوسطنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد" ہمارا پہلا بھی محمد ہے درمیانہ بھی محمد ہے اور آخری بھی ہمارا محمد ہے اور ہم سب محمد ہیں۔

اس مفہوم و مقصد پر بہت زیادہ روایات دلالت کرتیں ہیں اور اگر کوئی ان روایات کا ذوق و شوق رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ معارج النبوت و مدارج النبوت اور ینابع المودۃ کی طرف رجوع کرے۔

ایسے ہی بہت زیادہ معتبر روایات نیز وارد ہوئیں ہیں جیسا کہ حدیث کساء کہ جو ہمارے علماء الاعلام کی تسلیم شدہ اور مقبول روایات میں سے ہے۔ اور خواص و عوام اس کو قبول کرتے ہیں۔ اس حدیث میں ارشاد ہوا ہے: وعزتی و جلالی انی ما خلقت سماء امبنیة ولا ارضا مدحیة ولا قمراً منیراً ولا شمسا مضیئاً ..... الا فی محبة هولاء الخمسة الذین هم تحت النساء) یہ حدیث بھی بیان کرتی ہے کہ ساری کائنات ان کے لیے اور ان کی خاطر معرض وجود میں آئی ہے۔

نیز کتاب اکمال الدین والعیون اخبار الرضاء اور العلل میں امام رضا علیہ السلام سے نقل ہونے والی حدیث جس کو آپ نے اپنے اباؤ اجداد کے ذریعے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ما خلق الله خلقا افضل منی ولا اکرم علیه منی" اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق خلق نہیں کی جو مجھ سے افضل ہو اور جو مجھ سے زیادہ مکرم ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ "فانت افضل

Presented by Ziaraat.com

او جبرائیل" آپ افضل ہیں یا جبرائیل؟ آپ نے فرمایا: اے علی "ان اللہ فضل انبیائہ المرسلین علی ملائکتہ المقربین و فضلنی علی جمیع النبیین والمرسلین" تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء والمرسلین کو تمام ملائکہ مقربین پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اے علی "والفضل من بعدی لك یا علی وللائمة من بعدك و ان الملائكة لخدامنا و خدام محبینا" اے علی میرے بعد وہ فضیلت آپ کے لیے ہے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد سے آئمہ علیہم السلام کے لیے ہے اور تحقیق تمام ملائکہ ہمارے اور ہمارے ساتھ محبت رکھنے والوں کے خادم ہیں۔ پھر فرمایا اے علی وہ فرشتے جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے اور جو عرش کے اردگرد ہیں، وہ سارے اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتے ہیں ان مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: یا علی "لولا نحن ما خلق اللہ آدم ولا حواء ولا الجنة ولا النار ولا السماء والارض" اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ آدم کو اور حواء اور جنت اور جہنم اور آسمان اور نہ ہی زمین کو خلق کرتا۔ "فکیف لانکون افضل من الملائکة" پس ہم کیسے ملائکہ سے افضل نہیں ہوں گے۔ پھر فرمایا: "وقد سبقناھم الی معرفة ربنا" حالانکہ ہم اپنے رب کی معرفت میں ان سے سبقت رکھتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح اور تقدیس میں ان سے سبقت رکھتے ہیں کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ارواح کو خلق کیا۔ پس ہم نے کی اس "لِتَعْلَمَ" توحید اور تمجید کے بارے میں نطق کیا اور پھر اللہ نے ملائکہ کو خلق فرمایا: پس جب ملائکہ نے ہمارے ارواح کا مشاہدہ کیا جو کہ ایک نور تھے، تو انہوں نے ہمیں عظیم قرار دیا۔ فسبحنا تسلم الملائكة پس پھر ہم نے تسبیح کی تا کہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے پس ہماری تسبیح سے ملائکہ نے تسبیح کرنا شروع کی۔

یہ روایت بھی دال ہے کہ یہ ذوات مقدسہ سب سے پہلے خلق ہوئے ہیں۔

الثانی:

جب ثابت ہو چکا ہے۔ یہ ذوات مقدسہ اللہ تعالیٰ کی اول مخلوق ہیں اور غرض حق ہیں۔ پس عقل بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر از روئے لطف واجب اور ضروری ہے کہ اپنی تمام مخلوق کو ان کی معرفت عطاء کرے اور ان کی محبت اپنی تمام مخلوق پر واجب و لازم قرار دیے، ورنہ غایۃ اور معنی کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ پس یہ ذوات مقدس تمام مخلوق کی خلقت کی غرض ہیں۔ یعنی تمام مخلوق کو اللہ نے ان کے لیے خلق کیا ہے اور ان کو اپنے لیے خلق کیا ہے اور اگر یوں کہا جائے تو بھی درست ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے خلق کیا ہے اور خدا کی عبادت خدا کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور معرفت خدا صرف اور صرف اس طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ اللہ پر ایمان لے کر آئیں جیسا وہ ہے اور یہ خدا پر ایمان کما ہوا موقوف ہے کہ ہم رسول کا اقرار کریں کیونکہ رسول ہی خدا کے بارے خبر دینے والا ہے اور رسول پر ایمان موقوف ہے۔ امام کے اقرار پر کیونکہ

Presented by Ziaraat.com

امام ہی رسول کے بارے خبر دینے والا ہے، پس خدا پر ضروری ہے وہ اپنی مخلوق کی ان کی طرف ہدایت کرے۔ اور ان کو بیان کرنے والی ادلہ فراہم کرے پس ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اور ان کے لیے قرآن نازل کرے۔

الثالث

تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے بعد نبی کی امت کے افعال و اعمال سے واقف تھا کہ یہ دین سے کھیلیں گے اور دین کے حمایت کرنے والوں کی عزت و ناموس کو یہ برباد کریں گے جیسا کہ بنو امیہ اور بنو عباس کی کرتوتوں سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے بارے میں نبی صادق نے بھی خبر دی تھی جیسا کہ بخاری اور مسلم میں بھی اس کے بارے میں موجود ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا "لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبراً بشبر وذراعا بذراع حتی لو سلکوا جحر ضب لسلکتموہ" یقین بریقین تم لوگ گذشتہ امتوں کی اتباع کرو گے قدم بقدم اور ہاتھ باہاتھ حتی کہ اگر وہ سوسمار کی بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ضرور برضرور اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ کون ہیں تم ہو۔ (بخاری شریف جلد ۴ ص ۱۷۶)

اور ایسے ہی حضرت علی علیہ السلام سے احتجاج میں روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "لتسلکن سبل من کان قبلکم من الامم فی الغدر بالاوصیاء بعد الانبیاء" یعنی تم ضرور برضرور اپنے سے پہلے والی امتوں کے راستے کو اختیار کرو گے جیسا انہوں نے اپنے زمانے کے انبیاء کے جانے کے بعد ان کے اولیاء سے غدر و دھوکا کیا تھا تم بھی ایسا ہی کرو گے۔

اور اس مطلب و معنی کو فریقین کی بہت زیادہ روایات بیان کرتیں ہیں جب ایسی صورت حال ہو تو پھر اگر خداوند متعال اپنے ہادیوں کے نام قرآن میں ذکر کر دیتا اور کیا وہ نام ان ظالموں سے محفوظ رہے جاتے اور جو فضائل ان کے ناموں سے قرآن میں درج ہوتے کیا وہ بچ جاتے، ممکن نہیں تھا۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آئمہ کے ناموں اور انکے فضائل کو کنایۃ اور استعارہ کے ذریعے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی روش اور اسلوب اکثر آیات میں یہ ہی ہے کہ آیت کا ظاہر کسی کے ساتھ خاص ہے لیکن اس کا باطن دوسرے کے لیے ہے اور اس کے بارے تائید وہ روایت ہے جسے علامہ عیاشی نے اپنی تفسیر میں اور دوسرے لوگوں نے بھی نقل کیا ہے اور یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں حضرت امام ابو جعفر، امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر قرآن سے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا۔ پس آپ نے مجھے جواب دیا، پھر میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے اس چیز کے بارے میں دوسرا جواب دیا جو پہلے کا غیر تھا۔ پس میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ نے اس مسئلہ کے بارے گذشتہ کل مجھے اور جواب دیا تھا اور آج اور جواب عنایت فرما رہے ہیں۔ پس

Presented by Ziaraat.com

آپ نے مجھے فرمایا: اے جابر "ان للقرآن بطنا وللبطن بطنا وظهراً و للظهر ظهرا" تحقیق قرآن کے لیے ایک باطن ہے اور اس باطن کے لیے بھی ایک اور باطن ہے اور اس کے لیے ایک ظاہر ہے اور اس ظاہر کے لیے بھی ایک ظاہر ہے۔ اے جابر وہ چیز جو انسانی عقلوں سے بہت بعید اور دور ہے وہ قرآن کی تفسیر ہے کیونکہ اس کی آیات ایسی بھی ہیں کہ جن کا اول ایک چیز کے بارے میں ہوتا ہے اور اس کا آخر کسی دوسری چیز کے متعلق ہوتا ہے۔

اور قرآن ایک ایسی کلام ہے جو متصل ہے لیکن کافی وجوہ سے پراگندہ و متفرق بھی ہے۔

امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں، ابن مسعود سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: "ان القرآن نزل علی سبعة احرف مامنها حرف الا وله ظهر وبطن" تحقیق قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور ہر حرف کے لیے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ "وان علی ابن ابی طالب عنده علم الظاهر والباطن" اور تحقیق علی ابن ابی طالب وہ ہیں کہ جن کے پاس ظاہر کا علم بھی ہے اور باطن کا علم بھی ہے اور باطن قرآن سے مراد اس کی تاویل ہے جیسا کہ خود خدا نے فرمایا ہے: "وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ" اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ اور ان ذوات مقدسہ کے جو علم میں راسخ ہیں۔ اور اس کی مثال آیت الشجرۃ ہے۔ جس میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: "أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ" [1] "کیا تم نے دیکھا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال پیش کرتا ہے شجرہ طیبہ کے ساتھ۔"

شجرہ طیبہ سے مراد محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم ہیں۔ الشجرۃ الخبیثہ سے مراد ملعون ہے۔ جو سورہ بنی اسرائیل میں آیا اور اس سے مراد بنو امیہ ہیں۔ پس یہ والی تاویل صرف لفظ کے سننے سے سوائے آل محمد کے اور کون کر سکتا ہے خواہ وہ کتنا ہی صاحب علم ہو۔ یہ صرف آل محمد ہی تاویل جانتے ہیں کیونکہ قرآن ان کے گھر نازل ہوا ہے اور یہ اہل بیت وہ ہیں جن کا قرآن میں لقب کبھی رَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ ہے تو کبھی ان کو قرآن میں الذین اوتوا العلم سے یاد کیا گیا ہے۔ پس تحقیق یہ قرآن پاک کی تمام وجوہ کو جانتے ہیں اور ان کے معانی کا عرفان رکھتے ہیں اور یہ ہی قرآن کے ناسخ اور منسوخ اور محکم اور متشابہہ اور قرآن کے عام اور خاص مطلق اور مقید اور اس کے مجمل اور مبین کو جاننے والے ہیں۔ جیسا کہ خود امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "والله ما نزلت آية الا وقد علمت فيما نزلت و اين نزلت و على من نزلت ان ربي وهب لي قلبا عقولا و لسانا ناطقا" [2] خدا کی قسم کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر میں اس کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی۔ کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کس پر نازل ہوئی ہے۔ تحقیق میرے خدا نے مجھے ایک عاقل دل اور بولنے والی زبان عطا فرمائی ہے۔

---

[1] سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۴

[2] تاریخ الخلفاء، ص: ۱۴۲

Presented by Ziaraat.com

لہٰذا جب بھی آیات القرآنیہ میں سے کسی آیت کے بارے میں ذوات مقدسہ سے کوئی معنی وارد ہوا ہو جو اس آیت کی تاویل میں ہو اور اس بطن قرآن سے تعبیر ہو تو اس کے انکار کی ہمیں مجال نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کو غریب قرار دے سکتے ہیں، خواہ وہ معنی ظاہر اللفظ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ کیا کوئی اور گھر ہے کہ جس میں روح الامین قرآن لے کر نازل ہوا ہو۔ کیا آیات قرآن قرآنی زیتون کے علاوہ کسی اور سے منور ہوں گی۔ پس یہ اہل بیت نبوت ہیں اور رسالت کی کان ہیں اور وحی کے نازل ہونے کا محل ہیں اور تفسیر و تاویل قرآن بھی ان سے ہی پھوٹے گی۔

جیسا کہ خود ابو عبداللہ امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے کربلا کی طرف روانہ ہوتے وقت تمام لوگوں کے سامنے ارشاد فرمایا: "نحن اهل بيت النبوة ومعدن الرسالة و مختلف الملائكة" [1] ہم اہل بیت نبوت ہیں اور ہم رسالت کی کانیں ہیں اور ہم وہ ہیں جن کے ہاں ملائکہ کا آنا جانا رہتا ہے۔'' پس قرآن کا ظاہر اگرچہ بہت خوبصورت اور عمدہ اور واضح ہے لیکن اس کا باطن بڑا گہرا اور عمیق ہے۔ اس کا ظاہر اگرچہ ایک خاص فرد یا ایک خاص زمانے کے ساتھ ہے لیکن اس کا باطن قیامت تک کے لیے ہر اس کے لیے ہے جو اس کا اہل ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "ان القرآن نزل ثلاثا: ثلث فينا وفي احبائنا و ثلث في اعدائنا وعدو من قبلنا وثلث سنة و مثل" [2] تحقیق قرآن تین حصوں میں نازل ہوا ہے ایک ثلث ہمارے اور ہمارے دوستوں کی شان اور ہماری حجت میں نازل ہوا ہے اور ایک ثلث ہمارے دشمنوں اور جو ہم سے پہلے ہیں ان کے دشمنوں کی مذمت و سرزنش میں نازل ہوا ہے اور ایک ثلث سنت اور امثال میں نازل ہوا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اگر ایک آیت جب کسی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہو اور وہ قوم مر جائے یا ختم ہو جائے کیا وہ آیت مر یا ختم ہو جائے گی اگر ایسا ہو تو پھر قرآن میں سے ایک زمانے کے گزرنے کے بعد کوئی چیز ہی باقی نہ رہے جائے گی حالانکہ قرآن قیامت تک کے لیے نازل ہوا ہے اور یہ قیامت تک رہے گا۔

پس اس سے ہی معلوم اور واضح ہوتا ہے کہ گذشتہ امتوں کا مثلاً آل فرعون یا آل نمرود یا امت موسیٰ اور ہارون یا قوم ھود یا نصاریٰ اور یہود کا تذکرہ قرآن میں ہوا ہے۔ وہ کیوں ہوا ہے اور ان برے اعمال کو اور برے اور قابل تشنیع افعال کو قرآن میں کیوں ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اللہ تو بہت بڑا پردہ ڈالنے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ان بڑے اعمال کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو جانے کے بعد اور ان کے نابود ہونے کے بعد دوبارہ ان کا تذکرہ قرآن میں کرنے کی اور کوئی حکمت نہیں ہے مگر یہ کہ صاحبان عقل اس سے عبرت حاصل کریں اور آنے والے زمانے کے فاسقین کو ان کے حالات سے تنبیہ کیا جائے۔ وہ فاسقین جو اپنے برے اعمال کی وجہ سے ان قوموں کے مشابہ ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں کو رسول خدا کی زبان

---

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۱۱۹

[2] تفسیر فرات کوفی

Presented by Ziaraat.com

سے اس امت کے یہود و نصاریٰ سے تعبیر کیا گیا۔ یہ اس امت کے یہود و نصاریٰ ہیں یا مجوسی ہیں۔

پس یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے اس سے واضح اور روشن ہو گیا کہ قرآن مجید میں جو مدحت خواہ کنایۃ ہو یا صراحت سے ہو وہ محمد و آل محمد طاہرین کی طرف راجع ہے بلکہ یہ اس کے مستحق افراد میں سے فرد اکمل و اتم فرد ہیں اور ہر وہ آیت جو مذمت اور سرزنش کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ ان ذوات مقدسہ کے تمام دشمنوں کے بارے میں ہے خواہ وہ اولین میں سے ہو یا آخرین سے ہوں اور تمام وہ آیات جو اس طرح کی ہیں ان کو اسی پر حمل کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ خلاف ظاہر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کا اسلوب بیان اور خود قرآن کو تحریف اور نقصان سے بچانے کے لیے اس کنایہ شعاری کا ہونا ضروری ہے اور خود کنایۃ صراحت سے زیادہ بلیغ اور لطیف ہوتا ہے۔

پس عقلی اور نقلی قاطع اور روشن ادلہ کے وارد ہونے کے بعد اس میں کسی کو شک و شبہ نہیں رہے گا سوائے اس شخص کے جو مکابرہ اور دجال کی سواری پر سوار ہے۔ اللہ توفیق کا مالک اور ولی ہے جس کو چاہتا ہے اس کو صراط المستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

تحریف القرآن

اب ایک بحث جو باقی ہے کہ وہ ذکر کی جائے وہ ہے یہ تفسیر دوسری تفسیروں کی مانند کہ جو قدیم ترین تفاسیر ہیں یہ بھی ایسی روایات پر مشتمل ہے کہ جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ جو قرآن مجید ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ تحریف سے محفوظ نہیں رہا ہے اور اس قرآن میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ تو اس پر سوال یہ ہے کہ یہ نظریہ علماء امامیہ کے خلاف ہے اس کا حل کیا ہے۔

جواب

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ صرف یہ ہی تفسیر نہیں ہے کہ جس میں ایسی روایات پائی جاتی ہیں بلکہ اور بھی ہیں۔ لیکن ہم اس بحث کو تھوڑا سا واضح اور روشن کرنے کے لیے وسیع کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ اور محدثین خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین سے خاصہ کے علماء یا عامہ کے علماء کافی سارے علماء نے ایسی روایات ذکر کی ہیں۔ بہر حال عامہ کے علماء نے تو اس موضوع پر کتب تحریر کی ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ مثلاً علماء عامہ میں سے ایک علامہ السجستانی نے کتاب المصاحف تحریر کی ہے اور علامہ شعرانی نے اس عنوان پر بات کرتے ہوئے فرمایا اگر کمزور ایمان والے لوگوں کے دلوں کا خیال نہ ہوتا اور حکمت بھی اس کی اجازت نہیں دیتی ورنہ میں بیان کرتا کہ اس عثمانی قرآن میں کیا کیا کمی واقع ہوتی ہے۔ [1]

اور علامہ الآلوسی نے اس کے بارے میں اعتراف کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ بہت سی روایات اس پر دلالت کرتیں

---

[1] الکبریت الاحمر علی معاش الیواقیت والجواہر، ص ۴۳

Presented by Ziaraat.com

ہیں کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے اور اس باب میں اتنی زیادہ روایات ہیں کہ جن کا شمار مشکل ہے۔ [1]

علامہ فخر الدین رازی

علامہ اپنی تفسیر کبیر میں ذکر کرتے ہیں: کتب قدیمہ میں ابن مسعود سے نقل ہوا ہے کہ وہ سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے کا منکر تھا اور وہ سورہ فلق اور والناس کو بھی قرآن شمار نہیں کرتا تھا۔ [2]

علامہ سیوطی نے ابن عباس اور ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ سورہ الفلق اور سورہ والناس کے قرآن ہونے کے منکر تھے اور ابن مسعود کہا کرتے تھے۔ قرآن کو غیر قرآن میں مخلوط نہ کرو۔ یہ دونوں قرآن مجید سے نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں فقط رسول خدا کو حکم ہوا تھا کہ ان کے ذریعے تعوذ کیا کرو اور ابن مسعود ان دونوں کی تلاوت نہیں کیا کرتے تھے۔ [3]

اور علامہ صبحی الصالحی نے فرمایا کہ یہ جو مشہور ہے کہ قرآن کی سات قرأتیں ہیں یہ بھی زیادتی ہے اور اس سے احتمال رسم الخط بھی نہیں ہیں۔ مثلاً بعض نے اوصی پڑھا اور بعض وصی۔ اور دوسری آیت میں بعض تجری تحتھا اور بعض و تجری من تحتھا پڑھا۔ ایسے ہی اور بھی آیات میں ہے اور سب کچھ امام کے قرآن میں موجود ہے اور یہ موجود ہونا اس بات کا اعتراف ہے کہ امام صاحب کا مصحف زیادتی پر مشتمل ہے۔ کیونکہ یہ تمام قرأتیں خدا کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے سب سے زیادہ فصیح اور بلیغ تو ایک ہی ہو سکتی ہے اور قرآن خدا بھی اسی قرأت پر ہوگا۔ پس اس سے اجمالاً ہی سہی یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں وہ کچھ بھی وارد ہو گیا ہے، جو قرآن نہیں ہے۔

ایسے ہی اکثر علماء اس بات کے قائل ہوئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بھی قرآن کا حصہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے وہ نماز میں سورتوں سے پہلے اس کی تلاوت نہیں کرتے۔ بہر حال اس کے قرآن کا جزء ہونے میں اختلاف ہے حتی کہ مالکی فقہ والے اس بات کے قائل ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا نماز واجب میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ بحث علماء عامہ نے ذکر کی ہے۔

علماء خاصہ

یعنی شیعہ علماء کا نظریہ اس کو ذرا اور تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ تحریف قرآن دو قسمیں کی ہے (۱) تحریف قرآن زیادتی کے ساتھ (۲) تحریف قرآن کمی کے ساتھ۔

---

[1] روح المعانی، جلد ۱، ص ۲۴

[2] مفاتیح الغیب، جلد ۱، ص ۱۶۹

[3] الدر المنثور، جلد ۶، ص ۴۱۶

Presented by Ziaraat.com

(۱) تحریف قرآن زیادتی کے معنی میں

یعنی یہ کہا جائے کہ قرآن میں کسی قسم کی کوئی زیادتی یا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بارے میں تمام علماء امامیہ شیعہ اثنا عشریہ کا اتفاق اور اجماع ہے۔ یہ اس قسم کی تحریف قرآن مجید میں اصلاً واقع نہیں ہوتی ہے اور جو اس کا قائل ہے وہ کم علم اور کم فہم ہے۔ کیونکہ خود قرآن کا اپنا دعویٰ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں باطل نا سامنے سے آسکتا ہے اور نا ہی پیچھے سے آسکتا ہے اور اس معنی میں زیادتی۔ غیر قرآن کا قرآن میں داخل ہونا، یہ باطل کا داخل ہونا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے اور حفاظت قرآن کے منافی ہے۔ لہٰذا یہ مذہب امامیہ کا طرۂ امتیازی ہے کہ ہم اس قسم کی تحریف کے عدم کے قائل ہیں۔

(۲) تحریف قرآن کمی کے معنی میں

اس کے بارے میں دو قسم کے اقوال ہیں (۱) علماء امامیہ کی ایک بڑی جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ قسم بھی قرآن میں واقع نہیں ہوئی اور انہوں نے اس کا بڑی شدت سے انکار کیا ہے اور ان میں علامہ شیخ صدوق، سید مرتضیٰ اور ابو علی طبرسی مجمع البیان میں اور شیخ طوسی، تفسیر البیان اور میزان سب نے شدت سے اس قسم کا انکار کیا ہے۔

لیکن ان کے علاوہ دوسرے علماء محدثین متقدمین و متاخرین جو اس قسم کے واقع ہونے قائل ہوئے ہیں ان میں بھی علامہ کلینی، البرقی، عیاشی، نعمانی اور فرات بن ابراہیم اور دوسرے علماء وہ اس کے قائل ہوئے ہیں کہ اس قسم کی تحریف قرآن میں واقع ہوئی ہے اور ان لوگوں نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے جن آیات و روایات کا سہارا لیا ہے وہ بھی ایسی نہیں ہیں کہ ان سے آنکھیں بند کر لی جائیں اور ان کا انکار کر دیا جائے۔ لیکن یہ فرماتے ہیں کہ وہ آیات جن کا تعلق آل محمد کی ولایت یا ان کے فضائل کے بارے میں ہیں ان میں فقط یہ تحریف واقع ہوئی ہے لیکن ان آیات کے علاوہ باقی سارا قرآن اس قسم کی تحریف سے بھی محفوظ ہے، لہٰذا وہ آیات جن کا تعلق احکام کے ساتھ ہے یا جو ایک جامع مفہوم پر دال ہیں ان میں یہ تحریف واقع نہیں ہوئی اور اگر ان کے اس قول کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر انتہائی کم تحریف ہوتی ہے کہ جس کے بارے میں اصلاً پرواہ نہیں کی جائے گی اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے غیروں کو حق نہیں ہے کہ وہ ہمارے اوپر طعن و تشنیع کریں۔

قول حق

قول حق جو شیعہ علماء کے درمیان آج بھی رائج ہے اور اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن میں اصلاً تحریف واقع نہیں ہوئی۔ نا زیادتی کے معنی ہیں اور نا ہی کمی کے معنی میں۔ کیونکہ یہ خود قرآن کے دعویٰ حفاظت کہ جس میں اس نے خود ارشاد فرمایا ہے: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (سورہ حجر۔۹) کے منافی ہے۔ اور اگر ہم اس کی تحریف کے قائل ہو

Presented by Ziaraat.com

جائیں تو پھر ہمارا اُس پر اعتماد ختم ہو جائے گا جو اس غرض ہدایت کے منافی ہے۔ جس پر علماء نے بہت زیادہ ادلہ ذکر کی ہیں۔

اور بِسْمِ اللّٰہِ کے بارے میں جو عامہ کا نظریہ ذکر ہوا ہے وہ بھی بے بنیاد ہے کیونکہ اس کا جزء قرآن ہونا اور ہر سورہ کا جز ہونا سوائے سورہ توبہ کے مسلم ہے۔

البتہ ہمارے مخالف خواہ وہ عامہ ہوں یا یہود و نصاریٰ وہ ہم پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ عامہ کی کتب ایسی روایات سے پر ہیں جو تحریف پر دال ہیں۔ حتی کہ حضرت خلیفۃ المسلمین دوم بھی اس کے قائل ہوئے ہیں کہ کوئی یہ دعویٰ نہ کرے کہ میں نے پورا قرآن حاصل کر لیا ہے کیونکہ وہ کیا جانتا ہے کہ پورا قرآن کتنا ہے اور تحقیق قرآن کا کافی حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ لیکن اس کو یہ کہنے کا حق ہے کہ جو ظاہر تھا وہ میں نے حاصل کر لیا ہے۔ (اتقان، جلد ۲، ص ۴۰)

اس کے علاوہ ایسی روایات کافی ذکر ہوئی ہیں۔

پس یہی وجہ ہے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ چمٹ کر رہو اور جو ہماری روایات مشکوک تمہارے پاس آئیں ان کا قرآن کے ساتھ موازنہ کرو۔ اگر قرآن کے موافق ہیں تو ان کو لے لو وہ ہماری ہی ہیں اور اگر قرآن کے مخالف ہیں تو ان کو رد کر دو وہ ہماری نہیں ہیں۔ یہ بھی اس بات کا یقین فراہم کرتی ہے کہ قرآن میں کسی قسم کا تغیر اور تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اور جو کچھ تھوڑا شک ہے وہ بھی ان آیات کے بارے میں ہے جو جن کا تعلق ولایت اہل بیت کے ساتھ ہے اور باقی سارا قرآن محفوظ ہے۔ اس کے بارے میں بھی علامہ فیض الکاشانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے وہ شرح اور تاویل کے قبیل سے ہو۔ جو حذف ہوا ہے تا کہ اصل متن اور ہمارے کچھ دوستوں کو اشتباہ ہو گیا ہے۔

اہل الکتاب

بہر حال اہل کتاب بھی ہم پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے، کیونکہ یہ اعتراض خود ان پر وارد ہوتا ہے کیونکہ تورات اور انجیل کا کافی حصہ انہوں نے ضائع کر دیا ہے، جیسا کہ خود ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ خود ان کے علماء نے اعتراف کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد چار انجیلیں نئی سامنے آئیں ہیں۔ حتی کہ ان کا نام (العھد الجدید) رکھا گیا ہے۔

اور یہ چار کتابیں یہ ہیں۔ (۱) انجیل متی (۲) انجیل مرقس (۳) انجیل لوقا (۴) انجیل یوحنا۔ اور ان میں سے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی انجیل نہیں ہے اور نا ہی ان کے حواریوں کا کلام ہے۔ ان کی صرف اور صرف نسبت سے لوقا اور یوحنا وغیرہ کی طرف تا کہ ان کو شہرت حاصل ہو اور لوگوں کی ان کی طرف رغبت ہو جائے۔ اور یہ اناجیل بھی ایک مدت تک لوگوں کے درمیان رائج تھیں اور لوگ ان کی تلاوت کرتے رہے تھے اور اب زمانے کے گزرنے کے ساتھ ان میں بھی کافی زیادہ تغیر و تبدیلی واقع ہو چکی ہے اور اس میں زیادہ تر مبالغہ ہے اور سنت وہ ذکر ہے جس کا عقول انکار کرتی ہیں۔ حتی کہ ایک مدت کے

Presented by Ziaraat.com

گزرنے سے وہ حقائق تاریخیہ اور حوادث واقعیہ بن گے اور اس کے بارے میں خود ان کے علماء نے صراحت سے ذکر کیا ہے۔

بخلاف اس کے یہ قرآن مجید جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لکھا جا چکا تھا اور اس کی تدوین رسولؐ کے زمانے میں امیر المومنین علی ابن طالب کے پاس ہو چکی تھی، یا دوسرے قول کی بنا پر ہے یہ مختلف تختیوں پر لکھا ہوا تھا اور ان کو خلفاء کے زمانے میں جمع کیا گیا لیکن اس کے باوجود خاصہ اور عامہ دونوں فریقوں کا اجماع ہے کہ یہ وہ ہی قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول خدا پر نازل ہوا تھا اور یہ اپنے اعجاز پر باقی ہے اور یہ پاک ومنزہ ہے کہ اس میں کوئی دخل ہوا ہو خواہ اس کی حقیقت میں یا مجاز میں، کیونکہ خود اس کا دعویٰ ہے کہ "لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ" (سورہ حم السجدہ ۔۴۲) باطل اس کے سامنے اور اس کے پیچھے سے نہیں آسکتا اور اس کا وہ قیامت تک کے لیے مقابلے والا اعلان بھی باقی ہے۔ "الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا" (سورہ بنی اسرا۔۸۸) اے میرے حبیب ان سے کہہ دو اگر تمام انسان اور تمام جن اجتماع کرلیں تا کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تب بھی وہ نہیں لا سکتے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

ایک نکتہ

بحث کے دوران یہ ذکر ہوا تھا کہ اس تفسیر کے نسخے میں کافی غلطیاں ہیں اور اشتباہات ہیں، تو اس کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں یہ جو نسخہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے (جس کا ترجمہ آپ کے پاس موجود ہے) اس کی تصحیح کے لیے چار عدد نسخوں کا سہارا لیا ہے۔

(۱) وہ نسخہ جو ۱۳۱۵ ہجری کو چاپ ہوا جس کے حاشیہ پر تفسیر امام حسن عسکری درج ہے۔

(۲) وہ نسخہ جو ۱۳۱۳ ہجری کو چاپ ہوا تو اس نسخہ کے لیے رمز ہے۔

(۳) وہ نسخہ جو حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحکیم اعلی مقامہ کے مکتبہ میں ہے۔

(۴) وہ نسخہ نادر ہے جو مکتبہ شیخ کاشف الغطاء طاب ثراہ میں موجود ہے۔

ان چار سے مدد لے کر اس نسخہ کو چاپ کیا گیا ہے۔

والسلام

طیب الموسوی الجزائری

نجف اشراف ۸ رجب سال ۱۳۸۶ ہجری

یہ عربی ناشر کی طرف سے دیے گئے۔ مقدمہ کا ترجمہ اور اقتباسات تھے۔ (مترجم)

Presented by Ziaraat.com

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الصمد المتفرد الذی لا من شی خلق ما کون بل بقدرتہ

تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جو واحد ہے احد اور بے نیاز ہے۔ منفرد ہے کہ جس نے اس کائنات کو کسی مادہ سے نہیں بنایا بلکہ اپنی قدرت کاملہ یعنی کُنْ فَیَکُوْنُ کے تحت بنایا ہے۔ وہ اپنی قدرت کے تحت ہر چیز سے جدا ہے اور ہر چیز اس سے جدا ہے۔ پس اس کے لیے کوئی صفت نہیں ہے کہ جس کو پایا جا سکے اور اس کے لیے کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ ہر وہ صفت جو اس کے بغیر ہے وہ صرف لغات کا حسن ہے اور بس لیکن اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اسی کی مملکت کی ادنیٰ سی چیز (مثلاً مچھر میں) غور و فکر کرنے میں بڑے عمیق فکر رکھنے والے حیران سرگرداں ہو جاتے ہیں اور الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کے علاوہ تمام لوگوں کی تفسیر و تشریح اس کے بارے میں بے معنی ہے اور ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کے بارے میں بہت بڑے عقیل لوگوں کی عقل سرگردان ہو جاتی ہے، پس بابرکت ہے وہ ذات جس کو بلند پرواز ہمتیں درک نہیں کر سکتیں اور نہ ہی عقل و فکر کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتیں ہیں اور وہ اس سے بلند و بالاتر ہے اور اس کے کمال ذات کے لیے کوئی حد معین نہیں ہے اور نہ اس کی ابتدا کے لیے کوئی وقت معین ہے کہ جس کو کوئی شمار کر سکے اور نہ ہی کوئی اس کی انتہاء کے لیے کوئی مدت معین ہے کہ جو ختم ہو جائے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے لیے کوئی ابتداء نہیں ہے کہ جو اس کے لیے شروع ہو اور نہ ہی کوئی اس کے لیے منتہیٰ ہے کہ جس پر اس کی کوئی انتہاء ہو جائے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جیسا وہ خود اپنی صفت بیان کرے ورنہ وصف بیان کرنے والوں کی زبان اس کی صفت کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی اور اس نے تمام اشیاء کے لیے ابتداء خلقت سے ہی حد معین کر دی ہے اور وہ چیزوں سے اس طرح جدا اور الگ ہے کہ اس کو کسی سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی اور وہ ان اشیاء میں حلول بھی نہیں کرتا تا کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان میں ہے اور وہ ان سے جدا بھی نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ کہاں ہے اور وہ ان سے خالی بھی نہیں ہے۔ اَیْنَ هُوَ کا لفظ استعمال کیا جائے لیکن وہ ایسا پاک و طاہر و منزہ ہے اس نے اپنے علم سے تمام اشیاء کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اپنی صفت سے ہی ان کو مضبوط بنایا ہوا ہے اور اپنی حفاظت سے تمام چیزوں کا احصار کیا ہوا ہے۔ پس اس ذات سے ہوا کے غباروں میں بھی مخفی چیزیں اس سے پوشیدہ نہیں ہیں اور ظلمتوں کے اندھیروں میں بھی کوئی راز اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی آسمان کی بلندیوں پر اور نہ ہی زمین کی تہوں میں چھپی ہوئی کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز کا محافظ اور ان پر نگران ہے اور ہر چیز کا وہ احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وہ اللہ ہے جو یکتا ہے اور تمام عالمین کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔

تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے عمل کو دنیا میں قرار دیا ہے اور اس کی جزاء کو آخرت کے لیے رکھا ہے اور اس

Presented by Ziaraat.com

نے ہر چیز کے لیے ایک قدر قرار دی ہے اور ہر قدر کے لیے ایک وقت مقررہ ہے اور ہر اجل لکھی ہوئی ہے یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ اللہ جس تحریر کو چاہے محو اور ختم کر دے اور جس کو چاہے ثابت رکھے کیونکہ اس کے پاس (ام الکتاب) اصل کتاب ہے۔

تمام حمد ہے اللہ کے لیے جس نے حمد کو اپنا شکر قرار دیا اور شکر کو اپنی اطاعت قرار دیا اور کبریائی کو اپنے لیے عظمت و جلالت قرار دیا اور لا الہ الا اللہ کو کلمۃ الاخلاص قرار دیا ہے اور ہم اس کے ذریعے اس کی واحدنیت و اخلاص کی گواہی دیتے ہیں، کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُونَ عنقریب ان کی گواہیوں کو لکھا بھی جائے گا اور ان سے سوال بھی کیا جائے گا۔ نیز اس نے فرمایا: اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ آگاہ ہو جاؤ جو حق کے ساتھ گواہی دیتے ہے اور وہ ان کو ہیں جانتے ہیں۔ پس ہم پوری وسعت صدری سے اور دلوں کے عرفان کے ساتھ اس کی گواہی دیتے ہیں، اسی کے ساتھ ہمارے گوشت پوست اور ہمارے خون اور ہماری جلد اور ہمارے کان اور ہماری آنکھیں پورے یقین پر ہیں۔

واشهد ان محمدا عبده و رسوله صلوات الله عليه ارسله بكتاب

(خدا کی حمد کے بعد گواہی رسالت کے ذیل میں فرماتے ہیں)

میں گواہی دیتا ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق اس کے عبد اور اس کے رسول ہیں، جن کو اس نے کتاب کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور یہ ایسی کتاب ہے جو حق و باطل کے درمیان فاصلہ قرار دینے والی ہے اور اس کو اس ذات نے محکم قرار دیا ہے اور اس کو عزیز قرار دیا ہے اور اپنے علم کے تحت اس کی حفاظت کی ہے اور اپنے نور کے ساتھ اس کی وضاحت کی ہے اور پھر اس کی اپنے سلطان کے ساتھ تائید فرمائی ہے اور وہ اس قدر محکم ہے کہ اس میں سھو اور نسیان کا کوئی دخل نہیں ہے اور اس کے سامنے اور اس کے پیچھے سے بھی باطل کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ حکمت والے اور ہمیشہ لائق حمد کی نازل کردہ ہے اور اس کے عجائب ہمیشہ باقی رہیں گے۔ جو اس کے ساتھ گفتگو کرے گا وہ سچا شمار ہوگا اور جو اس پر عمل کرے گا وہ جزاء کا مستحق قرار پائے گا اور جو اس کے لیے جھگڑا کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو اس کے سبب جہاد کرے گا وہ منصور ہوگا اور جو اس کے فرائض کے ساتھ قیام کرے گا وہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت پائے گا اور جو سرکش اس کو چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دے گا اور جو اس کو چھوڑ کر غیر سے علم حاصل کرے گا۔ خدا اس کو گمراہ قرار دے گا۔ یہ قرآن اللہ کی طرف سے مضبوط رسی ہے اور اس میں جو کچھ تم سے پہلے ہو چکا ہے اس کا بیان ہے اور تمہارے معاملے میں تمہارے لیے اس میں حکم ہے اور اس میں قیامت کے دن کی خبر بھی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے۔

اور ملائکہ اس کی تصدیق اور گواہی دینے والے ہیں اور خود اللہ اس کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ (سورہ نسا۔۱۶۶) لیکن اللہ

Presented by Ziaraat.com

گواہی دیتا ہے اس چیز کی جو آپ پر نازل ہوئی ہے وہ اس نے اپنے علم کے ساتھ نازل کی ہے اور ملائکہ بھی اس کی گواہی دیتے ہیں اور اللہ ہی کافی ہے گواہی کے لیے۔ پس اس نے اس کتاب کو نور قرار دیا ہے جو ہدایت کرتا ہے اس کی جو اس کے حقوق کے ساتھ قیام کرتا ہے۔

پس اس نے فرمایا اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (اعراف۔ ۳) اے ایمان والو! اتباع کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے اولیاء کی اتباع مت کرو اور تم میں سے بہت تھوڑے تذکر حاصل کرنے والے ہیں۔ پس جو چیز (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے اس کی اتباع میں بہت بڑی کامیابی ہے اور اس کو چھوڑ دینا بہت بڑی گمراہی اور واضح خطا ہے۔ اور اس کی اتباع میں دنیا اور آخرت کی تمام خیر و خوبیوں کو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن نیکی کا حکم کرنے والا ہے اور برائی سے روکنے اور جھڑک دینے والا ہے، اس میں حدود کو معین کیا گیا ہے اور اس میں سنن حسنہ کو بیان کیا گیا ہے اور اس میں مثالوں کو بیان کیا گیا ہے اور دین کی تشریع اس میں کی گئی ہے اور کل قیامت کے دن اسی کے سبب وہ اپنی مخلوق پر اتمام حجت کرے گا اور اس پر ہی ان سے عہد و پیمان لے چکا ہے اور اس نے انسانوں کے نفسوں کو اس کے رہن میں رکھ دیا ہے تاکہ ان کو اسی کے ذریعے متوجہ کیا جائے گا وہ کیا لائے ہیں اور کیا ان کو لانا چاہیے تھا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (سورہ انفال۔ ۴۲) تاکہ جو ہلاک ہو وہ بھی روشن بینہ ادلہ کے ساتھ ہلاک ہو (دھوکے میں نہ رہے) اور جو حیات حاصل کرے وہ بھی واضح و روشن ادلہ کے تحت حیات حاصل کرے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں اے لوگو "ان اللہ عزوجل بعث نبیہ محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالھدی و انزل علیہ الکتاب بالحق و انتم امیون عن الکتاب، ومن انزلہ و عن الرسول و من ارسلہ ارسلہ علی دین فترۃ من الرسل" تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور اس پر حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا ہے۔ حالانکہ تم خود کتاب اور جس نے اس کو نازل کیا ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہو اور رسول اور جس نے رسول کو مبعوث کیا ہے اس کے بارے میں بھی تم جاہل و نادان تھے اور اس نے اپنے رسول کو اس زمانے میں مبعوث کیا کہ جس زمانے میں رسول کو گزرے ہوئے بہت زیادہ وقت گزر چکا تھا اور قومیں گمراہی کی نیند سو رہی تھیں اور ہر طرف جہالت کا دور دورا تھا اور فتنہ عروج پر تھا اور لوگ بداخلاق ہو گئے تھے اور حق سے لوگ اندھے ہو چکے تھے اور خوف و ہراس عام تھا اور فسق و فجور کے راستے پر لوگ چلتے تھے اور دین سے دور ہو چکے تھے، جنگ کی آگ ہر وقت گرم رہتی تھی، اس زمانے میں زمین کے باغات خشک ہو چکے تھے اور اس کی شاخوں سے لوگ ناامید تھے (یعنی وہ پھل نہیں دیتیں تھیں) اور ان کے پتے گر رہے تھے اور ان کے پھل ختم ہو چکے تھے اور زمین کا پانی خشک ہو چکا تھا۔ پس ہدایت کا نام و نشان ختم ہو چکا تھا اور ظلمت اور

Presented by Ziaraat.com

گمراہی کے علم ہر جگہ نصب تھے۔

اہل دنیا کے لیے دنیا مکمل تاریک ہو چکی تھی اور چاروں طرف سے اندھیرے نے اس کو گھیرا ہوا تھا۔ اس دنیا کا پھل فتنہ تھا۔ مردار ان کی غذا تھی، خوف و ہراس پھیلانا ان کا شعار تھا اور ان کا علاج تلوار تھی۔ جو ہر طرف سے ان کو پراگندہ کر رہی تھی۔ اہل دنیا کی آنکھیں اندھی تھیں اور ان کے دن بھی ان پر تاریک تھے۔ رشتہ داریاں ختم ہو چکی تھیں، خون خرابہ عام تھا اور بے جرم اولادوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور ان کی زندگی اجیرن ہو چکی تھی۔ کسی کو خدا سے ثواب کی کوئی امید نہیں تھی اور عذاب کا کسی کو کوئی خوف نہیں تھا۔ ان کے زندہ اندھے اور بدخو تھے اور مردے جہنم کی آگ میں لپٹے ہوئے تھے۔ پس اس صورت حال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی کتاب ان کے لیے لے کر آئے اس میں صحف اولیٰ کی باتیں تھیں، جو کچھ ان کے پاس تھا اس کی تصدیق اور حلال کی تفصیل اور حرام کا بیان اس میں تھا اور وہ قرآن کریم ہے، پس اس سے ہدایت اور نطق طلب کرو یہ خود نہیں بولے گا اور تم اس سے خبر حاصل کرو اس میں جو کچھ گزر چکا ہے سب کچھ اس میں ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے قیامت تک وہ سب کچھ اس میں ہے اور اس میں تمہارے لیے بھی حکم ہے اور جس میں تم اختلاف کرنے والے ہو اس کا بیان بھی اس میں ہے۔ پس تم مجھ سے سوال کرو۔ میں تم کو ضرور بیان کروں گا کیونکہ میں اس کے بارے میں تم سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج کے وقت مسجد الخیف میں دوران خطبہ فرمایا: انی فرطکم وانکم واردون علی الحوض میں تم کو چھوڑ کر جا رہا ہوں اور تم ضرور بر ضرور حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ وہ حوض کہ اس کا عرض اتنا کہ جتنا بصرہ اور صفاء کے درمیان جگہ ہے اور اس پر چاندی کے برتن ستاروں کی طرح چمک رہے ہوں گے اور اس وقت میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا۔ قالوا یارسول اللہ ما الثقلان؟ قال کتاب اللہ الثقل الاکبر طرف بید اللہ..... لوگوں نے سوال کیا یارسول اللہؐ وہ ثقلین کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک کتاب خدا ہے جو بڑی ثقل ہے، اس کا ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، دوسرا سرہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس اگر تم نے اس سے تمسک رکھا تو ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے اور ہرگز متزلزل نہیں ہوں گے۔ دوسری ثقل اصغر، جو میری اہل بیت اور عترت ہے اور تحقیق مجھے لطیف خبیر ذات نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں آپس سے کبھی جدا نہیں ہوں گے حتی کہ میرے پاس حوض کوثر پر اس طرح مل کر آئیں گے اور آپ نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ فرمایا یوں اور ایک انگوٹھے اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا یوں نہیں۔ جو ایک دوسرے سے جدا جدا ہے۔ بلکہ ان دونوں میں کوئی جدائی نہیں ہوگی۔

پس قرآن عظیم قدر ہے جلیل شان ہے اور اس کا ذکر روشن ہے، جو اس سے تمسک کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو اس سے منہ موڑے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ پس سب سے افضل وہ ہے جو قرآن پر عمل کرے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے

Presented by Ziaraat.com

فرمایا ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ (سورہ نحل۔۸۹) اور ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے۔ اور پھر دوسری آیت میں فرمایا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (سورہ نحل۔۴۴) اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ کچھ واضح طور پر بیان کریں جو ان کے لیے نازل ہوا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر واجب قرار دیا ہے کہ جو کچھ قرآن میں احکام وقوانین اور فرائض اور سنن ہیں وہ لوگوں کے لیے بیان کریں اور لوگوں پر اُس نے واجب قرار دیا ہے اس میں غور وخوض کریں اور اس کا علم حاصل کریں۔ اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کریں، کسی کے لیے جاہل رہنا مناسب نہیں ہے اور اس کے ترک کرنے والے کے لیے کوئی عذر نہیں ہے اور ہم اس کے ذکر کرنے والے ہیں اور ہم اس کے بارے خبر دینے والے ہیں، جو ہمارے پاس اس میں سے آیا ہے اور ہمارے بزرگ راویوں نے ان سے لیا ہے ان ذوات مقدسہ سے کہ روایت کیا ہے جن کی اطاعت ہم پر خدا نے واجب قرار دی ہے۔

اور سب سے زیادہ واجب ان کی ولایت کو ہمارے لیے قرار دیا ہے اور ہمارا کوئی عمل قابل قبول نہیں مگر ان ذوات مقدسہ کی وجہ سے اور یہ وہ ذوات مقدسہ ہیں جن کی توصیف خود اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے اور ان سے سوال کرنا ہمارے لیے واجب قرار دیا ہے اور ان سے اخذ کرنا واجب قرار دیا ہے اور فرمایا: فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ (انبیاء۔۷) پس تم اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔

اور ان کا علم رسول خدا کی طرف سے ہے اور یہ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ان کو مخاطب قرار دے کر فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ (سورہ حج آیت ۷۷ اور ۷۸) اے ایمان والو، تم رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک اعمال انجام دو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور خدا کی راہ میں ایسے جہاد کرو جیسے جہاد کرنے کا حق ہے اور اس نے تم لوگوں کو منتخب کیا ہے اور دین میں تمہارے لیے کوئی حرج قرار نہیں دیا جو تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے اور اس نے اس سے پہلے (والی کتابوں میں) اور اس میں بھی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ اس کا رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور تم تمام لوگوں پر گواہ بن سکو۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر گواہ ہیں اور یہ باقی لوگوں پر گواہ ہیں پس علم ان کے پاس ہے اور قرآن

Presented by Ziaraat.com

ان کے ساتھ ہے اور وہ دین خدا جس کو اپنے انبیا، رسولوں اور ملائکہ کے لیے پسند اور مرتضیٰ کیا ہے۔ وہ ان سے حاصل ہوگا۔ یہ وہی امیر المومنین علی علیہ السلام کا قول ہے جو اس مطلب کی تائید و تقریر کرتا ہے۔ جس میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "الا ان العلم الذی هبط به آدم من السماء الی الارض و جمیع ما فضلت به النبیون الی خاتم النبیین عندی و عند عترة خاتم النبیین فاین یتاه بکم بل این تذهبون" آگاہ ہو جاؤ کہ وہ علم جس کو حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر لے کر آئے تھے اور وہ تمام علم جس کے ذریعے انبیاء کو فضیلت عطاء ہوئی آخری رسول تک وہ سارے کا سارا میرے پاس ہے اور میرے بعد خاتم الانبیاء کی عترت کے پاس ہے۔ پس اے لوگو تم کدھر جا رہے ہو۔

نیز آپؑ نے اپنے ایک اور خطبہ کے دوران اصحاب رسولؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "انی واهل بیتی مطهرون فلا تسبقوهم فتضلوا ولا تتخلفوا عنهم فتزلوا ولا تخالفوهم فتجهلوا ولا تعلموهم فانهم اعلم منکم وهم اعلم الناس کبارا اسلم الناس صغارا فاتبعوا الحق و اهله حیث کان" تحقیق میں اور میری اہل بیت پاک و طاہر ہیں۔ پس ان سے سبقت حاصل مت کرو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور ان سے دور ہو کر مت رہو۔ ورنہ متزلزل ہو جاؤ گے اور ان کی مخالفت مت کرو ورنہ جاہل بن جاؤ گے اور ان کو تعلیم دینے کی کوشش مت کرنا کیونکہ یہ تم سب سے زیادہ عالم ہیں بلکہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور تم سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہیں۔ پس تم حق کی اور اہل حق کی اتباع کرو خواہ جہاں بھی ہو۔

پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس قرآن مجید کی عظمت اور آئمہ علیہم السلام کے علم کے ظاہر ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس شخص کے لیے جس کے سینے کو اللہ نے وسیع کیا ہے اور اس کے دل کو ایمان کے نور سے منور کیا ہے اور اس کو ایمان کی طرف ہدایت عطا فرمائی ہے اور ان پر اپنے دین کا احسان کیا ہے۔ پس ہم اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس پر ہی توکل کرتے ہیں وہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ ہی بہترین ہمارا وکیل ہے کہ جس پر اعتماد کیا جا سکے۔

Presented by Ziaraat.com

قال ابو الحسن علی ابن ابراھیم الھاشمی القمی

قرآن میں آیات کی تقسیم بندی

قرآن میں کچھ آیات ناسخ ہیں۔ کچھ آیات اس کی منسوخ ہیں۔ کچھ محکم ہیں اور کچھ متشابہ ہیں اور کچھ عام ہیں اور کچھ خاص کچھ متقدم ہیں اور کچھ متاخر ہیں۔ کچھ منقطع ہیں اور کچھ معطوف۔ کچھ حرف مکان حرف ہیں، کچھ اللہ کے نازل کردہ کے خلاف ہیں اور کچھ وہ ہیں کہ جن کے الفاظ عام ہیں اور معنی خاص ہے اور کچھ وہ ہیں کہ جن کا لفظ خاص ہے اور معنی عام ہے اور کچھ وہ آیات ہیں کہ جن کا بعض حصہ ایک سورہ میں ہے اور بعض حصہ دوسرے سورہ میں ہے اور کچھ وہ ہیں کہ جن کی تاویل ان کی تنزیل میں ہے۔

اور کچھ وہ ہیں جس کی تاویل تنزیل کے ساتھ ہے اور کچھ وہ ہیں کہ جن کی تاویل تنزیل کے بعد ہے اور کچھ وہ ہیں کہ جن کی تاویل تنزیل سے قبل ہے اور کچھ وہ آیات ہیں کہ جن سے منع کے بعد رخصت ہے اور کچھ وہ آیات ہیں جن میں ان کے صاحب کے لیے رخصت ہے اگر وہ چاہے تو انجام دے اور اگر چاہے تو ترک کر دے اور ان میں کچھ وہ آیات ہیں کہ جن کے ظاہر میں رخصت ہے اور باطن میں عمل ہے اور اس کے باطن پر جزاء نہیں ہے۔ کچھ وہ آیات ہیں جو لفظاً خبر ہے لیکن اس کا معنی کسی قوم سے حکایت ہے اور کچھ آیات ایسی ہیں کہ جن کا بعض حصہ منسوخ اور دوسرا بعض حصہ متروک ہے اور ان میں سے کچھ وہ آیات ہیں کہ جن سے خطاب ایک قوم کو ہے اور اس کا معنی و مراد دوسری قوم ہے۔ کچھ آیات وہ ہیں جن میں خطاب نبی اکرمؐ کو ہے اور مراد امت نبیؐ ہے اور کچھ وہ آیات ہیں جن کا لفظ مفرد ہے اور معنی جمع ہے اور کچھ وہ آیات ہیں کہ جن کی تحریم کا عرفان حاصل نہیں ہو سکتا مگر اس کی تحلیل کے ساتھ۔ ان میں سے کچھ آیات ملحدین کی رد کے لیے ہیں اور کچھ زندیق لوگوں کی رد کے لیے ہیں۔

کچھ آیات وہ ہیں جو ثنویہ کی رد کے لیے ہیں اور کچھ آیات وہ ہیں جہمیہ کے رد میں ہیں اور کچھ دھریوں کے رد میں ہیں تو کچھ سورج اور چاند کی عبادت کرنے والوں کے رد میں ہیں اور کچھ بتوں کی عبادت کرنے والوں کے رد میں ہیں اور کچھ معتزلہ کے رد میں اور کچھ قدریہ کے رد میں اور کچھ مجبرہ کے رد میں تو کچھ ان مسلمانوں کے رد میں جو قیامت کے دن کے ثواب و عقاب کے منکر ہیں۔ کچھ ان کے رد میں ہیں جو معراج کے منکر ہیں اور کچھ ان لوگوں کے رد میں ہیں جو میثاق ذر کے منکر ہیں تو کچھ جنت اور جہنم کی خلقت کے منکرین کے رد کے بارے میں ہیں اور کچھ متعہ اور رجعت کے منکرین کے رد کے بارے میں ہیں اور ان میں سے کچھ آیات ان کے رد کے بارے میں ہیں جو خدا کی توصیف بالرائے کرتے ہیں اور ان میں سے کچھ آیات امیر المومنین اور آئمہ علیہم السلام کو خطاب کرتے ہوئے نازل ہوئیں ہیں اور کچھ ان ذوات مقدسہ کے فضائل کے بارے میں ہیں

Presented by Ziaraat.com

اور کچھ میں قائم آل محمد کے خروج کے بارے میں اور رجعت کے بارے میں اخبار کے بارے میں ہیں اور جو خداوند متعال نے آئمہ علیہم السلام سے مدد و نصرت کا وعدہ اور ان کے دشمنوں سے انتقام کا وعدہ کیا ہے ان کے بارے میں ہیں۔

اس قرآن میں شریعت اسلام کو بھی بیان کیا گیا ہے اور گذشتہ انبیاء کرام کے بارے میں خبریں بھی اس میں ہیں حتی کہ ان کے پیدائش اور ان مبعث کے بارے میں اور ان کی شریعتوں اور ان کی نافرمان امتوں کی ہلاکت کے بارے میں بھی اس میں ذکر ہے اور اس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگوں کے بارے میں بھی ذکر ہوا ہے اور اس میں ترہیب، ترغیب بھی اور مثال بھی ہیں اور اس میں اخبار اور قصص بھی ذکر ہوئے ہیں۔ اور ہم ان سب کے بارے میں کچھ عرض کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کتاب کی تاویل اور اس کے بارے میں روایات تا کہ اس مطلوب پر ان روایات سے استدلال ہو سکے۔ اور جو اس میں علوم ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے ذکر کریں گے اور ہم اس ذات عزوجل پر توکل کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے اس کا اجر طلب کرتے ہیں اور تمام صلوٰۃ اور درود محمدؐ اور آپ کی پاک آل پر جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے رجس و نجاست کو ایسے دور کیا ہے جیسا دور کرنے کا حق ہے۔

قرآن پاک میں واقع موضوعات کا اجمالاً ذکر کرنے کے بعد ان موضوعات کے بارے میں قدر تفصیل سے بحث کرتے ہیں تا کہ اصل مطلب واضح ہو سکے۔

(۱) ناسخ اور منسوخ آیات

ناسخ اس آیت کو کہا جاتا ہے جو کسی آیت کے حکم کو ختم کر دے اور منسوخ وہ آیایت ہے کہ جس کا حکم کسی دوسری آیت کی وجہ سے ختم کیا گیا ہو۔ مثلاً زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا اس کی عدت ایک سال ہوتی تھی۔ پس حضرت رسولؐ خدا مبعوث ہوئے اور اسلام کا اعلان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو تبدیل نہیں کیا تھا اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل فرما دی وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۙ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۴۰) اور تم میں سے جو اپنی بیویاں چھوڑ کر مرجائیں اور ان پر ضروری ہے کہ اپنی بیویوں کے حق میں سال بھر تک کے نان و نفقہ اور ان کو گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کرنا ضروری ہے۔'' تو اس آیت نے جاہلیت کے دور کی عدت کی توثیق اور تائید کی ہے۔

لیکن جب اسلام اور مسلمان قوی ہو گئے تو اس حکم کو ختم کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۴) اور تم میں سے جو لوگ اپنی بیویاں چھوڑ کر مرجائیں تو یہ عورتیں چار مہینے اور دس دن (بطور عدت) اپنے آپ کو روک رکھیں۔'' پس اس آیت نے

Presented by Ziaraat.com

پہلی والی آیت کے حکم (پورے سال) کو ختم کر دیا ہے۔ تو پہلی آیت منسوخ ہے کیونکہ اس کا حکم ختم ہو گیا ہے اور دوسری آیت نے گذشتہ حکم کو ختم کیا ہے لہٰذا یہ دوسری آیت ناسخ ہے۔

ایسے ہی زمانہ جاہلیت میں جب کوئی عورت زنا کروالیتی تھی تو اس وقت ان کے ہاں اس عورت کے سزا یہ تھی کہ اس کو زندگی بھر قید کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مر جائے اور اس کا شوہر اس کو اذیت دیتا تھا۔ اور اسلام نے شروع میں اسی حکم کو جاری وساری رکھا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل فرمائی وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ (سورہ النسا آیت نمبر ۱۵) اور مرد کے لیے فرمایا: وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾ (النساء آیت نمبر ۱۶) تمہاری عورتوں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو ان کی بدکاری پر اپنے میں سے چار مردوں کی گواہی طلب کرو، پھر اگر وہ چار گواہ ان کی بدکاری کی تصدیق کر دیں (تو ان کی سزا یہ ہے کہ) ان کو گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ وہ مر جائیں یا خدا ان کے لیے کوئی دوسری راہ نکال دے (اور مردوں کے بارے فرمایا) اور تم میں سے جن دو سے بدکاری سرزد ہو جائے تو ان کو مارو اور ان کو اذیت دو، پھر اگر وہ دونوں توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کو چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔''

یہ مرد اور عورت کے زنا کی صورتیں ہیں ابتداء اسلام میں سزا تھی جو جاہلیت کے زمانہ میں بھی تھی اور اس نے اس کو ہی بحال رکھا اور جب اسلام و مسلمین قوی ہو گئے تو اللہ نے دوسری آیت نازل فرمادی اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ (سورہ نور آیت نمبر ۲) زانی مرد اور زانی عورت پس ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔'' پس اس دوسری آیت نے پہلی آیت کے حکم کو ختم کر دیا ہے پس آیت منسوخ ہو گی اور یہ دوسری آیت ناسخ ہے۔

ان کی مثل بہت زیادہ آیات ہیں جن کو انشاء اللہ اپنے اپنے محل پر ذکر کیا جائے اور اس پر تبصرہ بھی کیا جائے گا۔

(۲) المحکم

محکم وہ آیات ہیں کہ جن میں حکم واضح اور روشن ذکر ہوا ہو کہ ان میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ مثال کے طور پر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ (سورہ مائدہ آیت ۶) اے ایمان والو، جب تم نماز کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرو تو دھو ڈالو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور سروں کا اور اپنے پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرو۔'' یہ حکم واضح اور روشن ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اور دوسری آیت میں حکم ہوا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳) اور تمہارے اوپر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سور کے گوشت کو۔'' یہ بھی حکم واضح و روشن ہے۔

ایک آیت میں حکم ہوا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ ..... (سورہ النساء آیت ۲۳) اور تمہارے اوپر حرام کر دی گئیں ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں.....''

یہ سب آیات محکم ہیں اور یہ نازل ہوتے ہی تاویل اور تشریح کی محتاج نہیں ہیں اور اس کی مثل اور بھی ہیں۔

(۳) المتشابہ

وہ ہے کہ لفظ ایک ہو اور اس کے معانی مختلف ہو۔ مثلاً لفظ الفتنۃ؟ اس لفظ کو اللہ تعالیٰ نے کافی موارد میں ذکر کیا اور بعض مقام پر اس کا معنی عذاب ہے۔ جیسا کہ قول خداوند متعال ہے "يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ" (سورہ الذاریات آیت نمبر ۱۳) جب ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا اور اس کا معنی کفر بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ (سورہ البقرہ آیت ۱۹۱) فتنہ قتل سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اس سے مراد کفر ہے یعنی کفر کا گناہ قتل سے بھی زیادہ ہے اور بعض مقام پر اس کا معنی محبت ہے۔ جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ (سورہ انفال آیت ۲۸) سوائے اس نہیں ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔ یعنی دونوں ایسی چیزیں ہیں جن سے محبت کی جاتی ہے۔ اور بعض مقامات پر اس کا معنی امتحان ہے جیسا کہ خداوند متعال نے فرمایا ہے: الٓمٓ ۝١ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوٓا أَنْ يَقُولُوٓا ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝٢ (سورہ عنکبوت آیت ۱، ۲) الم، کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ صرف ہمارا اتنا کہہ دینا کہ ہم ایمان لائے ہیں یہ ان کے لیے کافی ہے اور ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا۔

اور اس کی مثل اور بھی بہت زیادہ ہے جن کو اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا اور ان میں سے ایک لفظ حق ہے کہ جس کی کئی وجوہات ہے ایسے ہی لفظ ضلل یہ بھی کئی وجوہات پر ہے۔ پس یہ سارے متشابہات میں سے ہیں کہ جن کا لفظ ایک ہے لیکن ان کی معانی بہت زیادہ ہیں۔

(۴) لفظ عام اور معنی خاص

وہ آیات کہ جن کے لفظ عام ہیں اور ان کے معنی خاص ہیں۔ مثلاً يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتِىَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّى فَضَّلْتُكُمْ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ۝٤٧ (سورہ البقرہ آیت ۱۲۲) اے اسرائیل (یعقوب) کی اولاد میری نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر انعام کیا ہے اور میں نے تمہیں سارے عالمین پر فضیلت عطا کی ہے۔'' اس کا لفظ عام ہے کہ گویا اولاد اسرائیل کو سارے زمانوں کے لوگوں پر فضیلت دی ہے حالانکہ مراد زمانہ خاص ہے جو خود ان کا زمانہ ہے اور ان کو خاص چیزیں

Presented by Ziaraat.com

عطا ہوئی ہیں جو ان کے ساتھ خاص ہیں۔ یا مثلاً ایک اور آیت میں فرمایا: وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ النمل آیت ۲۳) اور اس دنیا کی ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ یعنی مراد اس عورت سے بلقیس ہے اس آیت کا لفظ عام ہے لیکن اس کا معنی خاص ہے۔ کیونکہ اس کو بہت زیادہ اشیاء ایسی ہیں جو اس عورت کو نہیں دی گئی تھیں۔

اور ایسے ہی یہ آیت ہے کہ جس میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا (سورہ الاحقاف آیت ۲۴-۲۵) اس آندھی میں دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ و برباد کر دے گی۔'' اس آیت کا لفظ عام ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قسم کی چیزیں تباہ و برباد ہو جائیں گی حالانکہ مراد معنی خاص ہے کیونکہ کافی چیزیں ایسی ہوں گی جن کو وہ آندھی تباہ و برباد نہیں کر سکی۔

(۵) لفظ خاص اور معنی عام

یعنی وہ آیات بھی اس میں موجود ہیں کہ جن کے لفظ خاص ہے یعنی ایک قوم کے لیے ہے لیکن معنی عام ہے۔ جو ہر زمانے کو شامل ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل کے لیے ارشاد خداوند متعال ہوا ہے: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ (سورہ مائدہ آیت ۳۲) اسی وجہ سے ہم نے اولاد اسرائیل کے اوپر واجب کر دیا تھا کہ جو شخص کسی کو بغیر قصاص کے قتل کرے گا یا زمین میں فساد پھیلانے کے لیے قتل کرے گا گویا اس نے سارے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔'' اگرچہ یہ آیت خاص ہے اولاد اسرائیل کے لیے لیکن اس کا حکم عام ہے۔ قیامت تک سارے لوگوں کے لیے ہے۔

(۶) تقدیم و تاخیر

قرآن میں کچھ آیات ایسی ہیں جن کو مقدم ہونا چاہیے تھا وہ موخر ہیں اور جن کو موخر ہونا چاہیے تھا وہ مقدم ہیں۔ مثلاً وہ آیت جو عورتوں کی عدت سال بتاتی ہے اس کو ترتیب کے اعتبار سے پہلے ہونا چاہیے تھا لیکن ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ وہ موخر ہیں اور وہ آیت جو عدت چار ماہ دس دن بیان کرتی ہے وہ مقدم ہے حالانکہ اس کو موخر ہونا چاہیے تھا جیسا کہ ناسخ اور منسوخ کی بحث میں ذکر کیا گیا ہے اور ایسے ہی قرآن مجید کی ایک آیت میں لفظوں میں تقدم اور تاخر ہوتا ہے۔ جیسے کہ یہ آیت مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا (سورہ جاثیہ آیت ۲۳) اور یہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی نہیں ہے مگر یہ چند دن دنیا کی حیات ہے۔'' ہم یہاں ہی زندگی کرتے ہیں اور یہاں ہی مر جائیں گے۔ اس کا تعلق دھریہ لوگوں کے بارے میں وہ موت کے بعد کی زندگی کا وہ اقرار نہیں کرتے۔ حالانکہ انہوں نے کہا ہے نَمُوْتُ وَنَحْيَا حالانکہ حیات دنیا مقدم ہوتی ہے اور موت بعد میں تو ان کو کہنا چاہیے نَحْيَا وَنَمُوْتُ۔ اس میں مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اور بعض اوقات ایک لفظ جو مقدم ہونا چاہیے وہ موخر ہوتا ہے اور دوسرا لفظ جو موخر ہونا چاہیے تھا وہ مقدم ہوتا ہے۔ جیسے یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ (سورہ آل عمران آیت ۴۳) اے مریم تو اپنے رب کے لیے قنوت کر اور سجدہ کر اور رکوع کر۔'' حالانکہ رکوع پہلے اور سجدہ بعد میں ہوتا ہے، تو اس وجہ سے پہلے ارْكَعِیْ اور بعد میں وَاسْجُدِیْ بیان ہونا چاہیے تھا۔ یا دوسری آیت میں فرمایا: فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝ (سورہ کہف۔ ۶) سوائے اس کہ نہیں ہے کہ یوں ہے "فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ أَسَفًا إِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ" اور ایسے اور بھی بہت زیادہ مقامات پر ہے۔ (اور یہ بھی یاد رکھنا یہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا قانون ہے کہ اس تقدم اور تاخر میں کوئی نکتہ ہوتا ہے۔ جس کی خاطر یہ کام ہوتا ہے ورنہ یہ عیب ہو جاتا ہے۔ مترجم)

(۷) المنقطع المعطوف

اور اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھی ہے کہ کچھ آیات ایک واقعہ کے بارے میں آتی ہیں اور پھر ان کو وہیں چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر دوسری آیت ذکر کر دی جاتی ہے اور اس کا عطف پہلی آیت پر کیا جاتا ہے اور اس واقعہ کے اجنبی آیت کے عطف کے بعد دوبارہ پھر آیت ذکر ہوتی ہے جس کا تعلق پھر اسی واقعہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اور ابراہیم کو یاد کرو جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھتے بوجھتے ہو، تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ مگر تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹی باتیں خود گھڑتے ہو اس میں شک نہیں کہ خدا کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری روزی کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو کیونکہ تم لوگ ایک دن اسی کی بارگاہ میں لوٹ کر جاؤ گے۔ پھر اسی واقعہ پر ابراہیم کو روک دیا ہے اور رسول خدا سے خطاب شروع کر دیا ہے اور فرمایا: وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ اَوَلَمْ یَرَوْا كَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ " الی قولہ "وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ یَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (سورہ عنکبوت) پھر رسول خدا سے مخاطب ہو کر فرمایا، اگر اہل مکہ نے آپ کو جھٹلایا تو آپ پر واہ نہیں کریں تم سے پہلے بھی بہت زیادہ امتوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور رسولؐ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے۔ کیا ان لوگوں سے اس پر غور نہیں کیا کہ خدا کس مخلوقات کو پہلے پہل پیدا کرتا اور پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور بیان کرتے کرتے آخر میں خدا فرماتا ہے میری رحمت سے وہ لوگ مایوس ہو گے

Presented by Ziaraat.com

ہیں اور انہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور پھر اس سے دوبارہ ابراہیم کا ذکر شروع کرتے ہوئے خدا ارشاد فرماتا ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ (سورہ عنکبوت آیت ۲۴) غرض ابراہیم کی قوم کے پاس ان باتوں کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہ تھا کہ باہم کہنے لگے اس کو مار ڈالو یا جلا کر خاک کر ڈالو آخر وہ کر گزرے تو خدا نے ان کو آگ سے بچا لیا۔''

اور اسی کی مثل حضرت لقمان علیہ السلام کے قصہ میں اللہ نے بیان کیا ہے۔ قول خدا "وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾" (سورہ لقمان آیت ۱۳) اور یاد رکھو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے اس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے خبردار خدا کا شریک نہ قرار دینا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

اور اس ذکر کو منقطع کرتے ہوئے فرماتا ہے "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ" الی قولہ "فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" اور ہم نے انسان کو اپنی ماں کے بارے میں وصیت کی جس نے اس کو بڑی زحمتوں میں اپنے شکم میں رکھا۔ پھر ذکر کرتے ہوئے فرمایا پس ہم تم کو متنبہ کریں گے اس کے بارے میں جو کچھ تم عمل کرتے رہے ہوں۔

پھر دوبارہ لقمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ ....." (سورہ لقمان آیت نمبر ۱۶) اے میرے بیٹے اس میں شک نہ کرنا کہ وہ عمل اگر رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور پھر وہ کسی سخت پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین میں تو خدا اسے بھی قیامت کے دن حاضر کرے گا۔

اور اس کی مثل اور بھی آیات ہیں۔

(۸) ماھو حرف مکان حرف

کبھی ایک حرف دوسرے حرف کی جگہ پر ہوتا ہے لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۙ "یعنی اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۙ (سورہ بقرہ ۱۵۰) تاکہ لوگوں کے لیے کوئی حجت نہ رہے، مگر ان میں سے جو لوگ ہٹ دھرم ہیں۔ یعنی جو لوگ ظالم ہیں ان پر حجت ہوگی۔ یا دوسری آیت میں ہے: يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ یعنی اِلَّا مَنْ ظَلَمَ (سورۃ النمل ۱۰) اے موسیٰ ڈرو نہیں ہمارے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے مگر وہ شخص جو گناہ گار ہو۔ یعنی اور ایسی ہی اللہ تعالیٰ کا یہ قول جس میں خداوند متعال فرماتا ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ یعنی اِلَّا خَطَـًٔا ۚ (سورہ نساء آیت ۹۲) اور مومن کے لیے مناسب اور جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مومن کو قتل کرے اور نہ ہی عمداً اور نہ ہی خطا دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے: لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا

Presented by Ziaraat.com

رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۔ یعنی حَتَّى تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۔ (سورہ توبہ آیت ۱۱۰) عمارت کی بنیاد جو ان لوگوں نے قائم کی اس کے سبب سے ان کے دلوں میں ہمیشہ دھکڑ پکڑے رہے گی اور ان کی مثل اور بھی آیات ہیں جن کا ذکر اپنے محل پر آئے گا۔

(۹) ماھو کان علی خلاف ما انزل اللہ

وہ آیات بیان کی جائیں گی مثلاً كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۱۰) تم کتنے اچھے لوگ ہو جن کو لوگوں کی ہدایت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ پس حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس آیت کے قاری سے فرمایا: کیا تم خیر امت ہو، حالانکہ امیر المومنین اور امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ پس ان کو کیسے خیر امت کہا جا سکتا ہے۔ تو راوی نے عرض کیا اے فرزند رسول پھر یہ کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ آیت صرف ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فرمایا کیا تو دیکھتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس کے آخر میں تعریف فرمائی ہے کہ وہ جو نیکیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ اور خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اس امت کے بارے میں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس سے مراد یہ نہیں کوئی اور ہیں۔ یہ آیت اس کا مصداق ہے کہ خلاف ما نزل کا اور اس کی مثل ایک اور آیت ہے جس کو امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے پڑھا گیا۔ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿۷۴﴾ (سورۃ فرقان آیت ۷۴) وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور نسل کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام قرار دے۔ اس کے بارے میں ابوعبداللہ امام صادق فرماتے ہیں۔ تحقیق ان لوگوں نے اللہ سے بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے کہ ان کو متقین کا امام قرار دے پھر عرض کیا گیا کہ یہ آیت کیسے نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ یوں نازل ہوئی تھی، وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿۷۴﴾ یعنی ہمارے لیے متقین کو امام قرار دے اور خدا کا یہ قول لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۔ (سورہ رعد آیت نمبر ۱۱) اور اس کے لیے آگے محافظ فرشتے ہیں، جو حکم خدا سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ کیسے امر خدا میں سے کسی چیز کی حفاظت کر سکتے ہیں اور ان کے لیے محافظ سامنے سے کیسے ہو سکتا ہے۔ تو آپ سے عرض کیا گیا پھر یہ کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۔ اور اس کی مثل اور بھی آیات ہیں جن کا اپنے مقام پر ذکر

Presented by Ziaraat.com

کیا جائے گا۔

(۱۰) وہ آیات جو محرف ہیں

یعنی وہ بات بھی اس قرآن میں ہیں کہ جن میں مسلمانوں نے کمی کی ہے۔ مثلاً لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ مگر خدا تو اس پر گواہی دیتا ہے جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے وہ خوب جان بوجھ کر نازل کیا گیا ہے اور ملائکہ اس پر گواہ ہیں، تو اس میں (فی علی) کا لفظ تھا جواب نہیں ہے۔ یا دوسری آیت میں فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ ۔فِيْ عَلِيٍّ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ (سورہ مائدہ آیت ۷۰) تو اس میں فی علی تھا، اب نہیں ہے۔ ایک اور آیت ہے کہ جس میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا (آل محمد حقهم) لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ (سورہ نساء آیت ۱۶۸) تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا ان کے حق میں اللہ ان کے گناہوں کو نہیں معاف کرے گا، تو اس آل محمد حقهم تھا اب نہیں ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا: وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا (آل محمد حقهم) اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ تو اس آیت میں آل محمد حقهم کا لفظ نہیں ہے۔ (سورہ الشعراء آیت ۲۲۷) اور دوسری آیت میں ہے کہ "وَلَوْ تَرٰى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (آل محمد حقهم) فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ" لیکن موجودہ قرآن میں یہ آیت یوں ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ (بحث نمبر ۹ اور ۱۰ یہ دونوں اس بناء پر ہے کہ اگر ہم قائل ہو جائیں کہ کمی یا تبدیلی ہوئی ہے تو پھر اس کو مانا جا سکتا ہے لیکن مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ امامیہ علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن میں تحریف واقع نہیں ہوئی۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تاویل آیات ہے ورنہ تنزیل ایسے نہیں ہے۔ لہٰذا ان دونوں عنوانوں کو دیکھ کر اعتراض کی زبان نہیں کھولنا چاہیے اور ایک شخص کے نظریہ سے مذہب شیعہ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مترجم)

(۱۱) وہ آیات کہ جن کا لفظ جمع ہے لیکن مراد واحد ہے

اور یہ لوگوں میں جاری ہے کہ وہ لفظ جمع کا بول کر مفرد مراد ہوتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ (سورۃ الانفال آیت ۲۷) اے ایمان والو خدا اور رسولؐ سے خیانت مت کرو، نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ یہ آیت ابولبابہ بن عبداللہ بن المنذر کے لیے خاص کر نازل ہوئی ہے۔ تو اگرچہ لفظ جمع کا ہے لیکن مراد مفرد ہے۔ دوسری آیت میں ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (سورہ الممتحنہ آیت ۱) اے ایمان والو، میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا ولی اور دوست مت بناؤ۔

Presented by Ziaraat.com

یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس میں بھی لفظ جمع کا ہے مراد مفرد ہے۔ ایسے ہی ایک دوسری آیت میں ہے: اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۳) یہ وہ لوگ ہیں جب ان کو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ لوگوں نے تمہارے مقابلے میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے۔ یہ آیت نعیم بن مسعود الاشجعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن لفظ جمع ہے اور مراد مفرد ہے۔

یا دوسری آیت میں ہے اللہ فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ (سورہ توبہ آیت ۶۱) وہ لوگ جو نبی کو اذیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کان کے کچے ہیں۔ یہ آیت عبداللہ بن نفیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے لفظ عام جمع ہے معنی مفرد ہے۔ اس کی مثل اور بھی آیات ہیں جن کے بارے میں اپنے اپنے محل پر بحث کی جائے گی۔

(۱۲) مالفظہ واحد ومعناہ جمع

وہ آیات کہ جن کا لفظ مفرد اور معنی جمع ہے۔ مثلاً قول خدا وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (سورہ فجر آیت ۲۲) اور جب تیرے رب کا امر آئے گا تو ملائکہ صف در صف ہوں گے۔ تو اس میں لفظ ملک مفرد ہے لیکن معنی تمام ملائکہ ہیں۔ دوسرے فرمان میں ارشاد ہوا ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ (سورہ حج آیت ۱۸) کیا تم نے نہیں دیکھا تحقیق اللہ کو سجدہ کرتے ہر وہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین پر اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت سب اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو اس آیت میں لفظ الشجر مفرد ہے لیکن مراد جمع ہے۔ ایسے ہی دوسرے الفاظ ہیں جن سے اپنے محل پر بحث ہوگی۔

(۱۳) مالفظہ ماض

وہ آیات کہ جن کا لفظ ماضی ہے لیکن معنی مستقبل ہے۔ مثلاً قولہ تعالیٰ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ (سورہ النمل آیت ۸۷) یاد کرو اس دن کو جب صور پھونکا جائے گا تو جتنے لوگ آسمانوں میں اور زمین میں سب دہل جائیں مگر جس شخص کو خدا چاہے اور سب لوگ اس کی بارگاہ میں ذلت و عاجزی کے ساتھ حاضر ہوں گے۔

اس آیت فزع لفظ ماضی ہے اور مراد مستقبل ہے یا دوسری آیت ہے فرمایا: وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی (سورہ الزمر آیت ۶۸) اور جب پہلی بار صور پھونکی جائے گی تو جو آسمان والے اور جو زمین میں ہیں وہ سب موت کی وجہ سے گر جائیں گے، مگر وہ جن کو خدا چاہے گا پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا.....۔"

Presented by Ziaraat.com

اس آیت میں بھی نُفِخَ لفظ ماضی ہے لیکن مراد مستقبل ہے اور اس کی مثل بہت زیادہ ہے جن کا ذکر اپنے محل پر آئے گا۔

(۱۴) وہ آیات جن کا بعض حصہ ایک سورہ میں ہے

اور دوسرا حصہ دوسری سورہ میں ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول سورہ البقرہ میں بنی اسرائیل کے قصہ میں کہ جب موسیٰ نے دریا کو پھاڑا اور اللہ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کیا اور موسیٰ پر اور بنی اسرائیل پر من وسلویٰ ان پر نازل فرمایا اور اس وقت ان لوگوں نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا: لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ ''اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے تو آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں جیسے ساگ، پات، ترکاری اور ککڑی اور گیہوں لسن اور مسور اور پیاز وہ ہمارے لیے پیدا کرے۔ موسیٰ نے کہا تم ایسی چیز کو جو ہر طرح سے بہتر ہے اس کو ادنیٰ چیزوں سے تبدیل کرنا چاہتا ہو اس شہر چلے جاؤ پھر تمہارے لیے جو تم نے مانگا ہے سب موجود ہے۔ (سورہ البقرہ آیت ۶۱) یہ حصہ سورہ بقرہ میں ہے اور دوسرا حصہ سورہ مائدہ میں ہے: ''قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝'' (سورہ مائدہ آیت ۲۲) وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ اس شہر میں تو بڑے بڑے زبردست سرکش لوگ رہتے ہیں اور جب تک وہ اس سے نکل نہ جائیں ہم تو اس میں کبھی داخل نہیں ہوں گے۔ پس اس کا نصف سورہ بقرہ میں ہے اور دوسرا نصف سورہ مائدہ میں ہے۔

ایسے ہی قول خدا ہے: اِكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورہ فرقان آیت نمبر ۵) یعنی اس قرآن کے بارے کفار کا قول نقل کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے میں جسے اس نے کسی سے لکھوائے ہیں پس وہ ہی اس پر ان کو صبح وشام پڑھاتا ہے۔ اور اس کا رد ساتھ ہی ہونا چاہیے تھا لیکن اس کا رد سورہ عنکبوت میں ذکر ہوا ہے اور فرماتا ہے: وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (سورہ عنکبوت آیت ۴۸) اے رسول قرآن سے پہلے نا تو تم کوئی کتاب پڑھے تھے اور نا ہی تم لکھا کرتے تھے اور اگر ایسا ہوتا تو یہ جھوٹے ضرور آپ کی نبوت پر شک کرتے۔ پس اس اعتراض وجواب کا آدھا حصہ سورہ فرقان میں ہے یعنی اعتراض سورہ فرقان میں ہے اور اس کے جواب والا حصہ سورہ قصص اور سورہ عنکبوت میں ذکر ہوا اور اس کی مثل اور بھی قرآن میں موجود ہے اس کے بارے اپنے اپنے محل پر بحث کریں گے۔

Presented by Ziaraat.com

(۱۵) وہ آیات کہ جن کا بعض حصہ منسوخ ہو چکا ہے

اور باقی حصہ اپنے حال پر باقی ہے۔ اور اس طرح کی آیات بھی قرآن میں موجود ہیں، اور ان میں سے مثلاً یہ آیت ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے: وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ (سورہ بقرہ آیت ۲۲۱) اور تم مشرکہ عورتوں سے نکاح مت کرو جب تک وہ صاحب ایمان نہ بن جائیں۔ اور یہ اس وجہ سے آیت نازل ہوئی تھی کیونکہ مسلمان مرد اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کیا کرتے تھے۔ اس پر پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا: وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۚ (سورہ بقرہ آیت ۲۲۱) اور (خبردار) تم مشرک عورتوں سے نکاح مت کرنا جب تک وہ ایمان قبول نہ کرلیں مشرک عورتیں خواہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے کتنی ہی اچھی معلوم ہوں تب بھی ایک مومن کنیز ان سے بہتر اور بھلی ہے اور مشرک مرد جب تک ایمان کو قبول نہ کریں اس کے نکاح میں مومنہ عورتیں مت دو خواہ مشرک مرد (اپنے حسن و جمال اور جسم کی طاقت کے اعتبار) اچھے ہی کیوں نہ معلوم ہوں تب بھی ایک مومن غلام ان سے بہتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے کہ مسلمان مشرکہ سے نکاح کرے یا کوئی مشرک کسی مسلمان عورت سے نکاح کرے۔

پھر اس آیت کا ایک حصہ کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ یہ منسوخ ہو گیا اور اس کے لیے ناسخ سورہ مائدہ کی آیت ہے۔ جس میں ارشاد خداوند متعال ہوتا ہے: وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (سورہ مائدہ آیت ۵) جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کی تمام چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں اور اہل کتاب کی خشک چیز مثلاً گندم جو وغیرہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ اور تمہاری خوراک کی پاک چیز ان اہل کتاب کے لیے حلال ہیں اور پاک دامن مومن عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں (یعنی جو زنا وغیرہ نہیں کرواتی) تمہارے لیے حلال ہیں۔ جب تم ان کا پہلے حق مہر ادا کردو۔ پس اس آیت نے پہلی آیت کا یہ حصہ کہ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اس کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور دوسرا چھوڑ دیا ہے پس یہ حصہ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا یہ نسخ نہیں ہوا اور اب تک اسی حالت پر باقی ہے لہٰذا کسی مسلمان عورت کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی کافر سے نکاح کرے۔ لیکن مسلمانوں مردوں کے لیے جائز ہے کہ وہ مشرکہ عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔

ایسے ہی ایک اور آیت ہے کہ جس میں ارشاد خداوند کریم ہے کہ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۚ (سورہ

Presented by Ziaraat.com

المائدہ آیت ۴۵) اور ہم نے تورات میں یہود پر فرض کر دیا ہے کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت زخم کے بدلے ایسا ہی زخم قصاص ہے۔ پھر اس آیت کو نسخ کر دیا گیا ہے اس آیت کے ذریعے جس میں ارشاد خداوند متعال ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ (سورہ بقرہ آیت ۱۷۸) اور تمہارے لیے قتل کے قصاص میں واجب قرار دیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور مونث کے بدلے مونث، تو اس آیت نے پہلی والی آیت النفس بالنفس سے لے کر السِّنَّ بِالسِّنِّ تک کو منسوخ کر دیا ہے لیکن والجروح قصاص کو چھوڑ دیا ہے اور یہ اپنی جگہ باقی ہے۔ وہ منسوخ نہیں ہوا پس پہلی آیت کا نصف منسوخ ہو گیا ہے اور دوسرا نصف چھوڑ دیا گیا ہے، جو اپنی حالت پر باقی ہے۔

(۱۶) ماتاویلہ فی تنزیلہ یعنی وہ آیات جن کی تاویل خود تنزیل میں ہی ہے۔ اور وہ بعد والی اور الگ سے کسی تاویل کی محتاج نہیں ہیں اور یہ ایسی آیات ہیں جو حلال اور حرام میں نازل ہوئی ہیں کہ جو الگ سے محتاج تاویل نہیں ہیں۔ مثلاً قول خدا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ (سورہ النساء آیت ۲۳) اور تمہارے اوپر حرام قرار دی گئیں ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں۔

یا دوسری آیت میں ارشاد ہوا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ (سورہ المائدہ آیت ۳) ''تمہارے اوپر حرام قرار دیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت۔'' اس کی مثل اور بھی کافی آیات ہیں کہ جن کی تاویل خود تنزیل میں ہی ہے اور ان آیات کو محکم کہا گیا ہے۔

(۱۷) ماتاویلہ مع تنزیلہ

ایسی آیات کہ جن کی تاویل تنزیل کے ساتھ مصاحبت رکھتی ہے۔ مثلاً قول خداوند متعال ہے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۚ (سورہ النساء آیت ۵۹) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی جو تم میں سے ہیں۔ پس اس آیت میں لوگ صرف آیت کے نازل ہونے سے اس کی تاویل سے بے نیاز نہیں ہو گے یہاں تک رسول خدا ان کے لیے تفسیر کریں کہ اولی الامر سے مراد کون ہیں۔ ایسے ہی یہ قول خدا ہے کہ اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ (سورہ توبہ آیت ۱۱۹) ''اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے۔'' اس آیت کو جن لوگوں نے رسول خدا سے سنا ہے وہ صرف سننے سے ہی تاویل سے بے نیاز نہیں ہو گے حتی کہ خود رسول خدا اس کی تاویل بیان کریں کہ صادقون سے مراد کون ہیں۔ یا ایک قول خدا ہے کہ جس میں ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ

Presented by Ziaraat.com

مِنْ قَبْلِكُمْ اے ایمان والو تمہارے اوپر روزے واجب ایسے ہی کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر واجب کیے گئے ہیں۔ تو اس کے سننے سے لوگ بے نیاز نہیں ہیں کہ صرف سننے سے ان کو معلوم ہو جائے یہاں تک کہ نبی اکرمؐ نے ان کو بیان کیا کہ دوسری امتیں کتنے روزے رکھتیں تھیں، یا دوسری آیت میں وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ''تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔'' پس لوگ اس کے سننے سے بے نیاز نہیں میں یہاں تک خود نبی نے ان کو بیان کیا ہے۔ کتنی نمازیں پڑھنا ہیں اور کتنی زکوٰۃ دینی ہے اور کتنے روزے رکھنے ہیں۔

(۱۸) وہ آیات کہ جن کی تاویل ان کی تنزیل سے قبل

یہ وہ آیات ہیں جو ان امور و واقعات کے ساتھ مربوط ہیں۔ جو زمانہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رونما ہوئے لیکن ان واقعات کے بارے میں حضرت رسول خداؐ کے پاس کوئی حکم نہیں تھا اور بعد میں ان کے بارے میں آیات نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً ظہار کا حکم زمانہ جاہلیت میں جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ظہار کرتا تھا تو وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی۔ پس جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ایک مرد کہ جس کا نام اوس بن الصامت تھا اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر دیا (یعنی اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دی اور کہا آج کے بعد تیری پشت میری ماں کی پشت کی مانند ہے اس کو ظہار کہتے ہیں مترجم) پس وہ عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اس نے حضور کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم خدا کے لیے وحی کا انتظار فرمانے لگے تو خداوند متعال نے یہ آیت نازل فرمائی اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڀ وَلَدْنَهُمْ ۭ (سورہ المجادلہ آیت نمبر ۲) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، وہ عورتیں تمہاری مائیں نہیں بن جاتی ان کی مائیں تو بس وہ عورتیں ہیں جن عورتوں نے تم کو پیدا کیا ہے اور اس کی مثل وہ آیات ہیں جو اللعان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یا وہ دوسرے حکم ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیات قرآن نازل فرمائی ہیں یہ تاویل تنزیل سے مقدم ہے۔

(۱۹) ما تاویلہ بعد تنزیل

وہ آیات کہ جن کی تاویل تنزیل قرآن کے بعد ہوئی۔ پس وہ امور جو زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رونما ہوئے مثلاً آل محمدؐ کا حق غصب ہونا یا آل محمدؐ کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کا وعدہ کرنا یا قائم آل محمدؐ کے بارے میں خبر دینا اور آپ کے خروج کے بارے میں، یا رجعت کے بارے میں یا قیامت کے بارے میں آیات کا نازل ہونا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ اور

Presented by Ziaraat.com

تحقیق ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ تحقیق ہم اس زمین کا وارث اپنے صالح بندوں کو قرار دیں گے۔ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۵)

یا دوسری آیت کہ جس میں خداوند متعال فرماتا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ (سورہ النور آیت ۵۵) اے ایمان والو تم میں سے جس نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال انجام دیتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو ایک نہ ایک دن ضرور زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ قرار دے گا جس طرح ان لوگوں کو اپنا نائب قرار دیا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے تھے اور جس دین کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا، اس دین پر ان کو ضرور برضرور طاقت اور قدرت عطاء فرمائے گا اور ان کے خوف و ہراس کے بعد ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ پس تم میری عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک مت قرار دو۔ یہ آیت کریمہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس میں ارشاد فرماتا ہے: وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورہ القصص آیت ۵۔۶) اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین پر کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو ہی لوگوں کا پیشوا اور ھادی قرار دیں ان کو ہی زمین کا وارث و مالک قرار دیں اور ان کو روئے زمین پر قدرت و طاقت عطا کرو۔ یہ آیت بھی امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کی مثل اور بھی آیات ہیں کہ جن کا اپنے اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا۔

(۲۰) وہ آیات کہ جن کا لفظ متفق ہے اور معنی مختلف ہے

مثلاً جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ (سورہ یوسف آیت ۸۲) آپ اس بستی سے سوال کریں کہ جس میں ہم لوگ رہتے ہیں اور اس قافلہ سے بھی جس میں ہم آئے ہیں، تو اس میں اہل قریۃ اور اہل العیر مراد ہے کیونکہ خود قریہ سے یا عیر سے سوال ممکن نہیں ہے بلکہ اہل قریہ سے سوال ہو سکتا ہے۔

یا دوسری آیت میں فرمایا: وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا (کہف۔۵۹) بستی کہ جن کے رہنے والوں کو ہم نے ہلاک کیا، ان کے ظلم کی وجہ سے۔ اس میں قریٰ کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ اہل القریٰ کو ہلاک کیا تھا اور اس کی مثل اور بھی آیات ہیں جن کو ہم ذکر کریں گے۔

(۲۱) وہ آیات جو عزیمت کے بعد رخصت پر دال ہیں

قرآن مجید میں ایسی آیات بھی وارد و نازل ہوئی ہیں کہ جو عزیمت (یعنی وجوب یا حرمت) کے بعد رخصت کو بیان

Presented by Ziaraat.com

کرتیں ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے وضو اور غسل پانی کے ساتھ واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور پھر اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا مسح کرو اور اگر مجنب ہو تو پھر غسل کرو۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو اور غسل کرنا واجب ہے نماز کے لیے۔ پھر جس کے لیے پانی ممکن نہ ہو یا پانی ہو لیکن استعمال نہ ہو سکتا ہو تو ان کو رخصت اور اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ تم مٹی کے ساتھ تیمم کرو۔ اور اس کے لیے یوں فرمایا: وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ (سورہ مائدہ آیت ۶) اور اگر تم میں سے کوئی مریض ہو یا مسافرت پر ہو یا تم میں سے کوئی پیشاب، پاخانہ کرلے یا اپنی بیویوں سے مباشرت کرلے اور ان کے پاس پانی نہ ہو، پس وہ پاک مٹی کے ساتھ تیمم کرے۔ پس وہ اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرے تو یہ رخصت عزیمت کے بعد واقع ہوئی ہے۔

یا دوسری آیت میں ہے: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ۚ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ (سورہ بقرہ ۲۳۸) اے ایمان والو تم تمام نمازوں کی اور خصوصاً درمیان والی نماز کی حفاظت کرو اور خدا کے لیے قنوت کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت نے قنوت کو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو عزیمت قرار دیا ہے اور پھر فرمایا: فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ اگر تم حالت خوف میں ہو کہ ہم پوری نماز نہیں پڑھ سکتے تو پھر حکم ہوا سوار یا پیدل جیسے پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ اور پھر اور رخصت عطا فرمائی: فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ پس تم اللہ کی یاد کر (نماز ادا کرو) خواہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا ایک پہلو لیٹ کر یہ بھی رخصت ہے۔ جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو صحیح وسالم ہے وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرے اور جو مریض ہے، وہ بیٹھ کر اور جو اس پر بھی قدرت وطاقت نہیں رکھتا پس وہ لیٹ کر اور اشاروں کے ساتھ میں یہ ساری عزیمت کے بعد رخصت ہے۔

(۲۲) وہ رخصت جس میں اختیار حاصل ہے

وہ آیات جو ایسی رخصت پر دلالت کرتیں ہیں کہ جن میں انسان کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو انجام دے اور اگر چاہے تو اس کو ترک کر دے۔ مثلاً جب کوئی انسان دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتا ہے اس کے فعل پر معاقبہ کی اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا برائی کی جزاء اس کی مثل برائی ہے۔ یعنی انسان کو اس سے بدلہ لینے کی اجازت ہے اور ساتھ ہی فرمایا: فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ اور اگر معاف کر دے، تو گویا انسان کو

Presented by Ziaraat.com

رخصت کے ساتھ ہی اختیار بھی دیا ہے۔ اگر چاہے تو سزا دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے۔

(۲۳) وہ رخصت جس کا ظاہر اس کے باطن کے خلاف ہے

قرآن میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جو رخصت کو بیان کرتیں ہیں لیکن ان کا ظاہر ان کے باطن کے خلاف ہے اور ان کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا اور باطن پر عمل نہیں ہوگا اور ان کے باطن کو ہی دین قرار نہیں دیا جائے گا مثلاً اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست ولی یا سرپرست قرار نہ دیں اور اس کے تحت فرمایا ہے: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ (سورہ آل عمران آیت ۲۸) مومنین مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ولی و سرپرست مت قرار دیں اور جو ایسا کرے گا تو اس کا خدا سے کوئی سروکار نہیں ہے، یعنی سختی سے منع کر دیا ہے اور پھر ساتھ ہی رخصت بھی دے دی ہے اور تقیہ کے وقت اس کی اجازت دے دی ہے کہ جو شخص مخالف کے طریقہ پر نماز ادا کرتا ہے اور ان کے اوقات میں روزہ افطار کرتا ہے۔ اور ظاہر میں ان کے اعمال کے مطابق عمل انجام دیتا ہے لیکن اندر ہی اندر سے وہ دل میں اس کے خلاف کا عقیدہ رکھتا ہے۔ وہ تقیہ اور اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ مگر جو اپنے آپ کو ان کے شر سے بچانا چاہتا تو اس کو اجازت ہے۔ یہ رخصت کی تفسیر اور اس کا معنی ہے۔ یہ ہی معنی ہے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام کے فرمان کا جس میں آپؑ نے ارشاد فرمایا ہے: ان اللہ تبارك و تعالیٰ یحب ان یوخذ برخصه كما یحب ان یوخذ بعزائمه تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے کہ اس کی رخصت کو لیا جائے جیسا کہ وہ محبت کرتا ہے کہ اس کے فرائض کو لیا جائے یعنی جیسے اس کے فرائض پر عمل کرنا اس کی خوشنودی کا سبب ہے ایسے ہی اس کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ حاصل کرنا بھی اس کی رخصت کا سبب ہے۔

(۲۴) وہ آیات جن لفظ خبر ہے لیکن ان کا معنی حکایت ہے

یعنی وہ آیات بھی قرآن میں موجود ہیں جن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ جملہ خبریہ ہے گویا وہ خبر دے رہا ہے لیکن حقیقت میں وہ جملہ کسی کے قول کی حکایت ہے یعنی کسی کے قول کو نقل کیا جا رہا ہوتا ہے۔ مثلاً وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ (سورہ کہف آیت ۲۵) اور اصحاف کہف اپنی غار میں تین سو نو برس رہے۔'' تو اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن ان کے غار میں رہنے کے بارے میں خبر دے رہا ہے حالانکہ یہ خبر نہیں بلکہ یہ ان کے قول کی حکایت ہے اور اس کے حکایت ہونے کی دلیل وہ رد ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کا کیا ہے اور فرمایا ہے: قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ (سورہ کہف۔۲۶) اے میرے حبیب آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ لوگ غار میں کتنے برس رہے کیونکہ آسمانوں اور زمین کا سارا غائب اس کے ہی پاس ہے۔

Presented by Ziaraat.com

تو اس سے معلوم ہوتا ہے وہ پہلا قول حکایت ہے نا کہ خبر اور ایسے ہی ایک اور آیت ہے جس میں قریش مکہ کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد قدرت ہے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ (سورہ الزمر آیت ۳) ہم ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اس لیے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں تا کہ یہ بارگاہ خدا میں اس کے ذریعے قرب حاصل کریں۔ تو یہ آیت بھی صرف اور صرف حکایت ہے اگر چہ لفظ سے خبر معلوم ہوتی ہے لیکن ہے حکایت۔ ایسے ہی اور بھی آیات ہیں کہ جن کے بارے اپنے محل پر نقل کیا جائے گا۔

(۲۵) وہ آیات کہ جن کا خطاب نبی کو اور مراد امت ہے

ایسی آیات بھی قرآن مجید میں موجود ہیں کہ جن میں ظاہری طور پر خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے لیکن حقیقت میں مراد آپ کی امت ہے۔ مثلاً يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (سورہ طلاق آیت ۱) اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کو پاکی کی حالت میں طلاق دو۔ اس آیت میں خطاب اگر چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے لیکن مراد امت رسول ہے۔ گویا یہ خطاب رسولؐ کی امت کو ہے اور سہارا رسولؐ خدا بنے ہیں۔ اس کو ہماری زبان میں کہتے ہیں (کہنا بیٹی کو اور سنانا بہو کو) یا کہنا دروازے کو اور سنانا دیوار کو۔ یا اور آیت میں ارشاد قدرت ہے: لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت قرار نہ دو ورنہ تم برے حال میں ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔ یہ بھی خطاب ظاہراً رسول خدا کو ہے لیکن مراد امت ہے کیونکہ رسول خدا سے شرک ممکن نہیں ہے اور اس طرح کی کافی آیات ہیں کہ جن میں خطاب ذات نبی کو ہے لیکن مراد امت نبی ہے۔

اور اس کے بارے میں خود حضرت امام ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا: ان اللہ بعث نبیہ بایاك اعنی و اسمعی یا جارۃ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس طرح مبعوث فرمایا ہے (کہ محاورہ میں بولا جاتا ہے) مراد میری تو ہے لیکن اے لونڈی تو بھی سن لے۔

(۲۶) وہ آیات جن کا خطاب ایک امت کو ہے اور اس کا معنی دوسری امت کے لیے ہے

قرآن پاک میں ایسی بھی آیات موجود ہیں کہ جن میں خطاب ایک امت و قوم کے لیے ہے لیکن ان کا معنی دوسری قوموں کے لیے بھی ہے۔ مثلاً: وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

Presented by Ziaraat.com

كَبِيرًا ﴿۴﴾ (سورہ اسراء۔ ۴) اور ہم نے بنی اسرائیل کے لیے کتاب تورات میں صاف صاف کر کے بیان کر دیا ہے کہ تم روئے زمین پر دو مرتبہ ضرور فساد پھیلاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ تو اس آیت میں خطاب بنی اسرائیل کو ہے لیکن معنی اس کا امت محمدیہ کو بھی حاصل ہے کہ تم بھی زمین پر بار بار فساد کرو گے۔

(۲۷) زنادقہ کے رد میں

وہ آیات بھی قرآن میں موجود ہیں جو زنادقہ (یعنی زندیق) کے رد میں وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۶۸﴾ (سورہ یٰس آیت نمبر ۶۸) اور جسے ہم طویل زندگی عطا کرتے ہیں تو اس کی زندگی کو بچپنے کی طرف پلٹا دیتے ہیں کیا تم عقل شعور سے کام نہیں لیتے۔

یہ آیت کریمہ زنادقہ کے رد میں نازل ہوئی ہے کیونکہ ان لوگوں کا گمان وعقیدہ یہ ہے کہ جب انسان کا نطفہ رحم مادر میں واقع ہوتا ہے تو مختلف غذاؤں اور افلاک کے چکر سے اسی کی مختلف شکل وصورت بن جاتی ہے اور اس پر جیسے جیسے دن رات گزرتے ہیں ویسے ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس کے اعضاء وجوارح میں قوت وطاقت پیدا ہوتی ہے، لہٰذا ان کا نظریہ یہ نہیں ہے کہ خدا کی تقدیر وقدرت سے ہوتا ہے بلکہ وہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ گردش افلاک اس کے لیے موثر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۶۸﴾ یعنی جو زیادہ عمر پاتے ہیں اور بڑے ہوتے ہیں تو ان کو دوبارہ بچپن کی طرف ہم پلٹا دیتے ہیں کیا تم اس سے بھی شعور وعقل سے کام نہیں لیتے۔ اگر زمانے اور افلاک کی گردش سے اس میں قوت وطاقت آتی ہے تو بڑھاپے کی صورت میں ان میں ناتوانی اور کمزوری پیدا کیوں ہو جاتی ہے حالانکہ گردش زمانہ وافلاک کو برابر جاری وساری رہتی ہے، تو اس سے طاقت وقوت زیادہ ہونی چاہیے جبکہ وہ بڑھاپے میں کم ہوتی ہے، تو ان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ تمہارا عقیدہ باطل ہے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے کہ جب اس کی عمر زیادہ ہوتی ہے تو اس میں قوت وطاقت کم ہو جاتی ہے۔ یہ واضح ہوتا ہے افلاک کی گردش سے نہیں بلکہ تقدیر خدا سے ہے۔

(۲۸) ثنویہ کے رد میں

یعنی قرآن مجید میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جو ان لوگوں کے رد میں ہیں جو دو معبودوں کے قائل ہیں (یعنی توحید خدا کے قائل نہیں ہیں) ان کے رد میں خدا نے آیات نازل فرمائی ہیں جن میں سے مثلاً ایک یہ بھی ہے مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ (سورہ مومنون آیت ۹۱) اللہ تعالیٰ نے ہرگز کسی کو اپنی اولاد نہیں قرار دیا اور نا ہی اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر کوئی اپنی مخلوق کا خود نظام چلاتا اور ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرتا۔

Presented by Ziaraat.com

اس آیت میں خداوند متعال نے اپنی توحید کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر میرے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو پھر ہر ایک اپنی عبور، برتری ثابت کرنے کی سعی و کوشش کرتا اور اس کے نتیجہ میں زمین میں فساد برپا ہو جاتا۔ ایک خدا انسان کو خلق کرنا چاہتا اور دوسرا خدا کوئی حیوان بنانا چاہتا، تو ایک انسان جانور یا حیوان پیدا ہو جاتا۔ جو ان دونوں کے درمیان ہے نا وہ انسان ہوتا اور نا حیوان تو ان دونوں کا ارادہ اور چاہت کے اختلاف سے ایک عجیب امر محال رونما ہو جاتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں واقع ہوا تو جب یہ کچھ نہیں ہے تو دوسرے خدا کا ہونا محال اور باطل ہونا خود بخود ثابت ہوتا ہے۔ پھر ایک ہی خدا ہے جس کی تدبیر سے یہ سب کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور اس تمام نظام کا قائم رہنا اور یہ اور بعض کا بعض کے ساتھ منسلک رہنا ارادہ و مشیت کے تحت ہے۔ یہ سب کچھ دلالت کرتا ہے کہ ایک ہی بنانے والا ہے اور اسی پر یہ قول خدا دال ہے مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ اور اسی پر دوسرا قول بھی دلالت کرتا ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (سورہ انبیاء آیت ۲۲) اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور ان کے درمیان اختلاف ہو جاتا۔ تو اس آیت نے بھی بیان کیا ہے کہ عدم اختلاف دلالت کرتا ہے کہ معبود حقیقی وحدہ لاشریک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(۲۹) بت پرستوں کے رد میں

ایسی آیات بھی قرآن مجید میں موجود ہیں جو بت پرستوں کے رد اور ان کے عقیدہ کو باطل کرنے کے لیے نازل ہوئیں ہیں۔ مثلاً قول خداوند متعال ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ (سورہ اعراف آیت ۱۹۴-۱۹۵) تحقیق جن کو تم خدا کے علاوہ پکارتے ہو (یعنی بت کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو) وہ تمہاری ہی طرح کے بندے ہیں اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کو پکارو اور ان کو چاہیے کہ وہ تمہاری آواز و پکار کا جواب دیں (اور تمہاری ضروریات کو پورا کریں) (وہ تو تمہارے سے بھی بدتر ہیں) کیا تمہاری طرح (ان کے پاؤں ہیں جس سے وہ چل پھر سکتے ہوں یا ان کے لیے ہاتھ ہیں کہ جن سے وہ کوئی چیز اٹھا سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں کہ جن سے وہ دیکھ سکیں یا ان کے کان ہیں کہ جن سے وہ سن لیں (نہیں ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے، وہ تو تم سے بھی بدتر ہیں) اے میرے رسولؐ ان بت پرستوں سے کہہ دو تم اپنے ان بتوں کو (کہ جن کو تم نے میرا شریک قرار دیا ہے) پکارو اور میرے خلاف ان سے مل کر سازشیں کرو اور مجھے ذرا بھر بھی مہلت نہ دو۔ یہ آیت واضح طور پر بت پرستوں کے باطل عقیدہ کو رد کرنے کے لیے ہے۔

Presented by Ziaraat.com

یا اسی کی مثل ایک اور آیت ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے: أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ (سورہ الانبیاء آیت ۶۶، ۶۷) پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے بتوں کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان۔ تف ہو تم پر اور ان بتوں پر جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو کیا تم میں عقل و شعور نہیں ہے۔ یہ آیت بھی بت پرستوں کا رد ہے اور ایسے ہی ایک اور آیت ہے کہ جس میں خداوند متعال ارشاد فرما رہا ہے: قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۶) اے میرے رسول ان بت پرستوں سے فرما دیں جن کو تم نے اللہ کے علاوہ اپنے گمان میں معبود بنا رکھا ہے۔ ان کو مشکل وقت میں پکار کر دیکھو، وہ تمہاری مشکل حل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ یہ بھی ایسے ہی بت پرستی کے عقیدہ کو باطل قرار دے رہی ہے اور ایسے ہی ایک اور آیت ہے جس میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (سورہ النحل آیت ۱۷) کیا وہ ذات جو خلق کرتی ہے وہ ان (بتوں) کی مثل ہو سکتا ہے جو خلق نہیں کرتے کیا تمہارے پاس عقل نہیں اور تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو زنادقہ اور بت پرستوں کے رد میں ہیں ان کے بارے میں اپنے اپنے محل پر بحث کی جائے گی۔

(۳۰) وہ آیات جو دھریت کے رد میں ہیں

قرآن مجید میں کچھ وہ آیات بھی ہیں جو دھریت کے رد میں آئی ہیں اور وہ بیان کرتی ہیں کہ دھریوں کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ ان کا عقیدہ وہم و گمان ہے کہ یہ زمانہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی مدبر نہیں ہے اور اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے اور ان کا عقیدہ ہے موت کے بعد کوئی دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا اور حشر و نشر نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے قول کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ (سورہ جاثیہ آیت ۲۴) اور یہ لوگ (دھریے) یہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی بس اس دنیا کی زندگی ہے ہم اس میں جیتے اور مرتے ہیں (اور بس) اور صرف اور صرف زمانے کے گردش و تحویل ہی ہمیں مارتی ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کے پاس کوئی یقین اور دلیل نہیں ہے۔ پس ان کے پاس بے بنیاد باتیں اور ان کا گمان ہے۔

اور دھریوں کے اس باطل عقیدہ کے رد میں ارشاد قدرت ہو رہا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ

Presented by Ziaraat.com

الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ (سورہ حج آیت ۵) اے لوگو! کیا تمہیں قیامت کے آنے میں کوئی شک ہے۔ (تم اس پر غور کرو کیا ہمارے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے جبکہ) ہم نے تمہیں پہلے مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے اور پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے وہ کبھی کسی شکل وصورت کا حامل ہوتا ہے (یعنی زندہ ہوتا ہے) اور کبھی نہیں، پیدا کیا ہے تا کہ تم جان لو کہ ہم ہر چیز پر قدرت وطاقت رکھتے ہیں اور پھر ہم اس جنین کو جس کو ہم چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ماؤں کے رحموں میں رکھتے ہیں اور پھر اس کو ایک بچے کی شکل میں پیدا کرتے ہیں تا کہ وہ جسمانی اور عقلی اعتبار سے کمال حاصل کرے۔ اور اس دوران تم میں سے بعض مرجاتے ہیں اور بعض لمبی عمر پانے کی وجہ سے بڑھاپے میں چلے جاتے ہیں اور وہ اس دوران اپنی تمام تر معلومات کھو چکے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حشر ونشر کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ (سورہ الحج آیت ۵ تا ۷) اور دوسری طرف تو زمین دیکھتا ہے وہ خشک مردہ ہو چکی ہوتی ہے اور جب اس پر ہم پانی (بارش) برساتے ہیں تو اس میں زندگی وحیات آجاتی ہے اور طرح طرح کی ہری بھری لہلہاتی ہوئی فصلیں اس سے پیدا ہو جاتیں ہیں۔ یہ اس لیے ہے تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ برحق ہے اور وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور قیامت بہر حال آئے گی جس میں کوئی شک اور شبہ والی بات نہیں ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ قبروں میں سے تمام مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

اور ایسے ہی ایک اور آیت میں ارشاد قدرت ہوتا ہے: اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ (سورہ الروم آیت ۴۸ تا ۵۰) وہ وہی اللہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تا کہ وہ بادلوں کو حرکت دیں اور پھر وہ ان کو آسمان کی وسعت میں جس طرح چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور پھر انہیں تہہ در تہہ کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ ان سے بارش کے قطرے گرنے لگتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اس حیات بخش بارش کو اپنے بندوں پر برساتا ہے، تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ اس بارش کے نازل ہونے سے پہلے مایوس ہو چکے تھے پس تم رحمت خدا کے آثار دیکھ کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد کیسے دوبارہ زندہ کر دیتا ہے اور وہی ذات ان مردوں کو بھی ضرور زندہ

Presented by Ziaraat.com

کرے گی وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سورہ ق میں ان کے باطل عقیدے کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے: اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ الى قوله وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ (سورہ ق آیت ۶ تا ۱۱) کیا انہوں نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ جو ان کے سروں پر ہے ہم نے اس کو کیسے بنایا ہے اور پھر اس کو ستاروں سے کیسے سجایا ہے اور اس میں کسی قسم کا شگاف نہیں ہے اور پھر زمین کو دیکھیں کہ ہم نے اس کو کیسے پھیلایا ہے اور اس پر بڑے بڑے پہاڑ بنائے ہیں اور ہر طرح کا لہلہاتا ہوا سبزہ اس میں اُگایا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا: پھر ہم نے مردہ وخشک زمین کو زندہ کیا ہے اور ایسے ہی ہمارے لیے مردوں کو زندہ کرنا ہے۔

اور پھر سورہ یٰس میں ارشاد فرمایا: وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورہ یٰس آیت ۷۹) اور ہمارے لیے (باتیں) مثال بنانے لگا وہ اپنی خلقت کو بھول گیا ہے اور کہنے لگا کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو جو گل سڑ کر خاک ہو گئی ہیں ان کو دوبارہ کون زندہ کرے گا۔ اے میرے حبیب کہہ دیں وہ ہی ذات ان کو دوبارہ زندہ کرے گی جس نے ان کو پہلی مرتبہ بنایا اور پیدا کیا ہے اور وہ اپنی تمام مخلوق کے بارے باخبر ہے۔

اور اس کی مثل اور بھی آیات ہیں جو دھریوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں جن کو اپنے اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا۔

(۳۱) ثواب اور عقاب کے منکرین کے رد میں

قرآن مجید میں کچھ آیات ایسی ہیں جو ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں جو اعمال کے ثواب اور عقاب کے منکر ہیں۔ وہ قائل ہیں کہ کوئی ثواب اور عقاب نہیں ہے۔ تو ان کے رد میں بھی آیات نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (سورہ ہود آیت ۱۰۵ تا ۱۰۷) وہ دن بھی آئے گا جس دن کوئی نفس اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر گفتگو نہیں کرے گا، پس ان لوگوں میں سے کچھ شقی و بد بخت لوگ ہوں گے اور کچھ سعید اور خوش بخت ہوں گے۔ بہر حال جو شقی اور بد بخت ہوں گے پس وہ جہنم میں جائیں گے اور وہ اس میں چیخ و پکار کریں گے (جو دلوں کو ہلا کر رکھ دے گی) اور جب تک زمین و آسمان ہیں کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (توجہ رکھیں یہ جو اس آیت میں آسمان اور زمین کا ذکر ہے کہ دنیا کے آسمان اور زمین ہیں جبکہ آخرت کے زمین و آسمان اور ہوں گے لہٰذا قیامت کے بعد یہ آسمان و زمین بدل

Presented by Ziaraat.com

جائیں گے آیت میں عموم ہے جو دونوں کو شامل ہے مترجم)

یا دوسری آیت میں ارشاد قدرت ہے: اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ (سورہ مومن آیت ۴۶) اور ان کو دن میں صبح وشام آگ کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ اس آیت میں بھی صبح وشام دنیا کے ہیں جو مشرکین کے گھروں میں بھی ہوتے ہیں لیکن قیامت کے دن وہاں صبح اور شام نہیں ہوگا۔ (اور یہ اصطلاح دوام کو ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے)۔ اور اس سے مراد برزخ کے صبح وشام ہیں۔

یا دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا (سورہ مریم آیت ۶۲) اہل جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس میں ان کے لیے رزق صبح وشام ہوگا، اس سے بھی مراد برزخ ہے۔ یعنی وہ دنیا کی جنت کہ جس میں مومنین کی ارواح موت کے بعد منتقل ہو جاتیں ہیں۔ جیسے روایات میں وہ وادی السلام نجف میں ہے بہر حال جنت اخروی میں پھر صبح وشام نہیں ہیں۔ یا دوسرا قول خداوند ہے کہ جس میں پھر ارشاد قدرت ہوتا ہے: وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (سورہ مومنون آیت ۱۰۰) اور ان کے پیچھے برزخ ہے قیامت تک کے لیے۔''

اور حضرت امام ابو عبداللہ الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "البرزخ القبر فیه الثواب والعقاب بین الدنیا والآخرة" برزخ سے مراد وہی قبر کی مدت ہے جو دنیا و آخرت کے درمیان ہے اس میں ثواب اور عقاب ہوگا۔ اور اس پر دلیل امام علیہ السلام کا ایک دوسرا قول ہے جس میں اپنے شیعوں کو مخاطب ہو کر فرمایا ہے: "والله ما نخاف علیکم الا البرزخ" خدا کی قسم ہمیں صرف اور صرف تمہارے بارے میں تمہاری برزخ کا خوف ہے۔

یا ایک دوسری آیت میں ارشاد قدرت ہوتا ہے کہ: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ (سورہ آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۰) اور جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں تم ان کو ہرگز مردہ مت گمان کرو وہ زندہ ہیں اور اپنے رب سے رزق حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل وکرم سے عطا کیا ہے اس پر خوش ہیں اور وہ لوگ جو ان سے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان سے ابھی ملحق نہیں ہوئے ان سے بھی زیادہ خوش ہیں۔ ان پر کوئی خوف ہے اور نا ہی کوئی غم اور پریشانی ان کو لاحق ہے اور اس کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے خوش ہیں۔ وہ اس دنیا کی جنت میں ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جو منکرین عذاب کے رد میں ہیں جن کے بارے میں اپنے اپنے محل پر بحث کی جائے گی۔۔

Presented by Ziaraat.com

(۳۲) منکرین معراج کے رد میں

قرآن مجید میں منکرین معراج کے رد میں بھی آیات نازل ہوئی ہیں جیسا کہ قول خداوند متعال ہے: وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۞ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۞ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۞ (سورہ النجم آیت ۷ تا ۹) جبکہ وہ افق اعلیٰ پر تھا پھر وہ اور نزدیک ہوا یہاں تک کہ ان کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔ تو یہ آیت معراج پر دال ہے اور ایسے ہی ایک اور آیت میں ارشاد قدرت ہے: وَسْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا (سورہ الزخرف آیت ۴۵) اور (میرے حبیب) جن رسولوں کو ہم نے تم سے پہلے مبعوث فرمایا ہے ان سے سوال کرو۔ یا دوسری آیت میں ارشاد قدرت ہوا: فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (سورہ یونس آیت ۹۴) پس ان سے سوال کرو جو آپ سے پہلے کتاب کو پڑھتے ہیں، یعنی انبیاء سے تو یہ سب کچھ رسول خدا نے معراج کی رات آسمانوں میں دیکھا تھا۔

(۳۳) رُوَیت کے بارے میں آیت

رویت کے بارے میں بھی آیات وارد ہوئیں جن کا سہارا لے کر کچھ رویت خدا کا عقیدہ رکھتے ہیں مثلاً سورہ النجم میں ارشاد قدرت ہوا ہے: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۞ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۞ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۞ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۞ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۞ (سورہ النجم آیت ۱۱ تا ۱۵) اور جو کچھ اس نے دیکھا اس کا دل اس کے بارے ہرگز جھوٹ نہیں بولتا کیا تم اس سے جو کچھ اس نے دیکھا ہے اس کے بارے جھگڑا کرتے ہو اور دوبارہ نبی اکرم نے اس کا مشاہدہ سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک کیا۔ جہاں جنت الماویٰ ہے۔ (اس کا سہارا لے کر عقیدہ بنایا ہے کہ وہ مشاہدہ ذات خدا کا تھا جو ظاہری صورت میں تھی حتی کہ بعض لوگوں نے تو رسول کی طرف جھوٹی نسبت دے کر بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے خدا کو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں دیکھا تھا جو کہ سراسر باطل ہے۔ مترجم)

اس کے ذیل میں حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد بن ابی نصر نے اور انہوں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے احمد سے فرمایا: اے احمد آپ کا اور ہشام بن الحکم کے ساتھیوں سے توحید کے بارے میں کیا اختلاف ہے تو میں نے عرض کیا میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہو جائیں ہم قائل ہے کہ خدا کی صورت ہے اور ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو رسول خدا سے نقل کی گئی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات خداوند متعال کو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل وصورت میں دیکھا اور اس کے خلاف ہشام بن الحکم وہ جسم خدا کی نفی کرتا ہے۔ وہ اس کا قائل نہیں ہے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا اے احمد جب رسول خدا معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ گئے تو آپ کے لیے پردے کو سوئی کے سوراخ کے برابر پھاڑا گیا پس آپ نے اللہ کی

Presented by Ziaraat.com

عظمت کے نور کا مشاہدہ فرمایا اور جو کچھ خدا چاہتا تھا اس کو آپ نے دیکھا اور تم لوگوں نے اس سے ہی خدا کو تشبیہ دے دی ہے۔ اے احمد اس برے عقیدے کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بہت بڑی چیز کا تم نے دعویٰ کر دیا ہے۔ یہ حدیث ہی اس کی تفسیر کرتی ہے اور دوسری آیت بھی اس کی تفسیر کرتی ہے جس میں اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانی کو دیکھا۔

(۳۴) جنت اور جہنم کی خلقت کے منکرین کے رد میں

بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ جنت اور جہنم کا ذکر جو قرآن میں ہوا اور جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ابھی خلق نہیں کی گئی بلکہ وہ قیامت کے بعد اللہ اپنے حکم سے خلق کرے گا، تو ان لوگوں کے اس باطل عقیدہ کے رد میں قرآن مجید میں آیات نازل ہوئیں ہیں مثلاً سورہ النجم میں ارشاد ہوا: عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ (سورہ النجم آیت ۱۴-۱۵) سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک کہ اس کے نزدیک جنت الماوی ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے اور اس کے نزدیک جنت ماوی ہے۔

جناب علامہ علی بن ابراہیم نے فرمایا ہے کہ مجھے میرے والد نے اور انہوں نے حماد سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا آپؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے راتوں رات (معراج) آسمان کی سیر کروائی گئی میں جنت میں داخل ہوا اور میں نے اس میں ایک سرخ یاقوت کا محل دیکھا جو اتنا صاف شفاف تھا کہ اس نور سے اس کے باہر سے اس کے باطن کو دیکھا جا سکتا تھا اور اس کے اندر سے اس کے باہر کو دیکھا جا سکتا تھا اور اس کے اندر دو گھر تھے ایک در اور دوسرا زبرجد (دونوں پتھروں کے نام ہیں) کا تھا پس میں نے جبرائیل سے سوال کیا کہ یہ محل کس کے لیے ہے؟ تو آپ نے بتایا یا رسول اللہ یہ محل اس کے لیے لمن اطاب الکلام وادام الصیام و اطعم الطعام و تهجد باليل والناس ينام جس شخص کی کلام پاک ہو اور وہ ہمیشہ روزہ دار ہو اور لوگوں کو کھانا کھلانے والا ہو اور رات کے وقت نماز تہجد اس وقت ادا کرے جب لوگ سارے سو رہے ہوں۔

اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کی امت میں سے کوئی اس محل کی لیاقت رکھتا ہے؟ اس پر حضرت رسول خدا نے فرمایا: اے علی میرے قریب آؤ پس علی علیہ السلام آپ کے قریب ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ شخص جس کی کلام پاک ہے وہ کون ہے؟ آپؑ نے عرض کیا اس کے بارے اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا من قال سبحان الله و الحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر جو شخص یہ ورد کرتا ہے اس کی کلام پاک ہے اور پھر آپ نے فرمایا اے علی جانتے ہو کہ جو ہمیشہ روزہ دار ہے وہ کون ہے؟ آپؑ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا من صام رمضان ولم يفطر منه يوما جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ان

Presented by Ziaraat.com

میں سے کسی دن کا روزہ نہ چھوڑے وہ ہے۔

اور پھر فرمایا اے علی علیہ السلام آپ جانتے ہیں کہ وہ شخص جو ہمیشہ لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے، وہ کون ہے؟ آپ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جو من طلب لعیالہ مایکف بہ وجوھھم عن الناس جو اپنے عیال کے لیے اتنا فراہم کردے کہ جس کی وجہ سے ان کی نظر لوگوں سے ہٹ جائے اور پھر فرمایا: اے علیؑ آپ جانتے ہیں تہجد گزار کون ہے آپ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے؟ آپ نے فرمایا: من لم ینم حتی یصلی العشاء الاخرۃ وہ شخص ہے جو نمازِ عشاء پڑھے بغیر نا سوئے اور لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جو اس وقت سو رہے ہوتے ہیں۔

اسی سند کے ساتھ ایک اور روایت ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب معراج کی رات آسمان کی طرف گیا میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں پر میں نے وسیع میدان دیکھے کہ جن میں فرشتے تعمیرات کر رہے تھے اور کبھی سونے کی اینٹ لگاتے ہیں اور کبھی چاندی کی اینٹ لگاتے ہیں اور کبھی رک جاتے ہیں اور تعمیرات نہیں کرتے، پس میں نے ان سے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ کبھی تم کام کرنا شروع کر دیتے تو اور کبھی تم رک جاتے ہو پس انہوں نے جواب میں عرض کیا، یارسولؐ جب ہمیں خرچہ مل جاتا ہے تو ہم کام شروع کر دیتے ہیں اور جب خرچہ رک جاتا ہے تو ہم کام روک دیتے ہیں۔ میں پھر سوال کیا کہ تمہارا خرچہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب کوئی مومن دنیا میں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتا ہے تو پس ہم عمارت بنانا شروع کر دیتے ہیں اور جب وہ مومن رک جاتا ہے تو ہم بھی رک جاتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے سات آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت میں لے کر چلے گئے تو میرے ساتھ جنت کے قالینوں میں سے ایک قالین پر بیٹھ گئے اور مجھے جنت کے پھلوں میں ایک پھل کہ جس کا نام سفرجل (بہی دانا) ہے وہ مجھے کھانے کو دیا پس جب میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو اس کے اندر سے ایک حور برآمد ہوئی اور وہ میرے سامنے کھڑی ہوگئی پس اس نے کہا السلام علیک یا محمد السلام علیک یا احمد السلام علیک یارسول اللہ پس میں نے بھی اس کو جواب سلام دیتے ہوئے کہا علیک السلام من انت فقالت انا الراضیۃ المرضیہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے عرض کیا میں راضیہ مرضیہ ہوں اس خالق جبار نے مجھے تین انواع و اقسام سے خلق کیا ہے۔ میرا نیچے والا حصہ مشکسے ہے اور درمیانی حصہ عنبر سے ہے اور اوپر والا حصہ کافور سے ہے اور مجھے آب حیات سے گوندھا گیا پھر خالق نے مجھے فرمایا کونی فکنت ہو جاؤ پس میں آپ کے بھائی اور آپ کے وصی علی ابن ابی طالب علیہ اسلام کے لیے ہوگئی۔ (تو یہ حدیث بھی بیان کرتی ہے کہ جنت کا وجود مبارک ہے۔) اور ایک روایت کہ جو حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے جس میں آپ نے ارشاد

Presented by Ziaraat.com

فرمایا ہے: کان رسول اللہ یکثر تقبیل فاطمۃ علیہا السلام فغضبت من ذلک عائشۃ وقالت یارسول اللہ انک تکثر تقبیل فاطمۃ علیہا السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے بوسے لیا کرتے تھے تو اس کی وجہ ام المومنین عائشہ کو غصہ آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بہت زیادہ بوسے لیتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ فقال یا عائشۃ پس آپؐ نے فرمایا اے عائشہ جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا اور جبرائیل مجھے طوبیٰ درخت کے قریب لے گئے اور پھر مجھے اس درخت کے پھلوں میں سے ایک پھل توڑ کر دیا پس میں نے وہ پھل تناول کیا۔ پس جب میں زمین پر آیا تو خدا نے اس پھل کو میرے پشت میں پانی میں تبدیل کر دیا اور پھر میں نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے مباشرت کی اور وہ اس سے فاطمۃ کے حمل سے حاملہ ہوگئی پس میں جب بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بوسہ لیتا ہوں میں طوبیٰ درخت کے اس پھل کی خوشبو کو پاتا ہوں۔

پس اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنت کا وجود تھا اور اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ آیات وروایات جنت و جہنم کے وجود پر دلالت کرتیں ہیں کہ جن کا اپنے اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا۔

(۳۵) مجبرہ کے رد میں نازل ہونے والی آیات

قرآن مجید میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جو ان لوگوں کے باطل عقیدہ کو رد کرتی ہیں جو اس کے قائل ہیں کہ ہم اپنے افعال واعمال میں مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سارے افعال ہم سے انجام دلواتا ہے۔ پس ہمارے افعال کی نسبت جو ہماری طرف ہے یہ مجازی ہے (یعنی ہم فاعل مجازی ہیں) اور ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف حقیقی ہے اور اس پر ایسی آیات قرآن سے بطور شاہد پیش کرتے ہیں کہ جن کی تاویل کو وہ نہیں جانتے۔ اور ان آیات کے معانی ومفہوم حقیقی کا ان کو علم نہیں ہے۔ مثلاً قول خدا: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ (سورہ دہر۔ ۳۰) وہ کچھ نہیں چاہتے مگر وہ چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے، تو یہ آیت بیان کرتی ہے کہ انسان اپنے ارادہ وچاہت میں بھی خدا کی چاہت وارادہ کے پابند ہے مجبور ہے کہ وہ کام کرے جو خدا اس سے کروائے یا دوسری آیت کریمہ کہ جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے: فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا (سورہ انعام آیت ۱۲۵) پس جس شخص کو خدا ہدایت دینا چاہتا ہے پس اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ رکھتا ہے پس اس کے سینہ کو اسلام کے بارے میں اس طرح تنگ کر دیتا ہے کہ گویا اسلام قبول کرنا اس کے لیے ایسے ہی ہے جیسے آسمان پر چڑھانا ہو۔

اس کے علاوہ بھی آیات ہیں جن کو وہ اپنے مدعا میں پیش کرتے ہیں اور یہ وہ آیات ہیں کہ جن کی تاویل اور ان کے معانی کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ان کی تاویل ان کے ظاہری معانی کے خلاف ہے کہ جس کو اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا۔ پس اگر ان

Presented by Ziaraat.com

کے اس باطل عقیدہ کو قبول کر لیا جائے تو پھر ثواب اور عقاب باطل ہو جائے گا اور اس عقیدہ کے باوجود اگر وہ ثواب وعقاب کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں تو گویا خدا کی طرف ظلم کی نسبت دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں خدا بندے کو ایسے فعل پر عذاب دے گا جس کو بندے نے انجام ہی نہیں دیا بلکہ خود خدا نے انجام دیا ہے جبکہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے کہ وہ ظلم کرے اور کسی کو ایسے فعل پر عذاب وعقاب دے جس کو اس نے انجام نہیں دیا یا کسی واضح اور روشن دلیل کے بغیر کسی انسان کو عذاب دینا اس کی شایان شان نہیں ہے جبکہ قرآن مجید اس باطل عقیدہ کو رد کرتا ہے اور ان کے رد میں ارشاد فرماتا ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۶) خدا کسی انسان کو اس کی طاقت وقدرت سے زیادہ ذمہ داری نہیں دیتا اس بناء پر انسان جو نیک اعمال انجام دے گا اس کی جزاء پائے گا اور جو برے اعمال انجام دے گا اس کی سزا پائے گا۔ پس اس آیت میں جو اللہ نے ارشاد فرمایا ہے لَهَا اور عَلَيْهَا یہ اس کے اعمال و افعال کے بارے میں ہے۔

یا دوسری آیت کریمہ میں ارشاد قدرت ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورہ الزالزال آیت نمبر ۷-۸) پس جو شخص ایک رتی برابر نیکی کرے گا اس کو بھی دیکھے گا اور جو شخص ایک رتی برابر بدی کرے گا اس کو بھی وہ دیکھے گا۔ اور پھر سورہ مدثر میں ارشاد فرماتا ہے: كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (سورہ مدثر آیت ۳۸) ہر انسان اپنے اعمال کے ساتھ گروی ہو چکا ہے۔ اور سورہ آل عمران اور سورہ انفال میں ارشاد قدرت ہو رہا ہے کہ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے جو تم نے آگے بھیجی ہے۔

یا ایک اور آیت جو سورہ سجدہ میں ہے جس میں ارشاد قدرت ہے: وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى (سورہ حٰم سجدہ آیت ۱۷) اور ہم نے قوم ثمود کو ہدایت دی لیکن انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اپنا لیا۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ تحقیق ہم نے ان کو راستے کی ہدایت کر دی ہے۔ یعنی نیکی کا راستہ بھی ان لوگوں کے لیے واضح اور روشن کر کے بیان کر دیا ہے۔ اور برائی کا راستہ بھی بیان کر دیا ہے۔ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ (سورہ انسان) اب اس انسان کی اپنی مرضی ہے کہ اس کا شکر گزار بندہ بن جائے یا اس کا کافر بندہ بن جائے۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

Presented by Ziaraat.com

اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ (سورہ عنکبوت ۳۸ تا ۴۰) اور ہم نے عاد اور ثمود کی قوموں کو بھی ہلاک کر دیا اور ان کے ویران شدہ مکانات تمہارے سامنے موجود ہیں (اور ہلاکت کی وجہ یہ تھی کہ) شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر دیا تھا اور راہ حق کے اختیار کرنے سے روک دیا تھا۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتے بوجھتے تھے۔ اور ہم نے قارون اور فرعون اور ھامان کو بھی ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی اور روشن نشانیاں بھی لے کر آئے تھے مگر ان لوگوں نے ان نشانیوں کو قبول کرنے کے بجائے تکبر کیا اور اپنے آپ کو روئے زمین پر بڑا بنا لیا مگر کیا وہ ہم سے جیت سکتے تھے ہم نے ان سب کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔ ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش کا عذاب نازل کیا اور ان میں سے بعض کو ایک آسمانی کڑک نے آلیا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو ہم نے پانی میں غرق کر دیا۔ اللہ نے ان پر ہرگز ظلم نہیں کیا بلکہ ان لوگوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔

ان آیات سے واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ انسان مجبور نہیں ہے بلکہ وہ اپنے افعال کسی حد تک خود انجام دیتا ہے اور ان کی مثل اور بھی بہت زیادہ آیات ہیں جو ان مجبرہ کے رد میں ہیں، جن کو ہم اپنے محل پر ذکر کریں گے اور اس کے علاوہ وہ آیات جن سے مجبرہ نے استدلال کیا ہے ان کو بھی اپنے اپنے محل پر بیان کریں گے اور ان کا رد بھی ذکر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

(۳۶) معتزلہ کے رد میں

کافی زیادہ قرآن مجید کی آیات ہیں جو معتزلہ کے باطل عقائد کو رد کرنے کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں۔ اس مسلک کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے افعال کے خود خالق ہیں اس میں خدا کی کارگری یا مشیت اور ارادہ خدا شامل نہیں ہے۔ یعنی جو شیطان چاہتا ہے وہ تو انسان سے سرزد ہوتا ہے لیکن جو خدا کی چاہت اور ارادہ ہو وہ انسان سے صادر نہیں ہوتا اور انہوں نے اپنے اس عقیدہ پر کہ ہم اپنے افعال کے خود خالق ہیں اللہ تعالیٰ کے ایسے اقوال سے استدلال کیا ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ (سورہ مومنون۔ ۱۴) تو اس سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے احسن الخالقین جو خالقین کی کثرت پر دال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی خالق ہیں اور اس سے مراد انسان ہیں جو اپنے افعال کے خالق ہیں اس میں ارادہ خدا اور مشیت خدا کا کوئی عمل و دخل نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو خلق کے معانی کا علم ہی نہیں ہے کہ خلق کتنی اقسام کا ہوتا ہے اور اس سے کیا مراد ہے۔ پس حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا اے فرزند رسول افوض اللہ الی العباد امراً کیا اللہ تعالیٰ نے بندوں کے امور بندوں کے سپرد کر دیئے ہیں؟ پس آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا اللہ اجل و اعظم من ذلك اللہ اس سے عظیم تر اور جلیل تر ہے کہ وہ بندوں کے امور بندوں کے سپرد کر دے۔ پھر آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کیا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان کے امور میں مجبور کیا ہے؟ فاجبرهم على ذلك: فقال

Presented by Ziaraat.com

پس آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اللہ اعدل من ان یجبرھم علی فعل ثم یعذبھم علیہ اللہ عادل ترین ہے کہ وہ کسی فعل پر انسان کو مجبور کرے اور پھر اس فعل پر اس کو عذاب دے ایسا نہیں ہوسکتا پھر آپ سے عرض کیا گیا فھل بین ھاتین المنزلتین منزلۃ قال نعم کیا ان دونوں منزلوں (عقیدوں) کے درمیان بھی کوئی منزل ہے؟ پس آپؑ نے فرمایا ہاں فقیل ماھی؟ پس پھر آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ درمیانی منزل کیا ہے؟ پس آپ نے فرمایا سر من اسرار مابین السماء والارض وہ زمین وآسمان کے درمیان پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔

یا ایک دوسری حدیث مبارکہ میں آپ سے سوال کیا گیا ھل بین الجبر والقدر منزلۃ؟ کیا جبریہ اور قدریہ کے درمیان کوئی اور منزل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں قیل ماھی؟ قال سر من اسرار اللہ پھر آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ ایسے ہی ایک اور حدیث جو ہمارے پاس آئی ہے جس کو محمد بن عیسی ابن عبید رحمۃ اللہ نے اور انہوں نے جناب یونس سے اور انہوں نے حضرت امام الرضا علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یا یونس لاتقل بقول القدریۃ لم یقولوا بقول اھل الجنۃ ولا بقول اھل النار ولا بقول ابلیس اے یونس قدریہ (معتزلہ) کے عقیدے کا قائل مت ہونا کیونکہ یہ وہ بات کرتے ہیں جو اہل جنت کا قول نہیں ہے اور نا ہی اہل جہنم کا عقیدہ ہے حتی کہ ابلیس بھی اس کا قائل نہیں جو یہ کہتے ہیں فان اھل الجنۃ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ کیونکہ اہل جنت کا قول یہ ہے کہ تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں راہ حق کی ہدایت فرمائی اور اگر اللہ ہمیں راہ حق کی ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہرگز ہدایت پانے والے نہیں تھے۔ یعنی ہدایت کی توفیق اللہ تعالی عطا فرماتا ہے۔

ولم یقولوا بقول اھل النار فان اھل النار قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا اور یہ (معتزلہ) قدریہ اہل جہنم کے قول کے بھی قائل نہیں ہیں کیونکہ اہل جہنم کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے ہم پر ہماری بدبختی کو غالب کیا یعنی ہمارا کوئی اختیار نہیں تو نے مجبور کیا کہ ہم بدبخت ہو جائیں اور یہ قدریہ تو ابلیس کے قول کے بھی قائل نہیں ہیں قال ابلیس رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ کیونکہ ابلیس نے بھی یوں کہا اے میرے رب تو نے مجھے اغواء کیا (یعنی قدریہ کا عقیدہ اہل جنت کے عقیدہ کے خلاف اور اہل جہنم کے عقیدہ کے بھی خلاف اور خود شیطان کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے) فقلت یا سیدی واللہ ما اقول بقولھم ولکنی اقول لایکون الا ماشاء اللہ وقضی و قدر پھر جناب یونس فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے میرے سردار خدا کی قسم میں ان لوگوں کے قول کا قائل نہیں ہوں بلکہ میں کہتا ہوں کہ کچھ نہیں ہوسکتا مگر وہ ہوگا جو خدا چاہتا ہے اور جو اس کی قضا اور قدر ہے۔ فقال لیس ھکذا پھر آپؑ نے فرمایا اے یونس ایسے نہیں ہے جیسے تو کہہ رہا ہے۔ لایکون الا مایشاء اللہ وارادو قدر وقضی بلکہ نہیں ہوگا مگر وہ جس کو اللہ چاہتا ہے اور اس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور

Presented by Ziaraat.com

جس کے بارے اس کی قضا اور قدر جاری ہوتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے یونس تو جانتا ہے کہ مشیت خدا کیا ہے؟ پس میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا هو الذکر الاول یہ پہلی چیز ہے کہ جس کو یاد رکھنا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ ما الارادۃ؟ ارادہ کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا نہیں۔ قال العزیمۃ علی ماشاء اللہ۔ آپ نے فرمایا: جو خدا چاہتا ہے اس کی عزیمت یعنی اس کا حتمی ہونا۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ تقدیر (قدر) کیا ہے میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا هو وضع الحدود من الاجال و الارزاق والبقاء والغناء قدر موت و رزق اور بقاء و قضا کے لیے حدود کا معین کرنا یہ تقدیر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے یونس کیا تو جانتا ہے کہ قضاء کیا ہے۔ پس میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: هو اقامۃ العین قضاء یعنی چیز کو قائم رکھنا اور لایکون الا ماشاء اللہ سے مراد وہ ہی اول ذکر ہے۔

(۳۷) رجعت کے منکرین کا رد

قرآن مجید میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جو رجعت کے منکرین کے رد میں وارد ہوئیں ہیں۔ مثلاً سورہ النحل میں ارشاد فرمایا: وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا (سورہ النمل آیت ۸۳) اور اس دن کے بارے کہ جس دن ہم ہر امت سے ایک گروہ کو محشور کریں گے اور اس آیت کے بارے میں وہ روایت ہے کہ جس کو آقائے علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے جناب حماد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے حماد لوگ اس آیت وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ پس میں نے عرض کیا اے فرزند رسول لوگ اس آیت کے بارے میں قائل ہیں کہ اس کا تعلق قیامت کے ساتھ ہے۔ آپ نے فرمایا لیس کما یقولون ان ذلک فی الرجعۃ ایسے نہیں ہے جیسے یہ لوگ کہتے ہیں۔ تحقیق اس کا تعلق رجعت کے دن کے بارے ہیں۔ کیونکہ کیا قیامت کے دن ہر امت سے ایک گروہ کو محشور کیا جائے گا؟ تو کیا باقی لوگوں کو محشور نہیں کیا جائے گا؟ قیامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ جس میں ارشاد ہوتا ہے: وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿۴۷﴾ (سورہ کہف آیت ۴۷) اور ہم سب کو محشور کریں گے اور کسی سے صرف نظر نہیں کریں گے۔ اس کا تعلق قیامت کے ساتھ ہے۔

یا دوسری آیت ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے: وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۹۵﴾ (سورہ انبیاء) سا اور وہ آبادیاں کہ جن کے رہنے والوں کو ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا ہے ان کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے کہ وہ دنیا میں واپس پلٹ کر آئیں۔ اسی آیت کے بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا: کل قریۃ اھلک اللہ اھلھا بالعذاب و محضوا الکفر محضا لایرجعون فی الرجعۃ و اما فی القیامۃ

Presented by Ziaraat.com

فیرجعون اما غیرھم ممن لم یھلکوا بالعذاب و محضو الایمان محضا او محضو الکفر محضا یرجعون ہر وہ آبادی کہ جس کے رہنے والوں کو عذاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہلاک اور وہ محض کفر پر قائم تھے ان کو رجعت کے دن واپس نہیں پلٹایا جائے گا لیکن ان کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا لیکن وہ لوگ جو عذاب کی وجہ سے نہیں ہلاک ہوئے اور ایمان خالص رکھتے ہوں گے یا کفر خالص رکھتے ہوں گے ان کو رجعت کے دن واپس دنیا میں پلٹایا جائے گا۔

یہ دونوں روایات بھی دلالت کرتیں ہیں کہ پہلی آیت کا تعلق رجعت کے بارے میں ہے اور دوسری دونوں آیات کا تعلق قیامت کے ساتھ ہے۔ یا ایک اور روایت ہے کہ جس کو میرے والد نے (ابراہیم بن ہاشم قمی) ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (سورہ آل عمران آیت ۸۱) (اے میرے حبیب) یاد کرو اس وقت کو جب خدا نے انبیاء سے یہ تاکیدی عہد و پیمان لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں تو اس کے بعد تمہارے پاس میرا ایک رسول آئے گا جو تصدیق کرے گا اس چیز کی جو تمہارے پاس ہوگی تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا: قال ما بعث اللہ نبیا من لدن آدم الی عیسی الا ان یرجع الی الدنیا..... حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ وہ رجعت کے دن دنیا میں واپس تشریف لائیں گے اور آکر امیر المومنین کی مدد کریں گے اور رسول خدا پر ایمان لائیں گے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ: سے مراد رسول خدا پر ایمان لائیں گے اور لَتَنْصُرُنَّهٗ سے مراد امیر المومنین کی مدد کریں گے۔

اس کے علاوہ اور بھی اس کی مثل بہت زیادہ آیات ہیں جو دلالت کرتیں ہیں کہ رجعت ہوگی مثلاً وہ آیات جن میں آئمۃ علیہم السلام سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو خلافت دے گا اور ان کی نصرت فرمائے گا وہ بھی رجعت پر ہی دلالت کرتیں ہیں۔ مثلاً وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ (سورہ النور آیت ۵۵) اور جو لوگ تم میں سے (یعنی آئمہ) ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین پر ایسے خلیفہ قرار دے گا جیسے اس نے ان سے پہلے والوں کو اپنا خلیفہ قرار دیا تھا اور اس نے جو دین ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے ذریعے مضبوط بنیادوں پر قائم کرے گا اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کرے گا اور وہ صرف اور صرف میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں قرار دیں گے۔ اس آیت کا وعدہ صرف رجعت پر ہی پورا ہوگا اور وعدہ خلافت ان ذوات کے دنیا میں دوبارہ واپس آنے پر پورا ہوگا۔ اس

Presented by Ziaraat.com

وقت تک یہ وعدہ الٰہی پورا نہیں ہوا۔

یا دوسری اور آیت میں خداوند متعال نے ایسے ہی وعدہ فرمایا ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے: وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورہ القصص آیت ۵-۶) اور ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جن کو زمین پر کمزور کر دیا گیا ہے ان کو زمین پر اہل زمین کا رہنما و ھادی قرار دوں اور ان کو اس کا وارث قرار دوں اور ان کو زمین پر ثبات قدمی عطاء کر کے ان کی حکومت کو مضبوط قرار دوں، یہ تمام وعدے اور ارادے فقط رجعت پر ہی پورے ہوں گے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ھاشم) نے نقل کیا ہے اور انہوں نے احمد بن النضر سے اور انہوں نے عمر بن شمر سے وہ بیان کرتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس جناب جابر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: خدا رحمت نازل فرمائے جابر پر لقد بلغ من علمه ان كان يعرف تاويل هذه الاية تحقیق وہ علم کے اس مقام پر فائز تھے کہ وہ اس آیت کی تاویل جانتے تھے (کہ جس پر خدا فرماتا ہے) اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۔ تحقیق وہ ذات جس نے قرآن کی تبلیغ تم پر فرض کی ہے وہ ہی آپ کو آپ کے وطن واپس پہنچا دے گی۔ (سورہ قصص آیت ۸۵) یعنی رجعت کے وقت ایسے ہی اور بہت زیادہ آیات ہیں جو رجعت پر دلالت کرتیں ہیں جن کو اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا۔

(۳۸) وہ آیات جو خدا کی ذات کے بارے میں گفتگو کرنے سے روکتی ہیں

یعنی اس قرآن مجید میں ایسی آیات بھی ہیں جو لوگوں کو روکتی ہیں کہ خدا پر جب بات چلی جائے تو وہاں رک جاؤ اس میں غور فکر نہ کرو۔ جیسا کہ سورہ النجم میں ارشاد ہوا ہے: وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ تحقیق یہ تمام امور تیرے رب تک منتہی ہوتے ہیں۔ اور اس کے ذیل میں مجھے (علی بن ابراہیم) میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اذا انتهى الكلام الى الله فامسكوا وتكلموا فيما دون العرش ولا تكلموا فيما فوق العرش فان قوما تكلموا فيما فوق العرش فتاهت عقولهم جب اللہ تعالیٰ تک گفتگو چلی جائے پس اپنے آپ کو روک لو، تم عرش کے نیچے جو کچھ ہے اس کے بارے میں گفتگو کرو لیکن عرش کے اوپر جو کچھ ہے اس کے بارے میں گفتگو مت کرو۔ پس جس قوم نے عرش کے اوپر کے بارے (خدا کے بارے) میں گفتگو کی تو ان کی عقلیں پریشان ہو گئیں اور وہ گمراہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ انسان سامنے پکارتا ہے تو اس کو جواب پیچھے سے ملتا ہے اور جب وہ پیچھے سے پکارتا ہے تو اس کو آواز سامنے سے آتی ہے۔ (یعنی اس کی عقل

Presented by Ziaraat.com

سرگردان ہو جاتی ہے، اس میں فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ انسان خدا کے بارے میں گفتگو نہ کرے یعنی یہ بحث نہ کرے کہ خدا کب سے ہے کس سے ہے، کیسا ہے اس کو کس نے بنایا۔ یہ انسانی عقل کو سرگردان کر دیتی ہے کیونکہ یہ سوال اس ذات کے بارے میں ممکن ہیں جو حادث ہو لیکن جو قدیم ہو اس کے بارے میں یہ سوالات ممکن نہیں ہیں اور ذات خدا قدیم ہے مترجم) پس یہ ہی مراد ہے آپ کے فرمان سے کہ جو اس طرح کے توہم میں پڑے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پس خداوند متعال کی وہ اوصاف بیان کرنا چاہیے جن کو اس ذات نے اپنے لیے خود بیان فرمایا ہے اور اپنی طرف سے اس کے اوصاف بیان کرنے کا ہمیں حق نہیں ہے اس کے بارے میں امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں اس ذات سے صفات کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: **کمال الاخلاص نفی الصفات عنه فمن وصفه فقد قرنه و من قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه و من جزأه فقد جهله ومن جهله فقد اشار اليه و من اشار اليه فقد حده ومن حده فقد عده** (نہج البلاغہ خطبہ اول) کمال اخلاص یہ ہے اس سے صفات کی نفی کی جائے (کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کا غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے وہ اپنے صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے) جس نے اس کے لیے ذات کے علاوہ صفات مان لیے اس نے اس کا ساتھی مان لیا اور جس نے اس ذات کا کوئی ساتھی مان لیا اس نے اس کے لیے روئیت پیدا کی اس نے اس کے لیے جز بنا دیا اور جس نے جز بنا دیا وہ اس سے جاہل و بے خبر ہے۔ اور جو اس سے جاہل و بے خبر ہے وہ اس کی طرف اشارہ کرے گا اور جو اس کی طرف اشارہ کرے گا اس نے اس کی حد معین کر دی اور جس نے اس کی حد معین کر دی اس نے اس کو شمار کرنا شروع کر دیا۔

(۳۹) ترغیب

وہ آیات بھی اس میں نازل ہوئی ہیں جو انسان کو ترغیب دیتی ہیں شوق دلاتی ہیں۔ مثلاً **وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا** ﴿۷۹﴾ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۹) اور رات کے ایک حصے میں قرآن کے ساتھ بیدار رہیں یہ آپ کے لیے ایک اضافی خیر ہے۔ عنقریب آپ کو آپ کا پروردگار مقام محمود تک پہنچا دے گا، تو یہ انسان کو ترغیب دی جا رہی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور آیت میں ارشاد قدرت ہوتا ہے **اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ** ﴿۱۰﴾ **تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ** ﴿۱۱﴾ **يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ** (سورہ الصف آیت ۱۰ تا ۱۲) اے ایمان والو کیا میں ایسی تجارت کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے (اور وہ یہ ہے کہ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرو اور یہ تمہارے لیے ہر چیز سے بہتر

Presented by Ziaraat.com

ہے اگر تم جانو (اگر تم یہ کام کرو گے) اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنت میں داخل کرے گا کہ جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

اس آیت میں بھی شوق و رغبت دی گئی ہے اور اس کی مثل ایک اور آیت ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ (سورہ النمل آیت ۸۹) جو تم میں سے ایک نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے جزاء اس سے بہتر ہے۔

یا دوسری آیت میں ارشاد فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ (سورہ انعام آیت ۱۶۰) جو ایک نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے جزاء کے طور پر اس کے دس برابر ہے۔ یا ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے: مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ (سورہ غافر آیت ۴۰) جو بھی نیک عمل انجام دے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ہو مومن پس اُسے جنت میں داخل کیا جائے گا جس میں بغیر حساب کے رزق حاصل کریں گے۔

اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ آیات ہیں جو شوق و رغبت پر دال ہیں کہ جن کو اپنے اپنے محل پر ذکر کیا جائے گا۔

(۴۰) ترھیب

وہ آیات بھی اس میں ذکر ہیں جو خوف دلانے کے لیے نازل ہوئیں ہیں۔ مثلاً ارشاد خداوند متعال ہوتا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ (سورہ حج آیت ۱) اے لوگو اپنے رب کے عذاب سے ڈرو اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس آیت میں ڈرایا گیا ہے۔ یا دوسری آیت کہ جس میں ارشاد قدرت ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ (سورہ لقمان آیت ۳۳) اے لوگو اللہ سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ باپ اپنے بیٹے کے اعمال کا بار اٹھائے گا اور نہ بیٹا باپ کی جزاء میں سے کسی چیز کا۔ یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے۔ لہٰذا دنیوی زندگی تمہیں دھوکا اور فریب نہ دے اور شیطان تمھیں اللہ کے بارے مغرور نہ کر دے۔ یہ آیت بھی خوف اور ڈر کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اور اس کی مثل اور بھی بہت زیادہ آیات ہیں کہ جن کے بارے میں اپنے اپنے محل پر بحث کی جائے گی۔

(۴۱) القصص

اس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گذشتہ انبیاء کے بارے میں خبریں دیں ہیں اور ان کے قصے بھی آپ کے لیے ذکر فرمائے ہیں جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ ہم آپ

Presented by Ziaraat.com

کے لیے ان کے قصص کو حق کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ (سورہ کہف آیت ۱۳) یا دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (سورہ یوسف آیت ۳) ہم آپ کے لیے اچھے اچھے قصص بیان کرتے ہیں۔ یا ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ۔ (سورہ مومن آیت ۷۸) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول مبعوث فرمائے ہیں۔ ان میں سے بعض کے حالات تو آپ کے لیے بیان کر دیے ہیں اور بعض کے بیان نہیں کیے اور ان کو آیات بیان کرتیں ہیں۔ قرآن میں انبیاء کے حالات و واقعات بھی درج ہیں اور ان کی مثل اور بھی آیات ہیں کہ جن کو اپنے اپنے محل پر ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

آخر میں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم نے یہ ابواب قائم کیے ہیں اور ان ابواب میں سے ہر ایک میں ایک آیتیں یا دو بیان کی ہیں تا کہ اپنے مدعی پر ہم استدلال کر سکیں اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کا معنی ہم معلوم کر سکیں۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اپنے مدعی کو ثابت کرنے کے لیے یہ اس شخص کے لیے کافی وافی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے سینہ کشادہ فرمایا ہے اور اس کا دل اسلام کے لیے اس نے وسیع اور کشادہ فرمایا ہے اور اس پر اپنے ایسے دین کے ذریعے احسان فرمایا ہے جس کو اس نے اپنے ملائکہ اور انبیاء اور مرسلین کے لیے پسند فرمایا ہے۔ پس ہم اللہ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اور اس پر ہی توکل کرتے ہیں اور اس سے لغزش و خطا سے بچنے کی دعا کرتے ہیں اور اس کی توفیق اور مدد طلب کرتے ہیں جو ہمیں اس کے قریب کر دے اور اس کی بارگاہ میں ہمارے اس عمل کو موجب جزاء و ثواب قرار دے اور پس اس فتاح علیم سے نیک آغاز کی تمنا کرتا ہوں کہ جس کی رسی سے تمسک کرنے اور اس کی طرف معین کیے ہوئے سلطان و بادشاہ سے توسل کرنے اور اس کی اطاعت پر عمل کرنے اور اس کی نافرمانی سے رکنے اور اس کے اولیاء اور خلفاء کے دین کی اتباع کرنے والا اس کی طاقت و قدرت سے کامیاب ہو جاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنی درود و رحمت نازل فرمائے اپنی اچھی مخلوق محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ جو اس کے برگزیدہ اور چنے ہوئے اور سید ابرار ہیں۔ اب میں قرآن کی تفسیر کا آغاز کرتے ہوئے کہتا ہوں:

Presented by Ziaraat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل ہوئی ہے کہ ہر وہ کام جو نیک ہو اور اس کو بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہو جاتا ہے۔ مجھے (یعنی علی بن ابراہیم قمی) میرے والد (ابراہیم بن ھاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عمرو بن ابراہیم الراشدی سے اور صالح بن سعید سے اور یحییٰ بن ابی عمیر بن عمران الجلبی سے اور اسماعیل بن فرار سے اور ابو طالب عبداللہ بن الصلت سے اور انہوں نے علی بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی تفسیر کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: باء سے مراد بهاء الله ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ رہنا ہے اور سین سے مراد سناء الله ہے یعنی خدا کا نور اور میم سے مراد ملك الله یعنی اللہ کی حکومت ہے اور اللہ سے مراد اله كل شی ہر چیز کا معبود ہے اور الرَّحْمٰنِ وہ ذات جس کی رحمت تمام مخلوق کے لیے ہے خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن اور الرَّحِيْمِ سے مراد اس کی رحمت صرف مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی رحمٰن کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے کہ جس میں وہ ذات ہر چیز کے لیے رحمت والا ہے۔ اس کی رحمت ہر چیز کو شامل ہے اور رحیم کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے کہ فقط مومنین کے لیے اس کی رحمت خاص ہوگی اور ابن اذینہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وہ آیت ہے کہ جس کا حق ہے کہ اس کو بلند آواز سے پڑھا جائے اور یہ وہ ہی آیت ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۴۶) جب تم قرآن میں اپنے پروردگار کا تنہا ذکر کرتے ہو تو یہ الٹے پاؤں متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔

فائدہ:

تہذیب الاحکام میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اسم اعظم کے اتنا قریب ہے جتنی آنکھ کی سفیدی سیاہی کے قریب ہے۔

اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے کو مت چھوڑو اگرچہ بعد میں ایک شعر ہی کیوں نہ پڑھنا ہو۔

Presented by Ziaraat.com

پہلا پارہ

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

ساری تعریف اللہ کیلئے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔(۲) وہ عظیم اور دائمی رحمتوں والا ہے۔(۳) روز قیامت کا مالک ومختار ہے۔(۴) پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔(۵) ہمیں سیدھے راستہ پر ہدایت فرما تارہ (۶) جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں اور ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو پہلے ہوئے ہیں۔(۷)

تفسیر

اس کی سات آیات ہیں اور یہ مکی سورہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (یہ پہلی آیت ہے اگر اس کو مستقل آیت تسلیم نہ کیا جائے تو پھر اس کی سات آیات مکمل نہیں ہوتیں)

Presented by Ziaraat.com

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے النضر بن سوید سے اور انہوں نے ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے بارے تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اس سے مراد الشکر للہ: یعنی تمام شکر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور پھر قول خداوند متعال: رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے بارے میں تفسیر کرتے ہوئے فرمایا خلق المخلوقین یعنی تمام مخلوق کا خالق ہے۔ الرَّحْمٰنِ یعنی وہ تمام مخلوق کے لیے رحمٰن ہے خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن سب کے لیے اس کی رحمت ہے۔ الرَّحِيْمِ یہ صفت خاص ہے مومنین کے ساتھ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد یوم حساب ہے یعنی وہ ذات حساب کے دن کی مالک ہے اور اس سے مراد یوم حساب ہے اس پر دلیل لوگوں کا قول ہے کہ جب وہ یوں کہیں گے وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ (سورہ صافات) یعنی یوم الحساب اور وہ لوگ عرض کریں گے ویل و بدبختی ہے ہمارے لیے آج یوم الدین ہے یعنی یوم حساب ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں) یہ خطاب اللہ تعالیٰ سے ہے۔ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (اور ہم فقط تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں) یہ خطاب بھی ذات پروردگار سے ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تو ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد الطریق و معرفة الامام یعنی صراط مستقیم سے مراد طریق (راہ) اور امام کی معرفت ہے۔

مجھے (علی بن ابراہیم قمی) میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب حماد رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے قول خدا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے بارے میں فرمایا اس سے مراد ھو امیر المومنین علیہ السلام و معرفتہ صراط مستقیم سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی معرفت ہے اور اس پر دلیل کیا ہے کہ مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ دلیل وہ قول خدا ہے جو سورہ الزخرف میں ہے: وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ام الکتاب میں ہمارے ہاں علی جو صاحب حکمت ہے یعنی ام الکتاب ہیں یعنی سورہ فاتحہ ہیں جو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

پھر ایک روایت میں فرماتے ہیں مجھے (علی بن ابراہیم قمی) میرے والد نے اور انہوں نے قاسم بن محمد سے اور انہوں نے سلیمان بن داود منقری سے اور انہوں نے جعفر بن غیاث سے وہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام نے پل صراط کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اس کی بلندی یعنی چڑھائی ایک ہزار سال کی ہوگی اور اس کی اترائی بھی ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی اور اس کا ہموار حصہ بھی ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔

اور ایک اور روایت ہے کہ جو سعدان بن سلم نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ھو ادق من الشعر واحد من السیف پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا پس کچھ لوگ اس سے

Presented by Ziaraat.com

بجلی کی مانند عبور کریں گے اور بعض لوگ اس پر تیز رفتار گھوڑے کی مانند اس سے عبور کریں گے اور کچھ لوگ اس سے چلتے ہوئے عبور کریں گے اور کچھ لوگ پل صراط کو پیٹ کے بل رینگ کر عبور کریں گے اور کچھ لوگ پل صراط سے لٹک کر عبور کریں گے کہ جن کا بعض حصہ آگ جہنم اچک لے گی اور کچھ حصہ ان کے بدن کا بچ جائے گا۔

ایک اور روایت ہے جو آپ نے فرمایا مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب حماد سے اور انہوں نے حریز سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ آپ نے تلاوت فرمائی تو آپ نے فرمایا الْمَغْضُوْبِ سے مراد ناصبی ہیں اور الضَّآلِّيْنَ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ ایک اور روایت جو آپ سے ہی ہے جس کو ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابن اذنیہ سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام الصادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد ناصبی ہیں (یعنی جو آئمہ علیہم السلام سے عداوت و بغض رکھتے ہیں) اور الضَّآلِّيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین الٰہی میں شک کرنے والے اور امام علیہ السلام کی معرفت نہیں رکھتے۔

ایک اور روایت میں آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے (علی بن ابراہیم قمی) میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب حسین بن علی بن فضال سے اور انہوں نے علی بن عقبہ سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ان ابلیس ان انینالما بعث الله نبیه صلی الله علیه وآله وسلم علی حین فترة من الرسل و حین انزلت ام الکتاب: تحقیق شیطان دو مرتبہ چیخ مار کر چلایا۔ ایک دفعہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور دوسری مرتبہ جب اللہ تعالیٰ نے سورہ ام الکتاب (الفاتحہ) کو نازل فرمایا۔

Presented by Ziaraat.com

فائدہ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

اس آیت کریمہ میں اللہ نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ فرمایا۔ یعنی ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس میں مفعول بر اِيَّاكَ کو مقدم کیا گیا ہے اور یہ تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی تیری ذات کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے عبادت شکر کی انتہا کا نام ہے۔ کیونکہ عبادت اعلیٰ مرتبہ کے خضوع کا نام ہے اور وہ خضوع جو اعلیٰ مرتبہ کی تعظیم کے ساتھ ہو۔ یہ اعلیٰ مرتبہ کی تعظیم، اعلیٰ مرتبہ کا خضوع، اعلیٰ مرتبہ کا شکر یہ استحقاق حاصل نہیں ہوتا مگر اصول نعم (اصل نعمتوں) کے ساتھ اور اصول نعمتیں حیات کی خلقت، قدرت، شہوت نفسانی اور عقل کی عطا اور یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور دے ہی نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ عبادت کے ساتھ خاص ہے۔ بخلاف شکر کے یہ غیر خدا کا بھی ہوسکتا ہے لیکن عبادت کہ جس کا محور اصول نعمتیں ہیں یہ فقط خدا کے علاوہ کسی کے لیے نہیں ہوسکتی۔ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی ہم فقط وفقط تیری ہی ذات سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اس سے مراد کیا ہے؟ کیا اس سے عمومیت مراد ہے؟ جیسا کہ بعض نافہم اور کم عقل لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پڑھنے کے باوجود بھی غیر خدا سے تم مدد طلب کرتے ہو اور یہ شرک ہے۔ لہٰذا یا علی مدد کہنا شرک ہے۔ تو اس کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ اس جملے کا تعلق عمومیت سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق پہلے والے جملے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے ذیل میں ذکر ہوا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اے میرے اللہ ہم تیری عبادت کے لیے تیری ہی ذات سے مدد اور توفیق طلب کرتے ہیں کہ تو ہمیں توفیق عطاء فرما اور تو مدد عطاء کرتا کہ ہم تیری عبادت کرسکیں اور اگر تیری توفیق و مدد ہمارے شامل حال نہ ہو تو ہم تیری عبادت نہیں کرسکتے اور اگر غور کیا جائے تو کتنے زیادہ لوگ ہیں جن کو خدا کی مدد اور توفیق حاصل نہیں ہوتی وہ عبادت نہیں کرتے اور ممکن ہے کہ اس کو بعد والے جملے سے جوڑا جاسکتا ہے کہ اگر تیری مدد اور توفیق نہ ہو تو ہم صراط مستقیم کی ہدایت حاصل نہیں کرسکتے لہٰذا تو ہدایت عطا فرما اور اسی معنی کو تفسیر میزان والے نے بھی بیان کیا ہے۔ ہم عبادت پر تیری ذات سے ہی مدد طلب کرتے ہیں ورنہ ہم مستقل بغیر تیری مدد کے ہم عبادت خالص نہیں کرسکتے۔

لہٰذا یہ عموم مدد طلبکر نے کے منافی نہیں ہے کیونکہ اگر عموم کی نفی کرنی کے ہے تو پھر قرآن میں بھی ایسی آیات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے، خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور آیت سورہ محمد آیت (۷) میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ تو اگر غیر خدا سے مدد طلب کرنا شرک ہے تو خدا خود مومنین سے مدد کیوں طلب کر رہا ہے۔ یا خود رسول خدا کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اے میرے حبیب دعا کرو وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۰) اے میرے

Presented by Ziaraat.com

خدایا میرے لیے اپنی طرف سے ایک مدد کرنے والا سلطان قرار دے تو وہ سلطان بہر حال غیر خدا ہے اور اللہ اپنے نبی کو حکم دے رہا ہے کہ تم دعا کرو کہ مجھے وہ سلطان عطاء فرما جو ہمیشہ مدد کرنے والا ہو تو اگر غیر خدا سے مدد طلب کرنا شرط کی ہے تو یہ دعا ممکن رہے گی؟ باقی جو ہم ان ذوات مقدسہ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ان کو خدا کا شریک بنا کر مدد نہیں طلب کرتے بلکہ اس لیے مدد طلب کرتے ہیں کہ یہ مظہر اوصاف خدا ہیں اور اس کے ارادہ و مشیت کے تحت یہ مدد کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ طول میں ہیں نا کہ عرض میں تا کہ شرک ہو سکے۔ (مترجم)

فائدہ نمبر ۲

اس سورہ کو مکی بھی کہا جاتا ہے اور مدنی بھی اور اس کی وجہ ایک یہ ہے کہ یہ دو دفعہ نازل ہوئی ایک دفعہ مکہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ میں۔ اور اس کو سبعہ مثانی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی علماء نے یہ ذکر کی ہے کہ کیونکہ یہ دو دفعہ نازل ہوئی ہے اس وجہ سے اس کو سبعہ مثانی کہا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

اس کی آیات دو سو چھیاسی (۲۸۶) عدد ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑥ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑦

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

الم (۱) یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیز گار لوگوں کیلئے مجسم ہدایت ہے۔ (۲) جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں۔ (۳) وہ ان تمام باتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جنہیں (اے رسول) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ (۴) یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے

Presented by Ziaraat.com

پروردگار کی طرف سے ہدایت کے حامل ہیں اور فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں (۵) اے رسول! جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ہے ان کے لئے سب برابر ہے۔ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں (۶) خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر گویا مہر لگا دی ہے کہ نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور آنکھوں پر بھی پردے پڑ گئے ہیں۔ ان کے واسطے آخرت میں عذابِ عظیم ہے (۷)

تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾

ا ل م، یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہ صاحبان تقویٰ و پرہیزگاروں کے لیے مجسم ہدایت ہے۔

جناب ابوالحسن علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم) نے اور انہوں نے ابوعمران سے اور انہوں نے جناب یونس سے اور انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا الکتاب: علی لاشك فیه کہ وہ کتاب کہ جس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور متقین سے مراد ہمارے شیعہ ہیں اور الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ※ ۳ یہ ہمارے شیعوں کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں۔ ہمارے شیعہ وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ہم نے رزق عطا کیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ قال مما علمنا هم ينثون ومما علمناهم من القرآن يتلون آپ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جو علم ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کی وہ نشر و اشاعت کرتے ہیں اور جو قرآن ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کی وہ تلاوت کرتے ہیں۔ وقال الم هو حرف من حروف اسم الله الاعظم پھر آپ نے فرمایا الم اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف میں سے ہیں، جن کو قرآن میں جدا جدا کر کے بیان کیا گیا ہے (جن کو حروف مقطعات کہا جاتا ہے) ان کے ذریعے خطاب نبی اور امام علیہما السلام کو ہوتا ہے۔ پس جب نبی یا امام ان حروف سے اسم اعظم کو مرکب کر کے اس کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

Presented by Ziaraat.com

ہدایت

کتاب خدا میں ہدایت کی چار وجوہ ہیں:

۱۔غیب پر ایمان لانا

ہدایت کی چار وجوہ میں سے پہلی وجہ یہ ہے کہ جس کو بیان کیا گیا اس آیت کے ذریعے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ قال یصدقون بالبعث آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے وہ غیب کی تصدیق کرتے ہیں بعث کے ذریعے۔

۲۔نشور

ہدایت کی دوسری وجہ نشور ہے یعنی مردوں کو زندہ کرنا ہے۔

۳۔الوعد

ہدایت کی تیسری وجہ الوعد یعنی خیر کا وعدہ کرنا اچھا اور خیر کا وعدہ کر کے ہدایت کرنا۔

۴۔الوعید

ھدایت کی چوتھی وجہ وعید یعنی ڈرانے اور دھمکانے کے ساتھ ہدایت کرنا۔

ایمان کی نیز چار وجوہ ہیں

کتاب خدا میں ایمان کی بھی چار وجوہ ذکر ہوئی ہیں۔ فمنه اقرار باللسان قد سماه الله الایمان منه تصدیق بالقلب و منه الاداء ومنه التائید پس ایمان کی وجوہ میں سے ایک وجہ ہے زبان سے اقرار کرنا اور اس کا نام خداوند متعال نے ایمان رکھا ہے۔ اس سے دوسری وجہ دل سے تصدیق کرنا اور تیسری وجہ اداء کرنا اور آخری وجہ تائید کرنا۔

الاول

ایمان یہ وہی زبان سے اقرار کا نام ہے کہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان کا نام دیا ہے اور اہل ایمان کو اس کے ساتھ پکارا ہے اور فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِیْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

Presented by Ziaraat.com

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ (سورہ النسا آیت ۷۱ تا ۷۳) اے ایمان والو! اپنی پوری پوری احتیاط کرو اور دستے دستے ہو کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر نکلو اور بے شک تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو (جنگ میں جانے کے بجائے) پیچھے رکے رہیں گے پس اگر تم پر کوئی مصیبت آجائے گی تو یہ لوگ کہیں گے کہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ان کے ساتھ نہیں تھے اور اگر آپ لوگوں پر خدا کا کوئی فضل ہوگا (کامیابی ہوگی) تو یہ ضرور یوں کہیں گے جیسا کہ ان کے اور تمہارے درمیان کوئی دوستی ہی نہیں ہے کہ اے کاش ہم بھی انکے ساتھ ہوتے اور بڑی کامیابی حاصل کرتے۔

اس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: لو ان هذه الكلمة قالها اهل المشرق و المغرب لكانوا بها خارجين من الايمان ولكن قدسماهم الله مومنين اگر یہ کلمہ مشرق اور مغرب کے تمام رہنے والے کہہ دیتے تو وہ سارے ایمان سے خارج ہو جاتے لیکن خداوند متعال نے ان کو مومنین کے نام سے پکارا ہے۔ ان کے زبانی اقرار کی وجہ سے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے ایمان والو! ایمان لے کر آؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ تو اس آیت میں بھی ان کے اقرار زبانی کی وجہ سے ان کو مومنین کے نام سے یاد کیا ہے اور پھر فرمایا: تم اس کی تصدیق بھی کرو ایمان کی پہلی منزل زبان سے اقرار کرنا ہے۔

الثانی

ایمان کی دوسری وجہ دل سے تصدیق کرنا ہے جیسا کہ سورہ یونس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط (سورہ یونس آیت نمبر ۶۳ تا ۶۴) اور وہ ہی لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے حکم خدا کی نافرمانی سے پرہیز کیا۔ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں خوشی اور مسرت ہے۔

اس آیت سے "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی الذین یصدقون بالقلب" مراد ہے۔ یعنی جن لوگوں نے دل کے ساتھ تصدیق کی۔ ایسے ہی ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد قدرت ہے: وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً حضرت موسیٰ سے ان کی قوم نے عرض کی: ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے (یعنی آپ کے سچا ہونے کی تصدیق نہیں کریں گے) یہاں تک کہ ہم خدا کو ظاہراً دیکھ نہ لیں۔ اس آیت میں بھی ایمان سے مراد تصدیق بالقلب ہے۔ یا ایک اور آیت میں ارشاد قدرت ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا یعنی اے وہ لوگ جو زبان سے اقرار ایمان کرتے ہیں وہ دل سے تصدیق بھی کرو۔ اور حق

Presented by Ziaraat.com

یہ ہے کہ ایمان حقیقت میں دل کے ساتھ تصدیق کا نام ہے اور تصدیق کے لیے بھی شروط ہیں جن کے بغیر تصدیق ممکن نہیں ہے۔ اور تصدیق کی شروط کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس قول میں بیان فرما رہے ہیں: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (سورہ البقرہ آیت ۱۷۷) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف اپنے منہ پھیر لو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر اور تمام ملائکہ پر اور تمام آسمانی کتابوں پر، تمام انبیاء پر ایمان لے آؤ اور مال سے محبت کے باوجود بھی اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، ضرورت مند مسافروں سوال کرنے والوں اور غلاموں پر خرچ کرو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جب عہد و وعدہ کرلو اس کو پورا کرو اور بے کسی، محرومی، بیماری اور میدان جنگ میں صبر کرو پس یہ ہی وہ لوگ ہیں جو تصدیق کرنے والے، سچے اور پرہیز گار ہیں۔ تو اس آیت میں تصدیق کی شروط ذکر کی گئی ہیں۔ پس جو شخص ان شروط کے ساتھ قائم ہے وہی حقیقت میں مومن تصدیق کرنے والا ہے۔

الثالث

ایمان کی تیسری منزل اور وجہ (الاداء) (یعنی انجام دینا، تمہارے افعال کا نام بھی ایمان رکھا گیا ہے) اس کی تائید وہ قول خدا کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو نماز کی حالت میں بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کی طرف موڑ دیا تو اس وقت اصحاب نے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلوتنا الی بیت المقدس بطلت وہ نمازیں جو ہم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھیں ہیں وہ باطل ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اور خدا کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔ تو اس آیت میں نماز کو ایمان کہا گیا ہے حالانکہ نماز جوانہوں نے ادا کی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان یعنی اعضاء و جوارح کے انجام شدہ افعال۔

الرابع

ایمان کی وجوہ میں سے چوتھی وجہ تائید ہے۔ یہ روح ایمان کی وہ قسم ہے جس کو اللہ تعالیٰ مومنین کے دلوں میں قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ سورہ مجادلہ میں ارشاد قدرت ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ (سورہ مجادلہ آیت ۲۲) اور تو کسی ایسی قوم کو نہیں پائے گا جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہو اور

Presented by Ziaraat.com

پھر وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھتی ہو (یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ دونوں جمع ہو جائیں) خواہ وہ ان کے آباء و اجداد، اولاد، بھائی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دل پر ایمان لکھا گیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعے ان کی تقویت فرمائی ہے، تو اس آیت نے بیان کیا کہ تائید خدا کا نام ایمان ہے اور اس پر دلیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا: لا زنی الزانی وھو مومن ولا یسرق السارق وھو مومن جب تک مومن ہے تو وہ زنا نہیں کرے گا اور جب تک وہ مومن ہے تو وہ چوری نہیں کرے گا۔ گویا جب کوئی زانی زنا کرتا ہے تو روح ایمان اس سے جدا ہو جاتی ہے یا جب کوئی چور چوری کرتا ہے تو روح ایمان اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب تک وہ زنا کر رہا ہے تو روح ایمان اس سے جدا رہتی ہے اور جب وہ کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ اس کی طرف واپس آ جاتی ہے۔

اور ایک قول میں ہے کہ سوال کیا گیا آپ سے وہ کون سی چیز ہے جو اس مومن سے جدا ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا الذی یدعہ فی قلبہ یعنی وہ چیز ہے جو اس کے دل میں اس کو حق کی طرف دعوت دیتی ہے۔ یعنی وہ چیز اس سے گناہ کے وقت جدا ہو جاتی ہے۔ یا ایک دوسرے نسخے کے مطابق الذی یرعد فی قلبہ یعنی وہ چیز جو اس کے دل میں گرجتی ہے اور اس کو گناہ سے روکنے کی کوشش کرتی ہے وہ گناہ کے وقت اس سے جدا ہو جاتی ہے۔

پھر امام نے فرمایا ما من قلب الا ولہ اذنان علی احدھما ملک مرشد وعلی الاخر شیطان مفتر ھذا یامرہ وھذا یزجرہ کوئی دل ایسا نہیں ہے مگر اس کے لیے دو کان ہوتے ہیں ایک کان پر ایک فرشتہ موکل ہوتا ہے جو اس کو ہدایت کرتا ہے اور دوسرے کان پر شیطان ہوتا ہے جو اس کو گمراہ کرتا ہے۔ فرشتہ اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور شیطان اس کو نیکی سے روکتا ہے۔

اور ایمان میں سے ہی ہے وہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے جو خبیث اور طیب کے ذکر کرتے ہوئے فرمایا: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۹) ممکن نہیں تھا کہ خدا مومنین کو اس شکل میں چھوڑ دیتا جس میں تم ہو مگر یہ اس لیے کیا ہے تا کہ خبیث (ناپاک) کو طیب (پاک) سے جدا کر دے۔ یعنی وہ لوگ جو تصدیق قلب سے مومن یعنی طیب ہیں اور جو فقط اقرار زبانی رکھتے ہیں اور دل اس کا اقرار نہیں کرتا وہ خبیث ہیں۔

مومنین میں سے کچھ مومنین ایسے ہیں جو تصدیق بالقلب والے مومن ہیں۔ لیکن ان کا ایمان ظلم سے مخلوط ہو چکا ہے۔ جیسا کہ خداوند متعال کا ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ (سورہ الانعام آیت ۸۲) وہ مومنین جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں ہونے دیا ان کے لیے امن ہے اور وہ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔ تو اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مومنین وہ بھی ہیں جن کا ایمان ظلم کے ساتھ مخلوط ہو چکا ہے تو

Presented by Ziaraat.com

گویا ان کا ایمان تصدیق قلب نہیں ہے۔

پھر ان مومنین میں سے کچھ مومن وہ بھی ہیں جو ان گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں جن سے خداوند متعال نے منع کیا ہے۔ پس جو مومن اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط کر چکے ہیں ان کا ایمان ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا یہاں تک کہ وہ اس ظلم سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کر لیتے تا کہ ان کا ایمان خالص ہو جائے۔ پس یہ وہ وجوہ ہیں ایمان کی جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ [1]

''وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝'' (یہ متقین) وہ لوگ ہیں جو آپ پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو آپ سے قبل نازل ہو چکا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

---

[1] متقین سے مراد

حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں جیسا کہ تفسیر نور الثقلین میں یحییٰ ابن ابی القاسم کی روایت ہے جو آپ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے آپؑ نے فرمایا متقین سے مراد حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔ جن کی تعریف کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنی متقین وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہو۔ یعنی غیب کی تصدیق دل سے کرتے ہوں۔ اس سے مراد امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔ اگرچہ اللہ غیب الغیوب ہے تمام غائبوں سے اعلیٰ و افضل غائب ہے جو کبھی ظاہر نہیں ہوگا۔ لیکن اس جگہ مراد امام زمانہ کی غیبت ہے اور اس کی تائید سورہ یونس کی آیت ۲۰ کرتی ہے کہ جس میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ اور یہ کہتے ہیں اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی آیت نازل کیوں نہیں ہوئی۔ آپ کہہ دیں کہ غیب فقط اللہ کے لیے ہیں تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ متقین کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرنے والے ہوں گے۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور متقین کی تیسری صفت یہ ہے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے وہ اس سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہوں۔ تو ان آیات کی تلاوت سے معلوم ہوا ہے کہ علی علیہ السلام جن لوگوں کے لیے ہادی ہیں وہ صاحب تقویٰ ہوں گے اور ان کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ غیب پر ایمان رکھتے نماز قائم کرتے اور خدا کے دیے ہوئے رزق سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں بھی یہ ہی ذکر ہے کہ کتاب سے مراد علی علیہ السلام اور متقین سے مراد آپ کے شیعہ ہیں۔

ایمان کی تعریف

اقرار باللسان یعنی زبان سے اقرار کرنا، تصدیق بالقلب دل سے تصدیق اور الادا یعنی اعضاء و جوارح سے افعال کو انجام دینا اور پھر تائید خداوندی ہے۔ مترجم۔)

Presented by Ziaraat.com

یعنی مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ یعنی القرآن اے رسول خدا جو آپ پر قرآن نازل ہوا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور جو آپ سے پہلے والے انبیاء و مرسلین پر کتابیں اور صحائف نازل ہوئے ہیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۶ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کو اختیار کیا ہے ان کے لیے کوئی فرق نہیں ہے خواہ آپ ان کو عذاب خدا سے ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ (علی بن ابراہیم قمی) فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے بکر بن صالح سے اور انہوں نے ابی عمر الزبیدی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: الکفر فی کتاب اللہ علی خمسة وجوہ کتاب خدا میں کفر کی پانچ وجوہ ذکر ہوئی ہیں۔

۱۔ فمنه کفر بجحود

ایسا کفر کہ جس کی بنیاد انکار پر قائم ہو اور اس کی پھر دو قسمیں ہیں: جحود بعلم، جحود بغیر علم۔ علم و معرفت کے باوجود انکار کرنا ہے اور دوسرے علم و معرفت کے بغیر انکار کرنا۔

فاما الذین جحدو بغیر علم پہلے سے بہر حال وہ لوگ جو علم کے بغیر انکار کرتے ہیں اور بغیر فہم و معرفت کے انکار کرتے ہیں، ان کے قول کی حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۝۲۴ (سورہ جاثیہ آیت ۲۴) اور ان لوگوں نے کہا ہماری زندگی تو بس یہ دنیا کی ہے۔ پس ہم اس میں مرتے ہیں اور ہم اس میں زندہ رہتے ہیں اور ہمیں فقط زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ ان باتوں کا ان کو یقین نہیں ہے بلکہ وہ فقط گمان کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ خدا کا اور آخرت کا انکار کرتے ہیں لیکن گمان و وہم کی بنیاد پر کرتے ہیں نا کہ علم و معرفت کی بنیاد پر، یا دوسری وہ آیت کہ جو محل بحث ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۶ یہ بھی انکار اور کفر ایسے انکار کی بنیاد پر ہے جو علم و معرفت کے بغیر ہے۔

۲۔ اما الذین کفروا وجحدوا بعلم

دوسری قسم ان کافروں کی ہے جو کفر اور انکار ایمان کرتے ہیں لیکن وہ علم و معرفت و فہم ادراک ایمان رکھنے کے باوجود انکار کرتے ہیں اور کفر اختیار کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: وَكَانُوْا مِنْ

Presented by Ziaraat.com

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (سورہ بقرہ آیت ۸۹) (اور ان نشانیوں کے مطابق ہے جو ان یہودیوں کے پاس ہیں، حالانکہ وہ اس سے وہ خود پیغمبرؐ اور اس کی کتاب کی بشارت دیتے تھے) اور یہ امید رکھتے تھے اس نبی کی مدد سے ان کافروں پر کامیابی حاصل کریں گے، اس کے باوجود کہ وہ پیغمبرؐ اور کتاب کو جانتے تھے اور جب وہ ان کے پاس آئے تو وہ کافر ہو گئے۔ یہ کافر اپنی کتابوں کی بتائی ہوئی نشانیوں کی وجہ سے رسول اور اس کتاب کی معرفت اور علم رکھتے تھے، لیکن پھر انہوں نے جو انکار و کفر کیا ہے وہ علم و معرفت کے باوجود کیا ہے۔

(قال علی بن ابراہیم قمی) فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے فرمایا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے سنا اور انہوں نے حماد سے نقل کیا اور انہوں نے حریز سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے آپ نے فرمایا: هذه الاية منزلت فى اليهود والنصارى. یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی دلیل کے ساتھ جس میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب (تورات و انجیل) عطاء کی ہے وہ يَعْرِفُوْنَهٗ (رسول اللہ) وہ ہمارے رسول کو پہچانتے ہیں۔ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وہ ہمارے رسولؐ کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (یعنی جیسے وہ اپنے بیٹوں میں شک و شبہ نہیں کرتے ایسے ہی ان کے نزدیک ہمارے رسولؐ کی حقانیت ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل زبور میں اوصاف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے اوصاف اور آپ کے مبعوث ہونے کا محل اور پھر آپؐ کی ہجرت مدینہ کی طرف سب کچھ ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ (سورہ الفتح آیت ۲۹) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلے میں بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں، تو ان کو ہمیشہ رکوع اور سجود کی حالت میں دیکھے گا اور وہ ہمیشہ اللہ کا فضل اور اس کی رضایت کے طلب گار ہیں۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نمایاں اثر موجود ہیں۔ یہ تعریف اور توصیف ان کی تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ان کے یہ اوصاف موجود ہیں۔

یعنی یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ رسول خداؐ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں تورات اور انجیل میں اوصاف اور نشانیاں ذکر ہیں جن سے رسول اور ان کے ساتھیوں کو وہ پہچانتے تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو اہل کتاب آپ کو پہنچانتے تھے جیسا کہ خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ پس جب ہمارا نبیؐ ان کے پاس آیا اس کو جانتے ہوئے بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ مدینہ کے یہودی عرب کے کافروں سے رسول خدا کے آنے سے پہلے کہا کرتے تھے۔ اے عرب کے کافروں اور مشرکوں یہ وہ وقت ہے کہ جس میں ایک نبی مکہ میں مبعوث ہوگا اور پھر

Presented by Ziaraat.com

وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا اور وہ سب انبیاء کا آخری نبیؐ ہوگا اور سب سے افضل ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں میں ایک سرخی ہوگی اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی اور وہ اپنے اوپر چادر لپیٹ کر رکھے گا اور اس کے چلنے میں انکساری اور رعب اور دبدبہ ہوگا اور بغیر پلان کے گدھے پر سواری کرے گا اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ ہوگی۔ وہ جنگ میں اپنی تلوار اپنے زانوں پر رکھے گا اور اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوگی جو اس سے ملے گا۔ اسے وہ اپنا پیغام سنائے گا اس کے پاس مال و متاع کم ہوگا اور ہم سے ضرور برضرور اللہ تمہیں اس نبی کے ذریعے قتل کروائے گا۔ اے عرب والوں جیسے قوم عاد کے ساتھ ہوا۔ پس جب نبی ان اوصاف کا مالک انکے پاس آیا تو انہوں نے حسد کیا اور کفر اختیار کرتے ہوئے کافر ہو گئے۔ جیسا کہ خداوند متعال نے فرمایا: وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ (سورہ بقرہ۔ ۸۹) یعنی وہ اس سے پہلے کافروں پر طلب فتح کرتے تھے پس جب ان کے پاس وہ نبیؐ آیا تو انہوں نے کفر اختیار کیا۔

۳۔ الکفر یعنی البراءۃ

قرآن مجید میں استعمال ہونے والے لفظ کفر کی وجوہات میں ایک وجہ کفر برأت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ قول خداوند کریم ہے: ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ (سورہ العنکبوت آیت ۲۵) پھر قیامت کے دن تم میں سے بعض سے بعض کفر کریں گے یعنی بعض بعض سے برائت اختیار کریں گے۔

۴۔ کفر یعنی شرک

کفر کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ کفر شرک کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس میں شرک کرنے معنی میں کفر استعمال ہوا ہے۔ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ (سورہ آل عمران آیت ۹۷) اور اللہ کے لیے لوگوں پر حج واجب ہے پس جو شخص حج کے لیے زاد راہ کی استطاعت رکھتا ہے اس پر حج واجب ہے اور جو کفر اختیار کرے۔ یعنی جو استطاعت رکھنے کے باوجود حج کو ترک کر دے اس نے کفر کیا ہے یعنی اس نے حکم خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا ہے۔

۵۔ کفر یعنی نعمتوں کا انکار

کفر کی وجوہ میں سے ایک وجہ نعمات الٰہیہ کا انکار اور شکر نہ کرنا یہ بھی کفر ہے اور اس کے بارے میں قول خدا ہے: لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ (سورہ النمل آیت ۴۰) یہ سب میرے پروردگار کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں، کیونکہ جو شخص

Presented by Ziaraat.com

شکر کرتا ہے۔ وہ اپنے فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے۔ اس میں کَفَرَ یعنی وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ یعنی جو نعمت خدا کا شکر ادا نہیں کرتا پس وہ کافر ہے یعنی اس نے کفران نعمت کیا ہے پس یہ کفر کی وجوہ میں جو کتاب خدا میں استعمال ہوا ہے۔

حاشیہ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا: اس آیت سے پہلے والی آیات شیعان علی علیہ السلام کی شان میں تھیں تو یہ آیت اور بعد والی چند آیات علی علیہ السلام کے مخالفین کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں یعنی ان کو ڈرانہ اور نا ڈرانہ برابر ہے یہ ہٹ دھرم ہیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس سے مراد جبر نہیں بلکہ ان سے توفیق ہدایت سلب کر لی ہے۔ یہ حمل و دماغ رکھنے کے باوجود بھی حق کی ادلہ پر غور و فکر نہیں کرتے گویا ان کے دلوں کو تالے لگ چکے ہیں۔ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۠ اور انکے کانوں اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہیں یعنی یہ کان رکھنے کے باوجود بھی رسول خدا کی وعظ اور آپ کی بیان کردہ ادلہ کو نہیں سنتے اور اس کائنات میں پائی جانیں والی نشانیوں کو نہیں دیکھتے ورنہ ان کو خود بخود معلوم ہو جائے کہ حق کیا ہے۔ انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ان کے لیے بہت سخت دردناک عذاب ہے۔ (مترجم)

آیت نمبر ۸ تا ۲۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ

Presented by Ziaraat.com

اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ
السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ
وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ
مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ
تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ
نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ
ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ
مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ
اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾
يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ
اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ
وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا
رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِىْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ

Presented by Ziaraat.com

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور آخرت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ صاحبِ ایمان نہیں ہیں (۸) یہ لوگ خدا اور صاحبان ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ اپنے ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں ہیں (۹) ان کے دلوں میں بیماری ہے اور خدا نے نفاق کی بنا پر اسے اور بھی بڑھا دیا ہے۔ اب اس جھوٹ کے نتیجہ میں انہیں دردناک عذاب ملے گا (۱۰) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ برپا کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں (۱۱) حالانکہ یہ سب مفسد ہیں اور اپنے فساد کو سمجھتے بھی نہیں ہیں (۱۲) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دوسرے مومنین کی طرح ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان اختیار کر لیں حالانکہ اصل میں یہی بے وقوف ہیں اور انہیں اس کی واقفیت بھی نہیں ہے (۱۳) جب یہ صاحبانِ ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیاطین کی خلوتوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری ہی پارٹی میں ہیں ہم تو صرف صاحبانِ ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں (۱۴) حالانکہ خدا خود ان کو مذاق بنائے ہوئے ہے اور انہیں سرکشی میں ڈھیل دیئے ہوئے ہے جو انہیں نظر بھی نہیں آ رہی ہے (۱۵) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو دے کر گمراہی خرید لی ہے جس تجارت سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ اس میں کسی طرح کی ہدایت ہے (۱۶) ان کی مثال اس شخص کی ہے جس نے روشنی کے لئے آگ بھڑکائی اور جب ہر طرف روشنی پھیل گئی تو خدا نے اس کے نور کو سلب کر لیا اور اب اسے اندھیرے میں کچھ سوجھتا بھی نہیں ہے (۱۷) یہ سب بہرے، گونگے اور اندھے ہو گئے ہیں اور اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں (۱۸) ان کی دوسری مثال آسمان کی اس بارش کی ہے جس میں تاریکی اور گرج چمک سب کچھ ہو یہ موت کے خوف سے کڑک دیکھ کر کانوں میں انگلیاں رکھ لیں۔ حالانکہ خدا کافروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہ بچ کر

Presented by Ziaraat.com

نہیں جا سکتے ہیں (۱۹) قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر دے کہ جب وہ چمک جائے تو چل پڑیں اور جب اندھیرا ہو جائے تو ٹھہر جائیں۔ خدا چاہے تو ان کی سماعت و بصارت کو بھی ختم کر سکتا ہے کہ وہ ہر شے پر قدرت و اختیار رکھنے والا ہے (۲۰) اے انسانو! پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے والوں کو بھی خلق کیا ہے۔ شاید کہ تم اسی طرح متقی اور پرہیز گار بن جاؤ (۲۱) اس پروردگار نے تمہارے لئے زمین کا فرش اور آسمان کا شامیانہ بنایا ہے اور پھر آسمان سے پانی برسا کر تمہاری روزی کے لئے زمین سے پھل نکالے ہیں لہٰذا اس کے لئے جان بوجھ کر کسی کو ہمسر اور مثل نہ بناؤ (۲۲)

تفسیر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ یہ (دعویٰ ایمانی کے باوجود بھی) لوگ مومن نہیں ہیں۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے تھے اور جب وہ کفار کو دیکھتے اور ان سے ملاقات کرتے تھے تو ان سے کہتے ہیں کہ اِنَّا مَعَكُمْ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب مومنین سے ملاقات کرتے: قالوا نحن مومنون تو کہتے کہ ہم مومنین ہیں اور کفار سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۴ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ان منافقین کے رد میں فرماتا ہے: اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۵ اللہ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں اس سرکشی میں رکھے ہوئے ہے تا کہ وہ سرگردان رہیں۔ اللہ کے استہزاء سے مراد اس کا عذاب ہے۔ یعنی اللہ ان کو عذاب دے گا اور ان کو اس سرکشی میں سرگردان رکھے گا یعنی ان کو اس سرکشی میں ایسے ہی چھوڑ دے گا۔

حاشیہ

(يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ) منافقین کے حال کو بیان کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ لوگ اپنے گمان باطل کے تحت خدا اور مومنین کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن ان کو اس کا کوئی شعور ہی نہیں ہے ان کے

Presented by Ziaraat.com

دلوں میں مرض ہے اور خدا ان کی اس مرض میں اضافہ کر دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور جب ان (منافقون) سے کہا جاتا ہے زمین میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنا چاہتے ہیں، لیکن آگاہ ہو جاؤ یہ خود بہت بڑے فساد کرنے والے ہیں لیکن ان کو اس کا شعور ہی نہیں ہے (ان لوگوں کی مثال آج کے دور کے طالبان اور القاعدہ جیسے لوگوں کی طرح ہے) اور جب لوگوں سے کہا جاتا ہے تم دل سے ایمان کو قبول کرو جس طرح دوسرے مومنین نے دل سے ایمان کو قبول کیا ہے۔ تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم بے عقل اور نافہم لوگوں کی طرح کا ایمان لے آئیں۔ حالانکہ یہ خود بے عقل اور نافہم نادان ہیں اور اس کو وہ جانتے ہی نہیں ہے۔

یہ قرآن کا کمال ہے کہ اس نے پہلے مومنین و متقین کے اوصاف بیان کیے اور صرف کفار کا تذکرہ کیا۔ اس کے لیے فقط ایک آیت اور بعد میں منافقین کے حال کو بیان کرتے ہوئے کافی آیات کو ذکر کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا منافقین کفار سے بدتر ہیں۔)

منافقین کی اقسام میں کچھ وہ ہیں جو مادر زاد اندھے ہیں یعنی انہوں روز اول سے ہی ایمان کو دل سے نہیں قبول کیا ان کو مادر زاد اندھے سے تشبیہ دی ہے اور کچھ وہ ہیں جو پہلے دیکھتے تھے یعنی پہلے ایمان کو انہوں نے قبول کیا لیکن بعد میں وہ بھی منافقین کے ساتھ مل کر منافق ہو گئے اور حق کا انکار کر دیا بلکہ حق پر ظلم بھی کیا اور اب وہ اس راہ کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ ۖ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا ہے۔ حالانکہ یہ تجارت ان کے نفع میں نہیں ہے اور نہ ہی یہ ہدایت یافتہ ہیں۔ منافقین کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ان لوگوں نے ہدایت یعنی بیان حق یعنی واضح و روشن حق کو چھوڑ کر گمراہی یعنی ضلالت، سرگردانی کو اختیار کیا ہے۔ یعنی ان لوگوں نے آخرت کی کامیابی و کامرانی کو چھوڑ کر دنیا کی سرگردانی کو اختیار کیا ہے اور یہ ان کا سودا ان کے حق میں نفع بخش نہیں ہے۔ ان کی مثال یوں: مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۖ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ ان (منافقین) لوگوں کی مثل اس شخص جیسی ہے جس نے آگ روشن کی پھر جب اس آگ نے تمام اطراف کو روشن کر دیا تو خدا نے ان کی روشنی لے لی اور ان کو تاریکیوں میں چھوڑ دیا جس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔

(صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ) صُمٌّ یعنی یہ بہرے ہیں کہ جن کو کچھ سنائی نہیں دیتا۔ بُكْمٌ یعنی مادر زاد اندھے ہیں جن کو کچھ نظر نہیں آتا۔ عُمْيٌ یعنی ایسے اندھے ہیں کہ جو پہلے دیکھتے تھے اب اندھے ہو گئے ہیں۔ اب وہ اس راہ سے ہٹ جانے والے نہیں ہیں۔ پھر قرآن نے ان جیسے لوگوں کے لیے ایک اور مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا: أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ ..... اور پھر ان لوگوں کی مثال ایسے ہے کہ تاریک رات میں بارش جس میں تاریکی، گرج چمک اور بجلی کی چمک ہے۔

Presented by Ziaraat.com

جوان کے سر پر برستی اور یہ خوف کے بارے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں تا کہ بجلی کی گرج سے بچ سکیں۔ حالانکہ خدا نے ان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط (یعنی قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں چندھیا دے۔ جب چمکتی ہے ان کے لیے روشنی ہو جاتی ہے اور یہ چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب وہ خاموش ہو جاتی ہے رک جاتے ہیں۔ اگر خدا چاہتا تو ان کی قوت بصارت کو ختم کر دیتا۔

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

آیت نمبر ۲۳ تا ۳۳

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص
وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ
تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ
قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ط وَلَهُمْ فِیْهَآ
اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ
مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ط فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا
مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ط وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا
الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ص

Presented by Ziaraat.com

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا
فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ
فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ
يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ
قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ
عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ
بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ

اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کا جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مددگار ہیں سب کو بلا لو اگر تم اپنے دعوے اور خیال

Presented by Ziaraat.com

میں سچے ہو (۲۳) اور اگر تم ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جسے کافرین کے لئے مہیا کیا گیا ہے (۲۴) پیغمبر آپ ایمان اور عمل صالح والوں کو بشارت دے دیں کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انہیں جب بھی وہاں کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ تو ہمیں پہلے مل چکا ہے۔ حالانکہ وہ صرف اس کے مشابہ ہوگا اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں بھی ہوں گی اور انہیں اس میں ہمیشہ رہنا بھی ہے (۲۵) اللہ اس بات میں کوئی شرم نہیں محسوس کرتا کہ وہ مچھر یا اس سے بھی کمتر کی مثال بیان کرے۔ اب جو صاحبانِ ایمان ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سب پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ آخر ان مثالوں سے خدا کا مقصد کیا ہے۔ خدا اسی طرح بہت سے لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دے دیتا ہے اور گمراہی صرف انہیں کا حصّہ ہے جو فاسق ہیں (۲۶) جو خدا کے ساتھ مضبوط عہد کرنے کے بعد بھی اسے توڑ دیتے ہیں اور جسے خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقتاً خسارہ والے ہیں (۲۷) آخر تم لوگ کس طرح کفر اختیار کرتے ہو جب کہ تم بے جان تھے اور خدا نے تمہیں زندگی دی ہے اور پھر موت بھی دے گا اور پھر زندہ بھی کرے گا اور پھر اس کی بارگاہ میں پلٹا کر لے جائے جاؤ گے (۲۸) وہ خدا وہ ہے جس نے زمین کے تمام ذخیروں کو تم ہی لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے آسمان کا رخ کیا تو سات مستحکم آسمان بنا دیئے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۲۹) اے رسول۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انہوں نے کہا کہ کیا اسے بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو (۳۰) اور خدا نے آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی اور پھر ان سب کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ ذرا تم ان سب کے نام تو بتاؤ اگر تم اپنے خیالِ استحقاق میں سچے ہو (۳۱) ملائکہ نے عرض کی کہ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے بتایا ہے کہ تو صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی (۳۲) ارشاد ہوا کہ آدم اب تم

Presented by Ziaraat.com

انہیں باخبر کردو۔ تو جب آدم نے باخبر کر دیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو سب کو جانتا ہوں (۳۳)

تفسیر

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ اگر تمہیں شک وشبہ ہے اس قرآن میں جو ہم نے اپنے بندے (رسول) پر نازل کیا ہے تو تم بھی کم از کم ایک سورہ ہی اس کی مثل بنا کر لے آؤ اور خدا کے علاوہ اپنے تمام گواہوں کو اس کام میں مدد کے لیے پکار لو، اگر تم سچے ہو۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ یعنی اللہ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اور ان کی اطاعت کرتے ہو، ان کو اپنے لیے بطور مددگار پکارو۔ اور سب مل کر اس جیسا ایک سورہ بنا کر لے آؤ اور ساتھ ہی قرآن نے فرمایا اور اگر تم ایسا کرنا بھی چاہو تو نہیں کر سکتے۔ تو پھر مان جاؤ کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے کسی بندے کی بنائی ہوئی نہیں ہے اور اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جن کو کافروں کے لیے تیار کیا گیا، یہاں تک منافقین کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور اب دوبارہ مومنین کے بارے میں گفتگو شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ اور خوشخبری سنا دیں آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیے۔ تحقیق ان کے لیے جنت سے جب ان کو کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو یہ کہیں گے یہ وہی ہے جو اس سے پہلے بھی ہمیں دیا گیا تھا لیکن ایسا نہیں ہے یہ پھل اس کی مثل ہے۔ (یعنی ان کو جب پھل دیا جائے گا وہ پھل ایک جیسے ہوں گے لیکن ان کے رنگ اور مزے مختلف ہوں گے اور پھر اس جنت میں ان مومنین کو ملنے والی نعمات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اور اس جنت میں مومنین کے لیے ایسی بیویاں ہوں گی جو پاک پاکیزہ ہوں گی یعنی ان کو عورتوں کی مثل ماہواری (حیض) نہیں آئے گا اور کوئی اور بھی نجاست ان کے ساتھ نہیں ہوگی۔

قول خدا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا کہ وہ مچھر یا اس سے کم ترین چیز کی مثال بیان کرے۔ اب جو صاحبان ایمان ہیں وہ جانتے ہیں کہ سب ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ کہتے ہیں کہ آخر ان مثالوں سے خدا کیا چاہتا ہے؟ اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان جیسی

Presented by Ziaraat.com

مثالوں سے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور بہت سے لوگ کو ان مثالوں سے ہدایت عطاء کرتا ہے اور گمراہی صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو فاسق ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان هذا القول من الله عزوجل رد على من زعم ان الله تعالىٰ يضل العباد ثم يعذبهم على ضلالتهم آپ نے فرمایا یہ قول حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے عقیدہ باطلہ کا رد ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ہی بندوں کو گمراہ کرتا ہے اور پھر ان کی گمراہی وضلالت پر ان کو عذاب دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تو ایک مچھر یا اس سے کم تر مثال پیش کرتا ہے کہ اس مچھر کی تخلیق میں غور وفکر کرو کہ خدا نے اس کو کیسے خلق کیا ہے اور ایک مچھر کو وہ تمام اعضاء عطا فرمائے ہیں جو ایک ہاتھی کو عطا کیے ہو بلکہ اس سے زائد اس کو پر دئے ہیں اڑانے کے لیے اور قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے مچھر کو ایک تیز دھار ڈنک عطا کیا ہے جس سے وہ کاٹتا ہے اور خون چوستا ہے اور یہ چیزیں اس نے ہاتھی کو نہیں عطا کیں۔ تو اس مچھر کی تخلیق پر غور وفکر کرنے والا بھی قدرت خدا کا منکر ہو سکتا ہے۔؟

جو مومنین ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ جس کی مثال دیتا ہے وہ برحق ہے اور اس کا مقصد اس مثال سے لوگوں کی ہدایت مطلوب ہوتی ہے لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اس قسم کی مثالوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ آخر خداوند اس قسم کی مثالوں سے کیا چاہتا ہے، اس کا مقصد کیا ہے؟ اللہ ان کے رد میں فرماتا ہے۔ ان مثالوں سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن گمراہی وہ حاصل کرتے ہیں جو فاسق ہیں اور فاسق وہ لوگ جنہوں نے خدا کے ساتھ کیا ہوا عہد و پیمان، محمد وآل محمد کے بارے میں توڑ دیا ہے۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ اور جن سے جوڑنے کا حکم خدا نے دیا ہے اس سے رشتہ وناطہ توڑتے ہیں یعنی خدا نے حکم دیا ہے امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد سے آئمہ معصومین سے اپنا تعلق قائم رکھو اور ان کی اطاعت میں رہو اور یہ لوگ ان سے تعلق ختم کر کے ان کی اطاعت سے نکل گئے ہیں (گویا فاسق وہ ہے جو آل محمد کو چھوڑ جائے خواہ وہ لوگوں کے نزدیک سچا ہی کیوں نہ ہو مترجم) اور یہ فاسقین ہی زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ یہ فاسق ہی قیامت کے دن نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ان سب چیزوں کے باوجود تم کیسے اللہ تعالیٰ کا انکار کر سکتے ہوں حالانکہ تم سب مردہ تھے۔ پس اس نے تم لوگوں کو زندگی عطاء کی یعنی تم سب مردہ نطفہ تھے اور پھر علقہ بنے وہ بھی بے روح وحس اور پھر اس میں اللہ نے روح کو داخل کر کے تم کو زندہ کیا، پھر دوبارہ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر وہ تم کو مار دے گا اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا پھر تم سارے کے سارے اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔

Presented by Ziaraat.com

الحیاۃ فی کتاب: کتاب خدا میں حیات کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ الحیاۃ ابتداء الخلق

پہلی قسم حیات کی انسان کی خلقت کی ابتداء ہے۔ اس کے بارے میں قول خدا ہے: فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ پس جب میں اس کو برابر کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دو۔ پس یہ روح وہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلق کیا ہے اور اس کو انسان میں داخل کیا اور اس میں جاری کیا اور اس روح کے داخلہ کے بعد حکم ہوا کہ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ (سورہ حجر) پس تم سب اس کے لیے سجدہ کرنے والے ہو جاؤ، زندگی یعنی خلقت انسان کی ابتداء۔

۲۔ الوجہ الثانی

حیات کی دوسری قسم زمین کا سبزا اُگانا اور اس کے بارے میں قول خدا ہے: يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ یعنی وہ ذات کہ جو زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتی ہے۔ مردہ زمین وہ ہے جس پر کوئی کسی قسم کا سبزا نہ اگتا ہو اور زندہ زمین وہ ہے جس پر سبزا پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ وجہ آخر

حیات (زندگی) کی ایک اور قسم ہے جنت میں داخل ہونا۔ یعنی جو جنت میں داخل ہوں گے وہ فقط زندہ ہیں اور باقی سب مردہ ہیں۔ اس پر دلیل خداوند کریم کا وہ فرمان ہے جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے: اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۔ اے مومنین! جب اللہ اور اس کا رسول تم کو پکارے تو اس کی آواز پر لبیک کہو تا کہ وہ تم کو زندہ کرے۔ یعنی اللہ اور اس کا رسول تم کو زندہ کرے یعنی جنت میں داخل کرے اور جنت میں تم ہمیشہ رہو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور نبی تمہیں زندگی دے یعنی جنت میں داخل کرے تو جنت میں داخل ہونا یہ حیات ہے اور اس پر دلیل کہ جنت میں داخل ہونا اور اس میں ہمیشہ رہنا یہ حیات ہے۔ یہ قول خدا ہے: اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ تحقیق آخرت کے گھر میں ہی حقیقی زندگی ہے۔ یعنی جس میں موت نہیں ہوگی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرت کی زندگی ہی زندگی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ پھر ارشاد قدرت ہے اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں خلق کی ہیں اور پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو سات آسمانوں کی صورت میں خلق کیا اور وہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔ اس آیت میں اللہ نے اپنے وجود پر دلیل قائم کرتے ہوئے فرمایا جس ذات نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لیے خلق کی ہے اور یہ آسمان خلق کیے ہیں کیا وہ ذات معبود حقیقی اور خالق حقیقی نہیں ہے؟ لہٰذا ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی تم اس کا انکار کرتے ہو؟

Presented by Ziaraat.com

قصہ حضرت آدم علیہ السلام

آیات ۳۴ تا ۳۹

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى
وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ
الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪
وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ
وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ
هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ

اور یاد کرو وہ موقع جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کرلیا۔ اس نے انکار اور غرور سے کام لیا اور کافرین میں ہوگیا (۳۴) اور ہم نے کہا کہ اے آدم! اب تم

Presented by Ziaraat.com

اپنی زوجہ کے ساتھ جنّت میں ساکن ہو جاؤ اور جہاں چاہو آرام سے کھاؤ صرف اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے (۳۵) تب شیطان نے انہیں فریب دینے کی کوشش کی اور انہیں ان نعمتوں سے باہر نکال لیا اور ہم نے کہا کہ اب تم سب زمین پر اتر جاؤ وہاں ایک دوسرے کی دشمنی ہوگی اور وہیں تمہارا مرکز ہوگا اور ایک خاص وقت تک کیلئے عیش زندگانی رہے گی (۳۶) پھر آدمؑ نے رب سے کلمات کی تعلیم حاصل کی اور ان کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے (۳۷) اور ہم نے یہ بھی کہا کہ یہاں سے اتر پڑو پھر اگر ہماری طرف سے ہدایت آجائے تو جو بھی اس کی اتباع کرلے گا اس کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا نہ حزن (۳۸) جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلا دیا وہ جہنّمی ہیں اور ہمیشہ وہیں پڑے رہیں گے (۳۹)

تفسیر

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب آدم کو سجدہ کرو تو شیطان کے علاوہ سب نے آدم کو سجدہ کیا اس نے انکار کر دیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

حدثنی: علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں نے جناب جمیل سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا۔ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ جب اللہ مخلوق کو حکم دیتا ہے کیا وہ حکم صرف نیک بندوں کے لیے ہوتا ہے یا گمراہ لوگوں کو بھی شامل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں وہ حکم سب کو شامل ہے حتی کہ کافروں کو بھی شامل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سجدے کا حکم دیا تھا پس یہ حکم فرشتے اور ابلیس دونوں کو شامل تھا کیونکہ ابلیس آسمانوں پر فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا تھا اور فرشتوں کو گمان تھا کہ یہ بھی ان میں سے ہے۔ حالانکہ وہ ان میں سے نہیں تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس وقت ابلیس نے اپنے اندر کا حسد باہر نکال دیا اور سجدے سے انکار کیا اس انکار سے فرشتوں کو معلوم ہو گیا کہ تحقیق ابلیس ان کی مثل نہیں ہے۔ (گویا سجدہ آدم ابلیس کو فرشتوں سے الگ کرنے کا سبب بنا) پھر آپ سے سوال کیا گیا۔ فکیف وقع الامر علی ابلیس وانما امر اللہ الملئکۃ بالسجود لادم۔ اے فرزند رسولؐ اللہ تعالیٰ نے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم صرف ملائکہ کو دیا تھا یہ حکم ابلیس کو کیسے شامل ہو گیا؟ حالانکہ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا۔ فقال کان ابلیس منھم بلولاء۔ آپ نے فرمایا: اگرچہ ابلیس ان میں سے نہیں تھا لیکن حکم

Presented by Ziaraat.com

ابلیس کو بھی شامل تھا کیونکہ ابلیس ملائکہ کے ساتھ محبت رکھتا تھا اور ان کے درمیان رہتا تھا۔ اور یہ اس وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم سے پہلے ایک مخلوق خلق فرمائی تھی اور ابلیس ان میں سے تھا۔ وہ اس زمین پر حاکم تھے انہوں نے اس پر سرکشی کی اور فساد برپا کیا اور خون ریزی کی تو اللہ نے ان کی سرکوبی کے لیے ملائکہ کو روانہ کیا اور ملائکہ نے ان سب کو قتل کیا اور ابلیس کو گرفتار کر کے وہ آسمانوں پر لے گئے یہ آسمانوں پر ملائکہ کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق فرمایا:

فحدثنی ابی: جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے نقل کیا اور انہوں نے جناب الحسن بن محبوب سے اور انہوں عمرو بن مقدام سے اور انہوں نے ثابت الحذاء سے اور انہوں نے جابر بن یزید الجعفی سے اور انہوں محمد بن علی سے اور انہوں نے علی بن الحسین سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباء واجدادؑ سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: تحقیق زمین پر قوم جن اور نسناس کی خلقت کے سات ہزار سال بعد اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ زمین ہر ایک مخلوق خلق فرمائے اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ آدم کو خلق فرمائے پس اس نے آسمان کے طبقات سے تمام حجاب (پردے) ہٹا دیے اور ملائکہ کو حکم دیا زمین پر میری دونوں مخلوقوں یعنی قوم جن اور قوم نسناس کی طرف دیکھو جب فرشتوں نے ان کی طرف دیکھا تو ان کو خدا کی نافرمانی اور خون ریزی اور ناحق زمین پر فساد کرتے ہوئے ان کو پایا یہ ان کا عمل فرشتوں کو بہت برا لگا۔ اور ملائکہ کو ان کے عمل کی وجہ سے ان پر بہت غصہ آیا اور وہ اپنے غصے پر قابو نہ رکھ سکے چنانچہ انہوں نے بارگاہ خدا میں درخواست کی عرض کیا۔

اے ہمارے پروردگار تو غالب قہار جبار قادر اور عظیم الشان قدرت کا مالک ہے اور یہ تیری کمزور و ذلیل مخلوق زمین پر رہ کر تیری اس قدر نافرمانی میں مصروف ہے۔ حالانکہ وہ تیرے قبضہ قدرت میں ہیں تیرا رزق کھاتے ہیں اور تیری دی ہوئے صحت و عافیت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کے باوجود تیری اس قدر نافرمانی اور اتنے بڑے بڑے گناہ انجام دے رہے ہیں۔ اور تو صاحب قوت و قدرت ہونے کے باوجود ان پر خاموش ہے۔ اور ان پر غضب ناک نہیں ہوتا۔

ناہی تو اس کا انتقام لیتا ہے جو تو ان سے سنتا ہے اور ان سے دیکھ رہا ہے۔ حالانکہ ہمارے لیے اس پر صبر کرنا بہت عظیم اور گراں ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی گفتگو سنی ارشاد فرمایا۔ ''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً'' ''تحقیق میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ و جانشین بنانا چاہتا ہوں جو زمین پر میری مخلوق پر میری طرف سے حجت ہوگا۔ پس اس وقت فرشتوں نے عرض کیا۔ پاک و منزہ ہے تیری ذات۔ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا۔ کیا تو اس زمین پر اس کو بنائے گا جو اس پر فساد کرے گا۔ جیسا کہ اس قوم جن اور قوم نسناس نے کیا ہے یہ ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر غضب ناک ہو رہے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔ پس اگر تو زمین پر خلیفہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ فاجعل ذلك الخليفة منا'۔ تو وہ خلیفہ ہم سے قرار دے کیونکہ ہم حسد بھی نہیں کرتے اور ایک دوسرے پر غضب ناک بھی نہیں ہوتے اور نہ ہی ہم خون ریزی کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور

Presented by Ziaraat.com

تیری حمد بیان کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں (یعنی تجھے کو عیب سے پاک ومنزہ جانتے ہیں) اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ : جو کچھ میں جانتا ہوں، وہ تم نہیں جانتے (یعنی میں جانتا ہوں کہ نسل آدم کے تمام افراد فسادی اور خون ریزی کرنے والے نہیں ہونگے) میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق اپنے ہاتھوں سے خلق کروں اور اس کی نسل میں انبیاء مرسلین اور اپنے نیک اور صالح بندے اور ہدایت یافتہ آئمہ کو قرار دوں ۔اور ان کو اپنی زمین پر اپنا خلیفہ وجانشین قرار دوں جو لوگوں کو میری نافرمانی سے روکیں اور میرے عذاب سے ان کو ڈرائیں اور میری اطاعت کی طرف ان کی رہنمائی کریں ۔اور وہ لوگوں کو میرے راستے پر چلائیں اور میں ان کو اپنی مخلوق پر اپنی حجت قرار دوں اور میں اس قوم نسناس کو اپنی زمین سے ہٹادونگا اور اپنی زمین سے ان کا نام ونشان ختم کردوں گا اور زمین کو ان سے پاک کردونگا اور اس قوم جن کو جو نافرمان وسرکش ہے ان کو بھی اپنی مخلوق سے دور کردونگا جو میری اچھی مخلوق ہے ۔اور اس قوم جن کو میں ہواؤں اور زمین میں دور اطراف اکناف میں سکونت دونگا یہ میری مخلوق کے ساتھ رہائش پذیر نہیں ہونگے اور میں اس قوم جن اور اپنی مخلوق کے درمیان پردے سائل کردونگا ۔تاکہ میری اس مخلوق کی نسل جنوں کو نہ دیکھ سکے ۔اور نا ہی ان کے ساتھ تعلقات رکھ سکے ۔اور نہ ہی ان کے ساتھ اپنی نشست وبرخاست رکھ سکے ۔پس میری اس مخلوق کی نسل میں سے جو بھی میری نافرمانی کرے گا ۔پس ان کو بھی اسی جگہ رہائش دونگا جہاں میں نے دوسرے نافرمانوں کو جگہ دی ہے ۔اور میں ان کو اپنے نافرمان بندوں کے گھاٹ پر اتار دونگا اور مجھے اس سے کوئی پرواہ نہیں ہوگی ۔فقال الملئکة یاربنا افعل ماشئت. مولا فرماتے ہیں اس وقت فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے رب جو تو چاہتا ہے وہ انجام دے ’’لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۳۲﴾‘‘ ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں عطاء کیا ہے تحقیق تو صاحب علم اور صاحب حکمت وداناہے ۔قال فباعدہم اللہ من العرش مسیرہ خمس مائۃ عام‘‘ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں پس (ان کی اتنی جرأت کی وجہ سے) اللہ نے ان کو اپنے عرش سے پانچ سو سال کے فاصلہ کے برابر دور کردیا ۔پہلے وہ عرش سے دور نہیں تھے ۔پس وہ دور سے اپنی انگلیوں سے عرش کی طرف اشارہ کرتے تھے ۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان پر رحم آیا اور ان پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہوئے ان کی طرف اپنی رحمت کی نظر سے دیکھا پس ان کے لیے بیت المعمور کو قرار دیا ۔اور ان سے فرمایا کہ اپنے اس گناہ (یعنی آدم کی خلقت پر اعتراض کرنے والے گناہ) کی بخشش کے لئے اس گھر کا طواف کرو اور اس میں عرش کی طرف دعا کرو ۔تاکہ میں تمہارے لیے راضی ہوجاؤں ۔پس انہوں نے اس گھر کا طواف کیا ۔وہ گھر ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور وہ دوبارہ اس میں داخل نہیں ہوتے ۔(اتنا وسیع گھر اور اتنے زیادہ فرشتے ہیں) پس اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو اہل آسمان کے لیے توبہ کا گھر قرار دیا ایسے ہی اہل زمین کے لیے بیت اللہ کعبہ) کو توبہ کا گھر قرار دیا ہے ۔پس جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ۔(سورہ الحجر آیت نمبر ۲۸ تا ۲۹) میں سیاہی مائل نرم کھنکھناتی ہوتی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں پھر جب میں اس کو مکمل کرلوں اور اس میں اپنی

Presented by Ziaraat.com

روح حیات پھونک دوں تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑنا، امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ یہ ساری باتیں اور اللہ تعالیٰ کا ان پر احتجاج کرنا خلقت آدم سے پہلے تھا۔ پھر آپ نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے فرات کے میٹھے پانی سے ایک چلو بھرا اور اس کو اپنے ہاتھوں پر خشک کیا اور وہ جم گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا میں اپنے انبیاء اور مرسلین اور نیک بندوں اور ہدایت یافتہ آئمہ اور لوگوں کو جنت کی طرف دعوت دینے والوں کو اور ان کی اتباع کرنے والوں کو قیامت تک بندوں کو تجھ سے ہی خلق کرونگا۔ اور مجھے کوئی پرواء نہیں ہے۔ میں اپنے افعال کے بارے میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں لیکن ساری مخلوق میرے سامنے جواب دہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کڑوے پانی کا ایک چلو بھرا اور اسے جمایا تو وہ کھن کھن بولنے لگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا؛ میں تجھ سے اپنے جبار و سرکش اور فرعون نما اور شیطان کے بھائی بندوں کو خلق کرونگا جو لوگوں کو جہنم کی دعوت دینے والے اور ان کے پیروکاروں کو تجھ سے خلق کروں گا اور مجھے کوئی پرواء نہیں ہے کیونکہ میں جو کچھ کرتا ہوں اس کے بارے میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں جبکہ ساری مخلوق میرے سامنے جواب دہ ہیں [1] امیر المومنین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بداء کی شرط لگائی تھی جبکہ اہل جنت کے لیے کوئی شرط نہیں لگائی پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کے پانیوں کو اپنے

---

[1] اس روایت کو دیکھ کر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ روایات عقیدہ جبر کو تقویت دیتی ہیں۔ کیونکہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ بندوں کو اپنے افعال میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس کی دلیل میں وہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی خلقت سے پہلے ہی ان کی شریر اور طبیعت کو جانتا ہے۔ اور ان کے بارے میں جانتا ہے کہ کون نیکی کرے گا اور کون برائی کرے گا۔ پس ہر انسان کے افعال میں علم خداوند موثر ہے ورنہ اس کا علم غلط ہو جائے گا۔ لیکن یہ ان کا عقیدہ باطل ہے۔ کیونکہ ان کی خلقت سے قبل ان کے افعال کے بارے میں علم خدا کا ہونا ان کے افعال میں اس کو کوئی دخل نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا علم ہونا وہ اس کے لیے موثر نہیں ہوتا۔ ان کے افعال میں موثر خود ان کا اپنا ارادہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس کے بندوں میں سے کچھ بندے نیک اور اچھے اعمال انجام دیں اور کچھ دوسرے بندے برے خواہش اور منکرات کو انجام دیں پس اس نے پہلے قسم کے لوگوں کے اندر میٹھا پانی رکھ دیا یہ میٹھا پانی رکھنا اس لیے نہیں کہ وہ مجبور ہو جائیں بلکہ ان کے لیے انعام اور ان کے احترام کے لیے ایسا کیا ہے۔ تا کہ ان کے لیے مقام اطاعت میں آسانی پیدا ہو جائے اور حکم خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں سہولت ہو جائے۔ اس کو کہتے ہیں کہ خدا توفیق عطاء کرتا ہے یعنی تمام اسباب خیر فراہم کرتا ہے۔ یہ اس لیے نہیں ہے کہ وہ نیک اعمال کے انجام دینے میں مجبور ہیں۔ بلکہ یہ اس کی توفیق ہے۔ اور ایسے ہی دوسرے شریر لوگوں کے درمیان کڑوا پانی رکھنا یہ فقط ان کو حقیر اور خفیف ظاہر کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ان کے لیے الزام اور مجبوری نہیں ہے کہ وہ ضرور برے فعل انجام دیں بلکہ ان کے برے عمل ان کے ارادہ و اختیار کے تابع ہیں۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے گویا یہ ان سے توفیق سلب کر لی گئی ہے۔ اور اس کی تائید میں مولیٰ امیر المومنین علیؑ کا روایت میں فرمان ہے کہ ان میں بداء کی شرط لگائی ہے۔ گویا مولیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے لیے حتمی نہیں ہے کہ وہ برے اعمال انجام دیں اگر وہ چاہیں تو نیک اعمال انجام دے سکتے ہیں۔ ورنہ بعث انبیاء و مرسلین عبث و فضول ہو جائے گا۔ حکمت بعثت انبیاء بھی اس کا تقاضہ کرتی ہے کہ انسان اپنے اعمال میں مجبور نہ ہو۔ پس یہ رد ہے ان تمام روایات کا جو بیان کرتیں ہیں نیک لوگ پاک مٹی سے اور برے لوگ گندھی مٹی سے یا شقی وہ ہے جو ماں کے شکم میں بھی شقی۔ وغیرہ ان سب روایات کا یہ رد ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ لوگ مجبور ہو۔ بلکہ ان کو اختیار حاصل ہے۔

Presented by Ziaraat.com

ہاتھ میں ملا دیا۔ جب وہ کھن کھن کر کے بولنے لگے تو اپنے عرش کے سامنے رکھ دیا۔ اور وہ دونوں مٹی کا نچوڑ بن گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چار فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ چاروں طرف سے شمال، جنوب مشرق اور مغرب کی طرف سے اس پر ہوا چلائیں۔ تا کہ اس سلالہ کو چکرائیں اور اس کو پاک کریں اور اس کو سخت کریں۔ پھر ان کو جدا جدا کریں اور پھر اس میں چاروں طبائع جاری کریں۔ جو کہ، ہوا و خون بلغم اور سودا پس وہ چاروں فرشتے آئے اور انہوں نے چاروں طرف سے ہوائیں چلائیں۔ اور اس سے چار طبیعتیں پیدا ہوئیں۔ پس انسانی جسم میں جو ریح ہے وہ شمال کی طرف سے چلنے والی ہوا کا اثر ہے۔ اور بدن انسانی میں بلغم ہے اس کا تعلق باد صباء کے ساتھ ہے۔ بدن میں جو سودا پایا جاتا ہے اس کا تعلق مغربی ہوا سے ہے (آپ نے فرمایا) جب جسم میں اخلاط آ گیا تو پھر جسم انسانی مکمل ہو گیا پس جسم میں جو ریح ہے اس کی وجہ سے انسان میں عورتوں سے محبت اور حرص اور لمبی لمبی امیدیں پائی جاتیں ہیں۔ اور جسم میں جو بلغم پائی جاتی ہے کھانے پینے کی خواہش اور نرمی اور حلم پایا جاتا ہے اور جسم میں جو سواد۔ یعنی کڑواہٹ ہے اس کی وجہ سے انسان میں غصہ پاگل پن شیطانیت جبر و سرکشی اور جلد بازی نے جنم لیا ہے اور خون کی وجہ سے انسان میں عورتوں سے محبت لذت کی خواہش اور جسارت نے جنم لیا ہے۔

سید نعمت اللہ الجزائری بداء کے معنی کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ فریقین کی بہت زیادہ روایات ایسی ہیں جو بداء پر دال ہیں مثلاً ایک روایت ہے کہ جس میں ارشاد ہوا ہے۔ **ما عظم الله بمثل البدء**، بدا سے بڑ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ یا ایک دوسری روایت جس میں ارشاد ہوا ہے۔ **ما بعث الله نبیا حتی یقر له بالبدا** یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اس وقت تک مبعوث نہیں کیا جب تک اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے بداء کا اقرار نہیں کیا۔ اس سے مراد یہ ہے نبی نے اقرار کیا ہے کہ خدا کے لئے ہر روز ایک قضا جدید ہوتی ہے جو بندوں کے مصالح کے لحاظ سے ہوتی ہے جس کو وہ بندے نہیں جانتے لیکن اللہ جب وہ مصلحت ظاہر کرتا ہے تو وہ نئی نئی قضا ظاہر کرتا ہے۔ یہ بدا کا اقرار کرنا گویا یہ رد ہے ان لوگوں کے لئے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ نے جو کچھ بنانا تھا بنا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ فارغ ہے اس کا کوئی کام نہیں ہے۔ چونکہ ازل سے تمام کے اقتضاء کو وہ جانتا تھا لہٰذا اس نے ہر چیز کے لیے جو کچھ چاہا وہ مقدر کر دیا ہے۔ جو اس کے علم کے مطابق درست ہے لہٰذا اب اللہ تعالیٰ فارغ ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہم اس مسئلہ بدا کو واضح اور روشن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

علامہ شیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ: اپنی کتاب العدۃ میں فرماتے ہیں کہ **اما البداء** اسکا معنی لغوی کسی چیز کا ظاہر ہونا ہے جیسے کہا جاتا ہے **بدا لها سوار المدینة** یعنی شہر کی چار دیواری ہمارے لیے ظاہر ہوگی۔ اور کبھی اس لفظ بداء کو استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی چیز کے بارے میں وہ علم حاصل ہوا ہے جو کہ پہلے اس کو حاصل نہیں تھا۔ لیکن جب اس لفظ کی اضافت و نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے تو بعض اوقات اس لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہوتا ہے اور بعض اوقات ناجائز ناممکن ہوتا ہے۔ پہلی صورت کہ جس وقت اس لفظ کا اطلاق جائز ہے۔

Presented by Ziaraat.com

وہ ہے جو نسخ بعینہ یعنی کسی حکم کو نسخ کرنا دوسرے حکم کو ظاہر کرنا تو اس صورت میں لفظ بداء کا اطلاق ایک وسیع معنی میں ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ پر حمل کیا جائے گا تمام وہ اخبار جو امام صادقؑ سے وارد ہوئیں ہیں جن میں بداء کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے۔ اور دوسری صورت میں اس کا اطلاق ممکن نہیں ہے۔ کہ اس کو کسی چیز کے بارے میں ایسا علم حاصل ہو جائے جو اس کو پہلے حاصل نہیں تھا۔ اس معنی میں اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے لیے جہل لازم آتا ہے اور یہ درست نہیں ہے باطل ہے اور اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کیا ہے کہ اگر ہم بدا کو جائز قرار دیں تو خدا کا جہل لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ معنی مراد نہیں ہے بلکہ صورت اول مراد ہے کہ جس کو اس سے تشبیہ حاصل ہے۔ اور وہ مفہوم ہے جس کے تحت نسخ ممکن اور جائز ہوا ہے۔ مکلفین کے لیے وہ چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ اور پھر ان کو علم حاصل ہوتا ہے جو علم ان کو پہلے حاصل نہیں تھا۔ اور خدا ہر مصلحت کو جانتا ہے اور ہر علم رکھتا ہے لہٰذا جب کسی چیز یا حکم کی اہمیت یا مصلحت ختم ہو جاتی ہے جس کے بارے میں بندوں کو علم نہیں ہوتا لیکن اللہ کو علم ہوتا ہے تو اس حکم کو اللہ منسوخ کر دیتا ہے۔ اس بناء پر لفظ بدا کا اطلاق اللہ کے لیے مجازاً ہوتا ہے۔: علامہ سید مرتضیٰ نے اس لفظ کی ایک اور وجہ ذکر فرمائی ہے۔ اس وجہ کے تحت ممکن ہے کہ لفظ بداء کا اطلاق اللہ کے لیے حقیقتاً ہو جائے۔ اور کہا جائے کہ بدا کا معنی یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے لیے وہ امر حاصل ہوا ہے جو اس کے لیے پہلے ظاہر نہیں تھا۔ اور اس کے لیے ہے وہ بھی ظاہر ہوتی ہے جو اس کے لیے ظاہر نہیں تھی۔ اور وہ یوں ہے کہ ہر امر اور نہی اپنے وجود سے کہلے ظاہر نہیں اور نا ہی قابل درک ہیں۔ وہ صرف اور صرف اتنا جانتا ہے کہ مستقبل میں وہ ان کے بارے میں امر کرے گا یا نہی کرے گا۔ پس اس کا آمر (یعنی امر کرنے والا) نہی (یعنی نہیکر نے والا) ہونا ہیں اس کو امر اور نہی کرنے سے پہلے جاننا ممکن نہیں ہے۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ امر کرے گا یا نہی کرے گا میں ان دو وجہوں میں سے ایک جاری ہوئی اس فرمان میں جس اللہ ارشاد فرماتا ہے لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ ۔ اور ہم ضرور برضرور تم کو آزمائیں گے تا کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ تم میں مجاہد کون ہے۔ تو جہاد کے واقع ہونے سے پہلے مجاہد کے ہونے کو کوئی نہیں جانتا۔ تو جب جہاد کو کوئی نہیں جانتا تو مجاہد کو کون جانے گا تو یہ مجاہد کا پتہ چلے گا جہاد کے واقع ہونے کے بعد تو مجاہد ہونا پہلے کوئی نہیں جانتا لیکن جہاد کے وقوع کے بعد مجاہد ہونے کا علم حاصل ہوا ہے۔ تو ایسے ہی لفظ بداء ہے اور اس مفہوم سے بدا کا قائل ہونا ممکن ہے۔ اور وہ چیز جس کا شیخ طوسی کی کلام سے استفادہ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بداء اور نسخ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ان کے درمیان فرق کیا جا سکے۔ کہ بداء کا تعلق ان اصول کے ساتھ ہے جن کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہے ان کا عمل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور نسخ کا تعلق مخصوص ہے فروع اور شرائع کے ساتھ کہ جن کا تعلق عمل کے ساتھ ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو ہر ذی شعور کے لیے روشن اور واضح ہے۔ اور سب سے بہترین مثال جو بدا کو واضح کرنے کے لیے دی جا سکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (سورہ اعراف آیت ۱۴۲) یعنی ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور پھر ہم نے اس کو پورا کیا دس راتوں کے ساتھ یعنی چالیس راتوں

Presented by Ziaraat.com

کے ساتھ پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے تورات عطاء کرنے کے لیے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے تبدیل کر دیا ظاہر اس میں دس راتوں کا اضافہ کر کے چالیس راتیں کر دیں۔ یہ تبدیلی کسی ایسی مصلحت جدیدہ کی وجہ سے نہیں تھی جو درپیش آئی ہو کہ جس کو اللہ پہلے نہیں جانتا تھا اور وہ اچانک ظاہر ہوگئی ہو۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ علم خدا میں اول سے ہی وعدہ چالیس راتوں کا تھا لیکن اس نے پہلے اس کو تیس راتیں قرار دیا۔ اس حکمت اور مصلحت کی وجہ سے کہ جس میں موسیٰ کی اتباع کرنے والوں کے ایمان کا امتحان مقصود تھا۔ پس ان میں سے کچھ اپنے اس امتحان میں اپنے ایمان پر ثابت رہے اور کچھ اس امتحان میں اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ تو جب یہ امتحان مکمل ہو گیا تو میعاد (موسیٰ سے مقررہ وقت) وہ بھی پورا ہو گیا اور وہ دس راتوں کے اضافہ سے مکمل ہوا۔ یہ جو میں نے کہا کہ اول سے ہی وعدہ چالیس راتوں کا تھا اس پر دلیل اسکے علاوہ نہیں تھی اس پر دلیل دوسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ " (سورہ بقرہ آیت 51) اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا تم نے ان کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم ہو گے۔ علامہ البلاغی فرماتے ہیں کہ وعدہ اول تیس راتوں کا تھا اور دوسرا وعدہ دس راتوں کا تھا جیسا کہ سورہ اعراف میں آیا ہے۔

برحال اس بناء پر بداسے خدا کا جہل لازم نہیں آتا۔ کہ وہ انجام سے جاہل ہے۔ یا اس سے اس کے علم میں تبدیلی کا موجب ہے یا اس کے علم میں کمی اور زیادتی لازم آتی ہے۔ کیونکہ یہ تغیر معلوم میں ہے علم میں نہیں ہے۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے پھر بھی یہ اعتباری ہے۔ جو بداء کے واجب ہونے کے مانع نہیں ہو سکتا جیسا کہ سورہ رحمٰن میں ارشاد قدرت ہوتا ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾۔ (سورہ الرحمٰن آیت ۲۹)

اس بحث سے وہ اشکال بھی دور ہوتا ہے جو امام صادقؑ کی مشہور حدیث پر وارد ہوتا ہے۔ جو آپ نے اپنے بیٹے اسماعیل کے بارے میں اس کی وفات پر فرمائی۔ آپ نے فرمایا: "ما بدا لله فی کل شیء کما بدا له فی اسمٰعیل" اللہ تعالیٰ کو کسی چیز میں ایسی بدا لاحق نہیں ہوئی جیسی میرے بیٹے اسماعیل کے لیے ظاہر ہوئی ہے۔ اس کے لیے بہت سے معانی ہیں کہ جن سب کو ذکر کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے

میں اس معنی کو ذکر کرنے پر اختصار کروں گا جو میرے ساتھ مربوط ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کائنات کی خلقت میں جو امر سب سے زیادہ اہم ہے وہ انسان کی خلقت ہے۔ اور انسان کی خلقت میں سے سب سے زیادہ اہم انبیاء کی بعثت ہے اور ان میں سے اہم ترین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے۔ اور اس سے اہم آپ کی شریعت کو باقی رکھنا ہے۔ اور بارہ آئمہ کی امامت کا باقی رکھنا ہے۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

پوری کائنات کا مدار یہ امامت ہے۔ تو وہ امتحان جو اس امامت کے بارے میں ہوگا وہ سب امتحانوں سے اہم ترین

Presented by Ziaraat.com

ہوگا۔ تو پھر اس میں بداء کا ظاہر ہونا ان تمام بداؤں سے عظیم ہوگا جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کا امتحان لیا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم نے امیر المومنین کی کتاب میں پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جسم ادم کو خلق کیا تو اس کو چالیس سال تک مجسمے کی صورت میں ہی رہنے دیا۔ پس جب بھی ابلیس اس کے قریب سے گذرتا تو کہتا کہ کس کام کے لیے تجھے خلق کیا گیا ہے۔ پھر امام فرماتے ہیں کہ ابلیس کہا کرتا تھا۔ اگر اللہ نے مجھے اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو میں ضرور پر ضرور اس کی نافرمانی کرونگا۔

پھر امام فرماتے ہیں کہ جب اس جسم میں روح پھونکی گئی، تو جب روح دماغ تک پہنچی تو حضرت آدم نے چھینک ماری پھر آپ نے کہا الحمدللہ تو خداوند متعال نے جواب میں فرمایا؛ برحمت اللہ تیرا اللہ تیرے اوپر رحم فرمائے۔ پس امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے پہلی چیز جو آدم علم تک آئی وہ اس کی رحمت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس ابلیس کے دل میں جو حسد پوشیدہ تھا وہ اس نے ظاہر کیا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ۔ اے ابلیس کس چیز نے تجھے منع کیا ہے کہ تو سجدہ نہ کرے جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا اس نے جواب میں کہا میں اس سے افضل و بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے خلق کیا ہے اور اس کو تو نے مٹی سے خلق کیا ہے۔ قال الصادق علیہ السلام اول من قاس ابلیس پہلا وہ جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے اور اس نے تکبر کیا ہے۔ اور تکبر وہ چیز ہے جس کے ذریعے سب سے پہلی نافرمانی خدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد ابلیس نے کہا اے میرے خدایا مجھے آدم کے سجدے نہ کرنے سے معاف کر دے یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کا جرم معاف کر دے میں تیری ایسی عبادت کرونگا کہ کسی نبیؑ مرسل اور ملک مقرب نے بھی ایسی تیری عبادت نہیں کی ہوگی: قال اللہ تبارك وتعالیٰ لاحاجة لی الی عبادتك" آواز قدرت آئی مجھے تیری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری عبادت ویسے کی جائے جیسا میں چاہتا ہوں نا کہ جیسے تو چاہتا ہے۔ پس جب اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ فرمایا: قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ "(سورہ ص) پس تو یہاں سے نکل جا تو رجیم ہے اور قیامت تک میری لعنت تیرے اوپر ہوگی "فقال ابلیس" ۔ پس اس وقت ابلیس نے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ اے میرے خدایا تو عادل ہے اور تو میری اتنی عبادت کا اجر و ثواب باطل نہیں کر سکتا تو میرا اجر و ثواب کو تو کیا باطل کر دے گا اور ضائع کر دے گا اللہ نے فرمایا: نہیں لیکن اپنی اس عبادت کے ثواب کے سلسلے میں دنیاوی امور سے جو سوال کرنا چاہتا ہے وہ طلب کر میں تجھے تیری عبادت کے ثواب میں وہ عطاء کروں (یعنی ابلیس کی عبادت کا ثواب امور دنیاوی میں دیا گیا) پس اس نے سب سے پہلی جس چیز کا سوال کیا وہ تھا مجھے

Presented by Ziaraat.com

قیامت تک کے لیے زندگی عطاء کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت (نہیں ہاں وقت معلوم تک تجھے زندگی عطاء کرتا ہوں مترجم) تک عطاء کرتا ہوں پھر اس نے سوال کیا مجھے اس کی اولاد پر مسلط کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ میں نے تجھے اس کی اولاد پر مسلط کر دیا پھر اس نے کہا: مجھے ان کی رگوں میں اس طرح چلنے دے جس طرح ان کی رگوں میں خون چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے ایسے ہی جاری کیا۔

پھر اس نے کہا میں ان کو دیکھوں لیکن یہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اور میں ان کے سامنے جس صورت وشکل میں آنا چاہوں آسکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے یہ بھی عطاء کر دیا پھر اس نے عرض کی اے میرے خدایا اور اضافہ فرما مجھے ان کے سینوں میں جگہ عطاء کر۔ اللہ نے فرمایا: میں نے ان کے سینوں میں تجھے جگہ عطاء کر دی۔ پس اس پر اس نے کہا "رب حسبی" اے میرے خدایا میرے لیے اتنا کافی ہے۔ اور اس کے بعد ابلیس نے کہا: قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۸۲﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿۸۳﴾۔ (سورہ ص) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿۱۷﴾ (سورہ اعراف) پس تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ میں اس کی ساری اولاد کو ضرور گمراہ کرونگا سوائے ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔ پھر میں ان کے سامنے سے بھی آؤں گا اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ان کے پاس آؤنگا اور ان کو گمراہ کرونگا اور ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہیں پائے گا۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ابراہیم بن ہاشم قمی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں جمیل سے اور انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے ابوعبداللہ امام صادقؑ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: لما اعطی اللہ تبارك وتعالیٰ ابلیس ما اعطاہ من القوة قال آدم یارب سلطته علی ولدی واجریته مجھری الدم فی العروق اعطیته فمالی ولولدی. جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قوت وطاقت عطاء کر دی اس وقت حضرت آدم نے عرض کی اے میرے خدایا: تو نے اس کو میری اولاد پر مسلط کر دیا۔ اور اس کو میری اولاد کی خون کی رگوں میں خون کے ساتھ جاری ہونے کی قوت عطاء کر دی ہے اور بھی تو نے اس کو بہت کچھ عطاء کر دیا ہے پس میرے اور میری اولاد کے لیے کیا ہے؟ پس اس وقت آواز قدرت آئی اے آدم تیرے اور تیری اولاد کے لیے یہ ہے کہ وہ ایک برائی کریں گے تو ایک برائی ہی ان کے لیے لکھی جائے گی اور اگر وہ ایک نیکی کریں گے تو ان کو دس نیکیاں دی جائیں گی۔ جناب آدمؑ نے عرض کیا میرے اللہ اور اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے لیے توبہ ہے ایسی توبہ یہاں تک کہ ان کی روح موت کے وقت حلق تک بھی آگئی ہو اور وہ اس وقت بھی توبہ کریں گے تو اس کو قبول کرونگا پس جناب آدم نے عرض کی اے میرے خدایا اور اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کو بخش دونگا پس جناب آدمؑ نے عرض کی یارب حسبی میرے خدایا ہمیں کافی ہے۔ قال قلت له جعلت فداك" راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت

Presented by Ziaraat.com

میں عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔ وہ کیا عمل وکام تھا جو ابلیس نے کیا جس کے اجر وثواب میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس قدر عطاء کر دیا؟ آپ نے فرمایا وہ ایک چیز تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قدر عطاء کیا میں نے عرض کی میں آپ پر قربان ہوجاؤں وہ کیا تھا۔

قال رکعتین رکعھما فی السماء فی اربعة الاف سنته" وہ اس کی دو رکعتیں تھیں جو اس نے آسمان میں چار ہزار سالوں میں مکمل کی تھیں

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾۔

اور ہم نے آدمؑ سے کہا اے آدمؑ تو اور تیری زوجہ جنت میں سکونت پذیر ہوجاؤ اور اس کی نعمتوں میں سے جو چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ تم رستم گاروں میں سے ہوجاؤ گے۔

جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک حدیث مرفوع بیان کی کہ جس میں امام صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت آدمؑ والی جنت"

أمن جنان الدنیا ام من جنان الاخرة فقال کانت من جنان الدنیا تطلع فیھا الشمس والقمر ولو کانت من جنان الاخرة ما اخرج منھا ابدا آدم ولم یدخلھا ابلیس:

کیا وہ جنت دنیا کے باغوں میں سے کوئی باغ تھا یا آخرت والی جنت تھی؟ پس آپؑ نے فرمایا وہ جنت دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا کہ جس میں سورج اور چاند طلوع ہوتے تھے اور اگر وہ آخرت کی جنت ہوتی تو اس میں داخل ہونے کے بعد کوئی نکالا نہیں جاتا اور اس میں شیطان بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت میں سکونت عطا فرمائی اور آپ نے اس درخت کے بارے کوتاہی کی تو اس نے آپ کو جنت سے نکال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو خلق کیا ہے تو اس کو باقی نہیں رکھا مگر اس کے لیے اوامر اور نواحی مقرر فرمائے ہیں۔ ان کے لیے لباس بھی مقرر کیا اور سردی گرمی سے بچاؤ کا بندوبست کیا اور اس کے لیے نکاح ازدواج بھی رکھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ کیا ان میں سے فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ سوائے خدا کے واقف وآگاہ کرنے کے ساتھ پس جب جنت میں ان دونوں کے پاس ابلیس آیا اور اس نے ان سے کہا یہ درخت جس سے تم دونوں کو کھانے سے روکا گیا ہے اگر تم دونوں نے اس سے کھالیا تو تم فرشتے بن جاؤ گے اور پھر اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہوجاؤ گے۔ اور تم نے اس درخت سے نہ کھایا تو خداوند متعال تم کو اس

Presented by Ziaraat.com

جنت سے کسی وقت بھی نکال دے گا پھر ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا: ''مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (سورہ اعراف آیت ۲۰۔۲۱) اور ابلیس نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارے پروردگار نے تم دونوں کو اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔ اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

پس جناب آدمؑ نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ان دونوں نے اس درخت سے کھالیا۔ پھر جیسا کہ خود خدا نے ان کی حالت کی حکایت کی ہے۔ تو ان کی صورت ایسے ہوگی ''بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا'' یعنی ان دونوں کی شرمگاہیں ان کے لیے ظاہر ہو گئیں اور جو جنت کا لباس اللہ تعالیٰ نے ان کو پہنایا ہوا تھا وہ ان کا اتر گیا دونوں متوجہ ہوئے اور پھر جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے آپ کو چھپانے لگے پھر آواز قدرت آئی ''وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ۔ اور پھر ان دونوں کے رب نے ان کو آواز دی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تم دونوں سے نہیں کہا تھا کہ یہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

جیسا کہ خداوند متعال نے ان دونوں کے قول کی حکایت کی ہے ان دونوں نے یوں عرض کی: رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ۖ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کھایا تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ۔ ہم نے ان سے کہہ دیا تم سب کے سب زمین پر اتر جاؤ اور تم اس حالت میں زمین پر رہو کر تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور زمین تمہارے لیے ایک مدت معین تک کے لیے قرار گاہ ہے۔ ''قال الی یوم القیامة'' یعنی قیامت کے دن تک تمہاری آرام گاہ یا قرار گاہ ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بیان کرتا ہے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۔

پس شیطان نے ان دونوں کو فریب دیا اور ان دونوں کو اس جنت سے نکلوا دیا جس میں وہ دونوں رہتے تھے۔

حضرت آدمؑ مکہ کی سرزمین صفا پر اترے اور اس پہاڑی کا نام صفا اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس پر صفوۃ اللہ اترے تھے اور جناب حواء مروۃ پر اترے اور اس کا نام مروہ اس لیے رکھا گیا کہ اس پر مراۃ (یعنی عورت) اتری تھی۔ اور حضرت آدم چالیس دن تک سجدے میں رہے اور جنت کے فراق میں روتے رہے۔ پھر حضرت جبرائیلؑ آپ پر نازل ہوئے اور آ کر کہا اے آدم کیا اللہ

Presented by Ziaraat.com

تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے خلق نہیں کیا تھا؟ اور پھر آپ میں اپنی مقدس روح پھونکی اور پھر آپ کو مسجود ملائکہ قرار نہیں دیا تھا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں ایسا ہی ہے پھر حضرت جبرائیل نے کہا اس نے آپ کو حکم نہیں دیا تھا کہ اس درخت کے قریب مت جانا اس سے مت کھانا۔ پھر آپ نے اس کی حکم عدولی کیوں کی؟ پھر آپ نے فرمایا: اے جبرائیل تحقیق ابلیس نے میرے سامنے اللہ کی قسم اٹھائی تھی کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ اور میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم بھی اٹھائے گا۔

قال حدثنی: جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادقؑ سے نقل کیا ہے "قال ان موسی علیہ السلام سأل ربه ان يجمع بينه وبين آدم۔ آپ نے فرمایا کہ تحقیق حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اے میرے خدایا مجھے میرے بابا آدمؑ سے ملا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت آدم سے ملا دیا تو آپ نے سوال کیا: اے باباجان کیا خدا نے اپنے دست قدرت سے آپ کو خلق نہیں کیا تھا۔ اور پھر آپ میں اپنی مقدس روح پھونکی تھی اور پھر آپ کو مسجود ملائکہ نہیں قرار دیا تھا۔ اور آپ کو حکم نہیں دیا تھا کہ اس درخت سے مت کھانا پھر آپ نے اس کی نافرمانی کیوں کی؟ فقال يا موسى بكم وجدت خطيئتي قبل خلقي.. آپ نے فرمایا اے موسیٰؑ آپ نے میری خطاء کے بارے میں میری خلقت سے کتنے سال قبل تورات میں تحریر پایا ہے؟ تو جناب موسیٰؑ نے عرض کی۔ آپ کی خلقت سے تیس ہزار سال پہلے تورات میں درج ہے کہ آدم خطاء کرے گا۔ پس آپ نے فرمایا اے موسیٰؑ پھر یہ ایسے ہونا ہی تھا۔ امام فرماتے ہیں آدمؑ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ پھر آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات حاصل کیے ہیں ان پر اس سے توبہ کی اور خداوند کریم نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ خدا تو بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

جناب علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں نے ابان بن عثمان سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادقؑ سے نقل کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: ان آدم عليه السلام بقي على الصفا اربعين صباحا ساجدا يبكي على الجنة وعلى خروجه من الجنة من جوار الله عزوجل.. تحقیق حضرت آدم علیہ اسلام چالیس روز تک صفا کی پہاڑی پر رہے اور سجدہ میں رہے اور جنت پر روتے رہے اور جنت سے نکلنے اور اللہ تعالیٰ کے جوار سے دور ہونے کے صدمے پر روتے رہے: نزل جبراءيل عليه السلام فقال يا ادم مالك تبكي. پس حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے اور فرمایا اے آدم کیا وجہ ہے کیوں اتنا زیادہ رو رہے ہو؟ آپ نے فرمایا اے جبرائیل مجھے کیا ہوا ہے میں کیوں نہ روؤں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں زمین پر اتار دیا ہے۔ فقال يا آدم تب اليه" پھر جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے آدم اپنے رب کی بارگاہ میں

Presented by Ziaraat.com

توبہ کرو۔ قال و کیف اتوب فانزل اللہ علیہ قبہ من نور فیہ موضع البیت" جناب آدم نے کہا اے جبرائیل میں کیسے توبہ کروں؟ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر نور کا ایک قبہ نازل فرمایا جس میں بیت اللہ رکھا ہوا تھا۔ اس سے ایک نور پھوٹا جس نے مکہ کے تمام پہاڑوں کو روشن کر دیا پس جتنا علاقہ اس نور سے روشن ہوا وہ سارا حرم کا علاقہ قرار پایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ اس کو معین کرنے کے لیے علامات نصب کر دو۔ پس جبرائیل نے ایسا ہی کیا تا کہ حرم کا علاقہ معین ہو جائے پس جناب جبرائیل نے حضرت آدمؑ سے فرمایا اے آدم اٹھو اور ترویہ کے دن حرم بیت اللہ کی طرف نکلو۔ اور آپ کو غسل کرنے کا حکم ہوا اور پھر احرام کا حکم ہوا آپ جنت سے اول ماہ ذی القعدہ کو نکلے تھے پس جب آٹھ ذی الحجۃ کا دن ہوا تو اس دن جناب جبرائیل آپ کو لیکر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور پھر وہاں آپ نے رات گزاری پس جب نو کا دن ہوا تو پھر آپ کو جبرائیل عرفات کی طرف لیکر چلے گئے جب آپ مکہ سے نکلے تو آپ کو احرام کا طریقہ بتایا۔ اور تلبیہ بھی آپ کو جبرائیل نے سکھائی (لبیک اللھم لبیک کہنا یہ تلبیہ ہے) پس عرفہ کے دن جب زوال آفتاب ہو گیا تو آپ نے تلبیہ کہنا بند کر دیا پھر آپ کو غسل کا حکم ہوا اور آپ نے غسل کیا اور نماز عصر ادا کی اور پھر آپ کو وقوف عرفات کروایا گیا۔ اور آپ کو وہ کلمات بتائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے تھے اور وہ کلمات یہ تھے۔ سبحانك اللھم وبحمدك لااله الا انت عملت سواد ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی انك انت الغفور الرحیم سبحانك اللھم وبحمدك لااله الا انت عملت سوءا وظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی انك خیر الغافرین سبحانك اللھم وبحمدك لااله الاانت عملت سوءا وظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی انك انت التواب الرحیم۔

آپ نے یہ کلمات غروب آفتاب تک جاری رکھے اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمانوں کی طرف بلند کیے اور گریا زاری کرتے رہے اور اللہ کے حضور روتے رہے۔ پس جب غروب آفتاب ہو گیا تو آپ واپس مشعر کی طرف آ گئے اور پھر وہاں پر رات بسر کی۔ اور جب صبح ہوئی تو آپ مشعر میں کھڑے ہو گئے۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں ان کلمات کے ساتھ دعا کی اور اس کی بارگاہ میں توبہ کی۔ پھر آپ منیٰ کی طرف واپس آگے اور جبرائیل نے آپ سے فرمایا: اب آپ حلق کر لیں۔ پس آپ نے خود آدم کا حلق کیا پھر آپ مکہ میں واپس آ گئے جب جمرہ اولیٰ کے پاس آئے تو وہاں پر آپ کو ابلیس ملا اور اس نے کہا اے آدم کہاں جانے کا ارادہ کیا ہے؟ پس جناب جبرائیل نے آپ سے کہا کہ اس کو سات کنکریاں ماریں پس آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں۔ اور ہر کنکری مارنے کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں اور آپ نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ ملعون چلا گیا۔ پھر دوبارہ جمرۃ الثانیہ کے قریب شیطان آپ کو ملا پس دوبارہ آپ کو سات کنکریاں مارنے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرنے کا حکم ہوا اور آپ نے ویسا ہی کیا۔ پھر وہ ملعون چلا گیا پھر جمرۃ الثالثہ کے قریب شیطان آپ کو ملا پس آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کا بلند کرنے کا حکم ہوا اور آپ نے ویسا ہی کیا۔ پس ابلیس لعنۃ اللہ علیہ چلا گیا۔ "قال له

Presented by Ziaraat.com

جبراءیل انك من تراه بعد هذا الیوم ابدا" جناب جبرائیل علیہ اسلام نے آپؑ سے فرمایا پس آج کے بعد آپ اسکو دوبارہ نہیں دیکھیں گے۔ آپؑ بیت الحرام کی طرف چلے گے جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کو حکم ہوا کہ اس بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرو۔ پس آپ نے سات مرتبہ طواف کیا پھر جناب جبرائیل نے عرض کیا اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ کو قبول کرلیا ہے اور آپ کے لیے آپ کی زوجہ کو حلال کر دیا ہے۔ پس جب جناب آدم نے حج مکمل کرلیا۔ تو ابطح کے مقام پر آپ کی ملاقات ملائکہ سے ہوئی اور انہوں نے آپ سے عرض کیا اے آدم آپ کو آپ کا حج مبارک ہو۔ ہم آپ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کر چکے ہیں۔

جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دادا ابراہیم بن ہاشم نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں ابوجعفر امام محمد باقر علیہ اسلام سے نقل کیا۔ آپ نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی اس دن سے لیکر آپ کی وفات تک آپ کی عمر (930) نوسوتیس سال ہے۔ اور آپ کو مکہ میں دفن کیا گیا۔ اس دن جمعہ کا دن تھا بعد از زوال آفتاب آپ کو دفن کیا گیا۔ اور جب آپ کی زوجہ کو آپ کی بقیہ مٹی سے خلق کیا گیا اور پھر آپ کو جنت میں سکونت دی گی تو آپ صرف چھ گھنٹے وہاں رہے اور پھر اللہ کی ترک اولیٰ کر کے جنت سے باہر آئے۔ اور وہ وقت غروب آفتاب کا وقت تھا پس آپ ایک رات بھی جنت میں بسر نہ کر سکے۔ اما قولہ: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔" اور ہم نے آدم کو تمام اسماء کا علم عطاء کر دیا۔ قَالَ اس سے مراد تمام پہاڑوں کے نام تمام دریاؤں کے نام تمام وادیوں کے نام تمام درختوں اور زمین سے اگنے والی چیزوں کے نام تمام حیوانات کے ناموں کی آپ کو تعلیم دے دی پھر ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾۔" ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ تو اس وقت تمام ملائکہ نے عرض کیا۔

"سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۲﴾" پاک و منزہ ہے تیری ذات ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں علم عطاء کیا ہوا ہے تحقیق تو ہی وہ ذات ہے جو صاحب علم اور حکمت ہے۔

اس وقت اللہ نے فرمایا: اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے تمام غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم نے ظاہر کیا اور جو کچھ تم نے پوشیدہ رکھا ہے میں سب کو جانتا ہوں پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ اسلام کو ان پر حجت قرار دیا۔

حاشیہ:

(اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کا علم اور ان کے نام آدمؑ کو بتا دیے۔ تو اگر اس کو بھی لیا جائے تب بھی اس سے واضح ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو تمام چیزوں کے نام بتا دے تا کہ میرا خلیفہ کسی چیز میں کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ ان چیزوں کے ناموں میں کسی دوسرے کا محتاج ہو جائے تو وہ ان سے فضول ہوگا بلکہ افضل کو خلیفہ خدا ہونا چاہیے

Presented by Ziaraat.com

تو ان چیزوں کا علم دے کہ آدم کو اپنے دور کی تمام مخلوق سے بے نیاز کر کے ثابت کیا ہے کہ جو میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا وہ میرے علاوہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوگا اور اس روایت کی تائید بصار الدرجات کی روایت سے ہوتی ہے کہ جس میں حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے سے حضرت رسولؐ خدا سے نقل کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری تمام امت کو مٹی میں یکجا کر کے مجھے دکھایا اور مجھے ان کے نام بھی اسی طرح بتائے گے جیسے کہ حضرت آدم کو ان تمام کے اسماء کی تعلیم دی گئی تھی۔ یا ایک روایات جس کو تفسیر نور الثقلین والے نے تحریر کیا ہے۔ جو حضرت امام صادقؑ سے ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضرت رسول خداؐ کے پاس ایک بوری لائی گی کہ جس میں مختلف قسم کے بیج تھے رسول خدا نے بوری کھولی اور ہر بیج کو الگ الگ کر کے حضرت علی علیہ اسلام سے ان کے نام پوچھنا شروع کر دیے اور آپ نے تمام کے نام بتا دیے تو آپ نے فرمایا: اے علی اللہ تعالیٰ نے آپ کو آدم کی طرح تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطاء کیا ہے۔

کتاب کمال دین کے حوالے سے تفسیر نور الثقلین میں حضرت امام صادق علیہ اسلام کی یہ روایت بھی درج ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ یعنی اسماء حججھکلھا ثم عرضھم وھم ارواح علی الملئکہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی اپنی تمام حجج الہیہ کے نام بتائے اور پھر ان کی ارواحوں کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ۔ تو ملائکہ نے جواب میں عرض کیا تو پاک ہے ہمارے پاس صرف اتنا علم ہے جتنا تو نے ہمیں عطاء فرمایا ہے۔ اور اس روایت کو تفسیر برھان میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ اور اسی روایت کو تفسیر المیز ان میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ: تفسیر البرھان میں اسی آیات کے ذیل میں ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سوال کیا وہ کلمات کیا تھے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ فقال سئلہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وعلی علیہ السلام وفاطمۃ علیہا السلام وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام الاتبت علیہ فتاب علیہ۔ یعنی آپ نے ان ذوات مقدسہ کا واسطہ دے کر توبہ کی پس اللہ نے آپ کی توبہ قبول کی۔ اور ایک روایت ابو سعید مدائنی سے بھی نقل ہوئی ہے۔ اور تفسیر نور الثقین میں بھی یہ روایت نقل ہے۔ کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا: حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمات عطاء ہوئے۔ اللّٰھم انی اسئلک بحق محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین اذا تبت علی۔ اور اس قسم کی اور روایات بھی اس میں درج ہیں۔

لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ۔۔ اس درخت سے کیا مراد ہے اگر چہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ گندم کا پودا تھا۔ جس سے آپ کو روکا گیا تھا۔ تفسیر نور الثقلین میں ایک روایت عیون اخبار الرضا سے ابو الصلت عبد السلام بن صالح ہروی کے ذریعے سے نقل کی گئی ہے۔ جس میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا گیا۔

اے فرزند رسول خدا وہ کون سا درخت تھا جس سے آدم اور حواء کو روکا گیا اور پھر انہوں نے اس کا پھل کھا لیا۔ کیونکہ لوگ

Presented by Ziaraat.com

اس کے بارے میں بہت مختلف رائے دیتے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ گندم کا درخت تھا۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ انگور کا درخت تھا اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ حسد کا درخت تھا؟ امام علی رضا علیہ اسلام نے فرمایا: یہ سب باتیں درست ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اس اختلاف کے باوجود یہ سب باتیں کیسے درست ہو سکتی ہیں۔

آپ نے فرمایا: اے الصلت جنت کے درخت دنیا کے درختوں کی مانند نہیں ہے بلکہ جنت کے ایک درخت پر کئی طرح کے پھل لگتے ہیں اس پر گندم اور انگور اور کیقسم کے پھل تھے۔ (لیکن حقیقت کیا ہے وہ سنو) جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق فرمایا اور ملائکہ سے اس کے سامنے سجدہ کروایا اور اس کو مسجود ملائکہ کا شرف عطاء فرمایا اور پھر اس کو جنت میں سکونت عطاء فرمائی تو آدم اور حواء کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بھلا اللہ نے مجھ (آدم) سے بہتر کوئی مخلوق خلق کی ہے۔ اور مجھ سے بہتر و افضل بشر بھی کوئی خلق کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کے دل میں اٹھنے والے خیال اور اس کی دلی کیفیت کو دیکھا تو اسے آواز دی۔ اے آدم سر اٹھاؤ اور میرے عرش کے کنارے کو دیکھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ آدم نے عرض کیا اے میرے خدا یا یہ کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم یہ تیری اولاد میں سے ہونگے اور نہ صرف آپ پر بلکہ میری تمام مخلوق سے افضل ہیں اور اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی خلق نہ کرتا۔ اور اگر یہ نہ ہوتے میں جنت، دوزخ، آسمان، زمین کو بھی خلق نہ کرتا خبردار ان کو حسد کی نظر سے نہ دیکھنا اور کبھی ان کے برابر ہونے کی تمنا نہ کرنا۔ پس ابلیس حضرت آدم پر مسلط ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اس شجرہ ممنوعہ (حسد آل محمد) کا پھل کھالیا ہے اور ابلیس حواء پر بھی مسلط ہوا اور اس نے حضرت فاطمۃ علیہ السلام کو نگاہ حسد سے دیکھ لیا۔ اور اس نے مثل آدم شجرہ ممنوعہ (حسد) کا پھل کھالیا۔ جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو جنت سے نکال دیا۔ یہی روایت تفسیر البرھان میں بھی درج ہے۔ اور اس روایت کو تفسیر المیزان میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری میں جو امام نے تاویل بیان کی ہے وہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے انکار کی وجہ سے اسے لعنتی قرار دے دیا اور ملائکہ آدم کو سجدہ کرنے کی وجہ سے اپنے حکم کی اطاعت کی وجہ سے مکرم و محترم قرار دے دیا۔ اور آدم اور حواء کو جنت میں جانے کا حکم صادر فرمایا: تو اس وقت اللہ نے آدم سے فرمایا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا (واسا) (حَيْثُ شِئْتُمَا) (بلا تعب) لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اے آدم تو اور تیری زوجہ جنت میں رہو۔ اور اس سے جو تم چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب مت جاتا، شجرۃ العلم، وہ علم کا درخت تھا، محمد و آل محمد کے علم کا درخت تھا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کو شرف بخشا ہوا تھا اور کسی دوسری مخلوق کا اس میں سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس یہ خاص ہے محمد و آل محمد کے لیے غیر کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور حکم خدا کے تحت اس درخت سے کوئی نہیں کھا سکتا مگر یہ ذوات مقدسہ اس سے رسول خدا علی علیہ السلام اور فاطمہ و حسن و حسین علیہ السلام کھاتے تھے جیسا کہ وہ خود اس سے مساکین اور یتیموں اور

Presented by Ziaraat.com

اسیروں کو کھلاتے تھے اور جو اس سے کھالیتا اس کو بھوک، پیاس، اور کوئی زحمت نہیں ہوتی۔ جنت کے درختوں میں سے کوئی درخت اس جیسا نہیں ہے۔ جبکہ جنت کے باقی درخت بھی مختلف قسم کے پھل اور کھانے کی چیزوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ واحد درخت ہے گندم، انگور، تین، عناب اور دوسرے انواع واقسام کے پھل اور ماکولات ومشروبات کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ گندم کوئی انگور اور کوئی عناب وغیرہ کا قائل ہے۔ اس کی وجہ اس درخت کے پھل ہیں جو اس پر ایک وقت موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ درخت خاص ہے محمد وآل محمد کے ساتھ۔ خدا نے فرمایا (لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ) یعنی تم دونوں کبھی محمد وآل محمد کے درجہ فضیلت میں ان کے برابر ہونے کا تصور نہ کرنا تحقیق اس درجہ کے ساتھ اللہ نے صرف ان کو خاص قرار دیا ہے۔ اور یہ وہ درخت ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس درخت سے کھائے گا وہ بغیر تعلیم کے اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کا علم کا اس کو الھام کردے گا۔

اور جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے کھائے گا وہ اپنی مراد میں ناکام ہوگا اوا پنے رب کا نافرمان ہوگا۔ اور یہ روایت تفسیر برھان میں درج ہے۔ اس روایت سے بھی یہ ہی ظاہر ہوتا ہے وہ درخت عام نہیں تھا۔

عصمت الانبیاء: اس مقام پر ایک بحث کرنا چاہتے ہیں کہ انبیاء علیہ اسلام کیا معصوم ہیں یا نہیں۔ اس کے بارے میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا گروہ جو اشاعرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ نبوت سے پہلے نبی سے گناہاں کبیرہ کا صادر ہونا جائز ہے حتیٰ کہ کفر بھی قبل از نبوت ممکن ہے۔ ان لوگوں نے ہی کہا ہے کہ اگر رسول خدا کے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ تو اس کی وجہ یہ ہی ہے کہ نبوت سے پہلے ان کے نزدیک کفر بھی ممکن ہے۔ اور اگر نبی بعد از نبوت بھی گناہ کبیرہ کرے تو اس کی نبوت کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو کرواتا ہے اللہ کرواتا ہے۔

دوسرا گروہ معتزلہ کا ہے وہ قائل ہیں کہ نبوت کے بعد نبی سے گناہ کبیرہ نہیں ہوسکتا: اس سے نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ لیکن گناہ صغیرہ ہوسکتا ہے۔ ان میں پھر اختلاف ہے کہ آیا نبی گناہ صغیرہ سھواً کرتا ہے یا عمداً۔

تیسرا گروہ جو شیعہ اثنا عشریہ امامیہ ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء اور رسول اور آئمہ معصوم ہیں ان سے گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ دونوں واقع نہیں ہوسکتے نہ اعلان نبوت سے پہلے اور نہ ہی اعلان نبوت کے بعد نہ عمداً اور نا ہی سھواً اول ولادت سے آخر وفات تک ان کا گناہاں سے معصوم ہونا ضروری ہے۔ اس پر علم کلام میں علماء کرام نے تفصیل سے ابحاث فرمائیں میں اگر کوئی شوق رکھتا ہے تو ان کی طرف رجوع کرے۔ اب جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ عقیدہ کے مطابق نبی معصوم ہوتا ہے اور اس سے نافرمانی خدا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ نافرمانی جہالت کا ثمرہ ہے یہ ان میں نہیں ہوتی۔

تو پھر سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے فرمادیا کہ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اے آدم اور حوا تم دونوں اس درخت کے قریب مت جانا فرض کرو کہ جناب حواء تو غیر معصومہ ہے ان سے احتمال گناہ ہوسکتا ہے۔ لیکن حضرت آدم خلیفۃ اللہ

Presented by Ziaraat.com

ہیں۔ اول نبی ہیں تو وہ ہمارے عقیدہ کے مطابق معصوم ہیں ان سے یہ نافرمانی کیوں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے قریب مت جانا یعنی کھانے کی حرمت میں شدت کو بیان کر رہی ہے۔ یعنی کھانا تو دور کی بات ہے اس کے قریب مت جانا۔ اور قرآن بیان کر رہا ہے کہ دونوں نے اس درخت سے کھایا ہے اور یہ کھلم کھلا نافرمانی خداوند ہے جو ایک نبی سے بعید ہے۔ اس کا جواب دینے کے لیے ہم کوشش کرتے ہیں اولاً ہم اس کا جواب روایات سے تلاش کرتے ہیں۔ عیون اخبار الرضا میں علی بن جہم نے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں مامون کے دربار میں گیا اور وہاں حضرت امام علی الرضا علیہ السلام موجود تھے مامون نے آپ سے کہا۔

اے فرزند رسول کیا آپ انبیاء کی عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جی ہاں (انبیاء معصوم میں)

مامون نے عرض کی پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ (اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی) (طٰہٰ)

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو جنت میں رہائش عطاء فرمائی تو اس سے فرمایا: تو اور تیری زوجہ جنت میں سکونت اختیار کرو اور جہاں سے چاہو کھاؤ لیکن لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے قریب مت جانا۔ اللہ تعالیٰ نے اس درخت گندم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ورنہ تم ظلم کرنے والے بن جاؤ گے (فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾)

اللہ تعالیٰ نے آدم اور حواء کو اس درخت کے قریب جانے سے روکا تھا اس کے کھانے سے نہیں روکا تھا۔ اور یہ یعنینہیں کہا تھا کہ تم اس درخت کا پھل یا اس جیسے کسی دوسرے درخت کا پھل مت کھانا۔

حضرت آدم اور حوا اس مخصوص درخت کے قریب نہیں گئے تھے انہوں نے اس کی مثل دوسرے درخت کا پھل کھایا تھا۔ اور وہ بھی شیطان ابلیس کے وسوسہ کی وجہ سے اس نے ان سے کہا تھا۔ (مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ) اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اس درخت سے اس لیے روکا ہے۔ اس کے قریب جانے سے روکا ہے پھل کھانے سے نہیں روکا اور اس کے روکنے کا مقصد یہ ہے۔ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ (کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم دونوں ہمیشہ جنت میں رہنے والے نہ بن جاؤ اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ یقیناً میں تمہارا خیر خواہ ہوں)

اس سے پہلے آدم اور حواء نے خدا کی جھوٹی قسم نہیں سنی تھی۔ چنانچہ وہ دونوں اس کے دھوکے میں آ گئے اور وہ کامیاب ہو گیا اس پر اعتماد کرتے ہوئے آدم اور حواء نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ اور یہ سب کچھ منصب نبوت عطاء ہونے سے قبل ہوا تھا حضرت آدم کا یہ فعل گناہ کبیرہ نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق ہوتے۔ یہ گناہ صغیرہ تھا جو نزول وحی سے قبل انبیاء سے

Presented by Ziaraat.com

صادر ہوسکتا ہے۔ جب اللہ نے ان کا انتخاب کیا تو اس وقت کے بعد ان سے کوئی ترک اولیٰ بھی صادر نہیں ہوئی۔ ان کی پوری زندگی عصمت کے احاطہ میں گذری ان سے کوئی صغیرہ اور کبیرہ گناہ سرزد نہیں ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اس کو چن لیا اور اس کی توبہ کو قبول کیا اور اسے ہدایت دی یا دوسری آیت میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ ﴿آل عمران: ۳۳﴾

روایت مکمل ہوگئی اس روایت کو تفسیر نور الثقلین نے بھی نقل کیا ہے اس روایت کو تفسیر برھان نے بھی نقل کیا ہے اور اسی روایت کو تفسیر المیزان نے بھی نقل کیا ہے۔

تفسیر میزان والے نے ایک اور روایت امام رضاؑ سے نقل کی ہے کہ مامون نے اپنے دربار میں تمام مذاہب کے علماء کو جمع کیا ہوا تھا تا کہ امام سے بحث کریں۔ روایت قام الیہ علی بن محمد بن الجھیم میں امام کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا اے فرزند رسول کیا آپ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء معصوم ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں میرا عقیدہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں پھر اس نے کہا پھر آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ (سورہ طٰہٰ) آپ نے اس کو فرمایا، اے علی بن محمد زبان بند کرو افسوس ہے تیرے لئے اللہ سے ڈرو، اور انبیاء کو خدا کی طرف فواحش کی نسبت مت دو اور قرآن کو اپنی رائے سے تاویل نہ کرو کیونکہ اللہ فرماتا ہے: مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ۔ اس کی تاویل الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ سے سنو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر خلیفہ قرار دینے کے لیے خلق کیا تھا نا کہ جنت کے لیے تو آدم کی نافرمانی جنت میں ہوئی ہے۔ نا کہ زمین پر تا کہ وہ اپنی تقدیر کو مکمل کرے۔ جب آدم زمین پر نازل ہوئے اور ان کو حجۃ خدا اور خلیفہ قرار دیا گیا اس وقت وہ معصوم قرار دے گئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ۔

ان دنوں روایتوں پر اگر سلسلہ سند سے بحث کی جائے تو اس میں راوی علی بن محمد بن جہیم ہے جو عامہ میں سے ہے لہٰذا اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اگر اس روایت کی سند صحیح بھی ہو تب بھی متن حدیث مخدوش ہے۔

کیونکہ حدیث میں جو بیان ہوا ہے حضرت آدمؑ اور حوا اس درخت کہ جس سے روکا گیا تھا اس کے قریب نہیں گئے اور اس سے نہیں کھایا تھا بلکہ وہ دوسرے درخت سے کھایا تو ان کا لباس اتر گیا۔ اور پھر شیطان نے جوان سے کہا، مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یہ بھی بیان ہے کہ شیطان ان دونوں کو اس مخصوص درخت کے بارے میں کہہ رہا ہے

Presented by Ziaraat.com

لہٰذا دوسرا درخت نہیں ہوسکتا اور پھر اس سے عدل خدا پر حرف آتا ہے کیونکہ جب منھی عنہ سے کھایا نہیں تو پھر جنت سے باہر نکالنا وغیرہ یہ مفہوم نہیں رکھتا چونکہ یہ اس کے عدل کے خلاف ہے اور پھر خود آدم کو احتجاج کرنے کا حق دیا تھا جب اللہ نے فرمایا کیا میں نے تجھے اس درخت سے منع نہیں کیا تھا تو اس وقت حضرت آدمؑ کہہ سکتے تھے کہ اے میرے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اس درخت سے نہیں کھایا۔ تو آدمؑ کا احتجاج نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت آدمؑ نے اسی درخت سے کھایا تھا تو روایت کا یہ حصہ صراحت قرآن کے خلاف ہے اور حضرت رسول خدا کا فرمان ہے کہ ہماری کوئی حدیث قرآن کے اگر خلاف ہے تو اس کو دیوار پر مارو وہ ہماری نہیں ہے لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ امام اتنی صراحت کے خلاف بیان دیں۔

اور پھر دوسرے حصے میں ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ عطاء نبوت سے پہلے ہوا ہے اور زمین پر آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت عطاء کی تھی اس وقت سے آخر تک وہ معصوم رہے، اور ان کو معصوم قرار دیا۔

معتزلہ کے مذہب کے موافق ہے لیکن مذہب امامیہ میں یہ روایت کے ساتھ سازگار نہیں ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ قبل از عطاء نبوت وامامت نبی وامام سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے لیکن عطاء نبوت کے بعد ممکن نہیں ہے۔

جبکہ امامیہ کا عقیدہ و مذہب یہ ہے کہ نبی وامام قبل از اعلان نبوت یا بعد از اعلان نبوت دونوں صورتوں میں گناہاں صغیرہ کبیرہ سے معصوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر اس سے گناہ سرزد ہوگا تو اس کا قول قبول کرنے میں تنفر پیدا ہو جائے گا۔ اور یہ چیز نبی وامام کے لئے ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ حکمت بعثت نبی کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ حصہ ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت بعد میں کی ہے اور خلافت کے عطاء کرنے کا اعلان پہلے کیا ہے۔ لہٰذا اس کا حل کیا ہے۔

بعض لوگوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم سے عہد لیا تھا کہ وہ ایسا نہ کرے لیکن تقدیر الٰہی میں تھا لہٰذا جب وہ وقت آیا تو خدا نے اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے حضرت آدم پر نسیان طاری کر دیا لہٰذا وہ بھول گئے اور انہوں نے اس درخت سے کھالیا اور کھانے کے بعد یاد آیا تو پھر ندامت ہوئی۔ اس جواب پر اگر غور کیا جائے تو یہ ایک معذور سے نکل کر دوسرے بڑے معذور میں داخل ہو گئے ہیں۔

آدمؑ کا نسیان یہ بھی صراحت قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں موجود ہے کہ ابلیس ملعون جب ان دونوں کو اس درخت سے کھانے کیلئے ابھار رہا تھا تو یوں کہہ رہا تھا خدا نے آپ دونوں کو اس درخت سے روکا ہے۔ تا کہ تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا اس میں ہمیشہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔ تو ابلیس کی یاددہانی کے باجود آدم کیسے بھول گئے، اور دوسرا نکتہ یہ ہے نسیان عہدہ نبوت کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بھی تنفر کا موجب ہے لہٰذا نبی سے دور ہونا ضروری ہے۔

Presented by Ziaraat.com

دوسری روایت میں جو امام نے جواب دیا ہے۔ یہ حکم جو خدا نے آدم کو دیا ہے وہ جنت میں تھا۔ اس کی وضاحت کرنے کے لئے ضروری ہے ایک مقدمہ حکم امر ہو یا نہی اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ حکم ارشادی۔ امر یا نہی ارشادی جو عبودیت میں شامل نہیں ہوتا وہ صرف ارشاد ہوتا ہے اس کی مخالفت حرام اور موجب عقاب وسزا وعذاب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس امر یا نہی میں فقط ارشاد بدایتکرنا مقصود ہوتی اس چیز کی طرف جو اس حکم یا نہی میں پائی جاتی ہے۔ لیکن ہے وہ خیر اصلاح مفیدہ: مثلاً آپ کسی سے کہتے ہیں کہ یہ شربت مت پینا ورنہ نیند بہت زیادہ آئے گی۔ تو اس میں آپ نے تو شربت سے نہی کی ہے وہنہیار شارد ہے آپ نے اس مفسدہ کی طرف متوجہ کروایا ہے جو وہاں پر موجود ہے۔ ورنہ آپ کا مقصد شربت سے روکنا نہیں بلکہ اس مفسدہ کی طرف متوجہ کرنا ہے جو اس میں پایا جاتا ہے۔

۲۔ حکم مولویت: یہ وہ حکم ہے جس میں مولیٰ اپنے عبد کو اپنے مولیت کے تحت دیتا ہے جو حکم عبودیت ہے۔ یعنی وہ فقط حکم ہے اور اس کی اطاعت واجب ہے اس کی مصلحت کا علم ہو یا نہ ہو۔ مثلاً نماز پڑھو۔ اس کی مصلحت کیا ہے اس سے سروکار نہیں ہے جھوٹ مت بولو۔ اس کی مصلحت کیا ہے اس سے تجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس کی اطاعت پر ثواب اور اس کی مخالفت پر عذاب ہوتا ہے۔

اب اصل مطلب پر آتے ہیں۔ یہ حکم مولوی کی مخالفت کرنا یہ عہدہ نبوت وامامت ورسالت کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ اور یہ عصمت کے منافی ہے۔ اور اس کی مخالفت سے عذاب کا استحاق ہوتا ہے لہٰذا جب ایسا ہے تو پھر حضرت آدم کو دیا جانے والا حکم حکم مولوی نہیں ہوسکتا ورنہ عصمت کے منافی ہے۔ کیونکہ معصوم کے لئے ضروری ہے اس کی مخالفت سے محفوظ رہے۔ پھر دوسرا حکم ہوگا اور وہ حکم ارشاد ہے۔ اور یہ حکم ارشادی تھا اور اس پر دلیل یہ ہے کہ خدا نے فوراً ہی وہ مصلحت جو اس میں پائی جاتی تھی وہ بیان کردی ہے کہ فتکونا من الظالمین کہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے یہ قرینہ ہے کہ حکم ارشادی تھا۔ اور دوسرا قرینہ قول امام ہے کہ حکم جنت میں دیا گیا ہے۔ اور سلماً جنت میں کوئی حکم مولوی نہیں ہوسکتا کیونکہ جنت تکلیف کا گھر نہیں ہے وہ جزاء عمل کا گھر ہے لہٰذا اسمیں کوئی تکلیف شرعی انسان پر نہیں ہوگی۔ اس کا تعلق اس دنیاوی زندگی کے ساتھ ہے۔ لہٰذا اس حکم کا جنت میں ہونا یہ دلیل ہے کہ حکم ارشادی تھا جو مخالف عصمت نہیں ہے۔ اور اس کی مخالفت موجب عذاب نہیں ہے۔ اگر حکم مولوی ہوتا تو اللہ آدم کو جنت سے نکال کر زمین پر نہیں بلکہ جہنم میں داخل کرتا۔

اَلظُّلْمُ: سوال ہے کہ اگر حکم مولوی نہیں تھا تو پھر ظلم کی نسبت ان کی طرف اس کا کیا معنی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے ظلم سے مراد وہ معنی جو عموماً لیا جاتا ہے۔ وَضْعُ شَیْءٍ عَلٰی غَیْرِ مَحَلِّہٖ۔ یہ ظلم ہے۔ یہ عصمت کے منافی ہے یہ موجب لعنت خدا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کافی مرتبہ فرمایا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ (سورہ ہود) لہٰذا یہ مراد نہیں ہے بلکہ اس جگہ ظلم سے مراد یعنی اپنے آپ کو زحمت ومشقت میں ڈالنا یہ معنی مراد ہے۔ اور اسی کی دلیل خود قرآن کی آیت سورہ طہ میں ہے کہ جس میں

Presented by Ziaraat.com

ارشاد قدرت ہوا۔

منتشفی: یعنی آدم نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال لیا۔ مشقت یعنی زحمت کیونکہ جنت میں آپ کے لیے کوئی زحمت ومشقت نہیں تھی۔ اور دنیا میں اگر آپ کو بھوک کی زحمت لباس، دھوپ اور اندھیرے کی مشقت وزحمت سے سامنا کرنا پڑا۔ اور یہ مصلحت فوراً لَا تَقْرَبَا کے بعد ذکر کرنا بھی دلیل ہے کہ بھی ارشادی ہے۔

توبہ: اب سوال ہے کہ اگر امر یا نہی ارشادی تھی تو پھر حضرت آدم نے توبہ کیوں کی یہ توبہ امر مولوی کی مخالفت پر ہوتی ہے نا کہ ارشادی کی مخالفت پر توبہ کرنا دلیل ہے امر مولوی تھا۔ تو اس کا جواب ہے کہ خود یہ توبہ کرنا دلیل ہے کہ امر ارشادی ہے۔ کیونکہ امر مولوی کی مخالفت کے بعد جو توبہ کی جاتی ہے وہ تائب کو واپس اس منزل ومقام پر لے جاتی ہے جہاں سے وہ گرا ہو۔ تو اس بناء پر حضرت آدم کی توبہ اگر امر مولوی کی مخالفت کے تحت ہوتی تو پھر آپ کو واپس جنت میں جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ آپ جنت سے اترے تھے نا کہ زمین پر تھے۔ تو یہ واپس جنت میں نہ جانا اس کی دلیل ہے کہ امر ارشادی کی مخالفت پر توبہ تھی۔

پس ثابت ہوا ہے کہ آدمؑ کی مخالفت امر ارشادی کی تھی نا کہ مولوی کی۔ لہٰذا اس امر کی مخالفت کو ترک اولیٰ کہا جاتا ہے نا کہ گناہ اور معصیت۔ لہٰذا جو آپ کے لیے عصی کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ مجاز اً عارتیہ استعمال ہوا ہے۔

اور ایک اور جواب: مصلحت کی دو قسمیں ہیں

۱۔ **مصلحت ذاتیہ:** یعنی وہ مصلحت جو انسان کی ذات سے مربوط ہو۔ **مصلحت نوعیہ:** وہ مصلحت جس کا تعلق نوع افراد کے ساتھ ہو مثلاً ایک قوم کے ساتھ یا شہر کے افراد کے ساتھ یا ملک کے افراد کے ساتھ یا ایک مدت کے افراد کے ساتھ اس مصلحت کا تعلق ہے۔

عقلاً اور شرعاً: مصلحت نوعیہ مصلحت ذاتیہ پر فوقیت وفضیلت رکھتی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ عقلاء مصلحت نوعیہ کو مقدم کر رکھتے ہیں۔ اور انسان سے اسلام کا اور خدا کا مطالبہ بھی مصلحت نوعیہ کو مقدم رکھنا ہے۔

اور یہ امر بالمعروف اور نہی امر منکر یہ بھی مصلحت نوعیہ سے مربوط ہیں۔ اب حضرت آدم کا جنت میں رہنا یہ اس کی مصلحت ذاتیہ تھی۔ اور خدا نے جو حکم دیا تھا وہ اس کی مصلحت ذاتیہ کے تحفظ کے لیے تھا۔ یعنی خدا نے فرمایا اے آدم اگر تم اپنی مصلحت ذاتیہ کے تحفظ چاہتے ہو تو اس درخت کے قریب مت جانا لیکن مصلحت نوعیہ یہ تھی کہ وہ قریب جائے اور پھر اس جنت سے نکل کر دنیا میں جائے اور وہاں کی دنیا کو آباد کرے تا کہ جو غرض خلقت آدم زمین پر خلافت والی ہے وہ پوری ہو۔ لہٰذا حضرت آدم نے مصلحت ذاتیہ کو مصلحت نوعیہ پر قربان کیا تھا۔ اور یہ عین عصمت ہے۔ اور اسی کی واضح اور روشن مثال حضرت امام حسین علیہ اسلام کی ہے کہ جنہوں نے مصلحت ذاتیہ کو قربان کیا اور مصلحت نوعیہ کو اختیار کیا۔ ایسے ہی حضرت آدم نے بھی اپنی جنت کی عیش وعشرت کی زندگی جو مصلحت ذاتیہ تھی کو قربان کیا اور مصلحت نوعیہ کو اختیار کیا، البتہ، ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اگر حضرت آدم نے مصلحت ذاتیہ کو قربان کر کے مصلحت نوعیہ کو اختیار کیا ہے تو پھر یہ امر باعث خوشی ہے نا کہ باعث گریہ۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم چالیس دن تک اس پر گریا کرتے رہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے یہ گریا صرف اور صرف قرب خدا سے دور ہونے کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل آپ کے پاس آئے اور آپ نے فرمایا اے آدم کیا وجہ ہے اتنا گریہ کیوں کرتے ہو تو جناب آدم نے فرمایا اے جبرائیل میں خدا کے قرب سے دور ہونے کی وجہ سے گریا کر رہا ہوں۔ اور ان زحمات مشقت کے ابتداء پر کر رہا ہوں یعنی گریہ انسانی فطرت کے تحت تھا اور اس کی دلیل میں ایک روایت پیش کرتا ہوں مثلاً اصول کافی کے حوالہ سے تفسیر نور الثقلین میں یہ روایت درج ہے۔ جس میں درج ہے کہ مشیت اور ہے اور امر اور ہے۔ بعض اوقات امر خدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے ابلیس کو حکم دیا تھا لیکن مشیت خدا یہ تھی کہ وہ سجدہ نہ کرے ورنہ اگر مشیت خدا ہوتی تو وہ سجدہ ضرور کرتا اور اللہ نے آدم کو پھل نہ کھانے کا حکم دیا تھا لیکن مشیت یہ تھی کہ وہ کھائے اور زمین پر جائے۔ تو اس میں معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ خدا بھی یہ تھا کہ آدم مصلحت نوعیہ کو اختیار کرے اور ذاتیہ کو قربان کرے تا کہ آدم کا فضل ملائکہ پر عیاں ہو جائے کہ جو آدم مصلحت ذاتیہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ نہ کہ نوعیہ کو اور اس کی دلیل شب ہجرت جب اللہ نے جبرائیل اور میکائیل سے فرمایا میں نے تم دونوں کے درمیان بھائی چارہ قرار دیا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ ہے لہٰذا تم میں سے کون ہے جو اپنی جان دوسرے پر قربان کرے تو انہوں نے مصلحت ذاتیہ کو مقدم رکھتے ہوئے عرض کی اے خدا یا ہم چاہتے ہیں کہ تیری ساری زندگی عبادت کریں گویا انہوں نے مصلحت ذاتیہ کو مقدم رکھا جبکہ آدم علیہ اسلام نے مصلحت ذاتیہ کو نوعیہ پر قربان کیا تا کہ فرشتوں پر اس کا فضل قائم رہے۔ (یہ حاشیہ منجانب مترجم ہے۔)

آیت نمبر 40 سے 65 تک

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

Presented by Ziaraat.com

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ
يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ
مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ
نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ
اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ
الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

Presented by Ziaraat.com

الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً
فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا
عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا
ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ
الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى
لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا
عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ
رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ
نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ
اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ
لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ

Presented by Ziaraat.com

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ
النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ
تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ
مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ
فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾

ترجمہ

اے بنی اسرائیل ہماری نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر نازل کی ہیں اور ہمارے عہد کو پورا کرو ہم تمہارے عہد کو پورا کریں گے اور ہم سے ڈرتے رہو (۴۰) ہم نے جو قرآن تمہاری توریت کی تصدیق کے لئے بھیجا ہے اس پر ایمان لے آؤ اور سب سے پہلے کافر نہ بن جاؤ ہماری آیتوں کو معمولی قیمت پر نہ بیچو اور ہم سے ڈرتے رہو (۴۱) حق کو باطل سے مخلوط نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کی پردہ پوشی نہ کرو (۴۲) نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (۴۳) کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے کو بھول جاتے ہو جب کہ کتاب خدا کی تلاوت بھی کرتے ہو۔ کیا تمہارے پاس عقل نہیں ہے (۴۴) صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو۔ نماز بہت مشکل کام ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو خشوع و خضوع والے ہیں (۴۵) اور جنہیں یہ خیال ہے کہ انہیں اللہ سے ملاقات کرنا ہے اور اس کی بارگاہ میں واپس جانا ہے (۴۶) اے بنی

Presented by Ziaraat.com

اسرائیل! ہماری ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں اور ہم نے تمہیں عالمین سے بہتر بنایا ہے (۴۷) اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کا بدل نہ بن سکے گا اور کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی۔ نہ کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ کسی کی مدد کی جائے گی (۴۸) اور جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے بچالیا جو تمہیں بدترین دکھ دے رہے تھے۔ تمہارے بچوں کو قتل کر رہے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے لئے بہت بڑا امتحان تھا (۴۹) ہمارا یہ احسان بھی یاد کرو کہ ہم نے دریا کو شگافتہ کر کے تمہیں بچالیا اور فرعون والوں کو تمہاری نگاہوں کے سامنے ڈبو دیا (۵۰) اور ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا تو تم نے ان کے بعد گوسالہ تیار کر لیا کہ تم بڑے ظالم ہو (۵۱) پھر ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ شاید شکر گزار بن جاؤ (۵۲) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل کو جدا کرنے والا قانون دیا کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ (۵۳) اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم نے گوسالہ بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اب تم خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنے نفسوں کو قتل کر ڈالو کہ یہی تمہارے حق میں خیر ہے۔ پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۵۴) اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰؑ سے کہا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو اعلانیہ نہ دیکھ لیں جس کے بعد بجلی نے تم کو لے ڈالا اور تم دیکھتے ہی رہ گئے (۵۵) پھر ہم نے تمہیں موت کے بعد زندہ کر دیا کہ شاید اب شکر گزار بن جاؤ (۵۶) اور ہم نے تمہارے سروں پر ابر کا سایہ کیا۔ تم پر من وسلویٰ نازل کیا کہ پاکیزہ رزق اطمینان سے کھاؤ۔ ان لوگوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ خود اپنے نفس پر ظلم کیا ہے (۵۷) اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل والوں کی جزا میں اضافہ بھی کر دیتے ہیں (۵۸) مگر ظالموں نے جو بات ان سے کہی گئی تھی اسے بدل دیا تو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی کی بناء پر آسمان سے عذاب نازل کر دیا (۵۹) اور اس موقع کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی کا مطالبہ کیا تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو جس کے نتیجہ میں بارہ چشمے جاری ہو گئے اور سب نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ اب ہم نے کہا کہ من وسلویٰ کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور روئے زمین میں فساد نہ پھیلاؤ (۶۰) اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰؑ سے کہا کہ ہم

Presented by Ziaraat.com

ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ آپ پروردگار سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے زمین سے سبزی، ککڑی، لہسن، مسور اور پیاز وغیرہ پیدا کرے۔ موسیٰؑ نے تمہیں سمجھایا کہ کیا بہترین نعمتوں کے بدلے معمولی نعمت لینا چاہتے ہو تو جاؤ کسی شہر میں اتر پڑو وہاں یہ سب کچھ مل جائے گا۔ اب ان پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑ گئی اور وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ یہ لوگ آیات الٰہی کا انکار کرتے تھے اور ناحق انبیاء خدا کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ سب نافرمان تھے اور ظلم کیا کرتے تھے (۶۱) جو لوگ بظاہر ایمان لائے یا یہودی، نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں ان میں سے جو واقعی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے پروردگار کے یہاں اجر و ثواب ہے اور کوئی حزن و خوف نہیں ہے (۶۲) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور تمہارے سروں پر کوہ طور کو لٹکا دیا کہ اب توریت کو مضبوطی سے پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو شاید اس طرح پرہیز گار بن جاؤ (۶۳) پھر تم لوگوں نے انحراف کیا کہ اگر فضلِ خدا اور رحمت الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو تم خسارہ والوں میں سے ہو جاتے (۶۴) تم ان لوگوں کو بھی جانتے ہو جنہوں نے شنبہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام لیا تو ہم نے حکم دے دیا کہ اب ذلت کے ساتھ بندر بن جائیں (۶۵)

تفسیر

قول خدا:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ اے اولاد اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہارے اوپر کیں۔ اور تم میرے عہد کو پورا کرو اور میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔

جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (ابراہیم بن ہاشم قمی) نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے جناب جمیل سے اور انہوں ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ اسلام سے سنا ہے آپ سے ایک شخص نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔" تم مجھ سے دعا کرو تا کہ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں۔ حالانکہ ہم دعائیں کرتے

Presented by Ziaraat.com

ہیں لیکن وہ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا اس کی وجہ کیا ہے۔ قال لانکم لاتفون اللہ بعھدہ وان اللہ یقول اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۔ آپ نے فرمایا کیونکہ تم لوگ اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا نہیں کرتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم میرے عہد کو پورا کرو اور میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا۔ خدا کی قسم اگر تم اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو گے تو خدا بھی ضرور تمہارے عہد کو پورا کرے گا۔

"اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ" کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کر دیتے ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں یہ کہ آیت ان قصہ گو اور خطیبوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دوسروں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور خود نیکیوں کو انجام نہیں دیتے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ اسلام نے فرمایا کہ ان کے ہر منبر پر ایک شعلہ بیان خطیب موجود ہے جو خدا اور رسول خدا اور اس کی کتاب کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر الکمیت نے کہا ہے۔

مصیب علی الا عواد یوم رکوبھا
لماقال فیھا فخطیء حین نیزل خطیبوں

پر ایک دن عار ونگ کا آئے گا اس وجہ سے جو وہ منبر پر کہتے ہیں اور جب منبر سے اترتے ہیں تو خود اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔

اور اسی معنی کو ادا کرنے کے لیے کسی اور نے بھی کہا ہے۔

و غیر تقیی یامر الناس بالتقی
طبیب بداوی الناس وھو علیل

غیر متقی لوگوں کو تقویٰ کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ایسا طبیب لوگوں کا علاج کرتا ہے جو خود مریض ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ (اے ایمان والوں) تم مدد طلب کرو صبر سے اور نماز سے، صبر سے مراد روزہ ہے۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ اور تحقیق یہ مشکل ہے مگر ان لوگوں کے لیے یہ مشکل نہیں ہے جو خدا سے خشوع اور خضوع کرتے ہیں۔ یعنی یہ نماز بڑی مشکل ہے (یعنی لوگوں کے لیے نماز ادا کرنا بڑی مشکل ہے اور لوگ اس سے جان چھڑاتے ہیں)۔ میں نے دیکھا ہے کہ بڑے سے بڑا مشکل کام انجام دے لیتے ہیں کہ نماز ادا نہیں کرتے مترجم

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ ۔

خاشعین کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اپنے رب سے خشوع اور خضوع کرنے والے وہ ہیں

Presented by Ziaraat.com

جو یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ قرآن مجید میں ظن دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ ظن یعنی یقین اور یہ آیت اسی سے ہے جہاں پر ظن یقین کے معنی میں آیا ہے (اسی وجہ سے میں نے ترجمہ یقین سے کیا ہے)

۲۔ ظن بمعنی شک، اور یہ معنی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں آیا ہے جس میں ارشاد قدرت ہوا ہے۔ "اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ (سورہ جاثیہ آیت ۳۲) ہم تو صرف گمان (شک) رکھتے ہیں اور اس پر ہمیں کوئی یقین نہیں ہے۔ اس آیت میں ظن شک کے معنی میں آیا ہے۔

یا دوسری آیت میں آیا ہے ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ۔ اور تم بدگمان تھے اس میں ظن شک کے معنی میں ہے۔

قول خدا: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾۔ اے اولاد اسرائیل جن نعمتوں سے میں نے تمہیں نوازا ہے ان کو یاد کرو کہ میں نے تمہیں عالمین پر فضیلت عطاء فرمائی۔

علامہ ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ لفظ عالمین عام ہے لیکن اس کا معنی خاص ہے کیونکہ ان کو جو فضیلت دی گئی تھیں وہ فقط ان کے اپنے زمانے کے ساتھ خاص ہے۔ اور ان کو خاص کیا گیا کہ ان کے لیے من وسلویٰ کا دسترخوان قرار دیا گیا اور ان کے لیے ایک پتھر قرار دیا گیا جس سے بارہ چشمے پھوٹتے تھے۔ اور اس کے علاوہ بھی نعمتیں ان کے لیے تھیں۔

قول خدا: وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾۔ اور اس دن سے ڈرو کہ جس دن کوئی کسی دوسرے کی جگہ جواب دہ نہیں اور نہ ہی اس دن کسی کی شفارش قبول ہوگی اور نہ ہی کسی سے کوئی جرمانہ۔ تاوان قبول ہوگا اور نہ ہی کسی کی مدد کی جائے گی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے علی بن ابراہیم قمی نے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: **والله لو ان كل ملك مقرب اونبى مرسل شفعوا فى ناصب ماشفعوا**۔ خدا کی قسم اگر تمام اللہ کے مقرب فرشتے اور تمام نبی ومرسل مل کر بھی ناصبی (دشمن آل محمد) کی شفاعت کریں تب بھی اللہ ان کی شفاعت کو قبول نہیں کرے گا۔

قول خدا: وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾۔ اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات عطاء کی۔ جو تمہیں مسلسل سخت ترین اذیتیں دیتے تھے اور وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری بیٹیوں وعورتوں کو (اپنی کنیزی کی خاطر) زندہ رکھتے اور یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے بہت سخت آزمائش تھی۔

جب فرعون اور اس کے لشکر کو اس کے نجومیوں نے اطلاع دی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ ہوگا۔ اور خود بنی اسرائیل

Presented by Ziaraat.com

والے بھی یہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے ہاں ایک مرد پیدا ہونے والا ہے جس کے ہاتھوں فرعون اور اس کے لشکر کی ہلاکت و بربادی ہوگی تو اس نے اس بچہ کی آمد کو روکنے کی خاطر مذکر اولادوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور جو بچیاں پیدا ہوتی تھیں ان کو وہ زندہ رہنے دیتا تھا۔ اور پھر خدا نے ان کو فرعون سے نجات دی وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۵۰ ۔ اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے (تم پر احسان کرتے ہوئے) تمہارے لیے دریا کو شگافتہ کیا اور ہم نے تمہیں نجات دے دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے دشمن فرعون اور اس کے لشکر کو دریا میں غرق کر دیا۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۵۱ ۔ اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا اور پھر تم نے اس کے وعدہ گاہ جانے کے بعد بچھڑے کو (اپنا معبود) منتخب کر لیا حالانکہ اس کام کی وجہ سے تم اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہارے اوپر تورات نازل کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری اور تمہاری تمام امت کو جس کی ضرورت ہے وہ سارے احکام اس میں ہونگے اور اس کے لیے آپ کو چالیس دن میرے طور پر رہنا ہوگا۔ اور وہ دن اول ذی القعدہ سے دس ذوالحجہ تک کے ہیں۔ پس حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تورات کے نازل کرنے کا وعدہ فرمایا اور تورات اور الواح کے نزول کے لیے تیس دن کا وعدہ لیا ہے۔ (اللہ نے چالیس فرمایا اور جناب موسیٰ نے تیس اسی کی وجہ یہ تھی) کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ ان کو چالیس دن کا مت بتانا۔ ورنہ ان کا دل تنگ ہو جائے گا اس لیے حضرت موسیٰ نے تیس دن بتائے اور سورہ طہ میں آپ کی خبر کے بارے میں تحریر کریں گے حضرت موسیٰ کے جانے کے بعد آپ کی قوم نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی اور اس کو نقل کرتے ہوئے پھر اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ پھر ہمارا احسان دیکھو کہ۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۵۲ پھر بھی ہم نے اس کے بعد بھی معاف کر دیا تا کہ تم شاید ہمارے شکر گذار بن جاؤ۔ پھر فرمایا وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۵۳ ۔ اور پھر فرمایا کہ ہمارا یہ احسان بھی یاد کرو کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا قانون دیا تا کہ تم ہدایت حاصل کر سکو۔ اور پھر جناب موسیٰ طور سے واپس آئے اور آپ نے اپنی قوم کی حالت کو دیکھا تو فرمایا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۵۴

اور یاد کرو اس وقت کو جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم تحقیق تم لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کرنے کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ لہٰذا تم اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور وہ توبہ یہ ہے کہ تم اپنے لوگوں کو خود قتل کرو یہ ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور جب تم نے ایسا کیا تو خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ کیونکہ وہ بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم

Presented by Ziaraat.com

کرنے والا ہے۔ جب حضرت موسیٰ اپنے وعدہ گاہ سے تورات لیکر واپس اپنی قوم میں آئے تو ان کو دیکھا کہ وہ بچھڑے کی پوجا کررہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم تم نے اس وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا ہے پس تم توبہ کرو اور تمہاری توبہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو خود قتل کرو، پس ان سب نے جناب موسیٰؑ کے حضور عرض کیا کہ ہم اپنے آپ کو کیسے قتل کریں جناب موسیٰؑ نے ان سے فرمایا کل صبح تم میں سے ہر ایک اپنے ہاتھ میں تلوار یا چھری، یا لوہے کے ہتھیار لے کر بیت المقدس آؤ اور ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہوجانا او جب میں منبر پر چلا جاؤں تو تم سب ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کردینا یہ نہ دیکھنا کہ کون کس کو قتل کررہا ہے۔ پس دوسرے روز ستر ہزار وہ لوگ اکھٹے ہوگئے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہوئی تھی وہ سارے بیت المقدس میں جمع ہوگئے پس جب حضرت موسیٰؑ نے ان کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور نماز ادا کرنے کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ دس ہزار لوگ قتل ہوگئے تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب موسیٰؑ علیہ السلام پر نازل ہوئے اور فرمایا۔ اے موسیٰؑ ان کا قتل بند کروادو اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو تم نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہے یہ تمہارے لیے اللہ کی بارگاہ میں بہتر ہے۔ پس تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے اور وہ بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قول خدا: وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۵ ۔ (اور اس کے بعد تم لوگوں نے ایک بہت بڑی غلطی دوبارہ کی) جب تم نے حضرت موسیٰؑ سے کہہ دیا۔ اے موسیٰؑ ہم تیری نبوت ورسالت پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم خود اللہ کو ظاہر بظاہر دیکھ نہ لیں۔ (پس تمہاری اس غلطی کی وجہ سے) تم کو بجلی نے لیے لیا اور سب کو جلا کر راکھ کردیا۔ حالانکہ اے موسیٰؑ تم ان کو دیکھ رہے تھے)

جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اپنے اللہ سے ہم کلام ہوتا ہوں اور اس سے گفتگو کرتا ہوں تو ان لوگوں نے ضد کی کہ ہم بھی آپ کے اور اپنے رب کی گفتگو سنانا چاہتے ہیں جناب موسیٰؑ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ان سب میں سے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا تاکہ وہ کلام خدا کو سن سکیں اور ان کو لے کر کوہ طور پر آئے اور خدا سے عرض کی اے میرے خدا میں ان کو چن کر لایا ہوں تو ان کے اور میرے ساتھ گفتگو فرما، پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی التجا کو قبول کرتے ہوئے ان سے کلام کی۔ پس جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کلام سنی تو اس وقت انہوں نے دوسری ضد شروع کردی کہ اے موسیٰؑ ہم تیرے رب اور تیری نبوت ورسالت پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہراً نہ دیکھ لیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی کی بجلی ان پر مسلط کردی اور وہ سب کے سب جل گئے اور جل کر راکھ ہوگئے اور (پھر حضرت موسیٰؑ نے التجاء کی اے خدایا میں اپنی قوم کو کیا جواب دونگا تو ان پر رحم فرما اور ان کو دوبارہ زندہ کردے تاکہ وہ جا کر حالات کو بیان کریں) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندہ کردیا اور ان کی زندگی طولانی کردی کہ ان پر انبیاء کو معبوث فرمایا۔ فهذا دليل على الرجعة فى امة محمد ﷺ

Presented by Ziaraat.com

قال ﷺ لم یکن فی نبی اسرائیل شیء الا وفی امتی مثلہ: پس ان لوگوں کا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یہ دلیل ہے کہ امت حضرت محمد ﷺ میں رجعت ہوگی۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے۔ جو کچھ نبی اسرائیل میں ہوا ہے وہ سب کچھ میری امت میں ہوگا۔

تو ان میں رجعت ہوئی ہے پس اس امت میں رجعت ہوگی۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾۔ پھر ہم نے (تم پر احسان کرتے ہو) موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا تا کہ تم شکر گذار ہو جاؤ۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾۔ اور ہم نے بادل کے ذریعے تم لوگوں پر سایہ کیا اور پھر تم پر ہم نے من وسلویٰ نازل کیا اور (ہم نے کہا) یہ جو پاکیزہ رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

تحقیق جب بنی اسرائیل کو موسیٰؑ نے دریا عبور کروا دیا اور انہوں نے ایک صحراء میں پڑاؤ ڈالا تو اس وقت وہ سب جناب موسیٰ سے کہنے لگے اے موسیٰ تو نے ہمیں مروا دیا ہے اور ہلاک کر دیا ہے۔ ہمیں شہر سے نکال کر اس صحراء میں لے کر آ گئے ہو۔ اس میں نہ کوئی سایہ ہے اور نہ ہی کوئی درخت ہے اور نہ ہی کوئی پانی۔ تو اس وقت جناب موسیٰؑ نے دعا کی۔ تو آپ کی دعا کے اثر سے ان پر دن کے وقت بادل سایہ فگن رہتے اور رات کو ان کے لیے من وسلویٰ نازل ہوتا جو نباتات، درختوں اور پتھروں پر نازل ہوتا پس وہ ان کو اتار کر کھاتے تھے اور جب عشاء کے کھانے کا وقت ہوتا تو بریان شدہ پرندے ان کے دسترخوانوں پر اترتے اور وہ ان کو پکڑ کر کھاتے اور جب کھا لیتے تب وہ دوبارہ پرندوں کی شکل اختیار کرتے اور دوبارہ پرواز کر جاتے تھے۔ اور حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے پاس ایک پتھر تھا وہ لشکر کے درمیان میں رکھتے تھے پھر اس کو اپنے عصا سے مارتے تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے جیسا کہ اس کے بارے میں یہ حکایت ہوا ہے اور پھر ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمے سے سیراب ہوتے جب ایک مدت ان پر ایسے ہی گذر گئی تو وہ جناب موسیٰؑ سے عرض کرنے لگے۔ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ۔ اے موسیٰؑ ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے پس تم اپنے خدا سے دعا کو کہ وہ ہمارے لیے زمین سے اُگنے والی سبزیوں میں سے لہسن مسور اور پیاز وغیرہ جیسی سبزیاں اگائے (اور ہمیں گندم فراہم کرے) پس جناب موسیٰؑ نے فرمایا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ۔ جناب موسیٰ علیہ اسلام نے فرمایا (افسوس) کہ تم نے اس چیز کو جو تمہارے لیے بہتر و خیر تھی اس سے تبدیل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے جو کم تر اور ادنیٰ ہے، پس تم اس شہر میں چلے جاؤ اور اس میں تمہارے لیے وہ کچھ ہے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے جب جناب موسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اس شہر میں داخل ہو جاؤ تو پھر انہوں نے کہا: يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا

Presented by Ziaraat.com

قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۚ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝۲۲ ۔ (سورہ مائدہ) اے موسیٰؑ اس شہر میں ایک بہت جابر و ظالم قسم کی قوم کے لوگ ہیں۔ جب تک تو ان کو اس سے نکال نہیں دیتا ہم اس میں داخل نہیں ہونگے پس اگر اس قوم کو اس شہر سے باہر کرے گا تو پھر ہم اس میں داخل ہونگے۔ اس آیت کا نصف سورہ بقرہ میں ہے اور اس بقیہ اور جواب سورہ مائدہ میں ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ ۔ اور جب ہم نے ان سے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ تو اس میں جو کچھ آپ نے مطالبہ کیا ہے وہ سب کچھ تمہارے لیے ہے۔ اور تم اس سے جو چاہو کھاؤ اور وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸ ۔ اور اس دروازے میں خشوع و خشوع کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور زبان سے ورد جاری رکھو حطۃ۔ یعنی ہمارے گناہ معاف کر دے) اور ہم تمہارے سارے گناہ معاف کر دیں گے اور ہم احسان کرنے والوں کے اجر میں ایسے ہی اضافہ کرتے ہیں پس ان ظالموں نے جو کچھ ان سے کہا گیا تھا (حطہ) اس کو تبدیل کر دیا او حنطۃ (یعنی گندم کرتے کرتے گئے۔) فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۵۹ ۔ پس ان ظالموں نے اس قول کو بدل دیا اس کے ساتھ جو ان سے نہیں کہا گیا پس ہم نے ان پر آسمان سے عذاب نازل کر دیا ان کے اس فسق کی وجہ سے جو انہوں نے فسق کیا تھا۔

الذین ظلموا آل محمد منهم ۔ ان ظالموں پر جنہوں نے آل محمد کے حق میں ان پر ظلم کیا۔ یعنی علامہ فرمانا چاہے ہیں الذین ظالمون کے سردار وہ ظالم ہیں جنہوں نے آل محمد کے حق میں ان پر ظلم کیا ہے)

قوله: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ .....

ایمان والے اور یہودی اور نصاریٰ تو معلوم ہیں لیکن یہ صائب یہ کون ہیں فرماتے ہیں یہ وہ لوگ جو نہ مجوسی ہیں نہ یہودی نہ نصاریٰ اور نہ ہی یہ مسلمان ہیں بلکہ یہ وہ قوم ہے جو چاند اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۶۳

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں کے اوپر مسلط کر دیا۔ اور تمہیں کہا کہ جو کچھ آیات اور احکام کی صورت میں تمہارے پاس آیا ہے اس کو تھامو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو اور اس پر عمل کرو تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے تورات اور احکام خدا کی الواح لے کر آئے تو آپ کی قوم نے ان کو لینے سے او رماننے سے انکار کر دیا پس اس وقت اللہ نے ان کو ڈرانے کے لیے کوہ طور کو ان کے سروں پر مسلط کر دیا اور جناب موسیٰؑ نے ان سے

Presented by Ziaraat.com

فرمایا کہ اگر تم نے تورات اور احکام خدا کو ماننے اور لینے سے انکار کیا تو یہ پہاڑ تم پر پڑے گا اور تم سب مارے جاؤ گے پس اس وقت انہوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا اور عرض کرنے لگے کہ ہم ان چیزوں کو قبول کرتے ہیں۔

گائے کا قصہ

آیت نمبر 66 سے 80 تک

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَاِذْ
قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا
هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا
بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ
لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ
الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ
اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا
شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا
يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا
كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْىِ اللّٰهُ

Presented by Ziaraat.com

الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا
يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ
مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾
اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ
اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا
اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾
وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا
يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ
هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ
اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ
اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ
اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

چنانچہ ہم نے اس (واقعے) کو اس زمانے کے اور بعد کے لوگوں کے لیے عبرت اور تقویٰ رکھنے والوں کے لیے نصیحت بنا دیا۔ (۶۶) اور وہ موقع بھی یاد کرو جب موسیٰؑ نے قوم سے کہا کہ خدا کا حکم ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں مذاق بنا رہے ہیں۔ فرمایا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں (۶۷) ان لوگوں نے کہا کہ اچھا خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی حقیقت بتائے۔ انہوں نے کہا کہ ایسی گائے چاہئے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچہ۔ درمیانی قسم کی ہو۔ اب حکم خدا پر عمل کرو (۶۸) ان لوگوں نے کہا یہ بھی پوچھئے کہ رنگ کیا ہوگا۔ کہا کہ حکم خدا ہے کہ زرد بھڑک دار رنگ کی ہو جو دیکھنے میں بھلی معلوم ہو (۶۹) ان لوگوں نے کہا کہ ایسی تو بہت سی گائیں ہیں اب کون سی ذبح کریں اسے بیان کیا جائے ہم انشاء اللہ تلاش کر لیں گے (۷۰) حکم ہوا کہ ایسی گائے جو کاروباری نہ ہو نہ زمین جوتے نہ کھیت سینچے ایسی صاف ستھری کہ اس میں کوئی دھبہ بھی نہ ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ذبح کر دیا حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہیں تھے (۷۱) اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کے قاتل کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے جبکہ خدا اس راز کا واضح کرنے والا ہے جسے تم چھپا رہے تھے (۷۲) تو ہم نے کہا کہ مقتول کو گائے کے ٹکڑے سے مس کر دو خدا اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے (۷۳) پھر تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے پتھر یا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت کہ پتھروں میں سے تو بعض سے نہریں بھی جاری ہو جاتی ہیں اور بعض شگافتہ ہو جاتے ہیں تو ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض خوفِ خدا سے گر پڑتے ہیں۔ لیکن اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۷۴) مسلمانو! کیا تمہیں امید ہے کہ یہ یہودی تمہاری طرح ایمان لے آئیں گے جبکہ ان کے اسلاف کا ایک گروہ کلامِ خدا کو سن کر تحریف کر دیتا تھا حالانکہ سب سمجھتے بھی تھے اور جانتے بھی تھے (۷۵) یہ یہودی ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے اور آپس میں ایک دوسرے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تم مسلمانوں کو توریت کے مطالب بتا دو گے کہ وہ اپنے نبی کے اوصاف سے تمہارے اوپر استدلال کریں کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ ایسی حماقت کرو گے (۷۶) کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خدا سب کچھ جانتا ہے جس کا یہ اظہار رہے ہیں اور جس

Presented by Ziaraat.com

کی یہ پردہ پوشی کر رہے ہیں (۷۷) ان یہودیوں میں کچھ ایسے جاہل بھی ہیں جو توریت کو یاد کئے ہوئے ہیں اور اس کے بارے میں سوائے امیدوں کے کچھ نہیں جانتے ہیں حالانکہ یہ ان کا فقط خیالِ خام ہے (۷۸) وائے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تا کہ اسے تھوڑے دام میں بیچ لیں۔ ان کے لئے اس تحریر پر بھی عذاب ہے اور اس کی کمائی پر بھی (۷۹) یہ کہتے ہیں کہ ہمیں آتش جہنم چند دن کے علاوہ چھو بھی نہیں سکتی۔ ان سے پوچھئے کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی وہ مخالفت نہیں کر سکتا یا اس کے خلاف جہالت کی باتیں کر رہے ہو (۸۰)

تفسیر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾

جناب علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھ میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے بعض اپنے شیعہ اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ اسلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا بنی اسرائیل کا ایک شخص جو اخیار بنی اسرائیل اور ان کے عماد میں سے تھا۔ اس نے ایک عورت کو شادی کا پیغام دیا وہ عورت بھی بنی اسرائیل میں سے تھی۔ پس اس عورت نے اس عالم اور نیک شخص کے پیغام نکاح کو قبول کر لیا۔ اور اسی عورت کے چچازاد نے نکاح کا پیغام دیا وہ چونکہ فاسق و بدکردار تھا۔ پس اس عورت نے اس کے پیغام کو رد کر دیا (یہ شخص اس عالم شخص کا بھی چچازاد تھا۔) پس اس دوسرے شخص نے اس عالم پر حسد کیا اور اس کو گھات لگا کر قتل کر دیا۔ اور پھر خود ہی اس کی لاش کو اٹھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے نبی خدا یہ میرا چچازاد ہے اور اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کو کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے جواب میں عرض کیا میں اس کے قاتل کو نہیں جانتا۔ بنی اسرائیل میں قتل ایک بہت بڑا سانحہ شمار ہوتا تھا۔ پس جناب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا پس بنی اسرائیل والے جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے۔ اور عرض کرنے لگے اے نبی خدا آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ایک بندہ تھا اس کی ایک گائے تھی اور اس کا ایک فرزند جو انتہائی نیک سیرت تھا۔ اور اس کے بیٹے کے پاس کچھ تجارت کا مال تھا۔ پس کچھ لوگ اس سے مال خریدنے آئے۔ لیکن اس کا مال تالے کے تحت تھا اور اس تالے کی چابی اس کے والد کے سرہانے کے نیچے تھی۔ اور اس کا والد سویا ہوا تھا۔ تو اس بچے نے پسند نہ کیا کہ وہ اپنے والد کو نیند سے بیدار کرے اور اس

Presented by Ziaraat.com

کا والد نیند میں تھا۔ پس اس نے مال فروخت نہ کیا اور وہ قوم واپس چلی گی۔ جب اس کا والد نیند سے بیدار ہوا تو اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تو نے اس مال کا کیا گیا۔ تو اس نے کہا وہ مال موجوہ ہے۔ میں نے اس کو فروخت نہیں کیا کیونکہ اس کی چابی آپ کے سر کے نیچے تھی اور آپ سو رہے تھے۔ اور میں نے پسند نہیں کیا کہ آپ کو نیند سے بیدار کیا جائے پس اس کے والد نے خوش ہو کر کہا میں یہ گائے تجھے ھبہ کرتا ہوں۔ اور یہ گائے تیرے مال کے منافع کے عوض قرار دیتا ہوں (گویا والد نے خوش ہو کر اس کو گائے ھبہ میں دی) اور اللہ نے بھی اس کے اس فعل پر خوش ہو کر اس کو انعام دیا۔ اور نبی اسرائیل کو اسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ پس جب سارے نبی اسرائیل والے جناب موسیٰؑ کے پاس اکھٹے ہو گئے۔ اور روئے اور فریاد کی کہ اس قتل کا آپ فیصلہ کریں۔ تو اس وقت جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ تحقیق اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اس قتل کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ایک گائے ذبح کرو۔ جب ان کو یہ حکم دیا گیا تو انہوں نے اس پر بہت زیادہ تعجب کیا اور کہنے لگے اے موسیٰؑ کیا آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ ہم آپ کے پاس قتل کا مسئلہ لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ اور آپ ہمیں گائے ذبح کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ پس جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ پس خدا سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں (یعنی میں کوئی جاہل ہوں جو آپ لوگوں سے مذاق کروں) پس آپ کے اس جواب سے ان کو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا: اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ اے موسیٰؑ آپ رب سے سوال کریں کہ وہ ہمارے لیے بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہیے؟ تو پھر آپ نے فرمایا اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہو کہ نا وہ بوڑھی ہو کہ جو کام بھی نہ کر سکے اور نا ہی بالکل جوان ہو۔ (فارض اس گائے کو کہا جاتا ہے جس پر بیل سوار ہو لیکن وہ حاملہ نہ ہو سکے اور بکر وہ گائے ہے کہ جس پر ابھی بیل سوار نہ ہوا ہو) پھر اور ان لوگوں نے عرض کیا: اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ اے موسیٰؑ اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ ہمارے لیے بیان کرے کہ اس گائے کا رنگ کیسا ہو۔ تو اس وقت جناب موسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو اور ایسا گاڑھا زرد کہ جو دیکھنے والوں کو اچھا لگے۔

پھر ان لوگوں نے عرض کی۔ اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ آپ اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ بیان کرے کہ وہ گائے کس قسم کی ہو کیونکہ یہ گائے ابھی ہمارے لیے واضح نہیں ہوئی۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم ضرور ہدایت حاصل کریں گے۔ اس پر جناب موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ تو سدھائی ہوئی ہو کہ نہ زمین پر ہل چلائے۔ اور نہ ہی کھیتی کو پانی دے۔

Presented by Ziaraat.com

اور پھر فرمایا ایسی سالم ہو کہ اس پر کسی قسم کا داغ نہ ہو۔ یعنی اس پر سوائے زرد رنگ کے کوئی نقطہ بھی نہ ہو۔ قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ۔ انہوں نے کہا اب آپ کے خدا نے ٹھیک ٹھیک بیان کیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو ذبح کیا، حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہیں تھے۔ پھر ان کو یہ بیان کیا گیا کہ ایسی گائے صرف فلان کے پاس ہے۔ پس اس کے پاس سارے چلے گئے تا کہ اس سے وہ گائے خرید سکیں پس اسی شخص نے کہا کہ میں اس کو ہرگز فروخت نہیں کرونگا مگر یہ کہ اس کی قیمت اس کی کھال کو سونے سے پر کرلونگا۔ جب اس شخص نے ان سے اتنی زیادہ قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ سارے جناب موسیٰؑ کے پاس واپس آئے اور آ کر اس کی گراں قدر قیمت کے بارے میں آپ کو خبر دی۔ جناب موسیٰؑ نے فرمایا اب تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس گائے کو خریدو اور اس کو ذبح کرو۔ پس انہوں نے مذکورہ قیمت پر اس کو خریدا اور پھر اس کو ذبح کیا پھر عرض کیا اے نبی خدا اب ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ ان سے کہو کہ اس گائے کا ایک حصہ لے کر اس لاش پر مارو اور پھر اس سے سوال کرو کہ تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ پس ان لوگوں نے اس گائے کی دم کو لیا اور پھر اس کو لاش پر مارا اور کہا کہ آپ کو کس نے قتل کیا ہے؟ پس اس نے کہا کہ میرے چچازاد فلاں بن فلان نے مجھے مارا ہے۔ اور یہ ہی اللہ فرماتا ہے۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ۔ پس ہم نے ان سے کہا کہ تم اس کے بعض حصے کے ساتھ اس کو مارو۔ ایسے ہی اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تا کہ تم کو اپنی نشانیاں دیکھائے تا کہ تم شاید اس سے عقل حاصل کرو۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ ۔ پس کیا یہ امید اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ تم پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ اللہ کے کلام کو سنتا ہے اور سمجھنے کے باوجود بھی اس میں تحریف کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ علم اور اطلاع بھی رکھتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہ جن لوگوں نے ظاہری طور پر اسلام کو قبول کر لیا اور حقیقت میں وہ منافق تھے۔ جب وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تھے۔ تو آپ سے عرض کرتے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور جب وہ دوسرے یہودیوں کو دیکھتے تھے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے سامنے جو رسول خدا اور آپ کے اصحاب کے بارے تورات میں ذکر ہوا تھا وہ بیان کرتے تھے۔ پھر ان کے بڑے بڑے علماء اور سرداروں نے ان سے کہا: اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ ۔ ان مطالب کو مسلمانوں کے سامنے کیوں بیان کرتے ہو جو خدا نے (رسول خدا کی صفات کے بارے میں) تم سے بیان کئے ہیں تا کہ بارگاہ خدا میں قیامت کے دن وہ تمہارے بارے میں استدلال کریں گے۔ کیا تم اس کے بارے میں عقل رکھتے ہو۔ شعور رکھتے ہو۔ پس خداوند متعال نے ان لوگوں کے رد میں فرمایا:

Presented by Ziaraat.com

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ

اور کیا تم نہیں جانتے کہ تحقیق خدا ان کے اندرونی اور بیرونی اسرار کو خوب جانتا ہے۔ اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ان پڑھ اندھے یہودی ہیں)

لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

کہ جو کتاب خدا کو چند خیالات اور آرزوؤں کے علاوہ کچھ نہیں جانتے اور ان میں سے کچھ ایسی قوم ہیں کہ وہ تورات اور اس کے احکام میں تحریف کرتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے ان کو لکھ کر پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ پھر ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ ۔ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کچھ مطالب کو اپنی طرف سے لکھ لیتے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کو تھوڑی سی دنیاوی قیمت (اگرچہ وہ بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو پھر بھی آخرت کے بدلے میں بہت ہی تھوڑی ہے) یہ فروخت کر سکیں پس افسوس ہے ان کے لیے جو کچھ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے اور پھر افسوس ہے اس پر جو انہوں نے اس سے کمایا ہے۔

قولہ: وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۗ ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کا عذاب ہمیں چند گنتی کے ایام ہوگا۔ اس زیادہ نہیں ہوگا۔ بنی اسرائیل والے یہودی کہتے تھے کہ (ہم جو رسول خدا کی رسالت پر ایمان نہیں لائے اور تورات میں جو تحریف کی ہے اس کی وجہ سے) ہمیں جہنم کی آگ کا عذاب دیا گیا تو صرف چند گنتی کا دن ہوگا۔ ہم ہمیشہ جہنم میں رہنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ ہاں اگر ہم پر عذاب ہوا تو صرف دس دن ہوگا کیونکہ ہم نے دس دن تک بچھڑے کی پوجا کی تھی اور ہم پر عذاب بھی دس دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے رد میں فرمایا ہے۔

آیت نمبر 80 سے 101 تک

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ

Presented by Ziaraat.com

اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ
اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ
دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ
تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ
دِيَارِهِمْ ۖ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ
اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ
الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ
بِالرُّسُلِ ۖ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ
الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ
اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۖ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا

Presented by Ziaraat.com

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾
وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ
قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا
كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ
اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ
عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ
فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ
جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ
ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ
اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۚ وَاُشْرِبُوْا فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ
خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾
وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾

Presented by Ziaraat.com

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛ
يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ
اَنْ يُّعَمَّرَ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ
فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ
وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا
نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ

یقیناً جس نے کوئی برائی حاصل کی اور اس کی غلطی نے اسے گھیر لیا وہ لوگ اہلِ جہنّم ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۸۱) اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ اہل جنّت ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۸۲) اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خبردار خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ، قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ لوگوں سے اچھی باتیں کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا لیکن اس کے بعد تم میں سے چند کے علاوہ سب منحرف ہو گئے اور تم لوگ تو بس اعراض کرنے والے ہی ہو (۸۳) اور ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور کسی کو اپنے وطن سے نکال باہر نہ کرنا اور تم نے

Presented by Ziaraat.com

اس کا اقرار کیا اور تم خود ہی اس کے گواہ بھی ہو (۸۴) لیکن اس کے بعد تم نے قتل وخون شروع کر دیا۔ لوگوں کو علاقہ سے باہر نکالنے لگے اور گناہ وتعدی میں ظالموں کی مدد کرنے لگے حالانکہ کوئی قیدی بن کر آتا ہے تو فدیہ دے کر آزاد بھی کرا لیتے ہو جبکہ شروع سے ان کا نکالنا ہی حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور ایک کا انکار کر دیتے ہو۔ ایسا کرنے والوں کی کیا سزا ہے سوائے اس کے کہ زندگانی دنیا میں ذلیل ہوں اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف پلٹا دیئے جائیں گے۔ اور اللہ تمہارے کرتوت سے بے خبر نہیں ہے (۸۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کو دے کر دنیا خرید لی ہے اب نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی (۸۶) ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی ان کے پیچھے رسولوں کا سلسلہ قائم کیا۔ عیسیٰ بن مریم کو واضح معجزات عطا کئے، روح القدس سے ان کی تائید کرا دی لیکن کیا تمہارا مستقل طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی رسول تمہاری خواہش کے خلاف کوئی پیغام لے کر آتا ہے تو اکڑ جاتے ہو اور ایک جماعت کو جھٹلا دیتے ہو اور ایک کو قتل کر دیتے ہو (۸۷) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آتا بے شک ان کے کفر کی بنا پر ان پر خدا کی مار ہے اور یہ بہت کم ایمان لے آئیں گے (۸۸) اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے کتاب آئی ہے جو ان کی توریت وغیرہ کی تصدیق بھی کرنے والی ہے اور اس کے پہلے وہ دشمنوں کے مقابلہ میں اسی کے ذریعہ طلب فتح بھی کرتے تھے لیکن اس کے آتے ہی منکر ہو گئے حالانکہ اسے پہچانتے بھی تھے تو اب کافروں پر خدا کی لعنت ہے (۸۹) ان لوگوں نے اپنے نفس کا کتنا برا سودا کیا ہے کہ زبردستی خدا کے نازل کئے کا انکار کر بیٹھے اس ضد میں کہ خدا اپنے فضل وکرم سے اپنے جس بندے پر جو چاہے نازل کر دیتا ہے۔ اب یہ غضب بالائے غضب کے حقدار ہیں اور ان کے لئے رسوا کن عذاب بھی ہے (۹۰) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے نازل کئے ہوئے پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم صرف اس پر ایمان لے آئیں گے جو ہم پر نازل ہوا ہے اور اس کے علاوہ سب کا انکار کر دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی حق ہے اور ان کے پاس جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرنے والا بھی ہے۔ اب آپ ان سے کہئے کہ اگر تم مومن ہو تو اس سے پہلے انبیاء خدا کو قتل کیوں کرتے تھے (۹۱) یقیناً موسیٰؑ تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے لیکن تم نے ان کے بعد گوسالہ کو اختیار کر لیا اور تم واقعی ظالم ہو (۹۲) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا اور تمہارے سروں

Presented by Ziaraat.com

پر کوہِ طور کو معلق کر دیا کہ توریت کو مضبوطی سے پکڑ لو تو انہوں نے ڈر کے مارے فوراً اقرار کر لیا کہ ہم نے سن تو لیا لیکن پھر نافرمانی بھی کریں گے کہ ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت گھول کر پلا دی گئی ہے۔ اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ اگر تم ایماندار ہو تو تمہارا ایمان بہت برے احکام دیتا ہے (۹۳) ان سے کہو کہ اگر سارے انسانوں میں دار آخرت فقط تمہارے لئے ہے اور تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو (۹۴) اور یہ اپنے پچھلے اعمال کی بنا پر ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے کہ خدا ظالموں کے حالات سے خوب واقف ہے (۹۵) اے رسول آپ دیکھیں گے کہ یہ زندگی کے سب سے زیادہ حریص ہیں اور بعض مشرکین تو یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ہزار برس کی عمر دے دی جائے جبکہ یہ ہزار برس بھی زندہ رہیں تو طولِ حیات انہیں عذابِ الٰہی سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (۹۶) اے رسول کہہ دیجئے کہ جو شخص بھی جبریل کا دشمن ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ جبریل نے آپ کے دل پر قرآن حکم خدا سے اتارا ہے جو سابق کتابوں کی تصدیق کرنے والا، ہدایت اور صاحبانِ ایمان کے لئے بشارت ہے (۹۷) جو بھی اللہ، ملائکہ، مرسلین اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہوگا اسے معلوم رہے کہ خدا بھی تمام کافروں کا دشمن ہے (۹۸) ہم نے آپ کی طرف روشن نشانیاں نازل کی ہیں اور ان کا انکار فاسقوں کے سوا کوئی نہ کرے گا (۹۹) ان کا حال یہ ہے کہ جب بھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ایک فریق نے ضرور توڑ دیا بلکہ ان کی اکثریت بے ایمان ہی ہے (۱۰۰) اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے سابق کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا رسول آیا تو اہلِ کتاب کی ایک جماعت نے کتابِ خدا کو پس پشت ڈال دیا جیسے وہ اسے جانتے ہی نہ ہوں (۱۰۱)

تفسیر

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۸۰ ۔ اے میرے رسول آپ کہہ دیں کہ کیا تم نے خدا سے کوئی عہد پیمان کیا ہوا ہے پس وہ اپنے عہد کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ یا پھر تم خدا کے بارے میں وہ باتیں کرتے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں ہے۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور تم لوگوں سے اچھے انداز میں گفتگو کرو۔

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ ان سے اچھے انداز میں گفتگو کرو پھر آیت منسوخ ہوگی اور آیات ناسخہ یہ

Presented by Ziaraat.com

ہے۔ اقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کر دو۔

قولہ: وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم ایک دوسرے کا خون نہیں بہاؤ گے اور ایک دوسرے کو اپنی سرزمین سے باہر نہیں نکالو گے۔ تم نے اس کا اقرار بھی کیا اور تم خود اس عہد پر گواہ تھے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ آیت کریم حضرت ابوذر رحمۃ اللہ نے اس آیت کو اپنے اور عثمان بن عفان کے حالات کے بارے میں تطبیق کیا تھا۔ اور وہ کچھ یوں ہے۔ کہ جب معاویہ نے حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ کو شام سے مدینہ کی طرف جلاوطن کیا۔ تو آپ جب مدینہ میں داخل ہوئے اور خلیفہ سوم عثمان بن عفان کے پاس تشریف لائے تو اس وقت آپ نے اپنے عصا کا سہارا لیا اور آپ اس وقت نحیف اور لاغر ہو چکے تھے۔ جب آپ جناب عثمان کے پاس آئے تو اس قت خلیفہ کے سامنے ایک لاکھ درہم کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جو کسی علاقے سے ان کے عامل نے ان کے پاس روانہ کیا تھا۔ اور اس ڈھیر کے اردگرد آپ کے چاہیے والے مسرت وامید کی نگاہوں سے اس دولت کو دیکھ رہے تھے۔ اور ان سب کو امید تھی کہ خلیفہ وقت یہ رقم ساری ہمارے درمیان تقسیم کر دیں گئے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضرت عثمان سے سوال کیا۔ یہ مال کتنا ہے۔ خلیفہ وقت نے جواب دیا ایک لاکھ درہم ہے۔ جو میرے ایک عامل نے میرے لیے روانہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اتنی رقم اور کہیں سے آجائے تو پھر اس کے بارے میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ ایک لاکھ درہم بڑی رقم ہے یا چار دینار زیادہ ہیں؟

خلیفہ نے کہا کہ ایک لاکھ بڑی رقم ہے۔

(ا۔ ممکن یہ واقعہ بیان ہونے لگا ہے کہ جواب سلام کے وجوب سے پہلے کا ہو۔ ورنہ سلام کا جواب دینا واجب ہوتا ہے مترجم)

حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا؟ کیا آپ کو وہ وقت یاد ہے کہ جب میں اور تم دونوں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رات کے وقت گئے ہم نے آپ کو مغموم اور پریشان حالت میں پایا ہم نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے ہمارے سلام کا جواب بھی نہیں دیا تھا۔ جب صبح کے وقت ہم دوبارہ آپ کے پاس گئے تو اس وقت آپ خوش وخرم تھے اور آپ بشاش بشاش تھے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں ہم رات آپ کے پاس آئے تھے تو آپ کو بہت زیادہ پریشان پایا تھا۔ اور اس وقت آپ خوش وخرم ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے چار دینار بچ گئے تھے جنہیں میں تقسیم نہیں

Presented by Ziaraat.com

کر سکا تھا۔ اور مجھے خدشہ تھا کہ کہیں رات مجھے موت آ گئی تو مجھ سے ان چار دیناروں کا حساب لیا جائے گا۔ اور اس وقت میں اس لیے خوش ہوں کہ میں نے ان چار دیناروں کو تقسیم کر دیا ہے۔

اس وقت حضرت خلیفہ نے کعب الاحبار (یہ پہلے یہودی تھا اور بعد میں مسلمان ہوا تھا) کی طرف دیکھ کر کہا۔

اے ابو اسحاق: اگر کوئی شخص اپنے مال کی واجب زکوٰۃ ادا کرنے کیا تو اس پر پھر کوئی واجب باقی رہ جاتا ہے۔

کعب الاحبار نے کہا: نہیں ہرگز نہیں زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اگر کوئی شخص سونے اور چاند کی اینٹوں سے محل بھی تعمیر کرے تو بھی اس کے ذمہ کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت ابوذر غفاری نے غصے میں آ کر اپنا عصا اٹھا کر کعب الاحبار کے سر پر مار کہا: اے کافرہ عورت کے بچے تو کون ہوتا ہے مسلمانوں کے احکام میں غور فکر کرنے والا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان تیرے قول سے زیادہ سچا ہے اور اللہ خود فرماتا ہے۔

(وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ۳۴ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۳۵) (سورۃ توبہ آیت 34)

وہ لوگ جو سونے اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ جس دن اس سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے اور ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا اور اس وقت ان سے کہا جائے گا) یہ وہی مال ہے جسے تم جمع کیا کرتے تھے اور اب اپنے جمع شدہ مال کا عذاب دیکھو۔

خلیفہ وقت نے حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ تو بوڑھا ہو چکا ہے اور تیری عقل ختم ہو چکی ہے۔ مجھے اگر تیرے صحابی رسول ہونے کا پاس نہ ہوتا تو میں ضرور بر ضرور تجھے قتل کر دیتا۔

آپ نے فرمایا: اے عثمان تو جھوٹ بول رہا ہے اور غلط کہہ رہا ہے مجھے میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگ تجھے گمراہ نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی تجھے قتل کر سکیں گے۔ میری عقل اتنی ابھی باقی ہے کہ میں تجھے ایک رسول خدا کی حدیث سنا سکتا ہوں: جو آپؐ نے تیرے اور تیرے خاندان والوں کے بارے میں فرمائی تھی۔

خلیفہ وقت نے کہا: کیا؟ آپؐ نے میرے اور میرے خاندان کے بارے میں کوئی حدیث فرمائی تھی؟

حضرت ابوذر غفاری فرمایا: ہاں میں نے خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ اذا بلغ ال ابی العاص ثلاثین رجلا صیرو امال اللہ دولا و کتاب اللہ علاو عباداللہ فولا۔ والفاسقین حزبا والصالحین حربا۔

Presented by Ziaraat.com

آپ نے فرمایا: جب آل ابی العاص کے خاندان کے تیس مرد ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو اپنا مال قرار دیں گے اور کتاب خدا کو ترک دیں گے اور اللہ کے بندوں کو وہ اپنا غلام بنالیں گے اور فاسقوں کو اپنا گروہ اور جماعت قرار دیں گے اور نیک لوگوں سے جنگ کریں گے۔

جب حضرت عثمان نے اپنے اور اپنے خاندان والوں کے بارے میں یہ حدیث سنی انہوں نے حاضرین سے سوال کیا۔ اے اصحاب محمد کیا تم میں سے کسی نے یہ حدیث رسول خدا سے سنی تھی؟ لوگوں نے کہا نہیں ہم نے ایسی کوئی حدیث رسول خدا سے نہیں سنی۔

جناب عثمان نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کو میرے پاس بلایا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام آئے تو خلیفہ نے آپ کے سامنے ابوذر کی شکایت کرتے ہوئے کہا: اے ابوالحسن اس بوڑھے جھوٹے کی باتیں آپ نے سنی ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رک جاؤ زبان کو کنٹرول میں رکھو۔ اور ابوذر کو جھوٹا مت کہو۔ میں نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء علی ذی لحجة اصدق من ابی ذکر ۔ آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو اپنی پشت پر نہیں اٹھایا جو حضرت ابوذر سے زیادہ سچا ہو، اس وقت صحابہ نے کہا: ہاں ابوذر نے سچ کہا ہے ہم نے بھی یہ حدیث رسول خدا سے سنی ہے۔ اس وقت ابوذر روئے اور آپ نے ان سے کہا، افسوس ہے تم لوگوں پر کہ تم نے مال دنیا کی خاطر گردنیں لمبی کی ہوئی ہیں اور حرص لالچ میں تم نے مجھے جھوٹا قرار دیا۔ اور تم نے گمان کر لیا کہ میں نے رسول خدا پر جھوٹ تراشا ہے اچھا تم لوگ مجھے بتاؤ کہ اس وقت تم سے بہتر کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیشہ اپنے آپ کو ہم سے بہتر کہا کرتے ہو۔

ابوذر نے فرمایا: ہاں میں تم سے بہتر ہوں کیونکہ جب رسول خدا اس دنیا سے گئے تھے تو اس وقت بھی میرے جسم پر یہ ہی جبہ تھا جواب میرے جسم پر ہے۔ (گویا میں نے جبہ نہیں بدلا تم نے دین و ایمان بدل لیا ہے) ابھی میرا یہ جبہ بوسیدہ نہیں ہوا۔ کہ تم نے دین میں کئی بدعات شامل کر لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے ان بدعات کا حساب لے گا۔ جب کہ مجھے اس کا حساب نہیں دینا پڑے گا۔

حضرت عثمان نے کہا: اے ابوذر تمہیں حق رسول خدا کی قسم دے کر آپ سے کہتا ہوں کیا جو میں آپ سے سوال کروں گا کیا آپ مجھے اس کا جواب دیں گے۔

جناب ابوذر غفاری نے فرمایا: جب تم حق رسول کی قسم دے کر سوال کرو گے تو میں ضرور جواب دونگا۔ تو اس نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ کون سا شہر آپ کو زیادہ پسندہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جو خدا اور رسول کا حرم ہے ہیں چاہتا ہوں کہ ساری زندگی میں وہاں عبادت کرتا رہوں حاکم وقت نے کہا۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا یہ آپ کو شرف نہیں دیا جا سکتا آپ نے پھر فرمایا: یہ مدینہ رسول جو حرم رسول

Presented by Ziaraat.com

خدا ہے۔ پھر حاکم وقت نے کہا نہیں یہ بھی نہیں ہوسکتا یہ کرامت وشرافت بھی آپ کو نہیں مل سکتی۔ پھر حضرت ابوذر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان نے پوچھا کون سا شہر آپ کو پسند نہیں ہے؟ شہر ربذہ ہے کہ جہاں میں زمان کفر میں رہتا تھا۔ پس عثمان نے کہا آپ وہاں ہی چلے جائیں۔ میں آپ کو زبذہ جلاوطن کرتا ہوں حضرت ابوذر غفاری فرمایا: آپ نے مجھ سے جو سوال پوچھا میں نے اس کا صحیح جواب دیا ہے اب میں بھی آپ سے سوال کرتا ہوں آپ بھی اس کا صحیح جواب دیں گے حضرت عثمان نے کہا: اچھا پوچھو کیا پوچھتے ہو۔

حضرت ابوذر نے فرمایا فرض کریں آپ مجھے مجاہدین اسلام کے ہمراہ مشرکوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کر دیتے ہیں۔ اور وہاں پر مشرک مجھے گرفتار کر لیتے ہیں۔ اور آپ سے میری رہائی کے لیے آپ سے ایک تہائی مال بطور فدیہ کا مطالبہ کر لیتے ہیں۔ تو کیا تم مجھے اپنا ایک تہائی مال دے کر چھڑانا پسند کرو گے؟

حضرت عثمان نے کہا جی ہاں میں اپنے ماں کا ایک تہائی مال دے کر آپ کو مشرکوں سے رہائی دلواؤں گا۔

حضرت ابوذر نے فرمایا: اگر گرفتار کرنے والے مشرک آپ کے آدھے ماں کا مطالبہ کر دیں تو پھر کیا کرے گا۔

حضرت عثمان نے کہا: میں اپنا نصف مال دے کر بھی آپ کو رہائی دلواؤں گا اور پھر حضرت ابوذر نے فرمایا اگر مشرک سارے مال کا مطالبہ کریں گے تو پھر آپ کیا کریں گے۔

حضرت عثمان نے کہا: میں اپنی ساری دولت دے کر بھی آپ کو کافروں کے ہاتھوں سے رہائی دلواؤں گا۔

یہ سن کر حضرت ابوذر نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا:

اور فرمایا کہ ایک دن میرے حبیب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا۔

اے ابوذر! اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تم سے پوچھا جائے گا۔ کہ تمہیں کون سا شہر پسند ہے۔ تو تم جواب میں کہو گے۔ مجھے خدا اور رسول کا حرم شہر مکہ پسند ہے۔ میں مرتے دم تک وہاں عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا نہیں مکہ میں آپ کو نہیں رہنے دیا جائے گا۔

اس وقت تم کہو گے اگر میرا مکہ میں رہنا تمہیں گوارہ نہیں ہے تو پھر مجھے مدینہ میں رہنے دیا جائے۔ اس وقت کہا جائے گا نہیں آپ کو مدینہ میں بھی نہیں رہنے دیا جائے گا۔

پھر تم سے کہا جائے گا کہ آپ کو کون سا شہر ناپسند ہے؟ اس وقت تم کہو گے کہ مجھے ربذہ سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ جہاں میں اسلام سے پہلے رہتا تھا۔

تمہارا یہ جواب سن کر تم سے کہا جائے گا کہ وہاں چلے جاؤ۔

میں نے اس وقت عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ایسا ہوگا۔

Presented by Ziaraat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا ہو کر رہے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس وقت اپنی تلوار کندھے سے اتاروں گا اور جنگ کرنا شروع کر دونگا۔

نبی اکرم نے فرمایا: نہیں امیر کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ نے تیرے اور تیرے حریف کے بارے میں آیت نازل کی ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون سی آیت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ ۔ اور ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کو قتل نہیں کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنے وطن سے جلاوطن نہیں کرو گے پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم خود ہی اس کے گواہ قرار دے گئے۔ لیکن (پھر تم اپنے وعدہ سے مکر گئے اور اپنے عہد کو توڑتے ہوئے) تم نے ایک دوسرے کو قتل بھی کرنے لگے۔ اور ایک دوسرے کو جلاوطن بھی کرنے لگ گئے۔ اور تم گناہ اور سرکشی کے ذریعے ان پر غلبہ حاصل کرنے لگے حالانکہ تمہارے پاس کوئی قیدی بن کر آجائے تو اس سے فدیہ لے کر اس کو آزادی دیتے ہو (لیکن آپس میں ایک دوسرے سے فدیہ بھی نہیں لیتے اور معاف بھی نہیں کرتے) حالانکہ ان کو آزاد کرنا تمہارے لیے حرام ہوتا ہے کیا تم کتاب خدا کے بعض حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور بعض حصے کا انکار (یعنی جو حکم خدا اپنے حق میں ہوا اس کو قبول کر لیا یا آج کے دور میں جو آیت یا روایت یا حدیث اپنے حق میں ہوئی اس کو مان لیا اور جو اپنے حق میں نہ ہو اس کو رد کر دیا مترجم) اور تم میں سے جو بھی ایسا کرے گا۔ اس کی اس کے علاوہ اور کیا سزا ہوگی۔ کہ وہ دنیاوی زندگی میں رسواء ہو اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی طرف اس کو پلٹا دیا جائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔ یہ قول خدا: (وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾) اور پھر بچھڑے کی محبت میں تمہارے دلوں کو آبیاری ہوئی یہ تمہارے کفر کے سبب تھا۔ اے رسول خدا ان سے کہہ دیں کہ کتنا برا حکم تمہارا ایمان تم کو دیتا ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تم بچھڑے کی محبت میں اس قدر غرق ہوئے اور اس کی عبادت کرنے لگ گئے۔ اس کے باوجود بھی تم کہتے ہو کہ ہم خدا کے اولیاء اور دوست ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرماتا ہے کہ اگر تم واقعی خدا کے اولیاء اور دوست ہو جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔ پھر فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۔ پھر تم موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو۔

(یہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے کیوں کہا) اس لیے کہ تورات میں موجود جو ہے اللہ کے اولیاء اور دوست موت کی تمنا

Presented by Ziaraat.com

کرتے ہیں وہ موت سے ڈرتے نہیں ہیں۔

حاشیہ:

(تاریخ کے ساتھ کچھ تعلق رکھتے والے ہے واقعہ اجنبی نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ مروج الذہب جلد اول انساب الند اذری جلد نمبر 5، تاریخ یعقوبی، جلد دوم، طبقاب، ابن سعد جلد نمبر 4 صحیح بخاری کتاب زکوۃ، عمدۃ القاری شرح بخاری، جلد نمبر 4، شرح نہج البلاغہ م محمد عبدہ جلد 2 اور کتاب ابوذر غفاری، عبدالحمید، اس کے علاوہ بھی کتب تواریخ میں جستجو کرنے والے تلاش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ ابوذر اور عثمان والا بہت مشہور ہے۔)

قولہ: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ اے میرے رسول آپ فرمادیں جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ (حقیقت میں خدا کا دشمن ہے) کیونکہ اس نے تو حکم خدا سے آپ کے دل پر قرآن کو اتارا ہے۔ جو گذشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے (یعنی یہ قرآن تصدیق کرتا ہے کہ تورات خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس وقت جو تورات میں خرافات موجود ہیں جو بعد میں تحریف تورات کا سبب ہیں ان کی خدائی ہونے کی تصدیق ہرگز نہیں کرتا مترجم) اور یہ قرآن مومنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ لوگ رسول خدا کے پاس آکر کہتے تھے ملائکہ میں کچھ ہمارے دوست فرشتے ہیں اور کچھ فرشتے ہمارے دشمن ہیں۔ پس حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ فرشتوں ہیں تمہارے دوست کون ہیں؟ اور تمہارے دشمن کون سے ہیں؟ تو انہوں نے کہا (ظاہراً یہ ابن صوریا کی بحث کی طرف اشارہ ہے) جبرائیل ہمارا دشمن ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہمارے لیے عذاب کا پیغام لے کر آتا تھا تو اگر جبرائیل کے علاوہ کوئی اور فرشتہ آپ کے پاس قرآن لے کر آتا تو ہم ضرور آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آتے یا میکائیل نازل ہوتا تب بھی ہم ایمان لے آتے کیونکہ میکائیل ہمارا دوست ہے کیونکہ جبرائیل عذاب اور بربادی کا فرشتہ ہے اور میکائیل رحمت کا فرشتہ ہے۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ اے میرے رسول آپ ان (یہودیوں) سے کہہ دیں جو جبرائیل کے دشمن ہیں درحقیقت خدا کے دشمن میں کیونکہ جبرائیل حکم خدا سے قرآن آپ کے دل پر نازل کرتا ہے۔ جو قرآن اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو ان کے پاس موجود ہے۔ اور مومنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے جو شخص خدا اور فرشتوں کا اور خدا کے بھیجے ہوئے رسولان کا جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے۔ وہ خدا کا دشمن ہے اور خدا کافروں کا دشمن ہے۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 102 سے 141 تک

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ
سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ
اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ
اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا
يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا
لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ
اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا
رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا
يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ
عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ
اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ
اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ

Presented by Ziaraat.com

وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى
مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾
وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ
اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ
اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى
شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ
الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ
مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

Presented by Ziaraat.com

وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ
فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ
اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ
قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ
تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ
تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى
عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ
هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ
الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ
اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا
تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا
شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

Presented by Ziaraat.com

فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ
قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً
لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی
اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۲۶﴾
وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ
وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ
نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ

Presented by Ziaraat.com

اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ
شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ
بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾
وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ
حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ
رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا
بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ
وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ
مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ

Presented by Ziaraat.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ

اوران باتوں کا اتباع شروع کر دیا جو شیاطین سلیمان کی سلطنت میں جپا کرتے تھے حالانکہ سلیمان کافر نہیں تھے۔ کافر یہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے اور پھر جو کچھ دو فرشتوں ہاروت ماروت پر بابل میں نازل ہوا ہے۔ وہ اس کی بھی تعلیم اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک یہ کہہ نہیں دیتے تھے کہ ہم ذریعہ امتحان ہیں۔ خبردار تم کافر نہ ہو جانا۔ لیکن وہ لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کرا دیں حالانکہ اذنِ خدا کے بغیر وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ ان سے وہ سب کچھ سیکھتے تھے جو ان کے لئے مضر تھا اور اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا یہ خوب جانتے تھے کہ جو بھی ان چیزوں کو خریدے گا اس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہوگا۔ انہوں نے اپنے نفس کا بہت برا سودا کیا ہے اگر یہ کچھ جانتے اور سمجھتے ہوں (۱۰۲) اگر یہ لوگ ایمان لے آتے اور متقی بن جاتے تو خدائی ثواب بہت بہتر تھا۔ اگر ان کی سمجھ میں آجاتا (۱۰۳) ایمان والو! راعنا (ہماری رعایت کرو) نہ کہا کرو انظرنا کہا کرو اور غور سے سنا کرو اور یاد رکھو کہ کافرین کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے (۱۰۴) کافر اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ اور عام مشرکین یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے اوپر پروردگار کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل و کرم کا مالک ہے (۱۰۵) اور اے رسول ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا دلوں سے محو کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی جیسی آیت ضرور لے آتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے (۱۰۶) کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی حکومت صرف اللہ کے لئے ہے اور اس کے علاوہ کوئی سرپرست ہے نہ مددگار (۱۰۷) اے لوگو! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا ہی مطالبہ کرو جیسا کہ موسیٰؑ سے کیا گیا تھا تو یاد رکھو کہ جس

Presented by Ziaraat.com

نے ایمان کو کفر سے بدل لیا وہ بدترین راستہ پر گمراہ ہوگیا ہے (۱۰۸) بہت سے اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی ایمان کے بعد کافر بنالیں وہ تم سے حسد رکھتے ہیں ورنہ حق ان پر بالکل واضح ہے تو اب تم انہیں معاف کردو اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا کوئی حکم بھیج دے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے (۱۰۹) اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو کہ جو کچھ اپنے واسطے پہلے بھیج دو گے سب خدا کے یہاں مل جائے گا۔ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے (۱۱۰) یہ یہودی کہتے ہیں کہ جنّت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔ یہ صرف ان کی امیدیں ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل لے آؤ (۱۱۱) نہیں جو شخص اپنا رخ خدا کی طرف کردے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے پروردگار کے یہاں اجر ہے اور نہ کوئی خوف ہے نہ حزن (۱۱۲) اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ نہیں ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے حالانکہ دونوں ہی کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے پہلے جاہل مشرکین عرب بھی یہی کہا کرتے تھے۔ خدا ان سب کے درمیان روزِ قیامت فیصلہ کرنے والا ہے (۱۱۳) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو مساجد خدا میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے۔ ان لوگوں کا حصّہ صرف یہ ہے کہ مساجد میں خوفزدہ ہوکر داخل ہوں اور ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم (۱۱۴) اور اللہ کے لئے مشرق بھی ہے اور مغرب بھی لہٰذا تم جس جگہ بھی قبلہ کا رخ کرلو گے سمجھو وہیں خدا موجود ہے وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ علم بھی ہے (۱۱۵) اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے اولاد بھی ہے حالانکہ وہ پاک و بے نیاز ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے فرمانبردار ہیں (۱۱۶) وہ زمین و آسمان کا موجد ہے اور جب کسی امر کا فیصلہ کرلیتا ہے تو صرف کن کہتا ہے اور وہ چیز ہوجاتی ہے (۱۱۷) یہ جاہل مشرکین کہتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا اور ہم پر آیت کیوں نازل نہیں کرتا۔ ان کے پہلے والے بھی ایسی ہی جہالت کی باتیں کرچکے ہیں۔ ان سب کے دل ملتے جلتے ہیں اور ہم نے تو اہلِ یقین کے لئے آیات کو واضح کردیا ہے (۱۱۸) اے پیغمبر ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے اہلِ جہنّم کے بارے میں کوئی سوال نہ کیا جائے گا (۱۱۹) یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کی ملّت کی پیروی نہ کرلیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ہدایت صرف ہدایتِ پروردگار ہے۔ اور اگر آپ

Presented by Ziaraat.com

علم کے آنے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو پھر خدا کے عذاب سے بچانے والا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ مددگار (۱۲۰) اور جن لوگوں کو ہم نے قرآن دیا ہے وہ اس کی باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں اور انھیں کا اس پر ایمان بھی ہے اور جو اس کا انکار کرے گا اس کا شمار خسارہ والوں میں ہوگا (۱۲۱) اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تمہیں عنایت کی ہیں اور جن کے طفیل تمہیں سارے عالم سے بہتر بنا دیا ہے (۱۲۲) اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کا فدیہ نہ ہو سکے گا اور نہ کوئی معاوضہ کام آئے گا نہ کوئی سفارش ہوگی اور نہ کوئی مدد کی جا سکے گی (۱۲۳) اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنا رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہوا کہ یہ عہدۂ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا (۱۲۴) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو ثواب اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دے دیا کہ مقام ابراہیم کو مصلّٰی بناؤ اور ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ ہمارے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بنائے رکھو (۱۲۵) اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے دعا کی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا شہر قرار دے دے اور اس کے ان اہلِ شہر کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں پھلوں کا رزق عطا فرما۔ ارشاد ہوا کہ پھر جو کافر ہو جائیں گے انہیں دنیا میں تھوڑی نعمتیں دے کر آخرت میں عذابِ جہنّم میں زبردستی دھکیل دیا جائے گا جو بدترین انجام ہے (۱۲۶) اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم و اسماعیل خانہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے اور دل میں یہ دعا تھی کہ پروردگار ہماری محنت کو قبول فرما لے کہ تو بہترین سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۲۷) پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان اور فرمانبردار قرار دے دے اور ہماری اولاد میں بھی ایک فرمانبردار امت پیدا کر۔ ہمیں ہمارے مناسک دکھلا دے اور ہماری توبہ قبول فرما کہ تو بہترین توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۲۸) پروردگار ان کے درمیان ایک رسول کو مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے۔ انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو صاحبِ عزّت اور صاحبِ حکمت ہے (۱۲۹) اور کون ہے جو ملّت ابراہیم سے اعراض کرے مگر یہ کہ اپنے ہی کو بے وقوف بنائے۔ اور ہم نے انہیں دنیا میں منتخب قرار دیا ہے اور وہ آخرت میں نیک کردار لوگوں میں ہیں (۱۳۰) جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ اپنے کو میرے حوالے

Presented by Ziaraat.com

کردو تو انہوں نے کہا کہ میں رب العالمین کے لئے سراپا تسلیم ہوں (۱۳۱) اور اسی بات کی ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اے میرے فرزندو اللہ نے تمہارے لئے دین کو منتخب کر دیا ہے اب اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ (۱۳۲) کیا تم اس وقت تک موجود تھے جب یعقوب کا وقتِ موت آیا اور انہوں نے اپنی اولاد سے پوچھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کے پروردگار خدائے وحدہ لاشریک کی اور ہم اسی کے مسلمان اور فرمانبردار ہیں (۱۳۳) یہود یو! یہ قوم تھی جو گزر گئی انہیں وہ ملے گا جو انہوں نے کمایا اور تمہیں وہ ملے گا جو تم کماؤ گے تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ ہوگا (۱۳۴) اور یہ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ تم لوگ بھی یہودی اور عیسائی ہو جاؤ تا کہ ہدایت پا جاؤ تو آپ کہہ دیں کہ صحیح راستہ باطل سے کترا کر چلنے والے ابراہیم کا راستہ ہے کہ وہ مشرکین میں نہیں تھے (۱۳۵) اور مسلمانو! تم ان سے کہو کہ ہم اللہ پر اور جو اس نے ہماری طرف بھیجا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد یعقوب کی طرف نازل کیا ہے اور جو موسیٰ، عیسیٰ اور انبیاء کو پروردگار کی طرف سے دیا گیا ہے ان سب پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہم پیغمبروں میں تفریق نہیں کرتے اور ہم خدا کے سچے مسلمان ہیں (۱۳۶) اب اگر یہ لوگ بھی ایسا ہی ایمان لے آئیں گے تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اور اگر اعراض کریں گے تو یہ صرف عناد ہوگا اور عنقریب اللہ تمہیں ان سب کے شر سے بچالے گا کہ وہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے (۱۳۷) رنگ تو صرف اللہ کا رنگ ہے اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم سب اسی کے عبادت گزار ہیں (۱۳۸) اے رسول کہہ دیجئے کہ کیا تم ہم سے اس خدا کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی---تو ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور ہم تو صرف خدا کے مخلص بندے ہیں (۱۳۹) کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب یہودی یا نصرانی تھے تو اے رسول کہہ دیجئے کہ کیا تم خدا سے بہتر جانتے ہو۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدائی شہادت موجود ہو اور وہ پھر پردہ پوشی کرے اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۰) یہ امت گزر چکی ہے اس کا حصہ وہ ہے جو اس نے کیا ہے اور تمہارا حصہ وہ ہے جو تم کرو گے اور خدا تم سے ان کے اعمال کے بارے میں کوئی سوال نہیں کرے گا (۱۴۱)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

قوله: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۗ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

یہودی اس کی پیروی کرتے ہیں جو حضرت سلیمانؑ کے زمانے کے شیاطین لوگوں کے سامنے پڑھا کرتے تھے سلیمان علیہ السلام کافر نہیں تھے لیکن شیاطین نے کفر کیا اور لوگوں کو اس جادو کی تعلیم دی جو بابل کے دو فرشتوں ھاروت اور ماروت پر نازل ہوا اور وہ دونوں فرشتے لوگوں کو جادو باطل کرنے کے لیے سکھاتے تھے اور ہر ایک کو جادو سکھانے سے پہلے لوگوں سے کہتے ہم صرف اور صرف تمہاری آزمائش کیلئے آئے ہیں کافر نہ ہو جانا اور ہماری تعلیمات سے غلط فائدہ مت اٹھانا۔ لیکن وہ ان دو فرشتوں سے وہ جادو سیکھتے جن سے مرد اور عورت کے درمیان جدائی ڈال سکیں (نا کہ اس تعلیم سے جادو کا اثر ختم کرنے اور جادو کو باطل کرنے کیلئے استفادہ کریں) مگر وہ حکم خدا کے بغیر کبھی کسی کو ضرور اور نقصان نہیں دے سکتے تھے۔ اور وہ صرف اس جادو کی تعلیم حاصل کرتے جو ان کے لیے نقصان دہ ہوتا تھا اور اس سے وہ کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسے مال ومتاع کا خریدار ہوتا ہے۔ اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور کاش وہ اس کو جانتے کہ وہ کس قدر برا اور ناپسندیدہ کام کر رہے ہیں۔

جناب علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ابراہیم بن ہاشم قمی نے بیان کیا ہے اور آپ نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے نقل کیا ہے آپ

Presented by Ziaraat.com

نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد نے انسانوں اور جنات کو حکم دیا ہے کہ میرے لیے شیشے کا ایک محل بناؤ انہوں نے محل کا کام شروع کر دیا محل کا کام جاری تھا کہ ایک دن آپ اپنے محل کی چھت پر اپنے عصا کا سہارا لے کر کھڑے تھے اور جنات اور شیاطین کا کام دیکھ رہے تھے وہ کیسے کام کر رہے ہیں۔

آپ ان کے کام دیکھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان چھت پر آ گیا ہے۔ اس نوجوان کو دیکھ کر آپ گھبرا گئے اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

اس نوجوان نے کہا کہ میں وہ ہوں جو رشوت قبول کرنہیں کرتا میں وہ ہوں جو بادشاہ ہوں سے بھی نہیں ڈرتا۔ میں ملک الموت ہوں میں آپ کی جان قبض کرنے کے لیے آیا ہوں (اور اس نے آپ کی جان قبض کر لی اور آپ اسی اعصا کے سہارے مرے کھڑے رہے۔ اور آپ کی وفات کے ایک سال بعد تک آپ اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے اور جنات بھی آپ کو کھڑا دیکھ کر کام کرتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے عصا پر دیمک کو مسلط کیا۔ اور اس دیمک نے عصا کو کھانا شروع اور جب دیمک کے کھانے سے عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمان گر گئے اور آپ کے گرنے سے جنات کو آپ کی موت کا علم ہوا۔ اگر شیاطین اور جنات کے پاس غائب کا علم ہوتا تو وہ پورا ایک سال کام کے عذاب میں گرفتار نہ رہتے اور عصا کا دیمک کی وجہ سے ٹوٹنے کی وجہ سے شیاطین آج تک دیمک کے شکر گزار ہیں یہی وجہ ہے آپ کو جس مقام پر بھی دیمک نظر آئے گا تو اس مقام پر آپ کو مٹی اور پانی ضرور ملے گا۔ جو اس کو جنات فراہم کرتے ہیں حضرت سلیمان کی وفات کے بعد ابلیس نے ایک کتاب تحریر کی۔ اور اس کی پشت پر یہ عبارت تحریر کی۔

هذا ماوضع آصف بن برخیا للملك سلیمان بن داود من ذخائر کنوز علم من اراد کذا کذا فلیفعل کذاء کذا۔

یہ وہ علمی ذخیرہ ہے جسے حضرت آصف بن برخیا نے جناب سلیمان بن داؤد بادشاہ کے لیے تحریر کیا تھا۔ پس جو فلاں کام کروانا چاہتا ہے وہ فلاں منتر پڑھے۔ اور جو فلاں حاجت رکھتا ہو وہ یہ منتر پڑھے پھر اس نے اپنی تالیف کردہ کتاب کو حضرت سلیمان کے تخت کے نیچے چھپا دیا۔ اور پھر اس کو حیلہ و بہانے سے ظاہر کر دیا۔ جب کافروں نے اس کتاب کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ سلیمان جادوگر تھا۔ اور اس نے جادو کے بل بوتے ہم پر حکومت کی ہے۔ اور اہل ایمان نے کہا نہیں سلیمان اللہ کے بندے اور اس کے نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ

الیٰ آخر آیت: انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین سلیمان کی حکومت کے خلاف پڑھا کرتے تھے۔ جبکہ سلیمان

Presented by Ziaraat.com

کافر نہیں تھے لیکن شیاطین نے کفر اختیار کیا۔ جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے۔

جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب الحسن بن المحبوب سے اور انہوں نے علی بن رباب سے اور انہوں جناب محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت ابوجعفر امام محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں آپ کے ساتھ موجود تھا کہ آپ سے ھاروت اور ماروت کے بارے میں سوال کیا۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

آسمان کے فرشتے انسانوں کے اعمال کو لکھنے کے لیے دن رات زمین پر نازل ہوتے تھے۔ اور وہ اپنی آنکھوں سے انسانوں کو ظلم و جور اور جرائم کرتا دیکھتے تھے اور وہ دیکھ کر تنگ آ گئے اور انہوں نے بارگاہ خداوند میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا اے خدایا کیا تو اولاد آدم کے ان برے اعمال پر غصبناک نہیں ہوتا؟ وہ تیری ذات کے بارے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور تیرے سامنے جسارت کرتے تھے اور سرکشی کا مظاہر کرتے تھے اور وہ دن رات گناہوں میں ہیں اور تیری نافرمانی میں مصروف رہتے ہیں اور تو ہے کہ ان کو گناہوں سے منع نہیں کرتا۔ جبکہ وہ تیرے قبصہ قدرت واختیار میں ہیں اس کے باوجود تو ہے کہ ان کے بارے میں درگذر اور بردباری سے کام لے رہا ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ فرشتوں کو یہ باور کروائے اور بتائے کہ اگر تم میری نافرمانی سے محفوظ و معصوم ہو تو اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ میری دی ہوئے عصمت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر وحی فرمائی کہ تم اپنی بزم و محفل سے دو فرشتوں کا انتخاب کرو اور جن دو کا تم انتخاب کرو گے میں ان دو ہی کو انسانی شکل وصورت اور انسانی طبیعت عطا کر کے میں زمین پر اتاروں گا پھر کا ان امتحان لوں گا کہ وہ میری کتنی اور کس قدر اطاعت کرتے ہین اور کتنی نافرمانی کرتے ہیں۔

چنانچہ فرشتوں نے اپنی رائے کے ساتھ ہاروت و ماروت کا چناؤ کیا اور ان کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ فرشتوں میں سب سے زیادہ یہ اولاد آدم کے کردار پر اعتراض کرتے تھے۔ اور انسانوں کی کردار کشی میں یہ دونوں پیش پیش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ تم دونوں زمین پر چلے جاؤ میں نے تمہارے اندر انسانی خواہشات اور انسانی طبائع کو رکھ دیا ہے۔ جو انسانوں میں پائی جاتی ہیں اور ان خواہشات کا مالک بنانے کے بعد میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں کہ تم دونوں میری کتنی اطاعت اور کتنی نافرمانی کرتے ہو۔ یاد رکھنا زمین پر جا کر کسی کو میرا شریک مت قرار دینا اور ناحق قتل نہ کرنا اور شراب نوشی مت کرنا۔ یہ سارے حکم دے کر ان دونوں کو زمین پر اتار دیا اور وہ شہر جس میں ان دونوں کو اتارا گیا وہ شہر بابل تھا۔ اور ان دونوں کے لیے اس شہر میں ایک خوبصورت محل رہائش کے لیے قرار دیا۔ جب وہ اپنے محل کی طرف جا رہے تھے تو ان دونوں کو راستے میں ایک خوبصورت و حسین وجمیل عورت نظر آئی جس نے اپنے آپ کو بہت زیادہ مزین کیا ہوا تھا اور بہت زیادہ اس نے خوشبو وغیرہ لگائی ہوئی تھی۔

Presented by Ziaraat.com

ھاروت اور ماروت نے اس عوت کو دیکھا اور اس سے گفتگو کی اور ہم کلام ہوئے۔ تو اس عورت کی محبت ان کے دل میں گھر کر گئی پھر ان دونوں نے اس عورت سے جنسی خواہش کا سوال کر دیا اس عورت نے جواب دیا کہ میرا ایک دین ہے جس پر میں عقیدہ رکھتی ہوں اگر تم میرے دین پر آجاؤ اور میرے ہم عقیدہ ہو جاؤ تو میں تمہاری خواہش پوری کرنے کو تیار ہوں ورنہ نہیں۔

ہاروت و ماروت نے کہا کہ تیرا کون سا دین ہے؟

اس عورت نے کیا کہ میرا ایک معبود ہے جو اس کی عبادت کرے گا۔ وہ میری نزدیکی کا لطف اٹھا سکے گا۔ ہاروت و ماروت نے کیا وہ تیرا معبود کون ہے؟

اس نے کہا کہ یہ پتھر کا بنا ہوا بت میرا معبود ہے۔

یہ سن کر ہاروت و ماروت نے ایک دوسرے کو غصے سے دیکھا اور ایک دوسرے کہا کہ خدا نے ہمیں شرک اور زنا سے منع کیا ہوا ہے۔

ہماری اس وقت یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہم زنا کے شوق میں بت پرستی پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ جبکہ اس عورت سے وصال شرک کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اس وقت ان دونوں پر جنسی خواہش کا بھوت سوار تھا۔ جس کی وجہ سے وہ عورت کی ہر شرط ماننے پر آمادہ و تیار ہو چکے تھے تو اس عورت نے کہا اگر تم میری ہر شرط ماننے کو تیار ہو تو پھر شراب نوشی کرو تا کہ تم میرے معبود کے مقرب بندے بن جاؤ اور اس سے تم اپنا مطلب و خواہش بہتر طریقے سے حاصل کر سکو گے۔

عورت کی نئی شرط سن کر پھر دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ اللہ نے ہمیں شرک زنا، شراب نوشی نے منع کیا تھا۔ مگر ہم اس عورت کے جال میں پھنس گئے ہیں اور خدا کی نافرمانی کرنے پر پورے تل گئے ہیں۔ مگر وہ عورت کی محبت اور اپنی جنسی خواہش کے سامنے مکمل طور پر مغلوب ہو چکے تھے۔ انہوں نے اس عورت سے کہا کہ تیری وجہ سے ہماری بہت بڑی آزمائش ہو رہی ہے۔ جبکہ ہم تیری ہر بات ماننے کو تیار ہو چکے ہیں۔

پھر اس عورت نے کہا اگر ایسا ہے تو آؤ یہ شراب ہے اس کو پیو اور میرے بت کی عبادت کرو اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ چنانچہ ان دونوں نے عورت کے کہنے پر شراب نوشی کی اور پھر بت پرستی کرتے ہوئے بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گے پھر اس عورت کے ساتھ زنا کرنے پر آمادہ ہوئے ہی تھے۔ اسی وقت اس عورت کے گھر میں ایک شخص آ گیا اس نے اس عورت کے ساتھ ان کو ناشائستہ حالت میں دیکھا تو یہ دونوں گھبرائے گئے اس شخص نے ان سے کہا کہ تم بدکار شخص ہو اور ایک حسین و جمیل خوبصورت عورت کے ساتھ بری نیت سے یہاں جمع ہوئے ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص باہر چلا گیا۔ اس وقت اس عورت نے ان دونوں سے کہا اپنے رب کی قسم ہے میں تم دونوں سے ملاپ نہیں کرونگی کیونکہ یہ شخص ہمیں اس حالت میں دیکھ کر چلا گیا ہے اور یہ باہر جا کر سب کچھ لوگوں کو بتا کر ہمیں رسواء کرے گا اب نجات اسی میں ہے اٹھو اور تم دونوں اس شخص کو قتل کر دو ورنہ یہ ہم سب کو رسواء کر دے

Presented by Ziaraat.com

گا۔اس کو پہلے قتل کرو اور پھر اطمینان سے کاروائی کریں گے۔

عورت کی ترغیب پر وہ دونوں اٹھے اور نہوں نے اس شخص کو قتل کر ڈالا قتل کر کے جب وہ واپس آئے تو وہ عورت دونوں کو نظر نہ آئی۔اس وقت ان کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں اور ان کے پر گر گئے اور قوت پرواز ان سے سلب ہو گئی۔اسی وقت ان پر پھر وحی خدا آئی۔کہ میں نے تمہیں زمین پر آتارا تھا اور چار قسم کی نافرمانیوں سے منع کیا تھا۔لیکن تم نے میرا فرمان نہ مانا اور میرا حیاء نہ کیا۔جبکہ اسے پہلے تم دونوں اہل زمین پر بہت زیادہ اعتراض کرتے تھے اور میں نے چند لمحات کے لیے تم سے عصمت کی چادر اُٹھائی ہے تم نے میری نافرمانی کی حد کر دی ہے پس اگر یہ تمہاری مرضی و پسند ہے۔اگر تم دنیا میں سزا پانا پسند کرو تو میں تمہیں دنیا میں سزا دونگا اور اگر آخرت کا عذاب پسند کرو تو میں تم دونوں کو آخرت میں عذاب دونگا۔یہ فرمان خدا سن کر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم نے ابھی دنیا کی لذتیں حاصل نہیں کی۔کم از کم دنیا میں لطف اندوزیاں کر لیں پھر آخرت کو دیکھا جائے گا۔جبکہ دوسرے نے کہا نہیں دنیا کی زندگی بہت کم ہے اور آخرت کی زندگی ختم ہونے والی نہیں ہے۔آخرت کے بجائے ہمیں دنیا کے عذاب کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ دنیا کے عذاب کی ایک حد ہے اور آخرت کی کوئی حد نہیں ہے چنانچہ انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔یہ دونوں فرشتے بابل میں لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زمین سے اٹھا کر فضا میں الٹا لٹکا دیا اور وہ قیامت تک ہوا میں الٹے لٹکے رہیں گے۔اور ان پر عذاب ہوتا رہے گا۔[1]

قولہ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اے ایمان والو (رَاعِنَا) مت کہو بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو اور جو کچھ تم کو حکم دیا جاتا ہے اس کو سنو۔اور کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب قرار دیا ہے۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔مدینہ میں آکر مسلمان رسول خدا کے لیے جو لفظ

---

[1] آپ پر مخفی نہ رہے کہ اس روایت کا ظاہر ایسا ہے کہ جس کو عقل اور نقل دونوں قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ یہ روایت عصمت ملائکہ کے منافی ہے ملائکہ جو طرفہ عین کے برابر عصمت خدا سے باہر نہیں جاتے اور انکی عصمت کے بارے میں قرآن میں بھی نازل ہوا ہے۔لانعاعباد مکرمون لایقبون بالقول۔اور اس کے علاوہ روایات میں بھی ذکر ہوا ہے کہ یہ معصوم ہوتے ہیں۔جیسا کہ امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں وارد ہوا ہے۔لیکن غور و فکر کریں تو معلوم ہو گا یہ روایت عقل کے منافی نہیں ہے۔کیونکہ ملائکہ سے نافرمانی محال و ناممکن ہے اس وقت تک جب تک معصوم اور عصمت الٰہیہ کے پرور میں رہتے ہیں۔لیکن اس روایت پر غور کریں تو معلوم ہو گا۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اپنی عصمت کے پردہ سے نکال کر انسانیت و بشریت کی قوت و طاقتیں عطار کر دی تھیں گویا وہ ظاہری طور پر بشر یا مثل بشر ہو چکے تھے اور ان سے عصمت کا حصار ختم کر دیا گیا ہے لہٰذا ان سے ملک ہونے کے ناطے سے نافرمانی نہیں ہو رہی بلکہ بشر ہونے کے ناطے اور بشری قوتوں اور اساسات کی وجہ سے تھی۔باقی جو فلاسفہ کا اعتراض ہے مقائق تبدیل نہیں ہو سکتے یہ فاعل مجبور کے لیے ہے لیکن اللہ فاعل مختار قادر ہے۔لہٰذا اس وجہ سے یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

استعمال کرتے تھے وہ راعنا تھا۔ جس کا مفہوم یعنی آپ ہماری رعایت فرمائیں۔ لیکن یہودی اس لفظ کو اپنے استعمال میں گالی کے طور پر استعمال کرتے تو جب یہودی مسلمانوں کی زبان سے یہ لفظ رسول خدا کے لیے سنتے تھے تو وہ خوش ہوتے تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانون کو رَاعِنَا سے روک کر اُنْظُرْنَا کے لفظ کے ذریعے خطاب کرنے کا حکم دیا تا کہ دو معنیٰ والے لفظ سے پرہیز کیا جائے۔ اُنْظُرْنَا۔ یعنی افهمنا جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ہمیں سمجھا دیں۔

قولہ: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اس کو فراموش کراتے ہیں ہم یا تو اس سے بہتر یا اس کی مثل لیکر آتے ہیں کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں جو لفظ نُنْسِهَا آیا ہے جس کا معنی فراموش یا نسیان کیا گیا ہے اس سے مراد یعنی جس آیت کا حکم ہم ترک کر دیتے ہیں۔ اس ترک کے لیے لفظ نسیان آیا ہے تا کہ ذہنی کیفیت کے لیے جو نسیان بولا جاتا ہے اس کے لیے نہیں آیا۔ اَوْ مِثْلِهَا یعنی اس کی مثل (اس کے بارے میں کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ لفظ زائد ہے لیکن یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ اس سے قرآن میں تحریف زیادتی کا قائل ہونا پڑے گا جو ہم اول میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ باطل ہے۔ اور ان لوگوں کے گمان کی شاید یہ وجہ ہے کہ ان کو اس کی تاویل معلوم نہیں ہو سکی۔ لیکن اگر اس گھر کی طرف رجوع کریں کہ جس میں قرآن نازل ہوا ہے تو معلوم ہوگا کہ اس سے مراد کیا ہے۔ معصومین کی احادیث سے جو استفادہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیت سے مراد نبی ورسول یا مطلق ہادی ہے۔ یعنی اللہ یہ فرما رہا ہے کہ جب ہم ایک ہادی کو اٹھاتے ہیں تو اس سے بہتر اس کی جگہ پر لے کر آتے ہیں رسول اکرم مکی و مدنی دامی تک یہ ہی معیار رہا کہ جو ہادی آتا وہ پہلے والے سے افضل ہوتا تھا۔ جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول کے آنے سے پہلے تک سب سے افضل رہے لیکن اللہ نے ان کو اٹھایا تو ان سے بہتر کو مبعوث فرمایا لیکن ہمارے رسول کے بعد بہتر والا معیار ختم کر دیا کیونکہ آپ سے بہتر کوئی ہو نہیں سکتا لہٰذا آپ کے بعد مثلها والا معیار کو برقرار رکھا اور اس کی دلیل خود رسول خدا کا فرمان کہ اولنا محمد وآخرنا محمد واو سلطنا محمد وکلنا محمد ہے مترجم۔

قولہ: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔

جو مساجد میں اللہ کا نام لینے سے روکتا ہے۔ اور ان کی (آبادی کے بجائے) ویرانی اور بربادی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ ان لوگوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ خوف اور وحشت کے بغیر ان مقامات (مساجد) میں داخل ہوں بلکہ اس کے برعکس

Presented by Ziaraat.com

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان لوگوں کو ان مقامات سے روک دیں ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں دردناک بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت کے بارے (علامہ علی ابراہیم) فرماتے ہیں کہ یہ مکہ کے قریش کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول خدا کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا تھا۔

قولہ: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ اور مشرق اور مغرب کی سمت اللہ کے لیے ہیں تم جدھر بھی منہ کرلو پس خدا ادھر ہی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نوافل نماز کے بارے میں حکم ہے کہ ان کو سفر میں پڑھو اور جدھر بھی منہ ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن فریضہ نمازوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ ان کے لیے آیا ہے۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔ کہ تم جہاں کہیں بھی ہو (نماز کے لیے) اپنے چہروں کو اس (یعنی کعبہ) کی طرف پھیر دو۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ نماز واجب میں ضروری ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔

قولہ: وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۔ اور یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند کلمات کے ذریعے آزمایا اور اس نے ان کو پورا کر دیا۔ اور اس کے رب نے فرمایا میں نے تجھے لوگوں کے لیے امام بنا دیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے خواب میں ابراہیم کو اپنے فرزند کے ذبح کرنے کا حکم دیا اور حضرت ابراہیم نے اس کو پورا کر دیا یعنی آپ کو اللہ نے اپنے امر پر پرعزم پایا۔ اور اپنے حکم پر سر تسلیم خم کرنے والا پایا اور جو اللہ نے آپ کو حکم دیا اس پر عمل کرتے ہوئے پایا تو اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر آپ کو فرمایا إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۔ میں نے آپ کو لوگوں کا امام قرار دیا۔ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۔ تو حضرت ابراہیم نے اللہ کی اتنی بڑی نوازش کو دیکھا تو عرض کی اے میرے اللہ کیا یہ امامت میری اولاد میں بھی رہے گی (تو ابراہیم نے ذُرِّيَّتِي فرمایا ہے اصحابی نہیں فرمایا) قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۲۴﴾ (سورہ بقرہ۔ ۱۲۴)۔ ابراہیم علیہ اسلام کی خواہش کے جواب میں اللہ نے ارشاد فرمایا میرا عہدہ امامت ظالم نہیں پا سکیں گے۔ یعنی ظالم امام نہیں بن سکیں گے۔ پھر جب اللہ نے آپ کو امامت سے نوازا تو اس وقت آپ کو (دین) حنیفیہ عطاء فرمایا: اور یہ دس چیزوں سے اپنے بدن کو پاک کرنا تھا۔ جن میں سے پانچ کا تعلق سر کے ساتھ ہے اور پانچ کا تعلق باقی سارے بدن سے ہے۔ وہ پانچ چیزیں جن کا تعلق سر کے ساتھ ہے وہ یہ ہیں (۱) مونچھیں کتروانا (۲) داڑھی رکھنا (۳) بالوں میں کنگھی کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) خلال کرنا

اور وہ پانچ جن کا تعلق سارے بدن کے ساتھ ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) جسم کے بال منڈوانا (۲) ختنہ کرنا (۳) ناخن

Presented by Ziaraat.com

تراشنا (۴) غسل جنابت کرنا (۵) پانی سے طہارت کرنا۔

یہ وہ حقیقت ہے جو حضرت ابراہیم کو عطاء فرمائی اور یہ نہ منسوخ ہوئی ہے اور نہ ہی ہوگی بلکہ یہ قیامت تک رہے گی اور اس کی اتباع کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا ہے اور فرمایا۔ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ ۔ اے میرے حبیب آپ ملت ابراہیم جو حنیف ہے اس کی اتباع کریں۔

(1) حضرت امام حسن عسکری کی تفسیر میں روایت ہے جو حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے جس میں امام نے فرمایا: وہ کلمات وہی ہیں جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے توبہ کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کو دی تھی اور ان پر آپ کی توبہ قبول ہوئی تھا اور وہ یوں تھے۔ یارب اسئلك بحق محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین الاتبت علیی ۔ اے میرے اللہ میں آپ سے محمد وعلی و فاطمۃ وحسن وحسین کا حق کے ذریعے سوال کرتا ہوں تو میری توبہ قبول فرمایا۔

ایک اور روایت ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا فرزند رسول فَاَتَمَّهُنَّ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے ان اسماء کو حضرت رسول خدا سے لیکر ہمارے مہدی قائم آل محمد تک سب کو مکمل کیا اس روایت کو تفسیر نور الثقلین جلد اول میں اسی آیت کے ذیل ہیں۔

تفسیر عباشی: اور تفسیر برھان نے اور دوسری کافی زیادہ کتب میں نقل کیا گیا ہے اور ایسے ہی متن کے ساتھ کافی زیادہ تفاسیر میں نقل کیا گیا ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں ملے گا۔ تو سب سے بڑا ظلم ہے بت برستی تو اس سے معلوم ہوا کہ بت پرست خواہ کسی دور میں ہو چکا ہے۔ جو ظالم ہے اور وہ امام نہیں بن سکتا اس کی تائید اصول کافی میں امام جعفر صادق کا فرمان ہے۔ ایسے مشرک بھی ظالم ہے۔ (مترجم)

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لوٹ آنے کا مقام اور مرکز قرار دیا اور اس کو امن کی جگہ قرار دیا۔ مَثَابَةً سے مراد وہ مقام کہ جس کی طرف پلٹ کر آیا جائے اور مرکز کے معنی میں ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ ، اور آپ مقام ابراہیم کو اپنے لیے جائے نماز قرار دو۔ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام دونوں سے یہ عہد لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اس گھر کے خادموں اور اس میں رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کرو۔

قال امام الصادق علیہ السلام یعنی نحی عن المشرکین: حضرت امام صادق علیہ اسلام سے فرمایا کہ اس طہر سے مراد مشرکین سے خانہ کعبہ کو پاک کرنا مراد ہے نیز آپ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے گھر کو بنایا اور لوگوں نے اس گھر کا حج (ارادہ) کیا۔ تو خانہ کعبہ نے اللہ کی بارگاہ میں مشرکین کے ہاتھوں اور ان کی سانسوں سے جو اس کو اذیت ہوئی

Presented by Ziaraat.com

تو اس کا شکوہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ پر وحی فرمائی کہ آخری زمانے میں ہیں ایک قوم کو مبعوث کرونگا کہ جو درختوں کی شاخوں سے مسواک کرے گی اور ان کے منہ سے بدبو نہیں آئے گی اور وہ اپنے دادیوں میں خلال کریں گے۔ وہ تجھے مشرکوں سے پاک کردیں گے۔ ''وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ'' بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے بارگاہ خدا میں دعا کی اے میرے خدایا اس شہر کو امن کا گہوارہ بنادے اور یہاں رہنے والوں میں سے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے کو ثمرات (پھلوں) کا رزق عطاء فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ابراہیم میں رازق ہوتے ہوئے ان لوگوں کو بھی رزق عطاء کرونگا اور جو کافر ہونگے۔ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾۔ اور پھر ان کو کچھ تھوڑی سے دنیاوی مہلت دونگا اور پھر ان کو آخرت کے عذاب جہنم کی طرف لے جاؤ گا اور وہ جہنم کتنا برا مقام وٹھکانہ ہوگا۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ اور یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم اور اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے (تو اس وقت وہ دعا کرتے تھے) اے ہمارے خدایا تو ہم سے اس عمل کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے:

قال: جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے نضر بن سوید سے اور انہوں جناب ہشام سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام شام میں وارد ہوئے تو آپ کی دونوں بیویاں آپ کے ساتھ تھیں اس مقام پر جناب ہاجرہ کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور آپ کی ولادت پر جناب سارہ کو بہت زیادہ رنج وغم ہوا کیونکہ اس وقت تک جناب سارہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اس وجہ سے ان کو اپنے اوپر دکھ وغم اور جناب ہاجرہ پر حسد ہوا اور وہ جناب ہاجرہ کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اذیت دیتی تھیں جس سے ابراہیم علیہ السلام بھی غم زدہ ہوجاتے اور پھر آپ نے بارگاہ خدا میں سارہ کا شکوہ کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی کی کہ۔ انما مثل المراۃ مثل الضلع الوجاء ان ترکتھا استقتھا وان اقمتھا کسرتھا۔ اے ابراہیم عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی مانند ہے اور تو نے اس کو چھوڑ دیا تو طویل مدت تک اس سے فائدہ اٹھائے گا اور اگر تو نے اس کو سیدھا کرنے کوشش کی تو اس کو توڑ لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ابراہیم کو حکم دیا کہ اسماعیل اور اس کی ماں کو یہاں سے نکال دو۔ فقال یارب الی ای مکان ؟ قال الی حرمی وامنی واول بقعۃ خلقتھا من الارض وھی مکۃ۔

پس حضرت ابراہیم نے عرض کیا اے میرے پالنے والے پروردگار ان دونوں کو کس مکان کی طرف نکال دوں؟ اللہ تعالیٰ فرمایا: ان دونوں کو میرے حرم اور میرے امن کی جگہ اور زمین کا وہ ٹکڑا جس کو میں نے سب سے پہلے خلق کیا جو کہ مکہ

Presented by Ziaraat.com

ہے اس کی طرف روانہ کردو۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو براق دے کر روانہ فرمایا: پس آپ نے حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ لیکر روانہ ہو گئے۔ پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام زمین کے کسی خوبصورت اور حسین دلنشین محل و مقام کے قریب سے گذرتے تو فرماتے اے جبرائیل کیا وہ مقام یہ ہی ہے تو حضرت جبرائیل فرماتے ہیں یہ نہیں آپ چلتے رہے چلتے رہے یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین آ گئی۔ پس جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ وہ سرزمین مکہ ہے جہاں ان کو اتارا جائے گا جب پس جناب ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں ماں بیٹے کو اس مکہ کے صحراء میں اتار دیا۔ لیکن خود ابراہیم اپنی سواری سے نیچے نہیں اترے تھے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب سارہ سے عہد و وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ زمین پر نہیں اتریں گے لہٰذا اس عہد کی وجہ سے وہ سواری سے نہ اترے۔ پس جب اس سرزمین پر دونوں کو اتارا گیا تو اس وقت وہاں پر ایک درخت تھا۔ جس پر حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے اپنی چادر ڈالی تا کہ وہ اس کے سائے میں رہیں دونوں ماں بیٹا آرام کر سکیں ہیں وہ سارے اس چادر کے سائے میں آرام فرماء ہوئے۔ پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو سرزمین مکہ پر چھوڑ کر واپس سارہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا اس وقت حضرت ہاجرہ نے عرض کی۔ اے ابراہیم آپ ہمیں اس مقام پر کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو جس میں کوئی ہمارا مددگار نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی پانی ہے اور نہ ہی اس صحراء میں کوئی سبزہ ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرے اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اس مقام پر چھوڑ کر چلا جاؤں پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہاڑ کے دامن میں پہنچے جو خشک تھا تو اس وقت آپ حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور بارگاہ خدا میں دعا کی۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اے میرے پروردگار! میں نے اپنی ذریت کو تیرے عزتوں والے گھر کے پاس جو تیرا حرم ہے بے آب و گیاہ سرزمین پر ٹھہرایا ہے۔ تا کہ یہ نماز قائم کریں تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف موڑ دے اور ثمرات سے ان کو رزق عطاء فرما۔ تا کہ یہ تیرا شکر ادا کریں (سورہ ابراہیم آیت 37)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور جناب ہاجرہ اکیلی اپنے بیٹے سے ساتھ رہ گئیں جب سورج کچھ بلند ہوا جناب اسماعیل علیہ اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ اور آپ نے پانی طلب کیا پس جناب ہاجرہ اس وادی میں کھڑی ہو گئیں اور سعی کے مقام تک آپ نے کوشش کی اور پھر وہاں آپ نے آواز دی کہ یہاں پر کوئی مددگار ہے۔ پس جب تلاش کرتے کرتے دور چلی گئی کہ جناب اسماعیل آپ کی آنکھوں سے غائب و اوجھل ہو گیا آپ الصفاء نامی کی پہاڑی پر چڑھ گئیں وہاں سے جب

Presented by Ziaraat.com

آپ نے دوبارہ وادی کے دامن کی طرف نظر کی تو آپ کو وہاں سراب نظر آیا۔ پس آپ نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے۔ اور جب آپ اتر کر وادی کی طرف آئیں تو وہ پانی غائب ہو گیا۔ وہ جگہ بہت وسیع تھی جب آپ نے دوبارہ دوڑنا شروع کیا جب آپ دور ہو گئیں تو جناب اسماعیل پھر غائب ہوئے۔ پس ایسے صفاء اور مروہ کے درمیان آپ نے سات چکر لگائے۔ ساتواں چکر تھا آپ مروہ پہاڑی پر موجود تھیں کہ آپ نے جناب اسماعیل کی طرف نظر کی کہ پانی آپ کے قدموں کے نیچے سے پھوٹ رہا ہے۔ آپ وہاں سے واپس آئیں یہاں تک کہ آپ نے پانی کے اردگرد مٹی اور ریت جمع کر کے اس پانی کو بہنے سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ روکنے کے باوجود بھی بہنے کی کوشش کر رہا تھا تو اس وقت آپ نے مٹی و ریت کی پانی کے گرد بندھی بنا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ آپ نے فرمایا زم زم پس اس لیے اس چشمے کا نام زم زم پڑ گیا۔ جب مکہ کی سرزمین پر پانی ظاہر ہو گیا اطراف کے پرندے اور صحرائی جانور پانی کی طرف آنا شروع ہو گئے۔ جب آنے والے پرندوں اور جانوروں کو قافلہ والوں نے دیکھا تو وہ بھی ان کی اتباع میں مکہ کی سرزمین کی طرف آنا شروع ہو گئے۔ لیکن جب ان قافلہ والوں نے وہاں آ کر دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سایہ بنائے ہوئے ایک عورت اور ایک اس کا بچہ ہے۔ ان کے لیے پانی زمین سے نکل رہا ہے۔ تو ان لوگوں نے جناب ہاجرہ سے سوال کیا آپ کون ہیں؟ اور یہ بچہ کون ہے؟

ان کے جواب میں جناب ہاجرہ نے فرمایا: میں حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن کے بچے کی ماں ہوں اور یہ ان کا بیٹا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہمیں اس سرزمین پر چھوڑ دیں۔ پس اس پر ان قافلہ والوں نے کہا۔ اے مبارکہ خاتون آپ ہمیں اجازت فراہم فرمائیں کہ ہم بھی اس مقام پر آپ لوگوں کے قریب رہائش اختیار کریں۔ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کے آنے پر ہی آپ لوگوں کو اس چیز کی اجازت دی جائے گی۔ پس جب تیسرا دن ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ جناب ہاجرہ اور اسماعیل کو دیکھنے کے لیے تشریف لائے جب جناب ہاجرہ نے حضرت ابراہیم کو دیکھا تو عرض کی۔ اے خلیل اللہ یہاں کی ایک قوم آئی ہے وہ اس مقام پر رہائش اختیار کرنے کی اجازت طلب کر رہی ہے کیا آپ ان کو اس مقام پر رہائش کی اجازت عطاء کریں گے؟ جناب ابراہیم نے فرمایا: ہاں ان کو اجازت ہے۔ پس جب جناب ابراہیم نے اجازت فراہم فرمائی تو جناب ہاجرہ نے ان کو اجازت دے دی اور ان لوگوں نے آپ کے قریب خیمے لگا لیے۔ پس جناب ہاجرہ اور اسماعیل ان لوگوں سے مانوس ہو گئے پس جب تیسری مرتبہ جناب ابراہیم علیہ السلام آپ لوگوں کو دیکھنے آئے تو ایک کثیر تعداد کو آپ کے اردگرد پایا تو اس کو دیکھ کر جناب ابراہیم بہت خوش ہوئے پس جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے تو ان قافلہ والوں میں سے ہر ایک نے آپ کو ایک ایک یا دو دو بکریاں بطور ہدیہ پیش کی۔ پس جناب ہاجرہ اور اسماعیل ان بکریوں کے ذریعے اپنی زندگی بسر کرنے لگے۔

جب حضرت اسماعیلؑ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کی تعمیر کرو۔

Presented by Ziaraat.com

حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے خدایا: زمین کے کون سے ٹکڑے پر تیرا گھر تعمیر کروں؟ خداوند متعال نے فرمایا: اس ٹکڑے جس پر آدمؑ کے لیے گنبد کو اتارا گیا تھا کہ جس کے نور سے سارا حرم اس کے لیے منور ہو گیا اور جو گنبد حضرت آدمؑ کے لیے اتارا کیا گیا وہ حضرت نوحؑ کے زمانہ طوفان تک قائم رہا۔ اور جب طوفان نوح آیا تھا اور ساری دنیا غرق ہو رہی تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس گنبد کو اوپر اٹھایا تو ساری دنیا زیر آب آچکی تھی سوائے اس بیت کے وہاں پانی نہیں آیا تھا اس وجہ سے اس بیت کو بیت عتیق کہا جاتا ہے (یعنی عذاب سے آزاد رہنے والا گھر) کیونکہ وہ مقام عذاب کے پانی سے غرق ہونے سے محفوظ رہا تھا۔ پس جب حضرت ابراہیمؑ کو گھر کی نئی تعمیر کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم نہیں جانتے تھے کہ اس کو کسی مقام پر تعمیر کیا جائے پس اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کو مبعوث کیا تا کہ وہ اس مکان کی حدود معین کریں پس حضرت جبرائیلؑ نے بیت اللہ کی حدود کو خط زدہ کر دیا اور اس پر حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ بیت اللہ کو تعمیر کرنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی نئی بنیادیں جنت سے اتاریں۔ اور پتھر بھی جنت سے اتارے۔ اور وہ پتھر جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر اتارا تھا وہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا۔ لیکن جب اس پتھر کو کفار نے مس کیا تو وہ سیاہ ہو گیا۔

پس حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر شروع کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ (رزی طوی)۔ سے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے پس جب حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کو زمین سے نو ہاتھ بلند کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حجر اسود کے مقام کی نشان دہی فرمائی اور آپ نے اس مقام سے حجر اسود کو نکالا اور پھر اس کو وہاں پر رکھا جس جگہ وہ آج موجود ہے۔ اور پھر بیت اللہ کے آپ نے دو دروازے قرار دیے ایک مشرق کی طرف تھا جس کو باب المشرق کا نام دیا گیا اور دوسرا مغرب کی جانب تھا اس کو باب المغرب کہا جاتا تھا۔ اور جو دروازہ مغربؐ کی جانب تھا اس کو باب المستجار کا نام دیا گیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے چھت کے لیے ایک شہتیر ڈالا اور پھر اس پر گھاس پھوس ڈال کر اس کی چھت کو مکمل کیا۔ اور تکمیل کے بعد حضرت ہاجرہ نے اپنی چادر کا غلاف خانہ کعبہ پر ڈالا اور پھر یہ لوگ اللہ کے گھر میں جھاڑو دیا کرتے تے۔ (اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کے شروع میں دو دروازے تھے اور جو بعد میں ختم کر دیے گئے اور ایک دروازہ قرار دیا گیا۔

اور اس روایت کی تائید اور کتب سے بھی ہوتی ہے حتی کہ علامہ عبدالرحمٰن سیوطی نے اپنی کیاب بھجۃ الرضیہ فیشرح الفیہ میں بھی ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت رسول خدا نے ام المومنین عائشہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

لولا قومك حديثو عهد بالا سلام لهدمت الكعبة وجعلت لها بابين

اگر تیری قوم کا اسلام لانا تازہ نہ ہوتا تو کعبہ کو گرا کر اس کے لیے دو دروازے قرار دیتا۔ تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کے دو دروازے تھے۔ اور شاید مولیٰ علی علیہ السلام کی ولادت کے وقت دیوار کا شق ہونا یہ حقیقت میں اس دوسرے دروازے کی نشان دہی ہو۔ (مترجم)

Presented by Ziaraat.com

پس جب حضرت ابراہیم بیت اللہ (کعبہ) کی تعمیر سے فارغ ہوئے پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کا حج کیا۔ اور حضرت جبرائیلؑ آپ دونوں پر ترویہ کے دن آٹھ ذوالحج کو نازل ہوا اور اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے ابراہیم اٹھو اور پانی کو ڈول سے نکالو۔ کیونکہ اس دور میں منیٰ اور عرفات میں پانی موجود نہیں تھا۔ اس وجہ سے اس دن کا نام ترویہ رکھا گیا۔ پھر حضرت جبرائیلؑ ان کو منیٰ کی طرف لے گئے اور وہاں آپ نے ساری رات گذاری۔ پھر آپ نے اسی طریقہ سے حج کو انجام دیا جس طرح حضرت آدمؑ نے انجام دیا تھا۔

پس جب حضرت ابراہیمؑ بیت اللہ کی تعمیر اور حج سے فارغ ہوئے تو آپ نے بارگاہ خدا میں دعا فرمائی "رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ :۔ اے میرے خدایا اس شہر کو امن کا شہر قرار دے اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے ثمرات سے رزق عطاء فرما۔

اس دعا میں ثمرات کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دلوں کے ثمرات یعنی ان لوگوں کو لوگوں کا محبوب قرار دے، یعنی ان سے لوگ محبت کریں اور خواہش کریں کہ یہاں بار بار آئیں۔ اور بار بار آتے رہیں۔

قوله: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾۔

حضرت ابراہیمؑ نے دعا کرتے ہوئے عرض کی: اے ہمارے پروردگار تو ان (مکہ والوں) میں ایک رسول مبعوث فرما۔ جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور پاک و پاکیزہ کرے بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

یعنی اولاد اسماعیلؑ میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا اسی وجہ سے حضرت رسول خدا فرمایا کرتے تھے کہ۔ انا دعوة ابی ابراهیم علیہ السلام۔ میں اپنے جد ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ یعنی میں اپنے جد ابراہیم کی دعا کا اثر ہوں۔

قوله: وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ۔ آیت نمبر 137 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اگر یہ لوگ تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو یہ ہدایت یافتہ ہیں اور اگر ان لوگوں نے ایمان سے اور میرے رسول سے منہ موڑا تو یہ کھلم کھلا کفر میں ہونگے۔ تو اس میں شقاق سے مراد کفر ہے۔

اور پھر دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾۔ رنگ تو فقط اللہ ہی رنگ ہے اور اللہ کے رنگ سے بہتر کون سا رنگ ہوسکتا ہے۔ اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ سے مراد اسلام ہے۔ یعنی جس نے اسلام کو قبول کرلیا ہے وہ اللہ کے رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے۔

پارہ اول ختم شدہ

Presented by Ziaraat.com

پارہ نمبر 2

آیت نمبر 142 سے 189 تک

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا
عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى
النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ
الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى
عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى
تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا
وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ
قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

Presented by Ziaraat.com

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ
هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ
جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا
تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۙ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾
كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا
وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا
تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

Presented by Ziaraat.com

الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ
اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ
عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ
عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ
بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ
اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ
عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ
كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۱۶۱﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾
وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ
فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ
الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

Presented by Ziaraat.com

يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ
كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ
يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾
اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ
بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ
مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ
عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي
الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ
نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا
يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ
كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ
الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ

Presented by Ziaraat.com

اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ
بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى
وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ
شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ
فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ
فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ
بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ

Presented by Ziaraat.com

ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي
الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ
اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ
مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ
كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ
يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ
اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ

Presented by Ziaraat.com

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ
يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ
لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا
مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَ
بْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى
الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى
الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ
وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ
مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

ترجمہ

عنقریب احمق لوگ یہ کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے کس نے موڑ دیا ہے جس پر پہلے قائم

Presented by Ziaraat.com

تھے تو اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب سب خدا کے ہیں وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے (۱۴۲) اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی اُمت قرار دیا ہے تا کہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے اعمال کے گواہ رہیں اور ہم نے پہلے قبلہ کو صرف اس لئے قبلہ بنایا تھا کہ ہم یہ دیکھیں کہ کون رسول کا اتباع کرتا ہے اور کون پچھلے پاؤں پلٹ جاتا ہے۔ اگر چہ یہ قبلہ ان لوگوں کے علاوہ سب پر گراں ہے جن کی اللہ نے ہدایت کر دی ہے اور خدا تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ وہ بندوں کے حال پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے (۱۴۳) اے رسول ہم آپ کی توجہ کو آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ہم عنقریب آپ کو اس قبلہ کی طرف موڑ دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لہٰذا آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی جہت کی طرف موڑ دیجئے اور جہاں بھی رہئے اسی طرف رخ کیجئے۔ اہلِ کتاب خوب جانتے ہیں کہ خدا کی طرف سے یہی برحق ہے اور اللہ ان لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۴) اگر آپ ان اہلِ کتاب کے پاس تمام آیتیں بھی پیش کر دیں کہ یہ آپ کے قبلہ کو مان لیں تو ہرگز نہ مانیں گے اور آپ بھی ان کے قبلہ کو نہ مانیں گے اور یہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اور علم کے آجانے کے بعد اگر آپ ان کی خواہشات کا اتباع کر لیں گے تو آپ کا شمار ظالموں میں ہو جائے گا (۱۴۵) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد ہی کی طرح پہچانتے ہیں۔ بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ و دانستہ چھپا رہا ہے (۱۴۶) اے رسول یہ حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے لہٰذا آپ ان شک و شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں (۱۴۷) ہر ایک کے لئے ایک رخ معین ہے اور وہ اسی کی طرف منھ کرتا ہے۔ اب تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو اور تم سب جہاں بھی رہو گے خدا ایک دن سب کو جمع کر دے گا کہ وہ ہر شے پر قادر ہے (۱۴۸) پیغمبر آپ جہاں سے باہر نکلیں اپنا رخ مسجد الحرام کی سمت ہی رکھیں کہ یہی پروردگار کی طرف سے حق ہے --- اور اللہ تم لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۹) اور آپ جہاں سے بھی نکلیں اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف رکھیں اور پھر تم سب جہاں رہو تم سب بھی اپنا رخ ادھر ہی رکھو تا کہ لوگوں کے لئے تمہارے اوپر کوئی حجت نہ رہ جائے سوائے ان لوگوں کے کہ جو ظالم ہیں تو ان کا خوف نہ کرو بلکہ اللہ سے ڈرو کہ ہم تم پر اپنی نعمت تمام کر دینا چاہتے ہیں کہ شاید تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ (۱۵۰) جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تمھیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے تمہیں پاک و پاکیزہ بناتا ہے

Presented by Ziaraat.com

اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ سب کچھ بتاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (۱۵۱) اب تم ہم کو یاد کرو تا کہ ہم تمہیں یاد رکھیں اور ہمارا شکریہ ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو (۱۵۲) ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے (۱۵۴) اور ہم یقیناً تمہیں تھوڑے خوف تھوڑی بھوک اور اموال، نفوس اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیں (۱۵۵) جو مصیبت پڑنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں (۱۵۶) کہ ان کے لئے پروردگار کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں (۱۵۷) بے شک صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں ہیں لہٰذا جو شخص بھی حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کا چکر لگائے اور جو مزید خیر کرے گا تو خدا اس کے عمل کا قدردان اور اس سے خوب واقف ہے (۱۵۸) جو لوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح بیانات اور ہدایات کو ہمارے بیان کر دینے کے بعد بھی چھپاتے ہیں ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں (۱۵۹) علاوہ ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں اور اپنے کئے کی اصلاح کر لیں اور جس کو چھپایا ہے اس کو واضح کر دیں تو ہم ان کی توبہ قبول کر لیتے ہیں کہ ہم بہترین توبہ قبول کرنے والے اور مہربان ہیں (۱۶۰) جو لوگ کافر ہو گئے اور اسی حالت کفر میں مر گئے ان پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے (۱۶۱) وہ اسی لعنت میں ہمیشہ رہیں گے کہ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (۱۶۲) اور تمہارا خدا بس ایک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہی رحمان بھی ہے اور وہی رحیم بھی ہے (۱۶۳) بیشک زمین و آسمان کی خلقت روز و شب کی رفت و آمد۔ ان کشتیوں میں جو دریاؤں میں لوگوں کے فائدہ کے لئے چلتی ہیں اور اس پانی میں جسے خدا نے آسمان سے نازل کر کے اس کے ذریعہ مردہ زمینوں کو زندہ کر دیا ہے اور اس میں طرح طرح کے چوپائے پھیلا دیئے ہیں اور ہواؤں کے چلانے میں اور آسمان و زمین کے درمیان مسخر کئے جانے والے بادل میں صاحبانِ عقل کے لئے اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۱۶۴) لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کا مثل قرار دیتے ہیں اور ان سے اللہ جیسی محبت بھی کرتے ہیں جب کہ ایمان والوں کی تمام تر محبت خدا سے ہوتی ہے اور اے

Presented by Ziaraat.com

کاش ظالمین اس بات کو اس وقت دیکھ لیتے جو عذاب کو دیکھنے کے بعد سمجھیں گے کہ ساری قوت صرف اللہ کے لئے ہے اور اللہ سخت ترین عذاب کرنے والا ہے (۱۶۵) اس وقت جبکہ پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے (۱۶۶) اور مرید بھی یہ کہیں گے کہ اے کاش ہم نے ان سے اسی طرح بیزاری اختیار کی ہوتی جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی جہنّم سے نکلنے والا نہیں ہے (۱۶۷) اے انسانو! زمین میں جو کچھ بھی حلال وطیب ہے اسے استعمال کرو اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۱۶۸) وہ بس تمہیں بدعملی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے اور اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ خدا کے خلاف جہالت کی باتیں کرتے رہو (۱۶۹) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ ایسا ہی کریں گے چاہے ان کے باپ دادا بے عقل ہی رہے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ رہے ہوں (۱۷۰) جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے پکارنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جو جانوروں کو آواز دے اور جانور پکار اور آواز کے علاوہ کچھ نہ سنیں اور نہ سمجھیں۔ یہ کفار بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ انہیں عقل سے سروکار نہیں ہے (۱۷۱) اے صاحبانِ ایمان جو ہم نے پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور دینے والے خدا کا شکریہ ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو (۱۷۲) اس نے تمہارے اوپر بس مردار، خون، سور کا گوشت اور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اس کو حرام قرار دیا ہے پھر بھی اگر کوئی مضطر ہو جائے اور حرام کا طلب گار اور ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے والا نہ ہو تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۷۳) جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور خدا روزِ قیامت ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انہیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۷۴) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض اور عذاب کو مغفرت کے عوض خرید لیا ہے آخر یہ آتش جہنّم پر کس قدر صبر کریں گے (۱۷۵) یہ عذاب صرف اس لئے ہے کہ اللہ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور اس میں اختلاف کرنے والے حق سے بہت دور ہو کر جھگڑے

Presented by Ziaraat.com

کر رہے ہیں (۱۷۶) نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا رخ مشرق اور مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی اس شخص کا حصّہ ہے جو اللہ اور آخرت ملائکہ اور کتاب اور انبیاء پر ایمان لے آئے اور محبت خدا میں قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں، غربت زدہ مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی کے لئے مال دے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جو بھی عہد کرے اسے پورا کرے اور فقر و فاقہ میں اور پریشانیوں اور بیماریوں میں اور میدانِ جنگ کے حالات میں صبر کرنے والے ہوں تو یہی لوگ اپنے دعوائے ایمان و احسان میں سچے ہیں اور یہی صاحبان تقویٰ اور پرہیز گار ہیں (۱۷۷) ایمان والو! تمہارے اوپر مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اب اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو نیکی کا اتباع کرے اور احسان کے ساتھ اس کے حق کو ادا کر دے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے حق میں تخفیف اور رحمت ہے لیکن اب جو شخص زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب بھی ہے (۱۷۸) صاحبانِ عقل تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے کہ شاید تم اس طرح متقی بن جاؤ (۱۷۹) تمہارے اوپر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آجائے تو اگر کوئی مال چھوڑا ہے تو اپنے ماں باپ اور قرابتداروں کے لئے وصیت کر دے یہ صاحبانِ تقویٰ پر ایک طرح کا حق ہے (۱۸۰) اس کے بعد وصیت کو سن کر جو شخص تبدیل کر دے گا اس کا گناہ تبدیل کرنے والے پر ہوگا تم پر نہیں۔ خدا سب کا سننے والا اور سب کے حالات سے باخبر ہے (۱۸۱) پھر اگر کوئی شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری یا ناانصافی کا خوف رکھتا ہو اور وہ ورثہ میں صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۸۲) صاحبانِ ایمان تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوں پر لکھے گئے تھے شاید تم اسی طرح متقی بن جاؤ (۱۸۳) یہ روزے صرف چند دن کے ہیں لیکن اس کے بعد بھی کوئی شخص مریض ہے یا سفر میں ہے تو اتنے ہی دن دوسرے زمانے میں رکھ لے گا اور جو لوگ صرف شدت اور مشقت کی بناء پر روزے نہیں رکھ سکتے ہیں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور اگر اپنی طرف سے زیادہ نیکی کر دیں تو اور بہتر ہے --- لیکن روزہ رکھنا بہر حال تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحبانِ علم و خبر ہو (۱۸۴) ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں

Presented by Ziaraat.com

موجود ہیں لہٰذا جو شخص اس مہینہ میں حاضر رہے اس کا فرض ہے کہ روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ اتنے ہی دن دوسرے زمانہ میں رکھے۔ خدا تمہارے بارے میں آسانی چاہتا ہے زحمت نہیں چاہتا۔ اور اتنے ہی دن کا حکم اس لئے ہے کہ تم عدد پورے کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اقرار کرو اور شاید تم اس طرح اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ (۱۸۵) اور اے پیغمبر! اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے لہٰذا مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ ہی پر ایمان و اعتماد رکھیں کہ شاید اس طرح راہِ راست پر آجائیں (۱۸۶) تمہارے لئے ماہ رمضان کی رات میں عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لئے پردہ پوش ہیں اور تم ان کے لئے۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم اپنے ہی نفس سے خیانت کرتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کر کے تمہیں معاف کر دیا۔ اب تم بہ اطمینان مباشرت کرو اور جو خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کی آرزو کرو اور اس وقت تک کھا پی سکتے ہو جب تک فجر کا سیاہ ڈورا، سفید ڈورے سے نمایاں نہ ہو جائے۔ اس کے بعد رات کی سیاہی تک روزہ کو پورا کرو اور خبردار مسجدوں میں اعتکاف کے موقع پر عورتوں سے مباشرت نہ کرنا۔ یہ سب مقررہ حدود الٰہی ہیں۔ ان کے قریب بھی نہ جانا۔ اللہ اس طرح اپنی آیتوں کو لوگوں کیلئے واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ شاید وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں (۱۸۷) اور خبردار ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھانا اور نہ حکام کے حوالہ کر دینا کہ رشوت دیکر حرام طریقے سے لوگوں کے اموال کو کھا جاؤ، جب کہ تم جانتے ہو کہ یہ تمہارا مال نہیں ہے (۱۸۸) اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو فرما دیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ مکانات میں پچھواڑے کی طرف سے آؤ، بلکہ نیکی ان کے لئے ہے جو پرہیزگار ہوں اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں اور اللہ سے ڈرو شاید تم کامیاب ہو جاؤ (۱۸۹)

تفسیر

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ

Presented by Ziaraat.com

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

عنقریب احمق لوگ یہ کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے کسی نے موڑ دیا ہے جس پر وہ پہلے قائم تھے اے میرے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ مشرق و مغرب سب خدا کے لیے ہیں وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

آقائے علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی تھی جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ ۔ ہم آپ کے رخ انور کو آسمان کی طرف اٹھا تا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم ضرور برضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔

یہ آیت پہلے نازل ہوئی اور پھر سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ ۔۔ نازل ہوئی یہودی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طعنہ دیا کرتے تھے آپ کیسے رسول ہیں جو ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں آپ تو ہمارے تابع ہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں ان کے بار بار طعنے سن کر آپ تنگ آ گئے اور اس سے آپ کو بہت زیادہ دکھ اور رنج ہوتا۔

پس ایک رات آپ نصف شب کو آپ زیر آسمان آئے اور آپ نے آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا (اور دل ہی دل میں اظہار تحویل قبلہ پایا) اور پھر اس تحویل قبلہ کے بارے میں حکم خدا کا انتظار کرنے لگے پس صبح ہوئی اور نماز ظہر کا وقت ہوا آپ بنو سالم کی مسجد میں موجود تھے اور آپ نے نماز ظہر شروع کر دی۔ ابھی ظہر کی دو رکعتیں ہی پڑھی تھیں کہ حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور آپ نے حضور انور کے دونوں کندھوں کو پکڑا اور آپ کا رخ بیت المقدس سے موڑ کر بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی طرف کر دیا اور اس پر وحی نازل ہوئی۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھا تا ہوا رخ انور دیکھ رہے تھے ہیں ہم ضرور برضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں (اے میرے حبیب) آپ اپنا رخ انور مسجد حرام کی طرف پھیر دیں اور (اے مسلمانو) تم بھی جہاں بھی رہو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔

پس پہلی دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی اور اس کے بعد دوسری دو رکعتیں خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے آپ نے ادا فرمائیں۔ اب جب تحویل قبلہ ہو گیا۔

یہودی اور چند احمق لوگوں نے اعتراض شروع کر دیا کہ کیا وجہ ہے کہ وہ قبلہ جس کی طرف منہ کر کے یہ مسلمان نماز ادا کرتے رہے ہیں اب انہوں نے اس سے منہ کیوں موڑ لیا ہے۔ اور مکہ کی تیرہ (13) سال زندگی کی نمازیں اور ہجرت کے بعد مدینہ کی سات ماہ کی نمازیں ادا کرنے کے بعد تحویل قبلہ ہوا (بعض روایات میں سترہ یا سولہ ماہ بھی ذکر ہوا ہے لیکن انہوں نے

Presented by Ziaraat.com

حداقل مدت کو ذکر کیا ہے جو یقینی ہے مترجم)

پھر اللہ تعالیٰ نے قبلہ کو بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف موڑ دیا اور پھر فرمایا: وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۢ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۔ اور اے مسلمانوں تم جہاں بھی ہوا پنا رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر دو تا کہ کسی کو تمہارے اوپر کوئی حجت نہ رہے سوائے ان لوگوں کے جو ظالم ہیں، آقا علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ آیت میں جو اِلَّا آیا ہے یہ لَا کی جگہ پر آیا ہے۔ یعنی یہ فرمانا چاہیے کہ یہ اِلَّا استثناء کیلئے نہیں ہے بلکہ یہ لَا نافیہ کے معنی میں ہے۔ معنی اس کا یوں ہوگا کہ لوگوں کو اور نہ ہی ظالم لوگوں کو آپ پر کوئی حجت ہے (یعنی اس سے مراد یہ ہے اگر اِلَّا استثناء قرار دیا جائے تو معنی ہوگا کہ سوائے ظالم لوگوں کے اور کسی کو آپ پر کوئی حجت نہیں رہے گی اور اگر لَا کے معنی میں لیا جائے تو پھر یوں معنی ہوگا کہ عام لوگوں کو بھی اور ظالم لوگوں کو بھی آپ پر حجت نہیں رہے گی۔ (مترجم)

قولہ: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا : اور ایسے ہی ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا۔ لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ تا کہ تم لوگوں پر گواہ بن سکو اور ہمارا رسول تم پر گواہ ہوگا۔

امت وسط سے مراد عادل امت یا درمیانی یعنی رسول اور لوگوں کے درمیان واسط قرار دی جانے والی امت اور یہ خطاب ہمارے آئمہ علیہا السلام یعنی یہ آیت آئمہ اطہار کے بارے نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے بارے دلیل کہ اس امت سے مراد آئمہ اطہار ہیں وہ آیت کریم ہے جو سورہ حج میں نازل ہوئی۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ (آیت 78) تا کہ ہمارا رسول تم پر گواہ ہوا اور تم لوگوں پر گواہ بن سکو۔

جیسے اس سے مراد ہمارے آئمہ ہیں ایسے ہی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ۔ تو اس سے مراد بھی ہمارے آئمہ ہی ہیں۔

حاشیہ

اسی آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے فرزند رسول اس امت وسطی سے مراد کون ہیں تو آپ نے فرمایا: نحن الامة الوسطى ونحن شهداء الله على خلقه وحجته في ارضه۔ (تفسیر نور الثقلین) وہ درمیانی امت ہم ہیں۔ اور خدا کی طرف سے لوگوں پر گواہ ہم ہیں اور اس کی زمین پر اس کی حجت ہم ہیں اور اس روایت کو اصول کافی میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ اور بصائر الدرجات میں بھی حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ درمیانی امت ہم ہیں۔ اور حلال وحرام پر لوگوں کے لیے ہم ہی گواہ ہیں اور ہم اس کے گواہ ہیں کہ لوگوں نے حلال کو کتنا ضائع کیا۔

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے برید عجلی نے بھی ایسی ہی ایک روایت کو نقل کیا ہے کہ جس میں ذکر کیا گیا کہ وہ درمیانی

Presented by Ziaraat.com

امت ہم ہیں۔ اور ایک اور روایت کو تفسیر نور الثقلین نے نقل کیا ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اہل ایمان میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ نے انہیں لوگوں پر گواہ مقرر کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم (آئمہ) پر گواہ ہیں اور ہم اپنے شیعوں پر گواہ ہیں اور ہمارے شیعہ باقی دوسرے لوگوں پر گواہ ہیں اس کے علاوہ بھی ساری تفاسیروں میں یہ درج کہ اس مراد آئمہ ہیں۔ اور اس میں شک نہیں ہونا چاہیے ابوعمر الزبیری نے روایت کی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے اُمَّةً وَّسَطًا کے بارے ہیں سوال کیا گیا کہ اس سے مراد کون لوگوں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس آیت سے مراد تمام توحید پرست ہے۔ اہل قبلہ امت مراد ہے۔ اگر تمہاری یہ سوچ ہے تو پھر یہ غلط ہے۔ کیونکہ اہل قبلہ (مسلمانوں) میں سے کچھ ایسے اہل قبلہ بھی ہیں کہ جن کی گواہی تین کلو کھجوروں پر قبول نہیں ہوتی۔ تو جن لوگوں کی گواہ تین کلو کھجوروں پر قبول نہ ہوئی ہو کیا ایسے لوگوں کو اللہ سابقہ امتوں پر کیسے گواہ قرار دے سکتا ہے۔ اور تمام انسانوں پر ان کو گواہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی۔ کہ اے خدا یا میری ذریت میں سے امت مسلمہ کا ایک سلسلہ جاری فرما۔ یہ وہی امت ہے جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ اور خیر امت ہی امت وسطی ہے۔ جو لوگوں کے اعمال کے گواہ ہیں ۔مترجم)

قولہ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝۱۵۸۔

تحقیق صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں لہٰذا جو شخص بھی حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دونوں کا چکر لگائے اور جو مزید خیر کرے گا خدا اس کے عمل کا قدردان اور اس کچھ خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کا شان نزول کچھ یوں آقائے علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں۔

مکہ کے قریشیوں نے صفا اور مروہ کے درمیان مقام سعی میں اپنے بت رکھے ہوئے تھے جب وہ سعی کرتے تو ان بتوں کو مس کیا کرتے تھے جب رسول خداؐ نے عمرہ کی نیت سے مکے جانے کا ارادہ فرمایا اور مقام حدیبیہ پر آپ تشریف فرما ہوئے اور کفار مکہ اور آپ کے درمیان صلح قرار پائی جس کا نام صلح حدیبیہ کا نام دیا گیا اس میں طرفین کے درمیان قرار پایا کہ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں اور آئندہ سال ہم مسلمانوں کے لیے تین دن تک خانہ کعبہ کو خالی کر دیں گے اور مسلمان تسلی سے عمرہ انجام دیں گے اور پھر تین دن کے بعد مسلمان مکہ سے چلے جائیں گے۔ تو قرارداد کے مطابق جب دوسرا سال ہوا کہ جو ہجرت کا ساتواں سال تھا آپ پھر عمرہ کے ارادہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تین دن تک کے لیے بیت اللہ کو خالی کر دیا

Presented by Ziaraat.com

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے قریش والوں سے کہا کہ بیت اللہ سے اور مقام سعی پر رکھے ہوئے اپنے بت اٹھاؤ۔ کہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرسکوں آپ کے مطالبہ پر وہ بت اٹھا لیے گئے اور آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے سعی کی سوائے ایک آدمی کے وہ سعی نہ کرسکا۔

جب رسول خدا طواف اور سعی سے فارغ ہوئے اور کفار قریش نے دوبارہ اپنے بت وہاں رکھ دیے۔ اب وہ صحابی مسلمان جس نے سعی نہیں کی تھی وہ رسول خدا کے پاس آیا۔ اور عرض کی یارسول اللہ قریش والوں نے دوبارہ اپنے بت صفا اور مروہ کے درمیان مقام سعی میں رکھ دے ہیں اور میں نے ابھی سعی نہیں کی۔ اور وہ ان بتوں کو دوبارہ اٹھانے پر آمادہ نہیں ہیں لہٰذا اب میں سعی کیسے کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی " اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ ۔ تحقیق صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ تعالیٰ نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ ادا کرے پس اس شخص کے لیے کوئی حرج گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان سعی کرے اس حالت کہ وہاں بت موجود ہوں۔

اس کے بعد پھر اس شخص نے سعی کی۔ (کتاب علل الشرائع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا صفا اس لیے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس پہاڑی پر حضرت آدم صفوت اللہ نازل ہوئے تھے اس وجہ سے اس کا نام صفاء رکھا گیا ہے اور مروہ کو اس لیے مروہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس پر حضرت حواء نازل ہوئیں تھی (جو کہ امراہ تھی اس کی مناسبت کی وجہ سے اس کو مروہ کہا جاتا ہے۔ مترجم)

قولہ: اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝۔

پوری آیت کا ترجمہ کچھ یوں ہے کہ وہ لوگ جو ہمارے نازل کردہ احکام اور واضح بیانات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جسے ہم نے اپنی کتاب میں بیان کردیا ہے۔)

ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔ (علامہ فرماتے ہیں) جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا اس پر تمام جن وانس بھی لعنت کریں گے۔

حاشیہ

(اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ احکام خدا کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور مصلحتوں کا شکار نا ہوجائیں اور جو علماء ایسا کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ آیت ہے کہ خدا ان پر لعنت کرتا ہے کہ تم نے مجھ سے ڈرنے کے بجائے میرے غیروں کے خوف سے تم نے میرے احکام کو چھپا دیا ہے۔ ایسے تو سارے احکام خدا کے لیے یہ ہی حکم ہے

Presented by Ziaraat.com

لیکن ہادیان دین خدا کے فضائل ومناقب کو چھپانا سب سے زیادہ گناہ ہے۔ جیسا کہ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقرؑ سے روایت درج ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ ۔۔ کا اتم اور اکمل مصداق وہ شخص ہے جو حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب پر پردہ ڈالتا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جو مولیٰ کے فضائل ومناقب چھپاتے ہیں سب وہ خدا کی لعنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کو شناخت کریں کون ہیں یہ لوگ۔ لہٰذا نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس نے بہت بڑا عمامہ سر پر رکھا ہوا ہے یا بہت بڑا علامہ مشہور ہے اس اس کی بڑی شہرت ہے بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ امیر المومنین علی ابی طالب کے فضائل ومصائب کو چھپا رہا ہے یا ان کا اقرار کرتے ہوئے ان کو بیان کرتا ہے۔ (مترجم)

قولہ: وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وہ لوگ جو کفر اختیار کر چکے ہیں (ان کو پکارنے والوں) کی مثال اس شخص جیسی ہے جو جانوروں کو حلق پھاڑ پھاڑ پکارتا ہے اور وہ جانور اس کی آواز اور پکار کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے (ایسے ہی یہ کفار) گونگے، بہرے، اور اندھے ہیں جو کچھ شعور اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ (گویا ان میں عقل اور شعور نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔) کفار کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جیسے جانوروں کو جب ان کا مالک پکارتا ہے یا ڈانٹتا ہے تو وہ صرف اس کی آواز کو سنتے ہیں لیکن مالک ان کو کیا کہتا ہے اس کا ان کو کوئی شعور نہیں ہوتا۔ وہ نہیں جانتے کہ مالک ہمارا ہم سے کہا چاہتا ہے۔ اور ایسے ہی کفار ہیں جب ان کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے یا ان پر آیات خدا کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تو جانوروں کی مانند صرف ہادی کی آواز کو سنتے ہیں لیکن گونگے بہرے اور اندھے ہیں کہ وہ درک نہیں کرتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ (یعنی وہ گونگے ہیں بہرے ہیں، اندھے ہیں گونگے ایسے ہیں کہ حق کا اقرار نہیں کرتے۔ بہرے ایسے ہیں کہ رسولؐ خدا کی آواز نہیں سنتے۔ اور اندھے ایسے ہیں کہ رسول حق کو واضح طور پر دیکھتے ہیں پھر ان کو حق نظر نہیں آتا)

قولہ: فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾۔

پس جو شخص مجبور ہوا اور شرکشی اور زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

باغی: باغی سے مراد ہے وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان بوجھ کر کرتا ہے

عادی: عادی سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کے حقوق پر تجاوز کرے۔ اور وہ راہزن (چور وڈاکو) ہو۔ (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے فرزند رسول قرآن میں جو باغی اور عادی ذکر ہوئے ہیں ان سے مراد کیا ہے آپ نے فرمایا: باغی سے مراد وہ شکاری ہے جو ضرورت کے لیے نہیں بلکہ سیر وتفریح کے لیے شکار کرتا ہے اور عادی سے مراد چور وراہزن ہے۔ کتاب معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ باغی سے مراد وہ شخص ہے جو امام عادل ومعصوم کے خلاف خروج کرے اور عادی سے مراد چور راہزن ہے۔ اور تفسیر عیاشی ہیں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ باغی سے مراد ظالم اور عادی سے مراد غاصب ہے۔

Presented by Ziaraat.com

تفسیر عیاشی میں روایت درج ہے جس میں ذکر ہوا ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس سے اس نے کہا کہ اے امیر میں نے بدکاری کروائی ہے آپ مجھ پر حد جاری کریں۔ حاکم نے خود حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے۔ اس وقت وہاں پر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب وارث علم الٰہی و نبی موجود تھے جیسے ہی آپ نے حاکم کا حکم سنا تو آپ نے فرمایا: اے عمر پہلے اس عورت سے پوچھیں کہ اس نے بدکاری کس حالت میں کی ہے۔ اس پر عمر نے سوال کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں صحراء میں جا رہی تھی اور مجھے سخت پیاس لگی میں نے ادھر ادھر دیکھا تو مجھے دور سے ایک خیمہ دکھائی دیا میں وہاں گئی تو اس خیمہ میں ایک مرد موجود تھا اور اس کے پاس پانی بھی تھا میں نے اس سے پانی کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا میں ایک شرط پر پانی دونگا کہ تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے۔ میں نے انکار کیا اور وہاں سے واپس چلی گئی اور ادھر ادھر پانی تلاش کیا لیکن پانی نہ مل سکا جب میں مرنے قریب ہو چکی تھی پیاس کی وجہ سے تو پھر میں اس کے پاس گئی اور اس سے پانی طلب کیا اور اس نے پھر وہی مطالبہ کیا مجبور ہو کر میں نے اس کے مطالبہ کی حامی بھر لی اور اس نے مجھے پانی دیا اور بعد میں اس نے میرے ساتھ بدکاری کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت پر حد جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کے تحت بے قصور ہے۔

جب حضرت عمر نے امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام (جو حقیقی امیر المومنین ہیں) کا فیصلہ سنا تو فوراً بے ساختہ بول اٹھا۔ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اگر آج علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو چکا ہوتا۔ مترجم)

قولہ: فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾۔ آخر یہ جہنم کی آگ پر کس قدر صبر کریں گے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اور مغفرت کے بدلے عذاب کو خرید لیا ہے۔ یہ لوگ عذاب جہنم پر کس قدر صبر کریں گے۔

یعنی کس چیز نے ان کو اس پر جاری کیا ہوا ہے

(حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے برے کام پر کس قدر ثابت قدمی سے قائم ہیں۔ اور ان کو اس کا علم ہی نہیں ہے ان کے اس فعل کا نتیجہ جہنم کی آگ ہے۔ اور مجمع البیان میں ہے کہ وہ دوزخ میں جلنے کے لیے کس قدر جری ہیں۔ (مترجم)

قولہ: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

Presented by Ziaraat.com

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو۔ بلکہ نیکی اس شخص کا حصہ ہے (یعنی وہ شخص نیک ہے) جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ملائکہ کتاب خدا اور نبیوں پر ایمان رکھتا ہو۔ اور محبت خدا میں قرابت داروں پر یتیموں، مسکینوں، غربت زدہ مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی کے لیے مال خرچ کرے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جو عہد کرے اس کو پورا کرے فقر و فاقہ پریشانیوں بیماریوں اور جنگ کے حالات میں صبر کرے یہ ہی وہ لوگ ہیں جو اپنے دعویٰ ایمان میں سچے اور تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں۔

ایمان کی شروط یہ ہیں کہ انسان اللہ اور یوم آخرت کتب ملائکہ اور نبیوں پر ایمان رکھتا ہو یعنی صدق دل سے ان کی تصدیق کرے۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ -- یہ مراد ہے۔

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ۔ یعنی وہ بھوک پیاس، خوف، اور، بیماری کی حالتوں میں صبر کرنے والے ہیں۔

وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ، یعنی جنگ کی حالت میں صبر کرنے والے ہیں۔ یعنی قتل و موت کو سامنے دیکھ صبر کرتے ہیں فرار نہیں کرتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾۔

اے ایمان والو تمہارے لیے مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت اب اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو یہ نیکی کی اتباع کرے اور احسان کے ساتھ اس کے حق کو ادا کرے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔ لیکن جو اس کے بعد دوبارہ زیادتی کرے گا اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

یہ آیت ناسخہ ہے اور اس نے سورہ مائدہ کی آیت 45 کو منسوخ کر دیا ہے جس میں ارشاد قدرت ہے۔ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ ۔ تحقیق نفس کے بدلے نفس آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان۔

اس آیت میں فرمایا ہے۔ نفس کے بدلے نفس ہے۔ جبکہ اس آیت میں اس حکم کو منسوخ کیا گیا اور فرمایا نہیں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت۔

(اس مراد یہ ہے اگر کوئی آزاد غلام کو قتل کرے گا تو اس غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جائے۔ اور اگر کوئی مرد عورت کو قتل کرے تو اس کے بدلے مرد کو قتل نہیں کیا جائے۔ جبکہ سورہ مائدہ کی آیت میں عمومیت ہے۔ اور اس پر آئمہ کے فرامین بھی موجود

Presented by Ziaraat.com

ہیں مترجم)

وقولہ: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ۔ اے عقل مندوں تمہارے لیے قصاص میں زندگی اور حیات ہے (اگر تم غور کرو)

اس مراد یہ ہے کہ اگر قصاص نہ ہوتا تو بعض بعض کو قتل کرتے رہتے اور انہیں کوئی خوف وخطر ہی نہ ہوتا۔ لہٰذا اس قصاص میں حیات وزندگی ہے۔

حاشیہ

(آیت کریم سے واضح ہوتا ہے کہ قصاص مومنین کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ حکم عامۃ المسلمین کے لیے ہے (مترجم)

وقوله: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾۔

تم پر لکھ دیا گیا ہے (یعنی واجب کر دیا گیا ہے) جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو اگر وہ خیر کو (زیادہ مال کو) چھوڑ کر جا رہا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مال سے اپنے والدین کے لیے اور قریبی رشتہ داروں کے لیے نیکی کرتے ہوئے وصیت کرے اور یہ متقین پر ایک طرح کا حق ہے۔ (یعنی ضروری ہے)

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اور اس کی ناسخہ وہ دوسری آیت وصیت ہے جس میں ارشاد وقدرت ہوتا ہے۔ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ۔ (سورہ نساء۔۱۱) اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ مذکر کے لیے دو مونث کے برابر حصہ ہے۔

یعنی آیت میراث نے اس آیت وصیت کو منسوخ کر دیا ہے۔

قولہ: فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ پس جس نے وصیت سن کر اسے بدل ڈالا اس کا گناہ بدلنے والوں پر ہے خدا تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یعنی وصیت سننے کے بعد اس کو بدلنے کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں دو صورتیں ہیں جن میں وصیت کو بدلنے کا اختیار سننے والوں کو حاصل ہے اور اس تبدیلی پر ان کو گناہ نہیں ہوگا۔ اور اس کو خود خداوند متعال اپنے اس فرمان میں بیان کر دیا ہے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾۔

Presented by Ziaraat.com

پس جس شخص کو خوف ہو کہ وصیت کرنے والے نے انحراف کیا ہے (وارثوں میں سے کسی ایک طرف رخ زیادہ کیا ہے) گناہ کی وصیت کی ہے۔ وہ ورثاء کے درمیان صلح کروادے اسی پر اس کوئی گناہ نہیں ہے تحقیق اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص وصیت کرے تو وصی (وصیت سننے والے) کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اس وصیت میں تبدیلی کرے بلکہ جیسے اس کو وصیت کی گئی ہوگی ویسے ہی اس وصیت کو جاری کرنا اس کے لیے فرض وضروری ہے۔ سوائے اگر وہ وصیت کرے اس کام کی جو اللہ تعالیٰ نے امر نہیں دیا۔ اور وہ اس میں نافرمانی کی وصیت کرے۔ تو وصیت سننے والے کے لیے جائز ہے اس کو رد کر کے حق کے مطابق عمل کرے مثلاً ایک شخص کے کئی وارث ہیں وہ صرف ایک وارث کے حق میں سارے مال کی وصیت کردے اور دوسروں کو ناحق اپنے مال سے محروم کرے تو اس صورت میں وصی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس وصیت میں تبدیلی کرے اور باقی وارثوں کو بھی اس مال سے ان کا حق ادا کرے (اور یہ اس کیلئے جائز ہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں ہے) جنفا او ثما: جنفا سے مراد وارثوں میں سے بعض کی طرف میلا کرنا اور دوسروں کو محروم رکھنا ہے۔ اور اثما سے مراد گناہ ہے مثلاً کوئی وصیت کرتا ہے کہ میرے مال سے مجوسیوں کا عبادت خانہ تعمیر کروایا جائے یا شراب خانہ تیار کیا جائے یا شراب خریدا جائے۔ یا ایسے ہی کوئی اور حرام کام کی وصیت کرے تو اس وقت بھی وصی کو اختیار حاصل ہے کہ اس کی وصیت میں تبدیلی کرے اور اس کی وصیت پر عمل نہ کرے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾

اے ایمان والو روزہ تمہارے لیے لکھ دیا گیا (یعنی فرض کر دیا گیا) ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لیے لکھا گیا تا کہ تم پرہیز گار بن سکو۔

علامہ نے اپنی سند سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا اس مت سے پہلے اللہ نے عام لوگوں پر روزے واجب نہیں کیے تھے اور ماہ رمضان میں سوائے انبیاء کرام کے اور کسی پر روزے واجب نہیں تھے گذشتہ انبیاء کی امتوں پر روزے واجب نہیں تھے۔ پس جب اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے فضل کے ساتھ آپ کو خاص کیا اور رمضان کا شرف آپ اور آپ کی امت کو عطاء فرمایا۔ ماہ رمضان کے ایام کے علاوہ عام دنوں میں وہ روزے رکھا کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ۔ رمضان کا ماہ وہ ہے جس میں قرآن کو نازل کیا گیا۔

(تفسیر عیاشی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ سے "الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ۔ کے بارے میں سوال کیا گیا اے فرزند رسول روزے فقط مومنین پر فرض نہیں کیا اس میں دوسرے لوگ مثلاً منافق اور گمراہ لوگ اس

Presented by Ziaraat.com

میں شامل نہیں ہیں۔؟ آپ نے فرمایا: نہیں اس خطاب میں منافق اور دوسرے گمراہ لوگ بھی شامل ہیں کیونکہ یہ خطاب ہر اس کو شامل ہے جس نے ظاہری طور دعوت اسلام کو قبول کیا ہے۔

علامہ نے اپنی سند سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا ہے آپ سے اس آیت کے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اے فرزند رسول یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ قرآن تیئس (23) سال کی ایک طویل مدت میں نازل ہوا ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تحقیق یہ قرآن ایک ہی دفعہ کامل طور پر ماہ مبارک رمضان میں بیت معمور کی طرف نازل ہوا تھا اور پھر وہاں سے تدریجاً سال کی مدت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ ماہ مبارک کے روزوں کا شرف فقط ہمارے لیے ہے دوسروں کو یہ شرف نہیں ملا اس کے بارے میں امام سجاد علیہ السلام ایک دعا میں فرماتے ہیں۔ ثم اثر تنا به علی سائر الا ئم اصطفتینا دوں اهل الملال: پھر تو نے دوسری امتوں پر ہمیں ترجیح دی اور تو نے اس فضیلت کے لیے دوسری امتوں کو چھوڑ کر ہمارا انتخاب کیا ہم نے تیرے فرمان کے تحت اس کے دنوں کے روزے رکھے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے روزے فقط اس امت کے لیے شرف ہے۔ اب جو اللہ نے تم سے پہلے لوگوں پر بھی روزے فرض کیے تھے اس سے کیا مراد ہے۔

اس کی حل یہ ہے کہ گذشتہ امتوں پر رمضان کے روزے نہیں تھے بلکہ دوسرے ایام کے روزے تھے یہ مطلب نہیں کہ اصلاً ان پر روزے نہیں تھے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ روزے تھے اور روایت نے کہا: رمضان کے نہیں تھے تو اس کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

قولہ: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ ۔ اور وہ لوگ جن پر روزے رکھنا دشوار ہو تو وہ ہر روزے کے بدے ایک مسکین کو کھانا فدیہ کے طور پر کھلائے اور جو مشکل سے روزے رکھنے کے قابل ہو (یعنی ان کے لیے رکھنا دشوار ہو) تو وہ روزے کے عوض مسکین کو کھانا کھلائیں اس کے بارے میں امام نے فرمایا: جو شخص ماہ مبارک رمضان میں بیمار ہو جائے اور روزہ نہ رکھ سکے۔ اور وہ افطار کرے (یعنی روزہ نہ رکھے) اور ماہ مبارک کے بعد وہ تندرست ہو جائے اور آئندہ سال کے ماہ رمضان کے آنے تک وہ چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا نہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ ہر روزے کے بدلے وہ ایک روزہ بھی رکھے اور ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۔ ماہ رمضان کی راتوں میں تمہارے لیے تمہاری عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ خدا جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے اور خدا نے تمہارے اوپر احسان کیا اور تم کو معاف کر دیا۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رمضان کی راتوں کو ایک دفعہ سونے کے بعد پھر کھانا، پینا اور عورتوں سے مباشرت کرنا حرام تھا۔ یعنی جو شخص نماز عشاء ادا کرنے کے بعد بغیر افطار کے سو جاتا اور پھر وہ دوبارہ نیند سے بیدار ہوتا تو اس کے لیے کھانا کھانا حرام ہوتا۔ اور ماہ مبارک کی راتوں اور دنوں کو بیویوں سے مباشرت کرنا بھی حرام تھا۔ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک صحابی تھا جس کا نام خوات بن جبیر انصاری جو عبداللہ بن جبیر انصاری کا بھائی تھا۔

یہ عبداللہ بن جبیر انصاری وہی شخص تھا جس کی کمان کے تحت رسول خدا نے پچاس آدمیوں کو جنگ احد کے دن ایک احد کے درے پر معین کیا تھا اور سوائے بارہ آدمیوں کے باقی مال غنیمت کے لالچ میں آپ کو چھوڑ کر چلے گئے اور پھر کفار نے اس درے سے جب حملہ کیا تو آپ شہید ہو گے اس کا بھائی تھا خوات بن جبیر یہ شخص بوڑھا بھی تھا۔ کمزور بھی تھا اور رسول خدا کے ساتھ روزے کی حالت میں خندق کھود رہا تھا۔ پس وہ اپنے گھر آیا جب شام ہو چکی تھی اس نے اپنے اہل خانہ سے پوچھا کہ کوئی کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا نہیں آپ سو جائیں ہم آپ کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں۔ پس وہ افطار کرنے سے پہلے سو گئے اور اہل خانہ نے کھانا تیار کرنا شروع کر دیا جب کھانا تیار کر لیا اور انہوں نے اس کو کھانے کے لیے اٹھایا تو آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا: کہ اس رات تو اللہ تعالیٰ نے کھانے والے پر کھانا حرام قرار دیا ہے۔ وہ بغیر کھانا کھائے سو گیا۔ جب صبح ہوئی اور دوبارہ رسول خدا کے ہمراہ خندق کھودنے لگا تو اس دوران وہ بے ہوش ہو گیا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپ نے اسے خندق کھودنے سے الگ کر دیا اور دوسری طرف سے نوجوان مسلمان رمضان کی راتوں کو اپنی بیویوں سے مباشرت کر لیتے تھے (یعنی نافرمانی کرتے چوری چھپے) پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ

تمہارے لیے روزوں کی راتوں کو میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال قرار دیا گیا ہے وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو اور اللہ جانتا تھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے ہو اور اس ممنوع کام کو تم سے میں سے کچھ لوگ انجام دیتے تھے۔ پس خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہیں بخش دیا ہے آج کے بعد تم ان سے راتوں کو مباشرت کرو۔ اور جو کچھ تمہارے لیے مقرر کیا گیا ہے اس کو طلب کرو۔ کھاؤ

Presented by Ziaraat.com

پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے نمایاں ہو جائے اور اس کے بعد تم روزے کو رات تک مکمل کرو۔

تو خدا نے اس آیت کو نازل فرما کر اس امت پر احسان کیا۔ رمضان کی راتوں کو مباشرت کرنا اور راتوں کو سونے کے بعد بیدار ہو کر طلوع فجر تک کھانا اور پینا بھی حلال قرار دیا۔ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۔ یعنی دن کی سفیدی رات کی تاریکی سے نمایاں ہو جائے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے سوال کریں (تو ان سے کہہ دو) کہ میں تمہارے قریب ہوں اور ہر پکار والے کی پکار پر میں اس کو جواب دیتا ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں القسم بن محمد سے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد المنقری سے اور انہوں جناب حماد سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا اے فرزند رسول میں زیادہ تر اپنے بھائیوں اور اہل ولایت (یعنی مومنین) کے بارے میں دعا کرتا رہتا ہوں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ (یعنی اس پر مجھے کوئی اجرت وثواب ملے گا) پس آپؑ فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ غائب کی دعا غائب کے حق میں قبول کرتا ہے۔ (یعنی وہ دعا جو کسی کی عدم موجودگی میں کسی کے لیے کی جائے) پھر فرمایا: ان دعاللمو منین ولمومنات ولاهل مودتنا رد الله عليه من آدم الى ان تقوم الساعة لكل مومن حسنة"۔ جو شخص مومنین مردوں اور مومنہ عورتوں اور ہمارے مودت رکھنے والوں کے لیے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آدم سے لیکر قیامت تک کے ہر مومن کے بدلے میں ایک نیکی عطاء کرے گا۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق و باطل طریقہ سے مت کھاؤ اور لوگوں کے مال کا کچھ حصہ کھانے کے لیے ان کو قاضیوں تک مت لے جاؤ تا کہ ان کو کچھ رشوت دے کر غیر کا مال کھا جاؤ۔

علامہ فرماتے کہ امام معصومؑ فرماتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ یہ قاضی اور حکام جو ناحق و باطل فیصلہ کرتے ہیں پس اسی وجہ سے اللہ نے ان کے پاس جانے سے روک دیا ہے۔ کیونکہ باطل و ناحق فیصلہ کر کے تمہارے اموال کو غارت کر دیں گے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

اے میرے حبیب! یہ لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ یہ

Presented by Ziaraat.com

لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔

چاند کے اوقات کی دو قسمیں ہیں، ۱۔ اوقات جو چاند سے حاصل ہوتے ہیں وہ معلوم اور مشہور معین ہیں ۲۔ وہ اوقات جو معلوم ہیں لیکن مشہور معین نہیں ہیں۔

۱۔ وہ اوقات جو معلوم و مشہور و معین ہیں، پس وہ چار ماہ جو حرمت والے ہیں۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ذکر فرمایا ہے۔ ''مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط'' (یعنی بارہ ماہ میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں۔) اللہ تعالیٰ نے بارہ خلق فرمائے ہیں جن کی شناخت و معرفت چاند کے ذریعے ہوتی ہے ان بارہ کا پہلا محرم کا مہینہ ہے آخری ماہ ذی الحجہ ہے اور ان بارہ میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں اور ان سے ایک ماہ رجب ہے جو منفرد ہے اور باقی تین متصل ہیں۔ اور وہ ذی القعدہ ذی الحجہ اور محرم جو ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہیں۔ ان چار ماہ میں اللہ تعالیٰ نے جنگ و جدال کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اگر کوئی ان چار حرمت والے مہینوں میں گناہ کرے گا تو اس کو سزا دو گناہ ہوگی۔ اور اگر کوئی ان مہینوں میں نیکی کرے گا تو اس کا اجر و ثواب بھی دو گناہ ہوگا اور ایسے ہی سیر و سیاحت کے ایام و اوقات بھی معلوم میں معروف ہیں۔ اور وہ ذی الحجہ کے بیس دن اور حرم کا مہینہ ماہ صفر ربیع الاول اور ربیع الثانی کے پہلے دس دن یہ سیاحت و سیر کے مہینے ہیں۔ یہ ہی وہ مہینے ہیں کہ جن میں اللہ نے مشرکوں کے قتل کو حلال قرار دیا ہے۔ اور فرمایا: فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ۔ پس تم زمین پر چار ماہ سیر و سیاحت کرو۔

حج کے اوقات بھی معلوم و معین و مشہور ہیں۔ اور وہ ماہ شوال و ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے مہینے ہیں۔ ان مہینوں کو حج کے مہینے اس لیے قرار دیا گیا ہے کیونکہ جو شخص ان مہینوں شوال و ذی القعدہ اور ذی الحجہ میں عمرا ادا کرے اور پھر وہ مکہ میں قیام کرے تا کہ وہ حج کو ادا کر سکے۔ تو اس نے عمرہ سے حج تمتع کیا ہے۔ یعنی عمرہ سے حج تمتع کی طرف منتقل ہوا ہے۔ اور جو شخص ان تین ماہ کے علاوہ میں عمرا ادا کرے اور پھر وہ مکہ میں قیام کا ارادہ کرے تا کہ وہ حج ادا کر سکے یا اصلاً قیام مکہ کا ارادہ نہ کرے پس یہ وہ شخص نہیں ہے جس نے عمرہ سے حج تمتع کا ارادہ کیونکہ وہ ایام حج میں مکہ داخل نہیں ہوا اور ان مہینوں کو حج کے مہینے قرار دیا گیا کے بارے اور ان کا نام بھی حج کے مہینے رکھا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۔ حج کے مہینے معلوم و معین ہیں۔

اس کے بعد ماہ صیام جو رمضان مبارک ہے وہ بھی معلوم و معین و مشہور ہے۔ ۲۔ وہ اوقات جو معلوم و مبہم ہیں۔ یعنی معلوم ہیں کہ اتنے لیکن معین نہیں مبہم ہیں اور یہ وہ اوقات ہیں کہ جن میں اگر کوئی امر و واقعہ رونما ہو جائے تو اس میں واجب ہے اسی ماہ سے انتظار کیا جائے۔ پس عورت کو اگر طلاق ہو جائے۔ اس کی عدت معلوم ہے کہ تین ماہ دس دن ہے لیکن معلوم و معین نہیں ہے بلکہ جس وقت طلاق ہوگی اس وقت سے وہ عدت کے ایام شروع ہو جائیں گے۔

یا وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت معلوم ہے کہ چار ماہ دس دن ہے لیکن کب سے کوئی ماہ معین نہیں بلکہ جیسے ہی اس کا شوہر فوت ہوگا اسی وقت سے عدت کے ایام شروع ہو جائیں گے اور چار ماہ دس دن اس وقت سے آخر تک پورے

Presented by Ziaraat.com

کیے جائیں گے۔ اگر عورت کو حیض آتا ہے اور اس دوران اس کو طلاق دی جاتی ہے تو اس کی عدت تین طہر (تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے) یہ ہی اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا: اور عورت کو حیض نہیں آتا تو پھر وہ تین ماہ ہے۔

یا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے یا اگر عورت حاملہ ہو اور اس کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے۔ (یعنی بچے کے پیدا ہونے تک) یا لعلان کی چار ماہ ہے۔ (یعنی وہ طلاق جس میں شوہر بیوی سے نفرت و نفرین کرے اور بیوی شوہر سے نفرت اور نفرین کرے) یا وہ مدت جو قرضوں کے ادا کرنے کے لیے رکھی جاتی ہے مثلاً یہ قرض دو ماہ بعد ادا کیا جائے گا تو یہ بھی معلوم لیکن معین نہیں کہ کون سے دو ماہ ہیں۔ یا جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کرے (یعنی شوہر اپنی بیوی کو اپنی ماں یا بہن یا بیٹی سے تشبیہ دے یوں کہہ دے آج کے بعد گویا تو میری ماں ہے۔ یا بہن یا۔۔۔ ہے مثلاً اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ کہہ دے اس کو ظہار کہا جاتا ہے اسلام سے پہلے یہ بھی ایک طلاق کی قسم تھی اور اس نے اس کو ختم کیا ہے۔ لیکن سزا کے طور پر دو ماہ متواتر روزے رکھنے کا حکم دیا ہے یا دوسرے کفاران میں فقہ کی کتب میں بیان ہوئے ہیں (مترجم) اس کے لیے دو ماہ متواتر روزے رکھے تعداد معلوم ہے لیکن معین کہ کب رکھے۔ یا کوئی شخص اگر قتل خطاء کا مرتکب ہوا ہو تو دیت کے علاوہ اس کے لیے بھی حکم ہے کہ بطور کفارہ دو ماہ متواتر روزے رکھے یا جو بندہ حج کے موقع پر قربانی نہ کر سکتا ہو تو وہ دس دن روزے رکھے لیکن کب رکھے۔ قسم کا کفارہ تین روزے واجب ہیں لیکن معین نہیں کہ کب رکھے۔ اور یہ وہ اوقات ہیں جو چاند کے اوقات ہیں لیکن مبہم و غیر معین ہیں۔ اور یہ سارے اوقات چاند سے معلوم ہونگے اور اسی کو اللہ نے بیان کیا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

آیت 190 تا 220

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

Presented by Ziaraat.com

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ
انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ
الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى
التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ
وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا
رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ
اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ
اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ
عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ
مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا
جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ
خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

Presented by Ziaraat.com

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ
كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ
النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ
مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ
تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ
اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ
وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ
الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ

Presented by Ziaraat.com

بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ
مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ
النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا
الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ
وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى

Presented by Ziaraat.com

نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ قُلْ
مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ
عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ
فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۬
وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا
يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ
وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ
عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ
قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي

Presented by Ziaraat.com

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ
وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

ترجمہ

جولوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی ان سے راہِ خدا میں جہاد کرو اور زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۹۰) اور ان مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جس طرح انہوں نے تم کو آوارہ وطن کر دیا ہے تم بھی انہیں نکال باہر کر دو--- اور فتنہ پردازی تو قتل سے بھی بدتر ہے۔ اور ان سے مسجد الحرام کے پاس اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک وہ تم سے جنگ نہ کریں۔ اس کے بعد جنگ چھیڑ دیں تو تم بھی چپ نہ بیٹھو اور جنگ کرو کہ یہی کافرین کی سزا ہے (۱۹۱) پھر اگر جنگ سے باز آجائیں تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۱۹۲) اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک سارا فتنہ ختم نہ ہو جائے اور دین صرف اللہ کا نہ رہ جائے پھر اگر وہ لوگ باز آجائیں تو ظالمین کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے (۱۹۳) شہر حرام کا جواب شہر حرام ہے اور حرمات کا بھی قصاص ہے لہٰذا جو تم پر زیادتی کرے تم بھی ویسا ہی برتاؤ کرو جیسی زیادتی اس نے کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ خدا پرہیزگاروں ہی کے ساتھ ہے (۱۹۴) اور راہِ خدا میں خرچ کرو اور اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نیک برتاؤ کرو کہ خدا نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۹۵) حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے تمام کرو اب اگر (کسی مصیبت میں) گرفتار ہو جاؤ تو جو قربانی ممکن ہو وہ دے دو اور اس وقت تک سر نہ منڈواؤ جب تک قربانی اپنی منزل تک نہ پہنچ جائے۔ اب جو تم میں سے مریض ہے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہے تو وہ روزہ یا صدقہ یا قربانی دے دے پھر جب اطمینان ہو جائے تو جس نے عمرہ سے حج تمتع کا ارادہ کیا ہے وہ ممکنہ قربانی دے دے اور قربانی نہ مل سکے تو تین روزے حج کے دوران اور سات واپس آنے کے

Presented by Ziaraat.com

بعد رکھے کہ اس طرح دس پورے ہو جائیں۔ یہ حج تمتع اور قربانی ان لوگوں کے لئے ہے جن کے اہلِ مسجد الحرام کے حاضر شمار نہیں ہوتے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ یاد رکھو کہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے (۱۹۶) حج چند مقررہ مہینوں میں ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس زمانے میں اپنے اوپر حج لازم کر لے اسے عورتوں سے مباشرت، گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے اور تم جو بھی خیر کرو گے خدا اسے جانتا ہے اپنے لئے زادِ راہ فراہم کرو کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے صاحبانِ عقل! ہم سے ڈرو (۱۹۷) تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ اپنے پروردگار کے فضل و کرم تلاش کرو پھر جب عرفات سے کوچ کرو تو مشعر الحرام کے پاس ذکر خدا کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے ہدایت دی ہے اگرچہ تم لوگ اس کے پہلے گمراہوں میں سے تھے (۱۹۸) پھر تمام لوگوں کی طرح تم بھی کوچ کرو اور اللہ سے استغفار کرو کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۹۹) پھر جب سارے مناسک تمام کر لو تو خدا کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ پروردگار ہمیں دنیا ہی میں نیکی دے دے اور ان کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے (۲۰۰) اور بعض کہتے ہیں کہ پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو عذاب جہنّم سے محفوظ فرما (۲۰۱) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کی کمائی کا حصّہ ہے اور خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۲۰۲) اور چند معین دنوں میں ذکر خدا کرو۔ اس کے بعد جو دو دن کے اندر جلدی کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ پرہیزگار رہا ہو اور اللہ سے ڈرو اور یہ یاد رکھو کہ تم سب اسی کی طرف محشور کئے جاؤ گے (۲۰۳) انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی باتیں زندگانی دنیا میں بھلی لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر خدا کو گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بدترین دشمن ہیں (۲۰۴) اور جب آپ کے پاس سے منہ پھیرتے ہیں تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کھیتیوں اور نسلوں کو برباد کرتے ہیں جب کہ خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے (۲۰۵) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو تو غرور گناہ کے آڑے آجاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے جہنّم کافی ہے جو بدترین ٹھکانا ہے (۲۰۶) اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضی پروردگار کے

Presented by Ziaraat.com

لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے (۲۰۷) ایمان والو! تم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۲۰۸) پھر اگر کھلی نشانیوں کے آجانے کے بعد لغزش پیدا ہو جائے تو یاد رکھو کہ خدا سب پر غالب ہے اور صاحبِ حکمت ہے (۲۰۹) یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ابر کے سایہ کے پیچھے عذابِ خدا یا ملائکہ آجائیں اور ہر امر کا فیصلہ ہو جائے اور سارے امور کی بازگشت تو خدا ہی کی طرف ہے (۲۱۰) ذرا بنی اسرائیل سے پوچھئے کہ ہم نے انہیں کس قدر نعمتیں عطا کی ہیں---اور جو شخص بھی نعمتوں کے آجانے کے بعد انہیں تبدیل کر دے گا وہ یاد رکھے کہ خدا کا عذاب بہت شدید ہوتا ہے (۲۱۱) اصل میں کافروں کے لئے زندگانی دنیا آراستہ کر دی گئی ہے اور وہ صاحبانِ ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ قیامت کے دن متقی اور پرہیزگار افراد کا درجہ ان سے کہیں زیادہ بالاتر ہوگا اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (۲۱۲) (فطری اعتبار سے) سارے انسان ایک قوم تھے پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں اور اصل اختلاف انھیں لوگوں نے کیا جنہیں کتاب مل گئی ہے اور ان پر آیات واضح ہو گئیں صرف بغاوت اور تعدی کی بنا پر---تو خدا نے ایمان والوں کو ہدایت دے دی اور انہوں نے اختلافات میں حکم الٰہی سے حق دریافت کر لیا اور وہ تو جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے (۲۱۳) کیا تمہارا خیال ہے کہ تم آسانی سے جنّت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تمہارے سامنے سابق اُمتوں کی مثال پیش نہیں آئی جنہیں فقر و فاقہ اور پریشانیوں نے گھیر لیا اور اتنے جھٹکے دیئے گئے کہ خود رسول اور ان کے ساتھیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آخر خدائی امداد کب آئے گی۔ تو آگاہ ہو جاؤ کہ خدائی امداد بہت قریب ہے (۲۱۴) پیغمبر یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ راہِ خدا میں کیا خرچ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو بھی خرچ کرو گے وہ تمہارے والدین، قرابتدار، یتیموں، مساکین اور غربت زدہ مسافروں کے لئے ہوگا اور جو بھی کارِ خیر کرو گے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۱۵) تمہارے اوپر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور یہ ممکن ہے کہ جسے تم برا سمجھتے ہو وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور

Presented by Ziaraat.com

جسے تم دوست رکھتے ہو وہ برا ہو خدا سب کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو (۲۱۶) پیغمبر یہ آپ سے محترم مہینوں کے جہاد کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ان میں جنگ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور راہِ خدا سے روکنا اور خدا اور مسجد الحرام کی حرمت کا انکار ہے اور اہلِ مسجد الحرام کا وہاں سے نکال دینا خدا کی نگاہ میں جنگ سے بھی بدتر گناہ ہے اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑا جرم ہے--- اور یہ کفار برابر تم لوگوں سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے امکان میں ہو تو تم کو تمہارے دین سے پلٹا دیں۔ اور جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مرجائے گا اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور وہ جہنّمی ہوگا اور وہیں ہمیشہ رہے گا (۲۱۷) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کی امید رکھتے ہیں اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۱۸) یہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور بہت سے فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ فائدے سے کہیں زیادہ بڑا ہے اور یہ راہِ خدا میں خرچ کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دیجئے کہ جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو۔ خدا اسی طرح اپنی آیات کو واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ شاید تم فکر کرسکو (۲۱۹) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی--- اور یہ لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دو کہ ان کے حال کی اصلاح بہترین بات ہے اور اگر ان سے مل جل کر رہو تو یہ بھی تمہارے بھائی ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے اگر وہ چاہتا تو تمہیں مصیبت میں ڈال دیتا لیکن وہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۲۲۰)

تفسیر

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۸۹﴾

اور نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں پچھواڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیک وہ ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور

Presented by Ziaraat.com

گھروں میں دروازوں کے ذریعے آئے اللہ تعالیٰ سے ڈورتا کہ تم کامیابی اور فلاح پاسکو۔

(علامہ علی بن ابراہیم) فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں فرمایا ہے۔ ''انا مدینة العلم وعلی (علیہ السلام) بابها ولا تدخلوا المدینه الا من بابها'' میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں اور تم لوگ شہر میں سوائے اس کے دروازے کے داخل مت ہونا۔

(تفسیر عیاشی میں امام باقر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ وہ دروازے ہم آل محمد ہیں۔ جن کو خدا نے مقرر فرمایا ہے۔ جنت کی طرف دعوت دینے والے ہم ہیں اور قیامت تک لوگوں کے رہنما ہم ہیں۔ احتجاج طبری میں امیر المؤمنین کا اس آیت کے ذیل میں فرمان موجود ہے جس میں امام فرماتے ہیں کہ خدا کے گھر کے دروازے ہم ہیں۔ جس کے متعلق خدا نے حکم دیا ہے کہ گھروں میں دروازوں سے آؤ۔ جس نے ہماری بیعت کی اور ہماری ولایت کو قبول کیا۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾

وہ ان لوگوں میں سے ہے جو گھروں میں دروازے کے ذریعے آئے اور جن لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور ہماری ولایت کو قبول نہ کیا اور کسی دوسرے کو ہمارے اوپر فضیلت دی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گھروں میں پچھواڑے سے آتے ہیں اور اگر خدا چاہتا تو اپنی معرفت وہ خود بھی کرواسکتا تھا۔ لیکن اس نے ہمیں اپنا دروازہ بنایا ہمیں اپنا راستہ اور صراط قرار دیا اور اس نے ہمیں اپنا وہ دروازہ قرار دیا جس کے ذریعے گھر میں داخل ہونے کا حکم دیا (یعنی جو ہمارے ذریعے خدا کی معرفت حاصل کرے وہ کامیاب ہوگا) اور جس نے ہماری ولایت سے انحراف کیا اور غیروں کو ہمارے اوپر فضیلت دی وہ ایسے لوگ پچھواڑے سے گھروں میں داخل ہوتے ہیں ایسے لوگ راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ایسی روایات تفسیر برہان، مجمع البیان وغیرہ میں موجود ہیں۔

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ

اور تم حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے مکمل کرو۔ اگر تم راستے میں محصور ہو جاؤ تو جو قربانی ممکن ہو وہ دے دو اور سر اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک قربانی اپنی منزل تک نہ پہنچ جائے اب جو تم سے مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہے تو وہ فدیہ کے طور پر روزے یا صدقہ یا قربانی دے دے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں: تحقیق جو شخص عمرہ تمتع سے حج تمتع کا احرام باندھے اور حدود حرم میں داخل ہو جائے لیکن مکہ تک پہنچنے سے پہلے اس کو راستے میں کوئی بیماری لاحق ہو جائے کہ جس کی وجہ سے وہ آگے سفر کو جاری رکھنے پر قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہیں اس کے لیے حکم ہے کہ وہ اسی مقام پر قیام کرے جس میں وہ بیماری کی وجہ سے محصور ہوا ہے۔ اور جو قربانی اس کے پاس ہے۔ اگر وہ امیر ہے تو بدنہ (اونٹ) دے اور اگر درمیانہ حیثیت کا ہے۔ تو گائے دے اور اگر فقیر ہے تو دنبہ دے یا بکری دے اور اس کے لیے ضروری ہے وہ احرام کی حالت میں رہے۔ اپنا سر بھی مت منڈوائے جب تک قربانی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے اور جب قربانی اپنے محل تک چلی جائے تو پھر وہ حلق کرے یا منڈوائے اور اگر اس کے سر میں کوئی بیماری ہو یا کوئی تکلیف ہو کہ جس کی وجہ سے وہ حلق نہ کر سکے وہ احرام کھول کر محل ہو جائے اور اس کے بدلے فدیہ ادا کرے اور وہ فدیہ چھ یوم کے روزے یا دس مساکین کو کھانا کھلائے یا ایک بکری ذبح کرے۔ جو شخص عمرہ تمتع سے حج کی طرف احرام باندھے تو اس کے لیے شرط ہے کہ احرام کے وقت یہ دعا کرے ''اللھم انی ارید التمتع بالعمرۃ الی الحج علی کتابك وسنة نبیك خان عافنی عائق اوجبنی عابس فحلنی حیث حبستنی بقدرتك الی قدرت علی۔ ....'' اور پھر وہ اس میقات سے تلبیہ شروع کرے جس کو رسول خدا نے معین کیا اور وہ یوں ہے۔

لبیك اللھم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك و الملك لاشریك لك لبیك

اور جب وہ مکہ میں داخل ہو جائے اور اس کو مکہ کے گھر نظر آنا شروع ہو جائیں تو پھر اس تلبیہ کو ختم کر دے اور بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کرے اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں کے ساتھ سعی کرے اور پھر وہ احرام کھول دے۔ پھر اس کے لیے دوسرے کپڑے اور بیوی سے مباشرت کا لطف اٹھانا اور خوشبو لگانا جائز ہیں۔ پھر وہ یوم ترویہ تک مکہ میں حج کے ارادہ سے قیام کرے اور جب یوم ترویہ (یعنی آٹھ ذی الحجہ) ہو جائے تو اس دن زوال آفتاب کے وقت مقام براہیم سے حج تمتع کا احرام باندھے پھر تلبیہ کہتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے اور یہ تلبیہ یوم عرفہ کے زوال آفتاب تک جاری رہے گی اس کو ختم نہ کرے۔ پس جب یوم عرفہ کا زوال آفتاب ہو جائے تو وہ تلبیہ ختم کر دے اور عرفات میں رہے اور دعائیں تکبیر و تحلیل و خدا کی حمد میں مشغول رہے اور جب عرفہ کے دن کا آفتاب غروب ہو جائے تو واپس مزدلفہ میں آ جائے اور پھر وہاں رات بسر کرے۔ پس جب رات گزار کر صبح کرے تو مشعر الحرام کی طرف جانے کے لیے کھڑا ہو جائے اور دعا اور خدا کی تحلیل اور اس تسبیح اور تکبیر میں مشغول رہے اور پھر وہ مشعر الحرام سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے اور جمرہ اولیٰ (یعنی بڑے شیطان) کو کنکریاں مارے اور پھر قربانی کرے اور پھر سر منڈوائے اگر وہ امیر ہے تو قربانی ایک اونٹ کرے اور اگر درمیانہ حیثیت کا مالک ہے تو پھر گائے کرے اور اگر غریب ہے تو پھر ایک دنبہ یا بکری

Presented by Ziaraat.com

قربان کرے گا اور جو اس کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ تین دن مکہ میں روزے رکھے اور جب واپس اپنے وطن آجائے تو سات دن اپنے وطن میں روزے رکھے گا اس طرح اس کے روزے دس ہو جائیں گے اور یہ دس روزے اس قربانی کے عوض ہوں گے جو قربانی اس کے ذمہ تھی۔ اور اس کو خود خدا یوں بیان کرتا ہے:

{فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ .....}

پس جو قربانی اپنے پاس نہ رکھتا ہو تو وہ تین روزے حج کے دوران اور سات روزے جب وہ وطن واپس آئے تو رکھے اس طرح دس روزے ہو جائیں گے۔ یہ حج تمتع اس شخص کے لیے ہے جو مکہ میں رہائشی نہیں ہے اور نہ ہی وہ مکہ کا رہنے والا ہے۔ لیکن جو شخص مکہ کا رہائشی ہے یا مکہ کے اردگرد (۴۸) میل اڑتالیس میل (جو آج کے حساب سے بہتر ۷۲) کلومیٹر بنتا ہے) بھی رہائشی ہے اس کے لیے حج تمتع نہیں ہے بلکہ وہ حج افراد کو ادا کریں گے اور اس کو خود فرمان خدا بیان کر رہا ہے۔ ''ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي..... ''یعنی یہ حج تمتع ان لوگوں کے لیے ہے جو مسجد الحرام کے اہل اور رہائشی شمار نہیں ہوتے۔

{فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ .....}

حج کے معلوم و معین مہینے ہیں پس جس شخص پر ان مہینوں میں حج واجب ہو جائے تو اس کو عورتوں سے مباشرت اور جھوٹ و گناہ اور حج کے دوران جھگڑے کی اجازت نہیں ہے۔

الرفث: یعنی عورتوں سے مباشرت کرنا، (فسق) یعنی کذب و جھوٹ اور گناہ۔ جدال یعنی جھگڑا کرنا۔ یہ جھگڑے مراد مثلاً تو بحث کرتے وقت لا واللہ وبلی واللہ کہنا۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

پس جب تم حج کے مناسک کو ادا کر لو تو پھر اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس بھی زیادہ شدت کے ساتھ خدا کو یاد کرو۔

علامہ فرماتے ہیں۔ اسلام سے قبل عرب والے جب حج کو ادا کرتے تو پھر مشعر میں یا مزدلفہ میں اکٹھے ہو جاتے تھے اور اپنے اپنے باپ اور دادوں کو یاد کرتے اور ان پر فخر کرتے اور ان کے احسانات کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے سے کہتے ''لا وابیك۔ تیرے باپ کی قسم نہیں وابی بلکہ میرے باپ کی قسم ہے یعنی تیرا باپ اس قابل نہیں کہ اس کی قسم اٹھائی جائے بلکہ میرے باپ کی قسم اور دوسرا اس سے ایسے کلمات ادا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو اس کام سے روکا ہے اور فرمایا جب تم حج مکمل کر لو تو بجائے اپنے باپ دادا کو یاد کرنے کے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جیسے تم ان کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو اور اللہ کے احسانات کو بیان کرو۔ اور ان کو یاد کرو اور ان احسانات پر اس کا شکر کرو۔ اور اپنے باپ دادا کی قسمیں اٹھانے کے بجائے خدا کی قسمیں اٹھاؤ یوں کہو لا واللہ وبلی واللہ۔ یعنی نہیں نہیں خدا کی قسم۔ ہاں خدا کی قسم۔

Presented by Ziaraat.com

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾

پس لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے خدایا ہمیں دنیا میں نیکی اور بھلائی عطا کر ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد المنقری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سفیان بن یمین سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے ابوعبداللہ امام صادق سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے اس وقت سوال کیا جب آپ مقام وقوف سے واپس آ رہے تھے اے فرزند رسول کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تمام مخلوق کی دعاؤں کو قبول کرے گا؟

آپ نے فرمایا: اس مقام وقوف میں جو بھی وقوف کرے گا خواہ وہ مومن ہو یا کافر اللہ اس کو ضرور بخش دے گا۔ لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ ان وقوف کرنے والوں کی مغفرت تین طرح کی ہے (۱) مومن جو وقوف کرے گا اس کے لیے مغفرت کی منزل یہ ہے کہ خدا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دے گا اور آئندہ کے لیے بھی گناہ معاف کر دے گا اور اس کو جہنم کی آگ سے بھی نجات عطا فرمائے گا۔ اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے خدایا تو ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا کر اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے نجات عطا فرما۔

۲۔ ایک وہ مومن ہوگا کہ جس کے خدا تمام گذشتہ گناہ معاف کر دے گا پھر اس سے کہا جائیگا کہ تیرے گذشتہ سارے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں اب باقی ماندہ زندگی کو تو احسن انداز میں بسر کرو اور اس کے لیے اللہ کا یہ فرمان ہے:

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

یعنی تم اللہ کو چند معدود دنوں میں یاد کرو۔ پس تم میں سے جو جلدی کرے ان دنوں میں اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے یہ اس کے لیے جو تقویٰ اختیار کرے۔ یعنی جو گناہ کبیرہ سے پرہیز کرتے ہیں ان کے لیے ہے۔ لیکن عامہ (اہل سنت) والے کہتے ہیں کہ {فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ ..... } اس سے مراد یہ ہے کہ جو شکار کرنے سے پرہیز کرے۔ (علامہ فرماتے ہیں) کہ اگر آپ غور کریں تو آپ دیکھیں کہ خداوند متعال محل ہونے کے بعد بھی شکار کو حرام قرار دے رہا ہے کیونکہ خداوند متعال فرماتا ہے {وَاِذَا

Presented by Ziaraat.com

حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ } پس عامہ کی تفسیر کی بناء پر اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم احرام کھول دو تو اس کے بعد شکار سے پرہیز کرو۔

۳۔ تیسرا شخص وقوف کرنے والا کافر ہوگا یہ وقوف کرنے والا دنیا کی زیب و زینت کا طلب گار رہا ہے۔ [1] یہ شخص اگر شرک و کفر سے توبہ کرے تو خدا اس کے بھی تمام گذشتہ گناہ معاف کر دے گا اور اگر یہ توبہ نہیں کرے گا پھر اللہ اس کو دنیا میں اجر عنایت کرے گا اس کو بھی اس وقوف کے اجر سے محروم نہیں رکھے گا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۵ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۠ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶ (سورۃ ھود:۱۵)

جو لوگ دنیا اور اس کی زینت کو طلب کرتے ہیں ہم ان کے اعمال (کی جزا) بے کم و کاست اس دنیا میں ہی ان کو دے دیتے ہیں۔ آخرت میں جہنم کی آگ کے سوا ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا وہ برباد ہو جائے گا اور ان کے اعمال باطل ہو جائیں گے۔

(حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جو مومن بندہ اپنے گھر سے حج کے ارادے سے نکلے گا تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھائے گا اور اس کی سواری بھی کوئی قدم نہیں اٹھائے گی مگر یہ کہ ہر قدم کے بدلے اس کو ایک نیکی عطا ہوگی۔ اور ایک اس کی برائی ختم ہوگی اور ایک درجہ اس کا بلند کیا جائے گا۔ اور جب وہ مقام عرفات میں وقوف کرے گا تو اگر اس کے ذمہ ریت کے ذرات کے برابر بھی گناہ ہوں گے وہ تمام معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کو اس طرح کر دیا جائے گا جیسے وہ ابھی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہے۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ اب دوبارہ نئے سرے سے اپنے عمل کو شروع کرو۔ اس کے بارے اللہ کا فرمان: { وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ } اور تم اللہ تعالیٰ کو چند گنے ہوئے ایام میں یاد کرو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایام تشریق ہیں جو تین دن میں (۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ یہ ایام تشریق ہیں اور الایام المعلومات العشرۃ من ذی الحجۃ اور ایام معلوم ذی الحجۃ کا عشرہ ہے۔) قولہ (يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ) اور وہ زمین پر فساد کریں گے اور زراعت اور نسلوں کو برباد کریں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ حرث سے مراد اس جگہ دین ہے یعنی وہ دین کو برباد کریں اور نسل سے مراد لوگ ہیں۔ لوگوں

---

[1] یعنی جو شخص وطن جانے میں جلدی کرے گا۔ ابو بصیر

Presented by Ziaraat.com

کا قتل عام کریں گے اور یہ آیت دشمن آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ آیت علی علیہ السلام کے بہت بڑے دشمن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ جو دین کو برباد اور لوگوں کا قتل عام کرے گا۔

قولہ: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط .....}

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضات کی تلاش میں اپنی جان بیچ دیتے ہیں اور اللہ ان بندوں پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی ہے۔ اور يَشْرِيْ نَفْسَهُ کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی جان راہ خدا میں قربان کر دیتے ہیں۔

(یہ آیت کریمہ امیر کائنات کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ شب ہجرت پُرخطر ماحول میں رسول خداؐ کے بستر پر تلواروں کے سائے میں بے خوف وخطر سو گئے۔ امالی شیخ طوسی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے یہ آیت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے اور مجمع البیان میں ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ یہ آیت امیر کائنات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایسے ہی بہت سی روایات عامہ وخاصہ بیان کرتی ہیں کہ یہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔) (مترجم)

{ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص}

تم مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

پوری آیت یوں {يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸} اے ایمان والو تم مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اسلام سے مراد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے یعنی تم سب ولایت امیر المؤمنین کے تحت آ جاؤ۔)

(اور لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط سے مراد فلاں، فلاں دشمن آل محمد مراد ہیں یعنی ان کی اتباع مت کرو کیونکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور ان کا دشمن ہونا اس وجہ سے کہ وہ خدا اور رسول کے نافرمان اور آل محمد کے دشمن ہیں۔ (مترجم)

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ف

اور تمام لوگ ایک اُمت تھے۔

Presented by Ziaraat.com

یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے تمام لوگوں کا مذہب ایک ہی تھا اور تمام کا ایک ہی گروہ تھا اور پھر ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

{فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ..... }

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اپنے نبیوں کو مبعوث فرمایا جو ان کو بشارت دیں اور ان کو ڈرائیں، نیز ان پر آسمان سے کتاب نازل فرمائی تا کہ وہ ان کے درمیان حق کے ساتھ حکم کریں ان امور میں جن میں وہ اختلاف کریں۔

{كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰى ..... }

تمہارے اوپر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔ جبکہ تم اس کو پسند نہیں کرتے اور ممکن ہے کہ جسے تم پسند نہ کرو وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے کہ جس چیز کو تم اپنے لیے پسند کرو وہ تمہارے حق میں بہتر نہ ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا ہے جو مکہ میں نازل ہوئی تھی جس میں خدا نے فرمایا {كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ} تم اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو (یعنی جنگ سے اپنے آپ کو روک کر رکھو۔)

{قوله: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ..... }

اے میرے حبیب یہ لوگ ماہ حرام میں جنگ کرنے کے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ ان مہینوں میں جنگ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ لیکن راہ خدا سے لوگوں کو روکنا اور اللہ کا کفر اختیار کرنا اور مسجد الحرام کی بے حرمتی اور اس کے اہل لوگوں کو وہاں سے نکالنا یہ سب خدا کے نزدیک اس (جنگ کرنے) سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ برپا کرنا اور فساد کرنا قتل سے بھی بدتر ہے۔

اس آیت کا سبب نزول کچھ یوں ہے جب حضرت رسول خدا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے چھوٹے چھوٹے لشکر بنا کر ان راستوں کی طرف روانہ فرمائے جو مکہ کی طرف جاتے تھے تا کہ وہ قریش مکہ کے قافلوں کا سامنا کریں اور ان کو گرفتار کر کے مدینہ لے کر آئیں۔ ان لشکروں میں سے ایک لشکر عبداللہ بن جحش کی کمان میں چند اصحاب دے کر آپ نے اس راستے کی طرف روانہ فرمایا جو نخلہ کے نام سے مشہور تھا۔ (اسی وجہ سے اس کو نخلہ کہا جاتا تھا) اس کی طرف آپ نے عبداللہ کو روانہ کیا تا کہ وہ قریش کے ایک قافلہ کا راستہ روکیں جو طائف کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور ان کے

Presented by Ziaraat.com

پاس کشمش اور گندم اور دوسری کھانے کی اشیاء تھیں۔ پس جب وہ قافلہ اس باغ میں آیا اور انہوں نے وہاں پر پڑاؤ کیا۔ ان قافلہ والوں میں عمر بن عبداللہ الحضرمی تھا۔ جو ان کا سالار تھا اور وہ عتبہ بن ربیعہ کا حلیف تھا۔ پس جب حضرمی نے عبداللہ بن جحش اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا پس انھوں نے گمان کیا کہ حالات خطرناک ہیں وہ جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ محمدؐ کے اصحاب ہیں۔

اس دوران عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم بھی سارے اتر جاؤ اور اپنے اپنے سروں کا حلق کرو (سر منڈوانا) پس عبداللہ بن جحش کے ساتھی اپنی سواریوں سے اترے اور انہوں نے حلق کیا۔ تو ابن حضرمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اے میرے ساتھیو! یہ سارے غلام ہیں ان سے ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔ پس جب حضرمی والے سارے مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اپنا اپنا اسلحہ رکھ دیا اس دوران عبداللہ بن جحش نے موقع پا کر ان پر حملہ کر دیا اور ابن حضرمی کو قتل کر دیا اور باقی سارے قافلہ والے سرنڈر کر گئے۔ تو عبداللہ بن جحش نے تمام قافلہ والوں کو گرفتار کیا اور جو کچھ ان کا مال و متاع تھا وہ سارا لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سارا واقعہ جس دن رونما ہوا وہ دن رجب کا پہلا دن تھا۔ اور رجب ان مہینوں میں سے ہے جو حرمت والے ہیں۔ پس اس قافلہ والوں کو چھوڑ دیا گیا اور ان سے کوئی مال بھی نہ لیا گیا جب وہ مکہ چلے گئے تو انہوں نے وہاں سارا واقعہ بیان کیا پھر قریش مکہ نے رسول خدا کو خط تحریر کیا۔ اے محمدؐ! آپ نے حرمت والے ماہ کی حرمت کو پامال کیا اور اس میں جنگ کو جائز کیا اور اس میں خون بہایا اور مال بھی لوٹا ہے اور اس کے بارے میں بہت زیادہ گفتگو ہونا شروع ہو گئی یعنی جتنے منہ اتنی ہی باتیں۔ لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنا جائز ہو گیا ہے؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی {يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ .....} آپ نے فرمایا حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنا بہت برا ہے۔ خدا نے فرمایا: اے محمدؐ لیکن ان قریش والوں نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا ہے اور آپ کو مسجد حرام سے روک دیا ہے۔ اور خدا کا کفر اختیار کیا ہے اور آپ کو حرم خدا سے نکال دیا ہے۔ یہ سب کچھ ان مہینوں میں جنگ کرنے سے بھی بدتر ہے اور یہ فتنہ (کفر) یہ تو اللہ کے نزدیک (حضرمی) کے قتل سے بھی بڑا جرم ہے جو قریش والوں نے کیا ہے اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ {اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ } (البقرۃ ۲: ۱۹۴) حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے مقابلے میں ہے (اگر دشمن اس کا احترام نہ کرے اور تم پر حملہ کر دے تو تم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو جیسا وہ تمہارے ساتھ کریں۔) اور حرام امور (قابل) قصاص ہیں جو شخص بھی آپ پر تجاوز کرے تو اس کی طرح تم بھی ان پر ایسے ہی تجاوز کرو (اگرچہ یہ آیت اس سے ہے لہٰذا ترتیب میں تبدیلی آئی ہے۔ مترجم)

قوله: يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۙ قُلِ الْعَفْوَ ؕ۔

Presented by Ziaraat.com

یہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کیا جائے۔ آپ کو فرمادیں کہ جو بھی ضرورت سے زیادہ ہے اس کو خرچ کریں۔ یعنی خرچ کرنے میں نہ اسراف کریں نہ ہی کنجوسی کریں۔

(یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ والی آیت کی تفسیر اس لیے چھوڑ دی گئی ہے کہ یہ بعد میں انما الخمر والمیسر کے ذیل میں ذکر کی جائے گی جو کہ سورۃ المائدہ میں ذکر ہوگی یہاں رجوع فرمائیں)

قولہ: {وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ .....}

اے میرے حبیب! یہ لوگ یتیموں کے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ ان کے امور میں اصلاح کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم ان کو اپنی زندگی میں ملالو یہ تمہارے بھائی ہیں۔ خدا فسادی کو بھی جانتا ہے اور اصلاح کرنے والوں کو بھی جانتا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم لوگوں کو زحمت میں ڈال دیتا۔ تحقیق اللہ غالب اور حکیم ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے صفوان سے اور انھوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت آئی {اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰} (النساء:۱۰) بے شک وہ لوگ جو ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ وہ اپنے شکموں کو جہنم کی آگ سے بھر رہے ہیں۔ اور وہ بہت جلد ہی جہنم میں چلے جائیں گے۔

تو جن جن گھروں میں یتیم موجود تھے انہوں نے یتیموں کو ڈرتے ہوئے گھروں سے نکال دیا تاکہ کہیں ان کا مال کھانے کی وجہ سے ہم اس آیت کا مصداق نہ بن جائیں اور پھر انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کو گھر سے نکالنے کے بارے میں سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی {يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ ...} حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یتیموں کے ساتھ مل کر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک چھوٹا بھی بڑے کے برابر کھالے۔ ہاں لباس کا معاملہ جدا ہے۔ کیونکہ جتنا کپڑا بڑے کے لباس میں لگے گا اتنا چھوٹے کے لباس میں نہیں استعمال ہوتا۔ اس میں فرق واضح ہے۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 221 تا 237

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ
وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى
النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ
هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى
يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا
حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۪ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً
لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا
كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ
نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ

Presented by Ziaraat.com

بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ
اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ
بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾
اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ
لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا
افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ
ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا
لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ
اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ
الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

Presented by Ziaraat.com

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ
اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَالْوَالِدٰتُ
يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ
وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ
اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۘ وَعَلَى
الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۸﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا
عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ
اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا

Presented by Ziaraat.com

مَّعْرُوْفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ
تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ
قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ
فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا
الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ
وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

ترجمہ

خبردار مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرنا جب تک ایمان نہ لے آئیں کہ ایک مومن کنیز مشرک آزاد عورت سے بہتر ہے چاہے وہ تمہیں کتنی ہی بھلی معلوم ہو اور مشرکین کو بھی لڑکیاں نہ دینا جب تک مسلمان نہ ہو جائیں کہ مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے چاہے وہ تمہیں کتنا ہی اچھا کیوں نہ معلوم ہو۔ یہ مشرکین تمہیں جہنّم کی دعوت دیتے ہیں اور خدا اپنے حکم سے جنّت اور مغفرت کی دعوت دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ شاید یہ لوگ سمجھ سکیں (۲۲۱) اور اے پیغمبر یہ لوگ تم سے ایام حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دو کہ حیض ایک اذیت اور تکلیف ہے لہٰذا اس زمانے میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ پھر جب پاک

Presented by Ziaraat.com

ہو جائیں تو جس طرح سے خدا نے حکم دیا ہے اس طرح ان کے پاس جاؤ۔ بہ تحقیق خدا توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۲۲۲) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جہاں چاہو داخل ہو جاؤ اور اپنے واسطے پیشگی اعمال خدا کی بارگاہ میں بھیج دو اور اس سے ڈرتے رہو--- یہ سمجھو کہ تمہیں اس سے ملاقات کرنا ہے اور صاحبانِ ایمان کو بشارت دے دو (۲۲۳) خبردار خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ قسموں کو نیکی کرنے، تقویٰ اختیار کرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے میں مانع بنا دو اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (۲۲۴) خدا تمہاری لغو اور غیر ارادی قسموں کا مواخذہ نہیں کرتا ہے لیکن جس کو تمہارے دلوں نے حاصل کیا ہے اس کا ضرور مواخذہ کرے گا وہ بخشنے والا بھی ہے اور برداشت کرنے والا بھی ہے (۲۲۵) جو لوگ اپنی بیویوں سے ترک جماع کی قسم کھا لیتے ہیں انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ اس کے بعد واپس آ گئے تو خدا غفور رحیم ہے (۲۲۶) اور طلاق کا ارادہ کریں تو خدا سن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے (۲۲۷) مطلقہ عورتیں تین حیض تک انتظار کریں گی اور انہیں حق نہیں ہے کہ جو کچھ خدا نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے اس کی پردہ پوشی کریں اگر ان کا ایمان اللہ اور آخرت پر ہے۔ اور پھر ان کے شوہر اس مدت میں انہیں واپس کر لینے کے زیادہ حقدار ہیں اگر اصلاح چاہتے ہیں۔ اور عورتوں کے لئے ویسے ہی حقوق بھی ہیں جیسی ذمہ داریاں اور مردوں کو ان پر ایک امتیاز حاصل ہے اور خدا صاحبِ عزت و حکمت ہے (۲۲۸) طلاق دو مرتبہ دی جائے گی۔ اس کے بعد یا نیکی کے ساتھ روک لیا جائے گا یا حسنِ سلوک کے ساتھ آزاد کر دیا جائے گا اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ انہیں دے دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو مگر یہ کہ یہ اندیشہ ہو کہ دونوں حدود الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو جب تمہیں یہ خوف پیدا ہو جائے کہ وہ دونوں حدود الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں کے لئے آزادی ہے اس فدیہ کے بارے میں جو عورت مرد کو دے۔ لیکن یہ حدود الٰہیہ ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا اور جو حدود الٰہی سے تجاوز کرے گا وہ ظالمین میں شمار ہوگا (۲۲۹) پھر اگر تیسری مرتبہ طلاق دے دی تو عورت مرد کے لئے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ دوسرا شوہر کرے پھر اگر وہ طلاق دے دے تو دونوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ آپس میں میل کر لیں اگر یہ خیال ہے کہ حدود الٰہیہ کو قائم رکھ

Presented by Ziaraat.com

سکیں گے۔ یہ حدود الٰہیہ ہیں جنہیں خدا صاحبانِ علم واطلاع کے لئے واضح طور سے بیان کر رہا ہے (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ مدت عدت کے خاتمہ کے قریب پہنچ جائیں تو یا انہیں اصلاح اور حسنِ معاشرت کے ساتھ روک لو یا انہیں حسنِ سلوک کے ساتھ آزاد کر دو اور خبردار نقصان پہنچانے کی غرض سے انہیں نہ روکنا کہ ان پر ظلم کرو جو کہ ایسا کرے گا وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا اور خبردار آیاتِ الٰہی کو مذاق نہ بناؤ۔ خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ اس نے کتاب وحکمت کو تمہاری نصیحت کے لیے نازل کیا ہے اور یاد رکھو کہ وہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۲۳۱) اور جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو اور ان کی مدت عدت پوری ہو جائے تو خبردار انہیں شوہر کرنے سے نہ روکنا اگر وہ شوہروں کے ساتھ نیک سلوک پر راضی ہو جائیں۔ اس حکم کے ذریعہ خدا انہیں نصیحت کرتا ہے جن کا ایمان اللہ اور روزِ آخرت پر ہے اور ان احکام پر عمل تمہارے لئے باعث تزکیہ بھی ہے اور باعث طہارت بھی۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو (۲۳۲) اور مائیں اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں گی جو رضاعت کو پورا کرنا چاہے گا اس درمیان صاحب اولاد کا فرض ہے کہ ماؤں کی روٹی اور کپڑے کا مناسب طریقہ سے انتظام کرے۔ کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ نہ ماں کو اس کی اولاد کے ذریعہ تکلیف دینے کا حق ہے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے ذریعہ۔ اور وارث کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اسی طرح اجرت کا انتظام کرے۔ پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر تم اپنی اولاد کے لئے دودھ پلانے والی تلاش کرنا چاہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ متعارف طریقہ کی اجرت ادا کر دو اور اللہ سے ڈرو اور یہ سمجھو کہ وہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (۲۳۳) اور جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ کر مر جائیں ان کی بیویاں چار مہینے دس دن انتظار کریں گی جب یہ مدت پوری ہو جائے تو جو مناسب کام اپنے حق میں کریں اس میں کوئی حرج نہیں ہے خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۲۳۴) تمہارے لئے نکاح کے پیغام کی پیشکش یا دل ہی دل میں پوشیدہ ارادہ میں کوئی حرج نہیں خدا کو معلوم ہے کہ تم بعد میں ان سے تذکرہ کرو گے لیکن فی الحال خفیہ وعدہ بھی نہ لو صرف کوئی نیک بات کہہ دو تو کوئی حرج نہیں ہے اور

Presented by Ziaraat.com

جب تک مقررہ مدت پوری نہ ہو جائے عقد نکاح کا ارادہ نہ کرنا یہ یاد رکھو کہ خدا تمہارے دل کی باتیں خوب جانتا ہے لہٰذا اس سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ وہ غفور بھی ہے اور حلیم و بردبار بھی (۲۳۵) اور تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اگر تم نے عورتوں کو اس وقت طلاق دے دی جب کہ ان کو چھوا بھی نہیں ہے اور ان کے لئے کوئی مہر بھی معین نہیں کیا ہے البتہ انہیں کچھ مال و متاع دیدو۔ مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق۔ یہ متاع بقدر مناسب ہونا ضروری ہے کہ یہ نیک کرداروں پر ایک حق ہے (۲۳۶) اور اگر تم نے ان کو چھونے سے پہلے طلاق دے دی اور ان کے لئے مہر معین کر چکے تھے تو معین مہر کا نصف دینا ہوگا مگر یہ کہ وہ خود معاف کر دیں یا ان کا ولی معاف کر دے اور معاف کر دینا تقویٰ سے زیادہ قریب تر ہے اور آپس میں بزرگی کو فراموش نہ کرو۔ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (۲۳۷)

تفسیر

اور سنو (اے ایمان والو) مشرک عورتوں سے اس وقت نکاح نہ کرنا جب تک وہ ایمان قبول نہ کریں، ایک صاحب ایمان کنیز عورت آزاد مشرکہ سے بہت بہتر ہے۔ خواہ مشرکہ عورت تمہیں کتنی ہی خوبصورت اور بھلی کیوں نہ معلوم ہو اور مشرک مردوں کو اس وقت تک رشتہ مت دو جب تک وہ ایمان کو قبول نہ کر لیں۔ ایک صاحب ایمان غلام ایک آزاد مشرک مرد سے بہت بہتر ہے خواہ وہ مشرک مرد تم لوگوں کو کتنا ہی اچھا بھلا معلوم ہو۔ وہ تمہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت تم لوگوں کو جنت اور مغفرت کی دعوت دیتا ہے اور وہ اپنی آیات کو واضح و روشن کر کے بیان کرتا ہے۔ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت کریمہ کا ایک حصہ جو کہ یہ ہے کہ:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ

یہ منسوخ ہو چکا ہے اور اس حصے کو منسوخ کرنے والی آیت جس میں ارشاد قدرت ہے {وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ } (المائدہ: ۵) اہل کتاب عورتوں میں سے جو پاکباز اور پاک دامن ہیں ان سے نکاح کرنا جائز ہے۔

لیکن آیت کا دوسرا حصہ! {وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ } یہ حصہ منسوخ نہیں ہوا۔ اس کا حکم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی مومنہ و مسلمان عورت کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی غیر مسلم مرد کے ساتھ شادی کرے۔

قوله :وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ

(اے میرے رسولؐ) یہ لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور فرمادیں کہ حیض ایک طرح کی بیماری ہے لہٰذا اس دوران عورتوں سے الگ رہو (یعنی ان سے مباشرت مت کرو) جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں اس وقت تک ان سے مقاربت (مباشرت) مت کرو۔

یعنی جب تک وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل نہ کرلیں اس وقت تک ان کے ساتھ فرج میں دخول مت کرو یعنی اس وقت تک ان سے مباشرت کرنا جائز نہیں ہے) { فَاِذَا تَطَهَّرْنَ}۔ پھر جب وہ فارغ ہو کر غسل کرلیں { فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ} پھر جہاں سے خدا نے تم کو حکم دیا ہے وہاں سے ان کے پاس آؤ۔ (کیونکہ){ نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ }تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنی کھیتی میں جب چاہو چلے جاؤ اس آیت کے اس حصے سے عامہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد کو حق حاصل ہے کہ خواہ وہ عورت کو قبل (آگے سے) یا دبر (پیچھے مقام پاخانہ) میں دخول کرسکتا ہے۔ لیکن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس آیت میں ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے ساتھ مباشرت فقط قبل (آگے والے حصے) میں جائز ہے (یعنی وطی فی الدبر جائز نہیں ہے)اَنّٰى شِئْتُمْ یعنی جب چاہو اور اس دلیل کے بارے میں امام نے فرمایا { نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ } تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس جب عورت کھیتی ہے (عقلاء کا شیوہ) تو پھر بیج وہاں ڈالا جائے گا جہاں سے اگنے کی اُمید ہو اور جہاں اگنے کی امید نہ ہو وہاں بیج ڈالنا عقلاء کے نزدیک جائز نہیں وہ ضائع کرنا ہے۔ لہٰذا جہاں اولاد کا امکان ہے وہاں سے تم عورت کے پاس آؤ اور اس کے راستے عورت میں اپنا نطفہ داخل کرو۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں قبل (آگے سے) مباشرت کرتا ہے اگر اس نے شروع کے ایام میں مباشرت کی ہے تو اس پر واجب ہے کہ ایک دینار (سونے کا سکہ) کفارہ ادا کرے اور اس پر زنا کی حد کا چوتھائی بھی لاگو ہوگا یعنی اس کو پچیس (۲۵) کوڑے مارے جائیں گے اور جو آخری ایام حیض میں عورت سے

Presented by Ziaraat.com

مباشرت کرے گا تو اس پر نصف دینار کفارہ دینا واجب ہے اور ساتھ ساتھ بارہ کوڑے اور ایک آدھا کوڑا بھی بطور سزا اس کو مارے جائیں گے۔ (نصف کوڑا مارنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ کوڑے کو درمیان سے پکڑا جائے گا اور نصف کوڑے کا حصہ اس کو مارا جائے گا۔ (مترجم)

قوله: وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

اور تم خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ مت بناؤ (زیادہ قسمیں مت کھاؤ) نیکی کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے میں اپنی قسموں کو رکاوٹ نہ بناؤ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یعنی علامہ فرماتے ہیں جو شخص ہر وقت اور ہر بات میں یہ کہتا ہے کہ لا واللہ وبلیٰ واللہ یعنی نہیں نہیں خدا کی قسم۔ ہاں خدا کی قسم تو اس نے اپنی قسموں کا خدا کو نشانہ بنایا ہے۔

قوله: لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم اٹھاتے ہیں وہ چار ماہ تک انتظار کا حق رکھتے ہیں (یعنی فقط اپنی قسم کے تحت چار ماہ تک مباشرت ترک کر سکتے ہیں) اس کے بعد اگر وہ اپنی عورتوں کی طرف رجوع کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تحقیق خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں تو خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالبصیر سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا ایلاء سے مراد یہ ہے کہ مرد قسم اٹھالے کہ میں اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کروں گا (اس کو ایلاء کہتے ہیں) اب اگر بیوی اس (عدم مباشرت) پر صبر کرنا چاہے تو اس پر صبر کرے اور اگر چاہے تو اپنا معاملہ حکم شرعی (قاضی شرعی) کے پاس لے جائے (یعنی امام یا امام کے نائب کے پاس لے جائے) وہ حاکم اس کو چار ماہ تک مہلت دے گا کہ یا اس کے ساتھ دوبارہ جنسی تعلقات (مباشرت) قائم کرو ورنہ ان کو طلاق دے دو۔

اور اگر تو ان دونوں باتوں کو قبول نہیں کرے گا تو میں تجھے ہمیشہ کے لیے قید کر دوں گا۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام

Presented by Ziaraat.com

سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے بانسوں کی ایک بھاڑ بنوائی اور اس میں ایک مرد کو کھڑا کیا جس نے اپنی عورت کے ساتھ ایلاء کیا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا یا تو اپنی بیوی سے جنسی تعلقات دوبارہ قائم کرو یا اس کو طلاق دے دو تو ورنہ میں تجھے تیرے اوپر اس بھاڑ کو آگ لگا کر تجھے جلا دوں گا۔

قولہ: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ

اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین دفعہ ماہواری دیکھنے تک روک کر رکھیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ طلاق یافتہ عورت کی عدت تین طہر ہے۔ اگر اس کو حیض آتا ہے اور اگر اس کو حیض نہیں آتا تو پھر تین ماہ دس دن ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

طلاق یافتہ عورتیں اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتیں ہیں تو ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ نے ان کے رحم میں خلق فرمایا ہے اس کو وہ چھپائیں۔ (یعنی اپنے حمل کو چھپانا ان کے لیے جائز نہیں ہے)۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ طلاق یافتہ عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے حمل کو پوشیدہ رکھیں یا اپنے حیض کو پوشیدہ رکھیں یا اپنے پاک ہونے کو پوشیدہ رکھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کو جن کو طلاق دے دی گئی ہے تین چیزیں واجب کی ہیں پاکیزگی، حیض، حمل (یعنی اگر وہ حاملہ ہیں تو یہ نہ کہیں کہ ان کو حمل نہیں ہے اور اگر ان کو تین حیض آ گئے ہوں تو اس پر بھی وہ جھوٹ نہ بولیں اور اگر وہ پاک ہو گئی ہیں تب بھی یہ ہی حکم ہے۔)

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ

یعنی عورتوں کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کو حاصل ہیں لیکن مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

یعنی مردوں کا حق عورتوں پر اس حق سے افضل ہے جو عورتوں کو مردوں پر حاصل ہے۔

قولہ: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ

طلاق دو مرتبہ ہے پس اس کے بعد یا عورت کو نیکی کے ارادہ کے ساتھ روک لے یا اس کو احسان کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اسماعیل بن مہران سے نقل کیا

Presented by Ziaraat.com

ہے اور انہوں نے یونس سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام سے طلاق سنت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے ایسے طہر (پاکیزگی) میں طلاق جس میں اس نے اس کے ساتھ مباشرت نہ کی ہو دو عادل گواہوں کی موجودگی میں وہ طلاق دے اور پھر اس کو اپنی حالت میں چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت کے تین طہر پورے ہو جائیں تو اس سے جدا ہو جائے گی۔ اور یہ ایک طلاق ہے اور شوہروں کے لیے جائز ہے اور یہ خطاب اس کے شوہر کے لیے ہے۔ اگر وہ عورت چاہے تو دوبارہ اس سے شادی کر لو اور اگر وہ نہ چاہے تو پھر ایسا مت کرو۔ اگر وہ چاہے وہ دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نیا نکاح ہوگا تو اب ایک طلاق گزر گئی ہے اور دو طلاقوں کا حق اس کے پاس باقی ہے کیونکہ اس نے اس کو ایک طلاق حالت طہر میں گواہوں کی موجودگی میں دے دی ہے۔ پھر اس نے رجوع کر لیا ہے اور اس سے ہم بستری بھی کی ہے۔ پھر وہ انتظار کرے اور جب وہ عورت دوبارہ حیض دیکھے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ طلاق دے دیتا ہے اور پھر وہ اس عورت کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی عدت کے تین طہر مکمل ہو جاتے ہیں۔ وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی۔ پس وہ دو طلاقوں کے ساتھ اپنے شوہر سے جدا ہو چکی ہے اور وہ اب اپنے معاملہ کی مالک ہے۔ اس کے بعد پھر شوہر کو حق حاصل ہے اور شوہر کو خطاب ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو پھر اس سے شادی کر لے اور اگر وہ نہ چاہے تو ایسا نہ کرے۔ اور اگر چاہے تو پھر نئے مہر کے ساتھ جدید نکاح کیا جائے گا۔ اب بھی عورت کے پاس ایک موقع ابھی باقی ہے اور دو طلاقیں گزر چکی ہیں۔ پس اگر اس کے بعد تیسری مرتبہ طلاق دے گا تو اب اس مرد کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ پھر اس عورت کے ساتھ نکاح کرے یہاں تک کہ کوئی غیر اس عورت کے ساتھ نکاح کرے اور وہ اس کو طلاق دے یا مر جائے تو پھر اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہے۔ یہ آخری طلاق سنت ہے جو تیسری ہے۔

طلاق رجعی یہ ہے کہ مرد عورت سے شادی کرتا ہے اور مباشرت بھی کرتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ حیض کو دیکھتی ہے اور پھر وہ اس سے پاک ہو جاتی ہے اور یہ مرد اس کو دو عادل گواہوں کو موجودگی میں طلاق دیتا ہے۔ اور پھر عدت کے ختم ہونے سے پہلے اس کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور اس سے ہم بستری بھی کرتا ہے۔ پھر وہ طہر کا انتظار کرتا ہے۔ میں اگر وہ عورت حیض دیکھے اور پھر اس سے وہ پاک ہو جائے تو پھر وہ عادل گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ طلاق دے دیتا ہے۔ اور پھر عدت کے ختم ہونے سے پہلے پھر اس کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور اس مباشرت بھی کرتا ہے اور پھر اس کے طہر کا انتظار کرتا ہے جب وہ حیض دیکھتی ہے اور پھر حیض سے پاک ہو جائے تو وہ اس کو عادل گواہوں کی موجودگی میں تیسری مرتبہ طلاق دے دیتا ہے یہ تیسری طلاق ہے اور ہر طلاق عدت کے اندر رجوع کے ساتھ ہوئی ہے، اب اس شوہر کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ روکے، اور یہ اس کیلئے حلال نہیں ہے یہاں تک کہ کوئی دوسرا مرد اس کے ساتھ شادی کرے۔ اور اس عورت کیلئے ضروری ہے کہ طلاق کے وقت سے لیکر

Presented by Ziaraat.com

تین طہر کی عدد پوری کرے تا کہ اس مرد کے نکاح سے خارج ہو جائے اگر اس کے دو ان دو دنوں میں سے جو بھی مر جائے گا دوسرا اس کا وارث ہوگا، وہ اس کی میراث پائے گا۔ اگر کوئی مرد اپنی عورت کو حالت طہر میں طلاق دے پھر ایک طہر کے گزرنے کے بعد بغیر رجوع کیے ہوئے دوسری مرتبہ طلاق دے تو یہ دوسری طلاق باطل ہے۔ کیونکہ وہ عورت کو پہلے ایک طلاق دے چکا ہے اور جب عورت کو طلاق دی جا چکی ہو وہ عورت اپنے شوہر کی ملک سے خارج ہو چکی ہے جب تک وہ دوبارہ رجوع نہ کرے۔ پس جب وہ رجوع کرے گا تو وہ عورت دوبارہ اس کی ملک میں داخل ہو جائے گی جب تک وہ تیسری مرتبہ طلاق نہیں دیتا اور اگر وہ تیسری مرتبہ طلاق دے دے گا تو وہ عورت اس کی ملک سے خارج ہو جائے گی۔

پس اگر وہ اپنی عورت کو پھر گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے دیتا ہے پھر اسکی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور ایسے طہر کا انتظار کرتا ہے جسمیں اس نے مباشرت نہ کی ہو۔ میں وہ عورت حیض دیکھتی ہے اور دوبارہ پاک ہو جاتی ہے اور وہ اس کے پاس ہی ہے۔ وہ اس کے ساتھ رجوع کے بعد مباشرت بھی نہیں کرتا اور پھر طلاق دے دیتا ہے تو یہ طلاق درست نہیں ہوگی کیونکہ اس نے پہلے طہر میں ہی دوسری مرتبہ طلاق دے دی ہے۔ اگر چہ درمیان میں ایک حیض آیا ہے لیکن طہر کا اختتام صرف مباشرت کرنے سے ہوتا ہے تا کہ حیض کے آنے سے اور ایسے تیسری طلاق بھی رجوع کے بعد ہوگئی۔ یعنی وہ دوسری طلاق کے بعد رجوع کرے (مباشرت کے ساتھ رجوع) اور وہ پھر حیض میں آئے اور دوبارہ پاک ہو اور وہ پھر عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے۔ تا کہ ہر طلاق کیلئے ایک ایسا طہر ہو کہ مباشرت کے دن (ناپاک) پاک کرنے والا ہو اور پھر وہ طلاق گواہوں کی موجودگی میں دے۔

قولہ: وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم جو چیز ان کو تم دے چکے ہو ان سے واپس لو مگر یہ کہ دونوں (میاں بیوی) اس سے ڈریں کہ وہ حدود الٰہی کا پاس نہیں رکھ سکیں گے اگر انہیں خوف ہے کہ وہ حدود الٰہی کا لحاظ نہ کر سکیں گے تو پھر ان کیلئے کوئی حرج نہیں ہے کہ عورت فدیہ اور عوض دے دے (اس کے عوض طلاق کیلئے) یہ خدا کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آیت کا یہ حصہ طلاق خلع کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمر سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے ابن سنان سے اور انہوں ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام نقل کیا ہے آپ نے فرمایا طلاق خلع اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں تیری کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور میں تیری اجازت کے بغیر میں گھر سے نکل جاؤں گی اور میں تیرے بستر پر تیرے غیر کے ساتھ سوؤں گی اور تیرے

Presented by Ziaraat.com

ساتھ مباشرت نہیں کروں گی یا وہ کہتی ہے کہ میں تیرے کسی حکم کی اطاعت نہیں کروں گی یہاں تک کہ تو مجھے طلاق دے تو اس صورت میں شوہر کو حق حاصل ہے کہ اس سے وہ مال جو اس نے اس کو بطور مہر دیا ہے وہ پورا واپس لے یا اس سے زیادہ واپس لے کر اس کو طلاق دے اگر دونوں اس پر راضی ہو جائیں تو وہ شوہر اپنی بیوی کو حالت پاکی میں کہ جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے دے اور جب وہ طلاق دے دے گا تو ایک ہی طلاق کے ساتھ بیوی شوہر سے جدا ہو جائے گی اس کے بعد پھر شوہر کو خطاب ہے کہ اگر وہ بیوی دوبارہ تیرے ساتھ اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہے تو اس کے ساتھ شادی کرے اور نہیں چاہتی تو نہ کرے زبردستی نہیں ہے۔ پس اگر وہ عورت دوبارہ شادی کرنا چاہتی اور تو اس سے شادی کرے تو وہ عورت تیرے پاس ہے اور اس کو دو طلاقوں کا حق حاصل ہے اور شوہر کو چاہیے کہ وہ اس عورت پر وہ شرطیں لاگوں کرے جیسا کہ مبارات والا شرطیں لگاتا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ مرد عورت سے کہہ سکتا ہے کہ اگر تو نے واپس کیے ہوئے مال سے کسی چیز کا مطالبہ کیا تو میں تیری بضع (شرمگاہ) کا دوبارہ مالک ہو جاؤں گا۔

آپ نے خواہ طلاق خلع دی ہو یا طلاق مبارات یا طلاق رجعی یہ ساری اس طہر (پاکی) میں واقع ہوں گی جس میں مرد نے عورت سے مباشرت نہ کی ہو۔ اور یہ ساری طلاقیں صرف اور صرف دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوں گی۔ اور وہ عورت جس کو طلاق خلع دی گئی ہو اس نے اگر کسی دوسرے شوہر سے شادی کر لی ہو اور پھر وہ شوہر اس کو طلاق دے دے تو شوہر اول کو اجازت ہے کہ وہ دوبارہ اس سے شادی کر سکتا ہے۔

طلاق خلع اور طلاق مبارات میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ جب رجوع کی ابتداء عورت کی طرف سے ہو۔ تو اس صورت میں مرد لیا ہوا مال واپس کر کے رجوع کر سکتا ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

(پس اگر وہ دو دفعہ طلاق دینے اور رجوع کرنے کے بعد) پھر طلاق (سوم) دے دے تو وہ عوت اس مرد کیلئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ عورت اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرنے۔ پس اگر وہ نیا شوہر اس کو طلاق دے دے تو پھر ان دونوں کو دوبارہ ایک دوسری کی طرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کو اللہ بیان کرتا ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اور ایک احتمال یہ ہے کہ یہ آیت بیان کرتی ہے کہ طلاق اول اور ثانی میں ایک دوسرے کا کسی میں رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قوله: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کے آخری ایام میں پہنچ جائیں تو یا ان کی نیکی

Presented by Ziaraat.com

کے انداز میں ان کو اپنے پاس روک لو یا پھر نیکی کے ساتھ ان کو رخصت کر دو (خبردار) ان کو نقصان دینے اور اذیت دینے کی نیت سے ان کو اپنے پاس مت روکو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو پھر (یاد رکھنا) تم نے اپنے ہی اوپر ظلم کیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ ان کو نیکی کے انداز میں اپنے پاس روکو اگر کوئی مرد بیوی کو طلاق دے دے تو اس کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے ساتھ زبردستی کرے تاکہ وہ رجوع کرنے پر آمادہ ہو جائے اور اگر وہ واپس نہ آئے تو اس کو مارے اس کو بیان کرتا ہے وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا یعنی اسکو قید و بند میں رکھے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ط

اور جن عورتوں کو طلاق ہو جائے اور ان کی عدت کی مدت تمام ہو جائے پس اگر وہ اپنے (پہلے) شوہروں سے رضامندی اور پسند کے ساتھ شادی کرنا چاہیں تو تم ان کو مت روکو۔

یعنی جب وہ حلال انداز میں تزویج کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔

قوله: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں یہ ان کیلئے ہے جو یہ چاہتے ہیں دودھ پلانے کی مدت پوری کی جائے اور اس دوران اس بچے کے والد پر ضروری ہے کہ احسن انداز میں دودھ پلانے والی ماں کی مناسب غذا اور لباس کا اہتمام کرے۔

علامہ فرماتے ہیں جب باپ مر جائے اور وہ ایک دودھ پیتا ایک بچہ چھوڑ کر جائے تو اس کے وارثوں کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اس بچے کو نقصان کا موجب بنیں بلکہ ان کیلئے ضروری ہے کہ اس کیلئے نیکی اور احسان کے ساتھ اہتمام کریں۔

(تفسیر نور الثقلین نے من لایحضر الفقیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے آپ نے فرمایا وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ کی آیت کے تحت فرمایا جب تک بچہ دودھ پی رہا ہے تو اس پر ماں اور باپ دونوں کا حق برابر ہے اور جب بچے کا دودھ چھڑا دیا جائے تو پھر اس وقت اس پر باپ کا حق ماں کے حق سے زیادہ ہے اور جب باپ مر جائے تو پھر دوسرے رشتہ داروں کی نسبت اس کی ماں کا حق اس پر زیادہ ہے۔) (مترجم)

لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ

نہ ماں کو بچہ کی وجہ سے (ضرر) اذیت دی جائے اور نہ ہی باپ کو بچہ کی وجہ سے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن الفضیل سے اور انہوں نے ابی الصباح الکنانی سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل فرمایا: آپؑ نے فرمایا: مرد کیلئے مناسب وسزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت اس وجہ سے ترک کردے کہ وہ ایک بچے کو دودھ پلا رہی ہے اور اگر اس سے مباشرت کی تو وہ حاملہ ہوجائے اور وہ بچہ دودھ سے محروم ہوجائے گا۔ جبکہ وہ اس کی خواہش پوری نہ کرنے کی وجہ سے اسے ضرر دے رہا ہے یعنی اس کی جنسی خواہش کا قتل کر رہا ہے اور اس سے یہ کہا ہے کہ میں تیرے ساتھ مباشرت نہیں کروں گا مجھے خوف ہے کہ تو پھر سے حاملہ ہوجائے اور میرا بچہ دودھ سے محروم ہوجائے گا۔ اور ایسے ہی عورت کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دودھ پلانے کی مدت میں اپنے شوہر کو مباشرت سے یہ کہہ کر روکے کہ اگر تو نے میرے ساتھ مباشرت کی تو میں حاملہ ہوجاؤں گی اور اس سے میرے اس بچے کو دودھ کا ضرر ہوگا یعنی دودھ پینے والے بچے کا سہارا لے کر ایک دوسرے کی جنسی خواہش کا قتل نہ کریں۔

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ اور اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہوجائے اور اس کا بچہ دودھ پینے والا ہو تو اس مرد کے وارثوں کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھی اس دودھ پلانے والی ماں کو نان ونفقہ کے بارے میں اذیت دیں بلکہ اس کے وارثوں کے ذمہ ہے کہ وہ اس عورت کو دودھ پلانے کی مدت کے دوران اس کو نان ونفقہ فراہم کریں اور اس کے بارے میں اس پر تنگی نہ کریں۔

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ پس اگر دونوں ماں اور وارث باہم رضامندی اور مشاورت کے تحت بچے کا دودھ جلدی چھڑا دیں تو اس صورت میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے یعنی اگر وارث اور ماں دونوں مصالحت کرلیں اور وارث اس ماں سے کہہ دے کہ آپ اپنے بچہ کو لے جائیں جہاں آپ کا دل چاہتا ہے (تو اس صورت میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے)

قوله :وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

اور تم میں جو وفات پا جاتے ہیں اور وہ اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جاتے ہیں تو ان کی بیویوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو (عدت کے طور پر) چار ماہ دس دن روک کر رکھیں۔

(یعنی جس عورت کا شوہر مرجائے تو اس کی عدت کی مدت چار ماہ دس دن ہے)

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ناسخ ہے اور اس نے اس آیت کو منسوخ کیا ہے جس یہ ارشاد ہوا ہے: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ یعنی تم میں سے جو فوت ہوجائے اور وہ اپنے پیچھے بیوی چھوڑ کر جائے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے حق میں ایک سال تک کے نان نفقہ کی اور اسے گھر سے نا نکالنے کی وصیت کر کے جائے۔ تو گویا اس آیت نے عدت وفات کو ایک سال تک قرار دیا ہے۔ تو اس آیت کو پہلے والی

Presented by Ziaraat.com

آیت نے منسوخ کر دیا ہے گویا چار ماہ دس دن والی آیت ناسخ ہے اور سال والی آیت منسوخ ہے۔ اگر چہ دونوں سورہ بقرہ کی آیات میں اور منسوخ آیت ترتیب قرآن میں پہلے ہے اور اس کا نمبر 140 ہے اور ناسخ آیت بعد میں رکھی گی ہے اور اس کا نمبر 234 ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اور تم لوگوں پر کوئی حرج نہیں کہ جو عورت عدت وفات میں ہو اس سے اشارہ اور کنایہ کے ساتھ نکاح کے بارے بات کر سکتے یا اپنے دل میں اس کو چھپائے رکھو۔

یعنی ایسی عورت سے جو عدت وفات میں ہے۔ اس سے نکاح کے بارے میں واضح اور صراحت سے بات کرے یہ اس پر حرام ہے۔ یا اس سے عقد کا پیغام دینا (مثلاً اسی کو یوں کہے کہ جیسے ہی عدت ختم ہو میں آپ سے نکاح کر لوں گا) یا اس سے عہد لے کہ عدت کے ختم ہونے کے بعد تم وعدہ کرو کہ میرے ساتھ نکاح کرو گی یہ ساری صورتیں جائز نہیں ہیں ان سے خدا نے روکا ہے۔ البتہ اشاروں و کنایوں سے اس کو اطلاع کرنا کہ ہم بھی تیرے خواہش مند ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اس منصوبے کو دل میں رکھنا بھی جائز ہے (یعنی یہ ارادہ دل میں رکھتے ہوئے اس سے اظہار ہمدردی کرنا تا کہ اس کو یوں محسوس ہو کہ یہ میرے بارے دلچسپی رکھتا ہے) اور عدت والی عورت سے خفیہ طور پر نکاح کا وعدہ لینا بھی جائز نہیں ہے۔ اس کو یوں بیان کیا جا رہا ہے۔ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ یعنی تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم ان سے خفیہ طور پر نکاح کا وعدہ لو، مگر یہ ہے کہ ان سے کوئی اچھی اور نیکی بات کہہ دو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی مرد عورت کو عدت کے دوران یہ کہہ دے کہ فلاں کے گھر میں تیری میری ملاقات ہوگی یہ بھی جائز نہیں ہے اور اس کے بارے الاعشی جو ایک شاعر ہے۔ اس نے یوں کہا ہے:

فلا تنكحن جارة ان سرها

عليك حرم فانكحن اوتابدًا

پس تم عورتوں کو خفیہ طور پر بھی نکاح کا پیغام مت دو کیونکہ تیرے اوپر حرام ہے اگر تو ایسا کر لیا ہے تو ان سے نکاح کرنا ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گا۔

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ

اور جب تک وفات کی عدت پوری نہ ہو جائے تو اس وقت تک عقد نکاح کا ارادہ نہ کرنا۔

یعنی جو عدت کی مدت چار ماہ دس ہے جب تک یہ مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک ان کو نکاح کا پیغام مت دو۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ اور تم پر کوئی حرج و گناہ نہیں ہے تم عورتوں کو (بعد از نکاح) مس کرنے سے پہلے ہی اور حق مہر مقرر کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دو۔

Presented by Ziaraat.com

یعنی اگر مرد اپنی ایسی عورت کو طلاق دے جس سے اس نے مباشرت نہ کی ہو اور اس کیلئے حق مہر بھی معین نہ کیا ہوا ہو۔ تو ایسے مرد پر ضروری ہے کہ اپنے وسعت کے اعتبار سے اس کو کچھ نا کچھ دے۔ جیسا کہ خود قرآن بیا کرتا ہے۔ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ یعنی خوشحال اور امیر اپنی حیثیت کے مطابق دے اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق دے۔

یعنی امیر شخص اسی بیوی کو روپیہ پیسے دے کپڑے وغیرہ دے یا لونڈی دے، جو اس کی حیثیت کے مطابق ہو اور اگر غریب ہے کوئی جانور دے سکتا ہے تو وہ دے یا جو اس کی طاقت ہو اس کو دے۔

اور اگر وہ اسی عورت کو طلاق دیتا ہے کہ جس سے اس نے نکاح کے بعد مباشرت نہیں کی اور اس کیلئے حق مہر معین کیا ہوا تھا۔ تو اس صورت میں اس کو نصف حق مہر دے گا اور یہ دینا مرد پر واجب ہے۔ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ مگر یہ کہ عورتیں اپنا مہر معاف کر دیں یا وہ معاف کر دے جس کے پاس ان کے نکاح کا اختیار ہے۔

یعنی خود عورت مہر معاف کرے یا اس کا ولی باپ۔ دادا اور یہ دونوں بھی اس عورت کی اجازت کے بغیر معاف نہیں کر سکتے اور اسی کو اللہ نے یوں بیان کیا ہے۔ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ اور اگر تم ان عورتوں کو ان سے مباشرت کرنے سے پہلی ہی طلاق دے دو اس حال میں کہ ان کیلئے تم نے مہر کو معین کیا ہوا ہے۔ تو اس صورت میں ان عورتوں کو مہر معین کا نصف دینا تم پر ضروری ہے مگر یہ کہ وہ عورتیں یا ان کے وہ لوگ جن کو ان کے نکاح کا اختیار ہے وہ اپنی طرف سے مہر معاف کر دیں (اس صورت میں دینا واجب نہیں ہے)

عدت کی اقسام:

عدت کی بائیس (22) قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہے اس کی عدت تین قرء ہے۔

(القرء سے مراد یہ ہے کہ عورت کے رحم میں خون جمع ہونا اور طہر سے مراد ہے کہ اس جمع شدہ خون کا خارج ہونے کے بعد اس کا پاک ہونا۔ مراد ہے۔)

۲۔ وہ طلاق یافتہ عورت جس کو خون نہیں آتا اس کی عدت تین ماہ ہے کہ جو سفید ہو یعنی جس میں اس کو کوئی الائش نہ آئے۔

۳۔ اور اگر کسی عورت کو ماہ میں حیض آتا ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور اس کو طلاق ہو جائے اور وہ تین ماہ گزارنے سے قبل اس کو حیض دوبارہ آجائے تو اس عورت کی عدت سوائے حیض کے آنے کے ختم نہیں ہوگی۔ اور اگر عورت کو تین ماہ کے اندر اصلاً حیض کا خون نہ آئے تو اس عورت کی طلاق تین ماہ پاکی کے گذرنے کے ساتھ ہی عدت ختم ہو جائے گی۔ اور اس کا شوہر سے ناطہ ٹوٹ جائے گا۔ پس اگر وہ تین ماہ گزرنے سے قبل حیض کا خون دیکھتی ہے تو وہ پھر عدت فقط خون کے ساتھ ہی ختم ہوگی اور خون سے ہی اس

Presented by Ziaraat.com

کا شوہر سے ناطہ ٹوٹے گا (یعنی وہ تین دفعہ خون دیکھے گی خواہ وہ عدت تین کے بجائے سات یا چھ ماہ تک ہی کیوں نہ چلی جائے)

حاملہ:

عورت کی عدت اس کے بچے کے جننے سے ہی ختم ہوگی خواہ اس کی مدت کم ہو یا زیادہ یعنی اگر حاملہ عورت کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت بچے کو پیدا کرنا ہے۔ جب تک وہ بچے کو پیدا نہیں کر لیتی اس وقت تک اس کی عدت ختم نہیں ہے اور شوہر سے اس کا ناطہ نہیں ٹوٹے گا اگر وہ بچے کو پیدا کرے تو اس وقت اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ مثلاً اگر اس کو آج طلاق ہوئی ہے اور دوسرے دن اس کا بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو دوسرے دن ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت دونوں میں سے جو زیادہ لمبی ہوگی وہ ہی اس کے لیے عدت شمار ہوگی۔ پس اگر اس کا بچہ چار ماہ دس دن سے پہلے پیدا ہو جائے تو وہ پھر عدت چار ماہ دس دن پوری کرے گی اور اگر اس کے چار ماہ دس دن پہلے ختم ہو جائیں اور بچے کی پیدائش کا وقت ابھی باقی ہو تو پھر وہ اسکی عدت بچے کی ولادت پر ختم ہوگی۔

اور وہ عورت جس کو طلاق ہو اور اس کا شوہر اس کے پاس موجود نہیں ہے جس دن اس کے سامنے دو عادل گواہ گواہی دیں کہ آپ کو فلاں دن سے طلاق ہو گئی ہے۔ تو اس دن سے وہ عدت شروع کرے گی۔ اور اگر عورت کو طلاق ہو اور اس کا شوہر غائب ہو پس اگر کوئی بھی اس عورت کے پاس طلاق کی گواہی دینے والا نہیں ہے اور وہ بھی نہیں جانتی کہ اس کو کس دن طلاق ہوئی ہے۔ تو اس کی عدت اس دن سے شروع ہوگی جس دن اس کو طلاق کی خبر ملی ہے۔

اور وہ عورت کہ جس کا شوہر فوت ہو جائے اور شوہر اس کے پاس نہ ہو بلکہ غائب ہو مثلاً مسافرت میں ہے تو جس دن اس کو اس کی موت کی خبر ملے گی وہ اس دن سے عدت شروع کرے گی (یعنی خواہ شوہر دو ماہ قبل ہی فوت ہو چکا ہو یعنی وہ یوم وفات سے عدت نہیں شروع کرے گی بلکہ یوم اطلاع سے عدت شروع کرے گی)

اور وہ عورت جس کو دخول سے قبل ہی طلاق ہو جائے اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔ لیکن ایسی عورت کہ جس کا نکاح ہو گیا اور ابھی شوہر نے دخول نہیں کیا اور وہ مر گیا ہے تو پھر اس عورت کیلئے عدت وفات رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا وہ چار ماہ دس دن عدت میں رہے گی۔

مرد کی عدت:

مرد کیلئے بھی عدت ہے اگر ایک مرد کی چار بیویاں ہیں اور وہ ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہے تو جب تک وہ طلاق یافتہ عدت میں موجود ہے اس وقت تک اس مرد کو بھی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی عوت سے نکاح کرے۔

لہٰذا اگر وہ مرد اپنی بیوی کی بہن (یعنی سالی) سے شادی کرنا چاہتا تو اس کیلئے حلال نہیں ہے جب تک وہ اپنی بیوی

Presented by Ziaraat.com

کو طلاق نہ دے اور اگر وہ طلاق دے دیتا ہے تو جب تک اس کی بیوی عدت میں ہے اور مرد کو حق حاصل نہیں ہے یعنی اس کیلئے سالی سے شادی کرنا جائز نہیں ہے اور جب وہ بیوی عدت ختم کرے، تو پھر وہ اسکی ہمشیرہ سے شادی کر سکتا ہے۔

اور وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو چکا ہے وہ جب تک چاہے اپنے آپ کو عدت میں رکھے (یعنی چار ماہ دس دن کے علاوہ خواہ ایک سال یا دو سال وہ اپنے آپ کو سوگ میں رکھے اور آگے شادی نہ کرے یہ اس کا اختیار ہے)

اور وہ عورت جس کو ایسی طلاق دی گئی ہو کہ جس میں اس کے شوہر کو حق رجوع نہیں ہے وہ بھی جب تک چاہے اپنی آپ کو عدت میں رکھے اس کو شوہر کے گھر میں رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

اور وہ عورت جس کو وہ طلاق گئی ہے جس میں اس کے شوہر کو حق رجوع ہے وہ اس گھر میں عدت گزارے گی جو اس کے شوہر کا ہے اور جب تک عورت عدت میں ہے وہ اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے اور اس کا شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے (یعنی وہ نامحرم نہیں ہوں گے۔)

کنیز کی عدت:

کنیز عورت اگر آزاد کے نکاح میں ہو اگر اس کو طلاق ہو جائے تو اس کیلئے مدت عدت دو ماہ پانچ دن ہے۔

متعۃ کی عدت:

وہ عورت جس نے کسی سے متعہ کیا ہو اور جب اس کی مدت متعہ ختم ہو جائے تو وہ جو عدت گزارے گی اور وہ مدت ایک ماہ پندرہ دن ہے۔ (یعنی 45 دن)

اور وہ عورت جو آپ کے پاس قید ہے اور وہ غیر مسلم ہے تو اس کی عدت کی مدت اس کے رحم کا استبراء ہے اور جب اسکا استبراء ہو جائے گا اور معلوم ہو جائے کہ اس کا رحم لکسی نطفہ سے پاک ہے تو یہ اس کی عدت ہے۔

یہ عدت کی اقسام ہیں جو ذکر ہوئی ہیں۔

وہ عورت جو ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے:

وہ عورت جو اپنے شوہر پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے کہ وہ دوبارہ اس سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا، یہ وہ عورت ہے کہ جس کو اس کے شوہر نے تین دفعہ طلاق دی ہے اور ہر طلاق ایسے طہر میں اس کو دی گئی ہے کہ جس میں اس کے شوہر نے اس کو ساتھ مباشرت نہیں کی اور دو عادل گواہوں کی موجودی میں دی گئی ہے، اور اس عورت نے تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے شادی کر لی ہے اور اس دوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دے دی ہے اور اس طلاق کے بعد دوبارہ پہلا شوہر اس سے شادی کر لے کہ جس نے اس کو پہلے تین دفعہ طلاق دی ہوئی ہے اور اب دوبارہ شادی کے بعد پھر اس اس عورت کو تین طلاقیں دے دیتا ہے

Presented by Ziaraat.com

جو تینوں طلاق طہر میں ہوئی ہیں کہ جس میں اس نے اس سے مباشرت نہیں کی اور گواہوں کی موجودگی میں ہوئی ہیں۔ تو اس عورت نے عدت کے بعد پھر کسی مرد سے شادی کر لی ہے۔ اور اس دوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دے دی ہے اور عدت کے بعد پہلا شوہر پھر اس سے شادی کر لیتا ہے کہ جس نے اس کو پہلے چھ (6) مرتبہ طلاقیں دے دی ہیں جو ساری شرعی طور پر درست تھیں اور ان چھ کے ساتھ وہ شوہر اول کے علاوہ پھر یہ شوہر اول اس کو تین طلاقیں دے دیتا ہے جو ہر ایک طلاق اسے طہر میں واقع ہوئی ہے جس میں شوہر نے جماع نہیں کیا۔ اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوئی ہیں۔ پس یہ عورت اب شوہر اول کیلئے ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گی۔ کیونکہ شوہر اول نے اس کو نو (9) مرتبہ طلاق دے دی ہے اور نو مرتبہ اس سے نکاح کر چکا ہے اور اس عورت نے تین دوسرے مردوں کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ پس یہ شوہر اول کیلئے ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گی۔

اور جو شخص اپنی بیوی کو دخول کے بعد دوبارہ حیض کے دیکھنے سے پہلے طلاق دے دے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا حالت نفاس میں پاک ہونے سے طلاق دے یہ طلاق باطل ہے۔

آیت 238 تا 245

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ
خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا
لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ
وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ
مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

Presented by Ziaraat.com

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

ترجمہ

اپنی تمام نمازوں اور بالخصوص نماز وسطیٰ کی محافظت اور پابندی کرو اور اللہ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (۲۳۸) پھر اگر خوف کی حالت ہو تو پیدل، سوار جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرو اور جب اطمینان ہو جائے تو اس طرح ذکر خدا کرو جس طرح اس نے تمہاری لاعلمی میں تمہیں بتایا ہے (۲۳۹) اور جو لوگ مدت حیات پوری کر رہے ہوں اور ازواج کو چھوڑ کر جا رہے ہوں انہیں چاہئے کہ اپنی ازواج کے لئے ایک سال کے خرچ اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر کے جائیں پھر اگر وہ خود سے نکل جائیں تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے وہ اپنے بارے میں جو بھی مناسب کام انجام دیں خدا صاحبِ عزّت اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۲۴۰) اور مطلقات کے لئے مناسب مال ومتاع ضروری ہے کہ یہ صاحبانِ تقویٰ پر ایک حق ہے (۲۴۱) اسی طرح پروردگار اپنی آیات کو بیان کرتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے (۲۴۲) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل پڑے موت کے خوف سے اور خدا نے انہیں موت کا حکم دے دیا اور پھر زندہ کر دیا کہ خدا لوگوں پر بہت فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکریہ نہیں ادا کرتے ہیں (۲۴۳) اور راہِ خدا میں جہاد کرو اور یاد رکھو کہ خدا سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے (۲۴۴) کون ہے جو خدا کو قرض حسنہ دے اور پھر خدا اسے کئی گنا کر کے واپس کر دے خدا کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی اور تم سب اسی کی بارگاہ میں پلٹائے جاؤ گے (۲۴۵)

تفسیر

قولہ: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۠ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

Presented by Ziaraat.com

اپنی نمازوں کی اور خصوصاً درمیانی نماز کی حفاظت کرو اور اللہ کیلئے خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔

(حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ ان نمازوں سے مراد کہ جس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے رسول خداؐ علی ابن بی طالبؑ، سیدہ فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ ان کی حفاظت کرو۔ اور نماز وسطیٰ سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ سے مراد یہ ہے باقی ائمہ اطہارؑ کی اطاعت پر قائم رہو۔ اس روایت کو تفسیر عیاشی، تفسیر نور الثقلین اور تفسیر برہان نے نقل کیا ہے۔ یہ جو مراد ہے یہ تاویل آیت ہے۔

لیکن ظاہر آیت میں درمیانی نماز سے مراد ظہر ہے کیونکہ یہ دن میں پڑھی جانے والی نمازوں کے درمیان میں ہے اور اس کے بارے میں بہت زیادہ روایات ہیں جو بیان کر رہی ہیں کہ اس سے مراد ظہر کی نماز ہے۔ (مترجم)

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی ہے اور انہوں نے النضر بن سوید سے نقل کیا ہے اور انہوں ابن سنان سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ اسی آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ یعنی صلوٰۃ الوسطیٰ کے بعد صلاۃ عصر کا اضافہ کیا یعنی آپ نے فرمایا اس سے مراد نماز عصر ہے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ سے مراد آپؑ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ انسان نماز میں پوری توجہ کے ساتھ کھڑا رہے۔

اور نماز کی حفاظت یوں کرے کہ کوئی ایسا خیال و گمان اس کو عارض نہ ہو جس سے وہ نماز سے غافل ہو جائے اور کوئی چیز نمازی کو دوران نماز اپنے اندر مشغول نہ کرے۔ (یعنی مکمل توجہ اس کی نماز کے ادا کرنے میں ہو)

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ

پس اگر تم کو خوف ہو (یا جنگ) تو اس صورت میں نماز پیادہ یا سواری کی حالت میں ادا کرو۔

یہ آیت عزیمت کے بعد خائف کیلئے رخصت کو بیان کر رہی ہے کہ خائف کیلئے جائز ہے سواری پر سوار ہو کر یا چلتے چلتے نماز ادا کرے نماز خوف تین وجوہ پر ہے۔

۱۔ جنگ کی صورت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ اور جب آپ (میدان جنگ میں) ان کے درمیان موجود ہو ان کیلئے نماز قائم کرو۔ ان میں سے ایک دستہ تمہارے ساتھ نماز کیلئے کھڑا ہو جائے گا یہ گروہ اپنے ہتھیار اپنے ساتھ رکھے گا اور جب سجدہ کریں اور نماز ختم کریں تو آپ کے پیچھے سے ہٹ کر میدان کی طرف چلے جائیں اور دوسرا گروہ جس نے نماز ادا نہیں

Presented by Ziaraat.com

کی اور وہ جنگ میں مشغول ہے۔ وہ آکر آپ کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ لوگ بھی اپنے جنگ کے ساز سامان اور اپنے ہتھیار نماز کی حالت میں بھی اپنے ہاتھوں میں رکھیں۔

نماز خوف کی یہ پہلی صورت ہے۔

۲۔ دوسری نماز خوف وہ ہے جو ایسا شخص ادا کرتا ہے جس کو چور ڈاکو یا درندے کا خوف ہے اور وہ سفر میں ہے۔ پس یہ شخص قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز کی نیت کرے گا اور تکبیرہ الاحرام کہے گا اور نماز کو شروع کر دے پھر وہ راستہ چلنا شروع کر دے، پس جب وہ قرائت سورتین سے فارغ ہوگا اور وہ رکوع اور سجدہ کا ارادہ رکھتا ہے تو اگر اس کیلئے ممکن ہے تو پھر اپنے آپ کو قبلہ رخ موڑ لے اور اگر ممکن نہیں جس طرف اس کا رخ ہے وہ رکوع اور سجدہ کرے اگرچہ سوار ہی ہو۔

۳۔ مجاہد اور جنگ کرنے والے کی نماز۔ یہ اس مجاہد کی نماز ہے جو جنگ میں مصروف اور وہ سواری سے اتر کر نماز ادا نہیں کر سکتا۔ پس نماز ادا کرے گا کہ تکبیرہ کہے گا اور ہر رکعت کے عوض تکبیر کہے گا اور سواری پر سوار ہی رہے گا۔ پس تحقیق امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ صفین میں اپنے اصحاب کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کی تھیں اور ساری گھوڑوں کی پشت پر پڑھیں اور ہر رکعت کے بدلے ایک تکبیر کہی اور نماز پڑھی درحالانکہ آپ سوری پر سوار تھے اور جدھر بھی منہ ہو جاتا تھا ہو جاتا۔

حیرت اور پریشانی کی صورت میں نمازیں بھی تین وجوہ پر ہیں:

۱۔ وہ شخص جو عالم مسافرت میں صحراء میں موجود ہے اور نہیں جانتا کہ قبلہ رخ کس جانب ہے اور اس کے پاس وقت بھی وسیع ہے تو اس کیلئے حکم ہے کہ چاروں طرف منہ کر کے نماز ادا کرے گا۔

۲۔ وہ شخص جس سے ایک نماز قضا ہوئی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ کون سی نماز قضا ہوئی ہے پس اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ تین نمازیں ادا کرے (۱) دو رکعتیں۔ (۲) تین رکعت نماز۔ (۳) چار رکعت نماز ادا کرے پس اگر نماز مغرب قضا ہوئی ہوگی تو وہ بھی ادا ہو جائے گی اور اگر نماز فجر قضا ہوئی ہو تو پھر بھی ادا ہو جائے گی اور اگر نماز عصر، ظہر، عشا بھی قضا ہوئی ہے تو بھی ادا ہو چکی ہوگی۔

۳۔ وہ شخص جس کے دو لباس ہوں اور ان میں ایک کو پیشاب یا منی یا کوئی نجاست لگ جائے اور اس کو معلوم نہیں ہے کہ کون سے لباس کو یہ نجاست لگی ہے۔ پس اس کے لئے حکم ہے کہ وہ دونوں کپڑوں میں الگ الگ نماز ادا کرے۔ اور اگر پانی میسر ہو جائے تو دونوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

Presented by Ziaraat.com

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو موت کے خوف سے اپنے گھروں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے خدا نے ان سے کہا کہ مرجاؤ اور وہ مر گئے پھر خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کیا خدا تو اپنے بندوں پر احسان کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شام کے ایک علاقے میں ایک شہر تھا وہ لوگ اس شہر میں رہائش پذیر تھے اور ان لوگوں کو تعداد ستر ہزار تھی ان کے شہر میں ہر سال طاعون کی بیماری پھوٹا کرتی تھی اور جیسے ہی طاعون پھیلتا تو جو مالدار لوگ ہوتے وہ شہر کو چھوڑ کر چلے جاتے تھے جو غریب وغربا ہوتے تھے وہ رہ جاتے تھے

چنانچہ غریب زیادہ مرجاتے اور مالدار زیادہ تر طاعون سے محفوظ رہ جاتے تھے۔ اور اس کے مالدار افراد کہتے تھے کہ اگر ہم بھی اس شہر میں ہی رہ جاتے تو ہم بھی مرجاتے۔ لیکن ہم شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے جس کی وجہ سے بچ گئے۔ اور غریب لوگ کہتے اے کاش ہم بھی اس شہر کو چھوڑ جاتے تو ہمارا بھی نقصان کم ہوتا۔

پھر ایک بار اس شہر کے تمام امیروں اور غریبوں نے فیصلہ کیا اس بار اگر طاعون پھوٹا تو ہم سب اس شہر سے نکل جائیں گے۔

کچھ عرصے بعد دوبارہ طاعون پھوٹ پڑا جیسے ہی طاعون کی ابتداء ہوئی تو تمام شہر کے لوگ موت کے خوف سے شہر چھوڑ کر چلے گئے اور دوسرے شہر کا انہوں نے رخ کیا۔ وہ اپنی رہائش کے لئے جگہ تلاش کر رہے تھے کہ صحراء میں انہوں نے رات کو قیام کیا تو خدا نے ان کو ایک ہی رات میں سب کو مار دیا۔ (اس کے بارے میں فرماتا ہے کہ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا) جیسے ہی فرمان خدا جاری ہوا وہ سارے مر گئے اور کوئی ان کو دفن کرنے والا نہیں تھا۔ کچھ دنوں بعد ان کا گوشت سڑ گل گیا اور ان کی ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئیں اور راہ گیروں نے ان کی ہڈیاں جمع کر کے ایک جگہ ڈھیر لگا دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہاں سے بنی اسرائیل کے نبی حضرت حزاقیل علیہ السلام کا گزر ہوا جب انہوں نے ان ہڈیوں کے ڈھیر کو دیکھا تو وہ رو پڑے اور انہوں بارگاہ خدا میں عرض کیا۔

خدایا یہ تیرے بندے ہیں تو نے ان سب کو آن واحد میں مار دیا ہے اور اگر تو چاہے تو ان کو آن واحد میں دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ خدایا تو ان کو دوبارہ زندہ کر دے تا کہ یہ تیرے عبادت گزار بندے بن سکیں۔ اور تیری عبادت کریں اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر تم ان کو زندہ کرنے کے خواہش مند ہو تو ان پر یہ کلمات پڑھو۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب حزقیل علیہ السلام کو اسم اعظم کی تعلیم دی تھی۔ اور جب آپ نے اس اسم اعظم کو ان ہڈیوں پر پڑھا۔ تو آپ نے دیکھا کہ وہ ہڈیاں اڑنے لگیں اور ایک دوسرے سے ملنے لگیں اور کچھ دیر بعد وہ سارے

Presented by Ziaraat.com

دوبارہ زندہ ہو گئے اور زندہ ہو کر جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حیرت زدہ ہو گئے اور خدا کی تسبیح اور تقدیس کرنے لگے۔

جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے سارا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو بے ساختہ بولے۔ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

عمر بن یزید راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے سوال ہوا کہ یہ لوگوں زندہ ہونے کے بعد کتنی دیر زندہ رہے یا ان کو فوراً مار دیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ اپنے اپنے گھروں میں آباد کیا اور انہوں نے عورتوں سے شادیاں کی: پھر ایک وقت مقررہ پر مرے۔

آیت نمبر ۲۴۶ تا ۲۵۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ
لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ
كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ
الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ
لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ
لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ
الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ

Presented by Ziaraat.com

لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

ترجمہ

یا تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی اس جماعت کو نہیں دیکھا جس نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے

Presented by Ziaraat.com

واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجیے تا کہ ہم راہِ خدا میں جہاد کریں۔ نبی نے فرمایا کہ اندیشہ یہ ہے کہ تم پر جہاد واجب ہو جائے تو تم جہاد نہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیوں کر جہاد نہ کریں گے جب کہ ہمیں ہمارے گھروں اور بال بچّوں سے الگ نکال باہر کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد جب جہاد واجب کر دیا گیا تو تھوڑے سے افراد کے علاوہ سب منحرف ہو گئے اور اللہ ظالمین کو خوب جانتا ہے (۲۴۶) ان کے پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو حاکم مقرر کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح حکومت کریں گے ان کے پاس تو مال کی فراوانی نہیں ہے ان سے زیادہ تو ہم حقدار حکومت ہیں۔ نبی نے جواب دیا کہ انہیں اللہ نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور علم و جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے دیتا ہے کہ وہ صاحبِ وسعت بھی اور صاحبِ علم بھی (۲۴۷) اور ان کے پیغمبر نے یہ بھی کہا کہ ان کی حکومت کی نشانی یہ ہے یہ تمہارے پاس وہ تابوت لے آئیں گے جس میں پروردگار کی طرف سے سامانِ سکون اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا چھوڑا ہوا ترکہ بھی ہے۔ اس تابوت کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اور اس میں تمہارے لئے قدرتِ پروردگار کی نشانی بھی ہے اگر تم صاحبِ ایمان ہو (۲۴۸) اس کے بعد جب طالوت لشکر لے کر چلے تو انہوں نے کہا کہ اب خدا ایک نہر کے ذریعہ تمہارا امتحان لینے والا ہے جو اس میں سے پی لے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا اور جو نہ چکھے گا وہ مجھ سے ہوگا مگر یہ کہ ایک چلّو پانی لے لے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے پانی پی لیا سوائے چند افراد کے---- پھر جب وہ صاحبانِ ایمان کو لے کر آگے بڑھے تو لوگوں نے کہا کہ آج تو جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی ہمت نہیں ہے اور ایک جماعت نے جسے خدا سے ملاقات کرنے کا خیال تھا کہا کہ اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ بڑی بڑی جماعتوں پر حکم خدا سے غالب آجاتے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۲۴۹) اور یہ لوگ جب جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلے کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا کہ خدایا ہمیں بے پناہ صبر عطا فرما ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں کے مقابلہ میں نصرت عطا فرما (۲۵۰) نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جالوت کے لشکر کو خدا کے حکم سے شکست دے دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے انہیں ملک اور حکمت عطا کر دی اور اپنے علم سے جس قدر چاہا

Presented by Ziaraat.com

دے دیا اور اگر اسی طرح خدا بعض کو بعض سے نہ روکتا رہتا تو ساری زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن خدا عالمین پر بڑا فضل کرنے والا ہے (۲۵۱) یہ آیاتِ الٰہیہ ہیں جن کو ہم واقعیت کے ساتھ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اور آپ یقیناً مرسلین میں سے ہیں (۲۵۲)

تفسیر

قولہ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ..... وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

(اے میرے حبیب) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کا ایک گروہ اپنے دور کے نبی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ کا انتخاب کریں تا کہ ہم اس کی قیادت میں راہ خدا میں جہاد کریں۔ ان کے پیغمبر نے ان سے فرمایا کہ ہوسکتا کہ تم لوگوں کو جنگ کرنے کا حکم دیا جائے اور تم جنگ سے روگردانی کر جاؤ اور راہ خدا میں جہاد نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم راہ خدا میں جنگ نہ کریں جب کہ ہمارے گھر سے ہمیں نکال دیا گیا ہے اور ہماری اولاد کو ہم سے جدا کر دیا گیا ہے۔ لیکن جب ان پر جنگ کا حکم آ گیا تو سوائے چند لوگوں کے باقی سب نے منہ موڑ لیا۔ اور خدا ستم گروں کو خوب جانتا ہے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے النصر بن سوید سے نقل کیا ہے اور انہوں یحیی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انہوں ہارون بن خارجۃ سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنو اسرائیل نے بہت زیادہ خدا کی نافرمانیاں شروع کر دی اور دین خدا میں تغیر و تبدیل کر دی اور خدا کے حکم سے سرکشی کرنا شروع کر دی ان میں ایک نبی تھا جو ان کو امر بالمعروف کرتا اور نہی عن المنکر کرتا لیکن اس کی اطاعت نہ کرتے۔ روایت کی گئی ہے کہ اس نبی کا نام ارمیا علیہ السلام تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان پر ایک بادشاہ مسلط کر دیا جسکا نام جالوت تھا اور وہ قبطی قبیلہ سے تھا اس نے ان کو خوب ذلیل کیا اس نے ان کے مردوں کا قتل کیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا اور ان کے اموال جائداد سے انکو بے دخل کر دیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو اس نے اپنا غلام و کنیزیں بنالیا۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنے نبی حضرت ارمیا علیہ السلام کے پاس آئے اور فریاد کی۔ اور ان سے درخواست کی کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں ہماری طرف سے درخواست کریں کہ وہ ہمارے لئے ایک حاکم اور بادشاہ معین فرمائے تا کہ اس کی قیادت اور پرچم کے زیر سایہ راہ خدا میں ہم جہاد کریں۔

بنی اسرائیل میں نبوت ایک خاندان میں ہوتی اور حکومت سلطنت دوسرے خاندان میں ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے نبوت

Presented by Ziaraat.com

اور حکومت کو کبھی ایک خاندان اور ایک گھر میں جمع نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے نبی سے عرض کیا کہ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا کہ وہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کریں) تا کہ ہم اس کی قیادت اور رہبری میں رہ کر راہ خدا میں جہاد کریں۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ پس ان کے نبی نے ان سے فرمایا کہ تحقیق تمہارے اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ وحاکم مقرر فرمایا ہے لہٰذا تم سب اس کی قیادت میں راہ خدا میں جہاد کرو۔ بنی اسرائیل کے سردار دوسرے لوگ طالوت کی بادشاہی پر غصے میں آ گئے اور انہوں نے نبی خدا سے کہا۔ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ۔

اور انہوں نے نبی سے کہا کہ یہ طالوت ہم پر بادشاہ کیسے ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس کی نسبت بادشاہ ہونے کے لئے ہم زیادہ سزاوار ہیں وہ بے چارہ تو غریب اور قلاش ہے۔ اور ایک غریب کیسے بادشاہ بن سکتا ہے۔

اس دور میں نبوت لاوی کے خاندان میں تھی اور حکومت وسلطنت حضرت یوسف کے خاندان میں ہوتی تھی۔ اور حضرت طالوت بن یامین کی اولاد میں سے تھا جو حضرت یوسف کا مادری بھائی تھا۔ اور اس کے خاندان میں نبوت اور حکومت میں سے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور اللہ نے طالوت جو بن یامینکی مین سے تھا اس کو بادشاہ بنا دیا جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ اور انہوں نے اپنے نبی پر اعتراض کر دیا۔

اور نبی خدا نے ان کے جواب میں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ۔ اللہ کے نبی نے انکے جواب میں فرمایا۔ اس کے بادشاہ ہونے وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اس کو چن لیا ہے۔ اور اس کو اللہ نے علم اور جسمانی شجاعت میں تم سے زیادہ قرار دیا ہے۔ یعنی وہ تم سے زیادہ عالم ہے اور تم سے زیادہ شجاع اور قوی ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنی حکومت اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا اور صاحب علم ہے۔

طالوت بنی اسرئیل میں جسمانی طور پر قوی ترین اور شجاع ترین تھا۔ اور علم کے اعتبار سے بھی سب سے زیادہ عالم تھا لیکن مالی اعتبار سے وہ غریب تھا نادار تنگ دست تھا۔ پس نبی اسرائیل والوں نے اس کی ناداری تنگ دستی کی وجہ سے اس کی بادشاہت سے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ وہ مال میں ہمارے برابر نہیں ہے۔ اور یہ کیسے بادشاہ ہوسکتا ہے۔ پس ان کے نبی نے پھر ان سے فرمایا: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ۔

ان کے نبی نے ان سے فرمایا طالوت کی بادشاہت پر دلیل ونشانی یہ ہے تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین کا سامان اور آل موسیٰ اور آل ھارون کے بقایا جات تبرکات ہوں گے اور اس صندوق کو ملائکہ نے اٹھایا ہوا ہوگا۔

Presented by Ziaraat.com

یہ صندوق وہ ہے جو حضرت موسیٰ کی والدہ ماجدہ پر اتارا گیا تھا۔ اور مادر موسیٰ نے حضرت موسیٰ کو اس صندوق میں رکھ کر دریا کی لہروں کے سپرد کر دیا اور بنی اسرائیل والے اس صندوق کی بہت عزت کیا کرتے اور اس کو متبرک قرار دیتے تھے۔ اور جب حضرت موسیٰ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے تورات کی تختیاں (جو ٹوٹی ہوئی تھیں) اس صندوق میں رکھ دیں اور اس کے علاوہ جو نبوت کی آیات و نشانیاں تھیں وہ بھی اس میں رکھیں اور اس کو اپنے وصی حضرت یوشع بن نون کے سپرد کر دیا تھا۔ اور اس کو دوسرا نام تابوت سکینہ (یعنی سکون و تسکین کا تابوت) بھی تھا۔ اور یہ تابوت بنی اسرائیل میں تھا۔ بنی اسرائیل والے شروع شروع میں تو اس کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے لیکن آہستہ آہستہ اس کا احترام ختم ہو گیا یہاں تک کہ اس تابوت کے ساتھ بچے کھیلتے تھے، اور گلی کوچوں میں رکھ کر اس سے کھیلا کرتے تھے۔ اور اس میں حد سے بڑھ کے اور تابوت کا احترام بھی ختم ہو گیا اللہ تعالیٰ نے وہ تابوت ان سے اٹھا لیا اور اس تابوت کے اٹھنے کی دیر تھی کہ بنی اسرائیل کی عزت و شرف ختم ہو گیا اور جالوت کو مسلط کر دیا گیا جس نے ان کو ذلیل و رسواء کرنا شروع کر دیا۔ تو جب بنی اسرائیل والوں نے نبی سے بادشاہ کا مطالبہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر طالوت کو بادشاہ بنایا تا کہ وہ اس کی قیادت میں راہ خدا میں جہاد کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وہ صندوق ان کو واپس کیا۔ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فرمایا کہ اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسکین قلب کا سامان بھی ہے۔ فان التابوت تحقیق اس تابوت کو جب مسلمانوں اور دشمنوں کے درمیان رکھا جاتا تھا تو اس سے ایک خوشبو برآمد ہوتی اور وہ خوشبو یوں مجسم ہو کر یوں دکھائی دیتی جیسے انسان کا چہرہ ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے حسن بن خالد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاؑ سے نقل فرمایا ہے۔ اَلسَّكِيْنَةُ یہ جنت کی ہوا ہے جس کے لئے انسانی شکل کی مانند چہرہ ہے۔ پس جب بھی اس صندوق کو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان رکھا جاتا تھا اگر کوئی شخص تابوت سے آگے ہو کر لڑتا تھا تو وہ قتل ہو جاتا یا مغلوب ہو جاتا تھا۔ اور جو شخص تابوت کو پشت کر کے بھاگ جاتا تو امام اس کو قتل کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی (ارمیاؑ) کو وحی فرمائی کہ طالوت کو وہ شخص قتل کرے گا جس کے جسم پر موسیٰؑ والی پرزرہ پورہ آجائے گی۔ اور وہ بندہ لادی بن یعقوبؑ کی نسل سے ہو گا اس کا نام داؤد بن آسی ہو گا۔ جناب آسی ایک چرواہا تھا اور اس کے دس بیٹے تھے۔ اور ان کے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام داؤد تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے طالوت کو حاکم اور بادشاہ مقرر فرمایا اور ان کو جالوت کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ تو آپ نے جالوت کے خلاف جنگ کرنے کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کیا اور آپ نے آسی کو بھی حکم دیا کہ وہ خود بھی آئے اور اپنے بیٹے بھی لے کر آئے جب جناب آسی اپنے نو بیٹوں کو ساتھ لیکر طالوت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک ایک کر کے سب بیٹوں کو بلایا اور ان کو حضرت موسیٰؑ والی زرہ پہنائی لیکن وہ زرہ کسی کو لمبی ہو جاتی اور کسی کو چھوٹی ہو جاتی پس جناب طالوت نے جناب آسی سے فرمایا کیا آپ کا کوئی اور فرزند بھی ہے۔ جس کو آپ ساتھ نہیں لے کر آئے۔ جناب آسی نے جواب دیا ہاں میرا ایک فرزند ہے جو سب سے چھوٹا ہے اس کا نام داؤد ہے اس کو میں بکریوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر آیا ہوں۔

Presented by Ziaraat.com

جناب طالوت نے فرمایا کہ آپ اس کو یہاں بلاؤ۔ چنانچہ جناب داؤد آئے طالوت نے حضرت موسیٰ کی زرہ اس کو پہنائی تو وہ آپ کو پوری آئی جب حضرت طالوت نے یہ معجزہ دیکھا تو آپ نے فرمایا اے داؤد آپ ہمارے ساتھ جنگ میں چلو اور مجھے یقین ہے کہ خداوند متعال تمہارے ہاتھ جالوت کو قتل کروائے گا۔

حضرت داؤد کے پاس ایک غلیل تھی جس کے ساتھ آپ شکار کیا کرتے تھے۔ جب آپ لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تو رات میں تین پتھروں نے آواز دے کر کہا اے داؤد آپ ہمیں اپنے ساتھ لے چلیں اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعے آپ کو کامیابی عطا فرمائے گا۔ پس آپ نے ان تین پتھروں کو اٹھایا اور اپنی غلیل میں رکھ لیا۔ حضرت داؤد سخت جان قوی اور شجاع ترین تھے۔ پس جب آپ آئے اور موسیٰ والی زرہ آپ پر پوری آئی تو حضرت طالوت اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

ان کے نبی نے ان سے فرمایا اے بنی اسرائیل۔ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ تحقیق اللہ تعالیٰ اس صحراء میں ایک نہر کے ذریعے تمہارا امتحان لے گا۔ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ پس جو اس نہر سے پانی پی لے گا وہ میرے لشکر میں سے نہیں ہے یعنی جو اس سے پی لے گا وہ خدا کی حزب اور جماعت میں سے نہیں ہوگا۔ اور جو اس نہر سے نہیں پیے گا وہ خدا کی جماعت اور حزب خدا سے ہوگا اور وہ میرا ساتھی ہوگا، مگر یہ کہ ایک چلو بھر کر پانی پینے کی اجازت ہے اس سے زیادہ نہیں ہے پس جب لشکر طالوت اس نہر پر آیا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک چلو پانی پینے کی اجازت دی تھی پس اس لشکر میں اکثر لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا سوائے چند لوگوں کے، جن لوگوں نے سیر ہو کر پیا تھا ان کی تعداد 60 ہزار تھی۔ اور جن لوگوں نے نہیں پیا تھا وہ تین سو تیرہ (313) افراد تھے۔

پس جب طالوت کے لشکر نے نہر کو عبور کیا اور انہوں نے جالوت کے لشکر کو دیکھا۔ تو جن لوگوں نے پانی پیا ہوا تھا انہوں نے جناب طالوت سے کہا۔ لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے جنگ کرنے کی طاقت و ہمت نہیں ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے اس نہر سے پانی نہیں پیا تھا انہوں نے عرض کیا۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

کئی بار دیکھا ہے کہ ایک چھوٹے لشکر نے خدا کی مدد کے ساتھ ایک بڑے لشکر کو شکست دی ہے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور پھر انہوں نے یوں دعا کی رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اے ہمارے خدا یا تو ہم پر صبر کا فیضان فرما۔ اور میدان جنگ میں کافروں کے مقابلے میں ثابت قدمی عطاء فرما، اور کافروں کے مقابلے میں ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔

حضرت داؤد میدان میں آئے اور آپ جالوت کے سامنے کھڑے ہو گئے جالوت ہاتھی پر سوار تھا اور اس کے سر پر بادشاہت کا تاج تھا اور اس تاج میں سرخ یاقوت نصب تھا جو چمک رہا تھا اور جالوت کا سارا لشکر اس کے سامنے تھا پس حضرت داؤد

Presented by Ziaraat.com

نے ان تین پتھروں میں سے ایک کو غلیل میں رکھا اور لشکر جالوت کے میمنہ پر مارا پس وہ پتھر ہوا میں پرواز کر رہا تھا تو سارے ڈر گئے اور وہ پتھر میمنہ پر گرا تو سارا میمنہ فرار کر گیا (گویا میمنہ کا ہر سپاہی یہ خیال کر رہا تھا کہ یہ پتھر اس کے سر پر آ رہا ہے لہٰذا وہ سارے فرار کر گئے)

پھر آپ نے دوسرا پتھر اٹھایا اور غلیل میں رکھا اور میسرہ لشکر پر مارا وہ جب ہوا میں گیا تو سارا میسرہ ڈر گیا اور فرار کر گیا اب میدان میں سوائے جالوت کے اور کوئی نہ بچا، پس حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا آخری پتھر اٹھایا اور جالوت کے تاج کے یاقوت کا نشانہ لے کر وہ پتھر مارا جو یاقوت کو لگا پس وہ یاقوت پیشانی میں گس گیا اور اس کے دماغ تک چلا گیا اور اس سے جالوت واصل جہنم ہوا اور ہاتھی سے زمین پر گرا اور باقی سارا لشکر فرار کر گیا اور اس کو خدا نے یوں بیان کیا: فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ پس انہوں نے حکم خدا سے (جالوت اور اس کے لشکر کو شکست دی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا اور اسے بادشاہت اور حکمت عطا فرمائی۔

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض دوسرے لوگ کے ذریعے دفاع نہ کرے تو زمین پر فساد برپا ہو جائے لیکن خدا تو تمام جہانوں پر فضل اور احسان کرنے والا ہے۔

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں جمیل سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ان شیعوں کے ذریعے جو نماز ادا کرتے ہیں ان شیعوں کو بچا لیتا ہے۔ جو نماز نہیں پڑھتے اگر ہمارے شیعہ بے نماز ہو جاتے تو اللہ ان سب کو ہلاک کر دیتا۔ اور تحقیق اللہ ہمارے زکوٰۃ کے پابند شیعوں کی وجہ سے تارکین زکوٰۃ کا تحفظ فراہم کرتا ہے اور اگر ہمارے سارے شیعہ تارک زکوٰۃ ہو جاتے تو اللہ سب کو ہلاک کر دیتا تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے حج کرنے والے شیعوں کی وجہ سے ان شیعوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے جو حج نہیں کرتا اور اگر ہمارے سارے شیعہ تارک حج ہو جاتے تو اللہ ان سب کو ہلاک کر دیتا اور یہ ہی اللہ فرماتا ہے۔ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

دوسرا پارہ ختم شد

Presented by Ziaraat.com

پارہ نمبر 3

آیت نمبر ۲۵۳ تا ۲۷۰

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ
بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ
الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا
شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ
يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا
يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي
الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ
فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ
اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ
بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ
كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ
بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ
لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى
طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ
وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ
قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ
تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ
اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ
ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ
كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

Presented by Ziaraat.com

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا
وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ
غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ
كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ
جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ
فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ
وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ وَلَا
تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۗ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ

Presented by Ziaraat.com

بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

ترجمہ

یہ سب رسول وہ ہیں جنہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے اور بعض کے درجات بلند کئے ہیں اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی ہوئی نشانیاں دی ہیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کی ہے۔ اگر خدا چاہتا تو ان رسولوں کے بعد والے ان واضح معجزات کے آجانے کے بعد آپس میں جھگڑا نہ کرتے لیکن ان لوگوں نے (خدا کے جبر نہ کرنے کی بنا پر) اختلاف کیا ہے۔ بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہو گئے اور اگر خدا طے کر لیتا تو یہ جھگڑا نہ کر سکتے لیکن خدا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے (۲۵۳) اے ایمان والو جو تمہیں رزق دیا گیا ہے اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔ اور کافرین ہی اصل میں ظالمین ہیں (۲۵۴) اللہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے زندہ بھی ہے اور اسی سے کُل کائنات قائم ہے اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ وہ جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو پسِ پشت ہے سب کو جانتا ہے اور یہ اس کے علم کے ایک حصّہ کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر وہ جس قدر چاہے۔ اس کی کرسی علم و اقتدار زمین و آسمان سے وسیع تر ہے اور اسے ان کے تحفظ میں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی وہ عالی مرتبہ بھی ہے اور صاحبِ عظمت بھی (۲۵۵) دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے الگ اور واضح ہو چکی ہے۔ اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے جس کے ٹوٹنے کا امکان نہیں ہے اور خدا سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے (۲۵۶) اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے وہ انہیں تاریکیوں سے

Presented by Ziaraat.com

نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی ہیں اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۲۵۷) کیا تم نے اس کے حال پر نظر نہیں کی جس نے ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں بحث کی صرف اس بات پر کہ خدا نے اسے ملک دے دیا جب ابراہیم نے یہ کہا کہ میرا خدا جلاتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے تو اس نے کہا کہ یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں تو ابراہیم نے کہا کہ میرا خدا مشرق سے آفتاب نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے تو کافر حیران رہ گیا اور اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے (۲۵۸) یا اس بندے کی مثال جس کا گذر ایک قریہ سے ہوا جس کے سارے عرش وفرش گر چکے تھے تو اس بندہ نے کہا کہ خدا ان سب کو موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا تو خدا نے اس بندہ کو سو سال کے لئے موت دے دی اور پھر زندہ کیا اور پوچھا کہ کتنی دیر پڑے رہے تو اس نے کہا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ فرمایا نہیں۔ سو سال ذرا اپنے کھانے اور پینے کو تو دیکھو کہ خراب تک نہیں ہوا اور اپنے گدھے پر نگاہ کرو (کہ سڑ گل گیا ہے) اور ہم اسی طرح تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں پھر ان ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح جوڑ کر ان پر گوشت چڑھاتے پھر جب ان پر یہ بات واضح ہوگئی تو بیساختہ آواز دی کہ مجھے معلوم ہے کہ خدا ہر شے پر قادر ہے (۲۵۹) اور اس موقع کو یاد کرو جب ابراہیم نے التجا کی کہ پروردگار مجھے یہ دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوا کیا تمہارا ایمان نہیں ہے۔ عرض کی ایمان تو ہے لیکن اطمینان چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ چار طائر پکڑ لو اور انہیں اپنے سے مانوس بناؤ پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر پہاڑ پر ایک حصہ رکھ دو اور پھر آواز دو سب دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور یاد رکھو کہ خدا صاحبِ عزت بھی اور صاحبِ حکمت بھی (۲۶۰) جو لوگ راہِ خدا میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کے عمل کی مثال اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور پھر ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ بھی کر دیتا ہے کہ وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی (۲۶۱) جو لوگ راہِ خدا میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اور اس کے بعد احسان نہیں جتاتے اور اذیت بھی نہیں دیتے ان کے لئے پروردگار کے یہاں اجر بھی ہے اور نہ کوئی خوف ہے نہ حزن (۲۶۲) نیک کلام اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل دکھانے کا سلسلہ بھی ہو خدا سب سے بے نیاز اور بڑا بردبار ہے (۲۶۳) ایمان والو صدقات کو منت گزاری اور اذیت سے برباد نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال دنیا کو دکھانے کے لئے صرف کرتا ہے اور اس کا ایمان نہ خدا پر ہے اور نہ آخرت پر اس

Presented by Ziaraat.com

کی مثال اس صاف چٹان کی ہے جس پر گرد جم گئی ہو کہ تیز بارش کے آتے ہی بالکل صاف ہو جائے یہ لوگ اپنی کمائی پر بھی اختیار نہیں رکھتے اور اللہ کافروں کی ہدایت بھی نہیں کرتا (۲۶۴) اور جو لوگ اپنے اموال کو رضائے خدا کی طلب اور اپنے نفس کے استحکام کی غرض سے خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس باغ کی ہے جو کسی بلندی پر ہو اور تیز بارش آ کر اس کی فصل دوگنا بنا دے اور اگر تیز بارش نہ آئے تو معمولی بارش ہی کافی ہو جائے اور اللہ تمہارے اعمال کی نیتوں سے خوب باخبر ہے (۲۶۵) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں۔ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں ان میں ہر طرح کے پھل ہوں --- اور آدمی بوڑھا ہو جائے۔ اس کے کمزور بچے ہوں اور پھر اچانک تیز گرم ہوا جس میں آگ بھری ہو چل جائے اور سب جل کر خاک ہو جائے۔ خدا اسی طرح اپنی آیات کو واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ شاید تم فکر کرسکو (۲۶۶) اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لئے پیدا کیا ہے سب میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو اور خبردار انفاق کے ارادے سے خراب مال کو ہاتھ بھی نہ لگانا کہ اگر یہ مال تم کو دیا جائے تو آنکھ بند کئے بغیر چھوو گے بھی نہیں یاد رکھو کہ خدا سب سے بے نیاز ہے اور سزاوار حمد و ثنا بھی ہے (۲۶۷) شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل و احسان کا وعدہ کرتا ہے۔ خدا صاحبِ وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی (۲۶۸) وہ جس کو بھی چاہتا ہے حکمت عطا کر دیتا ہے اور جسے حکمت عطا کر دی جائے اسے گویا خیر کثیر عطا کر دیا گیا اور اس بات کو صاحبانِ عقل کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا ہے (۲۶۹) اور تم جو کچھ بھی راہِ خدا میں خرچ کرو گے یا نذر کرو گے تو خدا اس سے باخبر ہے البتہ ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہے (۲۷۰)

تفسیر

ہم نے بعض رسولوں کو دوسرے بعض رسولوں پر فضیلت دی ہے ان میں سے کچھ وہ ہیں کہ جن سے (براہ راست) خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے درجات کو بلند کیا اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے واضح نشانیاں دی ہیں اور ان کی تائید ہم نے روح القدس کے ذریعے کی ہے اگر خدا چاہتا تو ان کے پیغمبروں کے بعد آنے والے لوگ واضح نشانیاں آجانے کے بعد ایک دوسرے سے جنگ و جدال نہ کرتے مگر ان امتوں نے آپس میں اختلاف کیا بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہو گئے پھر بھی اگر خدا چاہتا تو وہ آپس میں جنگ نہ کرتے لیکن خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں: جنگ جمل کے دن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی اے امیر المومنینؑ ہم ان اصحاب رسول کے ساتھ جنگ کیوں کر رہے حالانکہ یہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کتاب خدا میں ایک آیت ہے جو میرے لیے ان لوگوں سے جنگ کو جائز قرار دے رہی ہے۔ اس شخص نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ وہ کون سی آیت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ یہ والی آیت ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ جب اس شخص نے یہ آیت سنی تو اس نے کہا خدا کی قسم واقعی یہ لوگ کافر ہو چکے ہیں۔

(اسی آیت کے ذیل میں تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ نے فرمایا: ایمان کے اضافہ و زیادتی کی وجہ سے مومنین کے درجات میں فرق پایا جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا، اے فرزند رسول کیا ایمان کے درجات ہیں! اور منزلیں ہیں جن کی وجہ سے اہل ایمان کو ایک دوسرے پر فوقیت و فضیلت حاصل ہوتی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایمان کے درجات و منازل ہیں۔

راوی نے عرض کیا: اے فرزند رسول اس کی وضاحت فرمائیں تا کہ میں اس کو سمجھ سکوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایمانی درجات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے الگ الگ درجے مقرر فرمائے ہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ ہم نے اپنے بعض رسول کو دوسرے رسولوں پر فضیلت عطا کی ہے ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے اللہ نے (براہ راست) گفتگو کی ہے اور بعض کے درجات بلند کیے ہیں۔

یا سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۵ میں ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور پھر اسی سورہ کی آیت ۲۱ میں ارشاد فرمایا: اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ دیکھو ہم نے کیسے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔

اور سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا: هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اور ان کے لیے خدا کے ہاں الگ الگ درجات ہیں۔ (آل عمران آیت ۱۶۳)

تفسیر برہان میں امالی شیخ طوسی کے حوالے سے ایک روایت اسی آیت کے ذیل میں درج ہے جس میں اصبغ بن نباتہ نے ذکر کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت اقدس میں جنگ جمل کے دن ایک شخص آیا اور

Presented by Ziaraat.com

عرض کیا، اے امیر المومنینؑ یہ قوم جس سے ہم جنگ کر رہے ہیں ان کا اور ہمارا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ نماز ایک ہے حج ایک ہے۔ پھر ہم ان کے مقابل میں جنگ کیوں کر رہے ہیں۔ اور ان کا نام ہم کیا رکھیں؟ آپؑ نے فرمایا ان کا نام ہم وہ رکھیں گے جو خدا نے ان کا نام اپنی کتاب میں رکھا ہے مولا میں تو ساری کتاب خدا کو نہیں جانتا آپ بیان فرمائیں آپ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ آپ نے فرمایا جب اختلاف ہو جائے گا پس ہم وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول اور حق کے ساتھ سزاوار ہیں اور ہم ہی وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور ہمارے مقابلہ میں وہ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کا ہے اور ہم ان لوگوں سے اللہ کے ارادہ اور مشیت کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔

تفسیر نور الثقلین میں عیون اخبار کے حوالے میں روایت درج ہے جس میں حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے افضل اور محترم کوئی فرد کائنات میں خلق نہیں کیا۔ ان کلمات کو علی علیہ السلام نے سنا تو عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ افضل ہیں یا جبرائیلؑ افضل ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء مرسلین کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میرے بعد آپ کو اور آپ کے بعد ائمہ (جو آپ کی نسل سے ہیں) ان کو فضیلت عطا فرمائی ہے جبکہ ملائکہ تو ہمارے خادم ہیں اور ہمارے ساتھ محبت رکھنے والوں کے خادم ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین میں سے حضرت رسول خداؐ تو سب سے افضل اور مکرم و محترم ہیں۔ (مترجم)

قولہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ

ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں رزق عطا کیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ خرید و فروخت ہو سکتی ہے اور نہ دوستی اور نہ ہی شفاعت و سفارش کام آئے گی اور کافر ہی حقیقت میں ظالم ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں لَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ یعنی کہ اس دن نہ کوئی دوستی، نا ہی شفاعت سے مراد یہ ہے کہ سچی دوستی بھی کارآمد نہیں ہوگی۔

(اس آیت سے ایسے معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی کی شفاعت کارآمد نہیں ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ خود سے کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ لیکن جن کو خدا نے حق شفاعت دیا ہے ان کی شفاعت حتمی طور پر کارآمد ہوگی۔ (مترجم)

Presented by Ziaraat.com

آیۃ الکرسی:

تحقیق علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے الحسین بن خالد سے نقل کیا وہ بیان کرتا ہے کہ امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام آیۃ الکرسی کو کیا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اس خدائے یکتا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جو زندہ ہے اور ذات قائم ہے۔ اسے کبھی اونگھ اور نیند نہیں آتی اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے سب کچھ اسی کا ہے وہ غیب کو بھی جانتا ہے اور ظاہر کو بھی جانتا ہے وہ رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے حضور شفاعت کر سکے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ سب جانتا ہے مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ سے مراد وہ امور ہیں جو انبیاء و مرسلین کے ہیں کہ جو انجام پا چکے ہیں۔ مَا خَلْفَهُمْ سے مراد وہ امور ہیں جو ابھی انجام نہیں پائے بلکہ انجام پانے والے ہیں۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ اور کوئی مخلوق اس کے علم میں سے کسی چیز سے واقف نہیں ہو سکتی مگر صرف اس مقدار میں کہ جتنی وہ چاہے۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ سے مراد یہ ہے کہ جس کی وہ اپنے مخصوص بندوں پر وحی کرے..... یعنی جو علم وہ وحی کے ذریعے عطا کر دے۔

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ اور اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے بھی وسیع تر ہے اور آسمان اور زمین کی حفاظت اور نگہداری اس کے لیے گراں نہیں ہے۔

وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ یعنی زمین اور آسمان کی حفاظت کرنا اس ذات کے لیے کوئی مشکل و گراں نہیں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین پر ہے اور جو ان کے درمیان خلا میں ہے اور جو زمین کی تہہ کے اندر ہے ان سب کی حفاظت وہ کرتا ہے اور اس کے لیے گراں و مشکل نہیں ہے۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ اور دین کو قبول کرنے میں کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔

یعنی ہدایت اور گمراہی کے واضح اور روشن ہونے کے بعد اللہ کسی کو دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ میں جو طاغوت کا انکار کرے۔

طاغوت سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد علیہم السلام کے حق کو غصب کیا ہے۔ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ اور خدا پر ایمان لے آئے پس اس نے عروۃ الوثقیٰ سے تمسک کیا ہے۔ عُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ سے مراد آل محمد کی ولایت ہے۔

Presented by Ziaraat.com

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اور وہ خدا کی مضبوط رسی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

لَا انْفِصَامَ سے مراد اس میں جدائی نہیں ہو سکتی اس کے جوڑ ہمیشہ ملے رہیں گے۔ (مترجم)

ای قبل لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ یعنی خدا کی مضبوط رسی جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے بعد کے گیارہ معصوم اماموں کا سلسلہ ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ اللہ ان لوگوں کا ولی و سرپرست و حاکم ہے۔ جو لوگ ایمان لے کر آئے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ مراد وہ لوگ جنہوں نے آل محمد علیہم السلام کی اتباع اور اطاعت کی اور ان کی ولایت کو قبول کیا ان لوگوں کا ولی و حاکم اللہ ہے۔

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ اور وہ ان لوگوں کو (کفر و شرک نفاق اور گناہوں کی) ظلمات اور تاریکی سے نکال کر (ایمان و نیکیوں) کے نور کی طرف لے کر آتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ اور جن لوگوں نے (آل محمدؐ کی ولایت کا) انکار کیا ان کے ولی و سرپرست طاغوت ہیں۔

یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد پر ظلم کیے پس اور وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ان لوگوں کی اتباع اور اطاعت کی ہے جنہوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا ہے۔

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اور کافروں کے حاکم و سرپرست ان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں اور یہ ہی وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں۔

یعنی آل محمد علیہم السلام کے دشمن ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہو گئے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتا ہے کہ مجھے میرے والد محترم نے بیان کیا ہے اور انہوں نے نضر بن سوید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے موسیٰ بن بکر سے نقل کیا اور انہوں نے زرارہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ سے خداوند متعال کے اس فرمان وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے سوال کیا اے فرزند رسول خدا کرسی زیادہ وسیع ہے یا زمین آسمان، زیادہ وسیع ہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ کرسی زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو کرسی میں خلق کیا ہے۔

(تفسیر برہان نے اس آیت کے ذیل میں کافی زیادہ روایات درج فرمائی ہیں جو بیان کرتی ہیں کہ کرسی آسمان و زمین سے وسیع تر ہے۔

نیز تفسیر برہان میں مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ کے ذیل میں، احمد بن محمد بن خالد البرقی کی سند کے تحت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ ان سے مراد کون ہیں تو آپ نے فرمایا نحن اولئك الشافعون

Presented by Ziaraat.com

وہ شفاعت کرنے والے ہم آل محمد ہیں۔

اور تفسیر عیاشی میں معاویہ بن عمار سے یہ روایت درج ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ شفاعت کرنے والے ہم ہیں۔

تفسیر نور الثقلین میں درج ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کرسی سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا اس سے مراد اس ذات کا علم ہے۔ (مترجم)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور آپ نے اسحاق بن ہیثم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سعد بن ظریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان علیا: تحقیق حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: آسمان اور زمین اور جو کچھ ان پر ہے یا ان میں ہے وہ سب کچھ کرسی کے وسط میں خلق کیا گیا ہے اور کرسی کو اذن خدا سے چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔

۱۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ انسانی شکل میں ہے اور وہ انتہائی خوبصورت ہے اور خدا کو وہ شکل بہت عزیز و پسند ہے اور وہ فرشتہ قیامت کیلئے اولاد آدم کیلئے دعائیں کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتا ہے اور اولاد آدم کیلئے مغفرت اور ان کیلئے رزق طلب کرتا ہے۔

۲۔ دوسرا فرشتہ جو ایک بیل کی شکل میں ہے اور یہ تمام جانوروں کا سردار ہے اور یہ فرشتہ قیامت تک خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتا ہے اور تمام جانوروں کیلئے شفاعت اور رزق طلب کرتا ہے اور ان کیلئے دعا کرتا ہے۔

۳۔ اور تیسرا فرشتہ گدھ کی شکل میں ہے اور یہ تمام پرندوں کا سردار ہے جو خدا سے قیامت کیلئے پرندوں کیلئے دعا کرتا رہتا ہے اور اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتا ہے اور تمام پرندوں کیلئے شفاعت اور رزق طلب کرتا ہے۔

۴۔ اور چوتھا فرشتہ شیر کی شکل میں ہے جو تمام درندوں کا سردار ہے اور وہ اللہ کی طرف رغبت کرتا ہے اور تمام درندوں کیلئے شفاعت اور رزق خدا سے طلب کرتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: ان چار فرشتوں میں سے بیل کی شکل کا فرشتہ سب سے زیادہ حسین و جمیل ہے کوئی اس سے بلند نہیں ہے اور جب سے بنی اسرائیل کے سرداروں نے (سامری سونے کا بچھڑا بنا کر اس کو اپنا معبود بنایا اور اس کی عبادت کی ہے اور خدا کے مقابلے اس کی عبادت اور اس کو معبود قرار دیا۔ تو اس فرشتے نے جو اس کی شکل کا ہے اس کا شرم وحیاء کی وجہ سے سر خم ہے اور اس نے آج تک کرسی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ لوگوں نے خدا کو چھوڑ اس کی شبیہ کی عبادت کی ہے اور وہ ابھی تک خوف میں ہے کہ کہیں خدا اس پر عذاب نازل نہ کر دے۔)

پھر آپ نے فرمایا: تمام درخت سرسبز تھے یہاں تک کہ لوگوں نے یہ دعویٰ کر دیا کہ خدا کیلئے اولاد ہے حالانکہ وہ اس

Presented by Ziaraat.com

سے منزہ و مبراء و بے نیاز ہے کہ کوئی اس کیلئے بیٹا ہو۔ پس قریب تھا کہ اس چھوٹے دعویٰ کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے اور زمین میں دڑاڑیں پڑ جائیں اور پہاڑ شرم سے زمین بوس ہو جائیں اور درخت لرزنے لگے تھے اور وہ سرسبز شاخیں خاردار ہو رہی تھیں کہ کہیں ان کے اس قول کی وجہ سے عذاب نازل نہ ہو جائے لیکن جس قوم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت (دین) کو تبدیل کر دیا اور علی اور آئمہ علیہم السلام کے بارے میں آپ کی وصیت کو بدل دیا وہ ذرا برابر بھی نہیں ڈرتے کہ کہیں ان پر عذاب خدا نازل نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ .... (سورہ ابراہیم آیت ۲۸) جنہوں نے خدا کی نعمتوں کو ناشکری میں بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے کی طرف کھینچ کر لے گئے۔

پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم نحن ذا نعمة الله التي انعم الله بها على عباده وبنا فاز من فاز وہ اللہ کی نعمت ہم میں جو جس کے ذریعے اللہ نے اپنے بندوں پر نعمتیں نازل فرمائی ہیں اور جو بندہ کامیاب ہوگا وہ ہماری ہی وجہ سے کامیاب ہوگا۔

Presented by Ziaraat.com

عُرْوَةِ الْوُثْقٰی سے کیا مراد ہے؟

تفسیر نور الثقلین میں مناقب ابنی شہر آشوب کے حوالہ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ عُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۵ (خدا کی مضبوط رسی) ہم اہل بیت علیہم السلام کی مودت ہے۔

اسی تفسیر میں عیون اخبار الرضا کے حوالے سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرمان درج ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے:

من احب ان یرکب سفینة النجاة ویستمسك بالعروة الوثقی و یعتصم بحبل الله المتین فلیوال علیًا بعدی ولیعاد عدوه ولیاتم بالائمة الهداة من ولدی

جو شخص کشتی نجات میں سوار ہونے اور عروۃ الوثقی (خدا کی مضبوط رسی) سے تمسک کرتے اور خدا کی مضبوط رسی کو مضبوط تھامنے کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ میرے بعد علیؑ سے محبت کرے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرے اور اس کی اولاد سے ہونے والے آئمہ ھدیٰ کی پیروی کرے۔

اور ایک دوسری روایت میں حضرت رسول خداؐ نے فرمایا:

الائمة من والد الحسین من اطاعهم فقد اطاع الله ومن عصاهم فقد عصی الله هم العروة الوثقی وهم الوسیلة الی الله تعالیٰ

اور وہ آئمہ جو اولاد حسین سے ہیں جو ان کی اطاعت کرے گا گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو ان کی نافرمانی کرے گا گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے یہ آئمہ عروۃ الوثقیٰ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ تک جانے کا وسیلہ ہیں۔

کتاب الخصال میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نحن کلمة التقویٰ وسبیل الهدیٰ والمثل الاعلی والحجة العظمیٰ والعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۵

آپ نے فرمایا: تقویٰ کا کلمہ ہم ہیں ہدایت کا راستہ بلند مثالیں اور خدا کی سب سے بڑی حجت اور عُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۵ ہم ہیں۔

کتاب توحید میں امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ:

نحن حجج الله فی ارضه ونحن کلمة التقویٰ والعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۵

خدا کی زمین پر اس کی حجت ہم ہیں تقویٰ کا کلمہ اور عروۃ الوثقیٰ ہم ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

بعض روایات میں ذکر ہوا ہے کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کو واحد لاشریک قرار دینا یہ عروۃ الوثقیٰ ہے۔ تو کیا ان روایات کے درمیان منافات ہے تو عرض خدمت ہے ان کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ جو آل محمد کی محبت و مودت رکھتا ہے وہ ہی حقیقت میں خدا پر ایمان اور اس کی توحید پر ایمان رکھتا ہے۔

(اور جو خدا پر مضبوط ایمان رکھتا ہوگا وہ ہی آل محمد کی مودت رکھتا ہوگا۔) (مترجم)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

کیا آپ نے اس شخص کی طرف نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا اور اس نے اس بنا پر جھگڑا کیا تھا کہ خدا نے اس کو حکومت دی ہوئی تھی جب ابراہیم نے اس سے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا تحقیق اللہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا تو ذرا اس کو مغرب سے طلوع کر۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور اللہ نے اس آگ کو ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والا قرار دیا تو اس وقت نمرود حیران ہو کر رہ گیا اور حیرانی کے عالم میں اس نے حضرت ابراہیمؑ سے سوال کیا اے ابراہیم تیرا رب کون ہے (یعنی وہ کون سا رب ہے جو اتنی قدرت والا ہے) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود نے کہا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے اس سے فرمایا تو کیسے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا میرے پاس دو مرد لے کر آؤ جو ان میں سے ہوں جن کا قتل واجب ہے۔ بس وہ آئے گئے تو اس نے ان میں سے ایک قتل کروا دیا اور دوسرے کو آزاد کر دیا۔ اور کہا دیکھا میں نے ایک کو زندہ کر دیا اور دوسرے کو قتل کر دیا ہے۔ بس جناب ابراہیم نے اس سے فرمایا اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو جس کو تو نے قتل کیا ہے اس کو زندہ کر کے دکھاؤ پھر فرمایا اس کو چھوڑ دو، میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے اگر تو سچا ہے تو سورج کو مغرب سے طلوع کر کے دکھاؤ۔ تو اس کے بارے میں خدا نے فرمایا: فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ اور کافر شرم سار ہو گیا۔ اور اس کی حجت منقطع ہو گئی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سورج اس سے پہلے سے ہے۔

قوله: اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

Presented by Ziaraat.com

یا مانند اس شخص کے جو ایک آبادی سے گزرا کہ جس کی چھتیں اس کی دیواروں پر گری ہوئی تھیں (یعنی وہ ویران و برباد ہو چکی تھی) اور اس نے کہا اے خدایا! ان (بوسیدہ ہڈیوں) کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا؟

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا اور انہوں نے نضر بن سوید سے نقل کیا اور انہوں نے یحییٰ الحلبی سے نقل کیا اور انہوں نے ہارون بن خارجہ سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: جب قوم بنی اسرائیل نے (حضرت موسیٰؑ کے بعد) خدا کی نافرمانیاں کیں اور احکام خدا سے انحراف کیا (اور دین خدا میں تبدیلی واقع کرنا شروع کی) تو خداوند متعال نے سزا اور عذاب دینے کا ارادہ فرمایا کہ ان پر وہ ایک ایسا شخص مسلط کرے کہ جو ان کو دنیا میں ذلیل و رسوا کرے اور ان کا قتل عام کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی حضرت ارمیا علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے ارمیا میں نے دنیا کے شہروں میں سے ایک شہر کا انتخاب کیا تھا۔

اور وہاں میں نے اچھے اچھے درختوں کا بیج بویا لیکن وہاں کے رہنے والوں نے میری مہربانوں کی ناقدری کی اور وہاں اچھے درختوں کے بجائے انہوں نے (خرنوب) جیسے بے کار اور ردی پورے کاشت کر دے۔

حضرت ارمیا علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے علماء کو خدا کی وحی سنائی تو علماء نے عرض کیا اے خدا کے نبی آپ خدا سے رابطہ کریں اور التجا کریں اور ان سے سوال کریں کہ یہ جو مثالیں اس نے دی ہے اس سے اس کی مراد کیا ہے؟

حضرت ارمیا علیہ السلام نے سات دن روزے رکھے اور پھر خدا کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے خدایا اس مثال کو بیان کرنے میں تیری مراد کیا ہے اس کا مطلب ہمارے لیے واضح اور روشن انداز میں بیان فرما۔ اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرمائی، اے ارمیا وہ شہر جو بیان ہوا ہے اس سے مراد بیت المقدس ہے اور وہاں جو بیج میں نے کاشت کیا ہے اس مراد قوم بنی اسرائیل ہے لیکن انہوں نے میری نافرمانیاں کی ہیں اور میرے دین میں تبدیلیاں کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور میری نعمتوں کا انہوں نے کفر کیا۔ اب میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں ان کو ایسی آزمائش میں مبتلا کروں گا جس میں صاحب حکمت و علم بھی سرگرداں ہو جائیں گے اور میں ان پر ایک ایسے شخص کو مسلط کروں گا جس کی پیدائش بدترین ماحول میں ہوئی ہے اور جو دنیا کی بدترین غذا پر پرورش پا رہا ہے وہ ان پر مسلط ہوگا اور ان کے بہادر اور طاقت ور لوگوں کو وہ قتل کر دے گا اور کمزور اور عورتوں اور بچوں کو وہ قید کر دے گا اور جس شہر پر ان کا ناز ہے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا اور جس پتھر پر یہ ناز و فخر کرتے ہیں وہ اس کو ایک سال تک کوڑے کرکٹ کی جگہ پر پھینک دے گا۔

حضرت ارمیا علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے علما کو خدا کا فرمان سنایا۔ بنی اسرائیل کے علماء نے جب یہ فرمان خدا سنا تو عرض کرنے لگے اے نبی خدا آپ خدا سے رابطہ کریں اور اس سے سوال کریں کہ اس سے ہم جیسے غریب و غربا اور مساکین اور کمزور

Presented by Ziaraat.com

لوگوں کا کیا قصور ہے؟

حضرت ارمیا علیہ السلام نے سات دن روزے رکھے لیکن خدا کی طرف سے کوئی وحی نہ ہوئی اور آپ نے پھر سات دن روزے رکھے اور پھر بھی وحی نہ آئی اور پھر آپ نے سات دن اور روزے رکھے اور پھر بارگاہ خدا میں التجا کی تو خدا کیطرف سے وحی نازل ہوئی اور فرمایا۔ اور غضب ناک صورت میں فرمایا: اے ارمیا ان لوگوں کی سفارش مت کرو ورنہ میں تمہارے چہرے کا رخ موڑ دونگا۔ اب تم میرا پیغام بنی اسرائیل کے علما تک پہنچا دو کہ تمہارا جرم یہ ہے کہ تم نے ان کی نافرمانیوں کو دیکھا بھی لیکن تم نے ان لوگوں کو ان برائیوں سے نہیں روکا اسی وجہ سے میرا عذاب تم لوگوں پر بھی نازل ہوگا۔

حضرت ارمیا علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا اے میرے خدا یا مجھے اس جگہ اور مقام کی نشان دہی فرما جس جگہ وہ شخص پرورش پا رہا ہے تا کہ میں اس سے ملاقات کر کے اپنے اور اپنے خاندان والوں کیلئے امان نامہ حاصل کر سکوں۔

خداوند متعال نے فرمایا: اے ارمیا تم فلاں مقام پر چلے جاؤ وہاں آپ کو ایک بچہ دکھائی دے گا جو چیچک کی مرض میں مبتلا ہے اور اس کی پیدائش بدترین ماحول میں ہوئی ہے اور اس کا جسم انتہائی کمزور اور لاغر ہوگا اور اس کی غذا بھی بدترین اور نجس ہوگی اور جب تم اس کو دیکھو گے تو جان لینا کہ میں عنقریب اس کو قوم بنی اسرائیل پر مسلط کروں گا۔ خدا کے حکم کے تحت حضرت ارمیا علیہ السلام اس جگہ گئے جو خدا نے ان کو بیان فرمائی تھی تو انہوں نے ایک سرائے کے کونے میں ایک لڑکے کو انتہائی بری اور کسمپرسی کے عالم میں دیکھا جو سرائے کے کونے میں پڑی ہوئی گندگی کے مقام (اورڑ) پر پڑا ہے اور ایک عورت آ کر اس کو غذا دے رہی ہے جو پیالے میں سورنی کے دودھ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر اسے کھلا رہی ہے۔ حضرت نے جب اس لڑکے کو دیکھا اور اس کی کیفیت اور اس کی غذا کو دیکھا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی بچہ ہے جسے خداوند متعال قوم بنی اسرائیل پر مسلط کرنے کا ارادہ کر چکا ہے آپ اس کے قریب گئے اور اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرا نام بخت نصر ہے۔

حضرت ارمیا علیہ السلام نے اس کا علاج کروایا جب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ اسنے عرض کیا آپ کو پہنچانا تو نہیں ہوں البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک شریف النفس اور کریم انسان ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں بنی اسرائیل کا نبی ہوں اور میرا نام ارمیا ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے بنی اسرائیل پر مسلط کرے گا اور تو ان کے مردوں کو قتل کرے گا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے کنیز و غلام بنائے گا اور ان کے صدیوں پرانے شہر کو برباد کر دے گا۔

نبی خدا کی زبان سے یہ خبر سن کر بچہ حیران اور پریشان ہو کر رہ گیا پھر حضرت ارمیا نے اس سے فرمایا کہ تم مجھے اپنی طرف سے امان نامہ لکھ دے بخت نصر نے آپ کو امان نامہ لکھ دیا۔

جب وہ بچہ جوان ہوا تو جنگل اور پہاڑوں سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر شہر لے کر آتا اور ان کو فروخت کر کے اپنا گزر بسر کرتا تھا کچھ دیر بعد اس نے لوگوں کو بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کرنا شروع کر دیا چند ہی دنوں میں ہزاروں کی

Presented by Ziaraat.com

تعداد میں اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے اور ایک بہت بڑا لشکر تشکیل دینے میں وہ کامیاب ہو گیا۔

اور وہ اپنا عظیم لشکر لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا جب حضرت ارمیا علیہ السلام نے سنا کہ بخت نصر اپنا لشکر لے کر بیت المقدس کی طرف نا صرف روانہ ہو چکا ہے بلکہ اس کے قریب تر آ گیا ہے تو آپ امان نامہ لے کر اس کی طرف روانہ ہوئے مگر اس کے سپاہیوں کی تعداد کی کثرت نے آپکو اس کے قریب جانے سے روک دیا حضرت ارمیا نے اس امان نامہ کو ایک لمبی لکڑی سے باندھ کر ہوا میں لہرایا تو بخت نصر کی نظر اس پر پڑی تو اس نے سپاہوں سے کہا کہ اس بزرگ کو میرے پاس آنے دو۔

حضرت ارمیا اس کے پاس گئے تو اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟

حضرت ارمیا نے فرمایا: میں وہی ارمیا نبی ہو جس نے تجھ کو اس کے بارے میں بشارت دی تھی کہ خدا تجھ بنی اسرائیل پر مسلط کرے گا اور تو نے مجھے امان نامہ لکھ کر دیا تھا اور آج خدا کا وعدہ پورا ہو رہا ہے اور میں تیرا لکھا ہوا امان نامہ لے کر تیرے پاس آیا ہوں تو بھی اپنا وعدہ پورا کر۔

بخت نصر نے کہا: میں نے آپ کو امان نامہ لکھ کر دیا تھا یہ امان نامہ آپ کیلئے لیکن آپ کے خاندان والوں کیلئے نہیں ہے ۔حضرت ارمیا نے اپنے خاندان والوں کیلئے امان نامہ حاصل کرنے کیلئے زور دیا تو اس نے کہا اچھا اس کی ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ میں یہاں سے بیت المقدس کی طرف تیر چلاتا ہوں اگر میرا تیر بیت المقدس تک پہنچ گیا تو پھر آپ کے خاندان کیلئے کوئی امان نہیں ہے ورنہ ان کو امان حاصل ہوگی۔ یہ کہہ کر اس نے تیر چلایا حالانکہ وہ بیت المقدس سے کافی دور تھا اور عام حالت میں اس کے تیر کا شہر میں گرنا ناممکن تھا لیکن جیسے ہی اس نے تیر چلایا تو خدا نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ راستے میں تیر کو گرنے نہ دے چنانچہ اس کا چلایا ہوا تیر سیدھا بیت المقدس میں آ گرا لہٰذا بخت نصر نے حضرت ارمیا علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے خاندان والوں کیلئے امان نہیں ہے۔

پھر اس نے بیت المقدس کی طرف پیش قدمی کی اور جب اس کی فوج بیت المقدس شہر کے وسط میں آئی تو اس نے وسط شہر میں ایک بہت بڑا مٹی کا ٹیلہ دیکھا جس کی چوٹی سے خون کا فوارہ جاری ہے۔ جس پر وہ جنتی بھی مٹی ڈالتے تھے وہ بند نہیں ہو رہا تھا، بخت نصر نے ان سے پوچھا اس خون کا ماجرا کیا ہے اور زمین سے خون کیوں نکل رہا ہے۔

لوگوں نے کہا: یہ خون خدا کے ایک پیغمبر کا ہے جس کو بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ناحق قتل کر دیا تھا جس دن سے وہ قتل ہوا ہے اس دن سے زمین سے خون کا فوارہ جاری ہے۔

اور یہ کسی طور پر بھی بند ہونے کا نام نہیں لیتا بخت نصر نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ جب تک یہ خون بند نہیں ہوتا اس وقت تک بنی اسرائیل کے مردوں کو قتل کرو اور جب یہ خون رک جائے تو تب ان کا قتل عام بند کروں گا اور یہ خون حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا تھا۔ آپ کے زمانے میں بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جو بہت بڑا بدکار اور زانی شخص تھا اور وہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کیا کرتا تھا۔ جب بھی وہ بد بخت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرتا تھا تو آپ اس کو روکتے۔ اور خدا کا خوف اور خدا سے

Presented by Ziaraat.com

ڈرنے کے بارے میں فرماتے تھے اور اسے کہتے کہ یہ بدکاری و بے حیائی چھوڑ دو اور خدا سے ڈرو۔

ایک دن بادشاہ نشہ میں دھت تھا اور اس کی ایک محبوبہ تھی اس نے اس سے کہا کہ یحییٰ ہر روز ہمیں رسواء کرتا ہے اور تو اس کو قتل کیوں نہیں کروا دیتے تو بادشاہ نے اسی وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم صادر کیا اور ایک دستہ فوج کا آپ کی طرف روانہ کر دیا انہوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور آپ کا سر قلم کر کے بادشاہ کے پاس لے کر آ گئے جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر طشت میں رکھ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت آپ کے سر نے آنکھیں کھولیں اور بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا: خدا سے ڈرو اور بے حیائی و بدکاری سے باز آؤ اور اس بے حیائی کو حلال مت کرو۔

پھر طشت میں سے خون جوش مارنے لگا اور اس خون کا دائرہ اتنا بڑھا کہ طشت سے نکل کر زمین پر گرا اور زمین سے خون جوش مار کر نکلنا شروع ہوا بادشاہ نے اس خون کو روکنے کیلئے اس پر مٹی ڈلوائی مگر خون بند نہ ہوا جیسے جیسے مٹی ڈالی جاتی لیکن خون بند نہ ہوا آخر کار مٹی کا ایک ٹیلہ بن گیا لیکن خون بند نہ ہوا اور اس ٹیلے کی چوٹی سے خون فوارے کی شکل میں نکلتا رہا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل اور بخت نصر کے قتل عام کے درمیان سو سال کا فاصلہ تھا۔

بخت نصر نے بیت المقدس میں دھرا دھر اسرائیلیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ پھر اس نے شہر کے مضافاتی علاقوں سے اسرائیلیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا مگر خون رکنے والا نہیں تھا۔ بخت نصر کے سپاہوں نے غاروں میں سے اسرائیلیوں کو تلاش کر کے قتل کرنا شروع کیا لیکن خون رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ آخر کار غاروں میں سے ایک غار سے انہوں نے ایک بڑھیا عورت کو تلاش کیا جو غار میں چھپی ہوئی تھی جب سپاہوں نے اس کو قتل کرنا چاہا تو اس نے تسلیم کیا کہ اس شہر اور اس قوم کی بربادی میں میرا عمل دخل ہے میں ہی وہ بدبخت عورت ہوں جس نے حضرت یحییٰ کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا اور میرے کہنے پر آپ کو قتل کیا تھا۔ چنانچہ بخت نصر کے سپاہوں نے اس عورت کو قتل کیا تو اس وقت وہ خون بند ہو گیا۔ اور اس کے بعد بخت نصر نے قتل عام کو بند کر دیا اور جو اسرائیلی مرد اور عورتیں اور بچے قتل ہونے سے بچ گئے تو ان کو گرفتار کر کے عراق اپنے ساتھ لے آیا اور بابل کے قریب اس نے ان کیلئے ایک شہر آباد کیا۔

پھر اس نے ایک کنواں کھدوایا اس میں حضرت دانیال کو ایک شیرنی کے ساتھ ڈال دیا تا کہ وہ شیرنی آپ کو کھا جائے لیکن وہ شیرنی حکم خدا سے کنویں کی مٹی کو چاٹ چاٹ کر خود زندہ رہی اور اپنے دودھ سے دانیال کو غذا فراہم کی کچھ عرصہ ایسے ہی گزر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے نبی کو وحی کی کہ کھانا اور پانی دانیال کیلئے لے جاؤ اور اس پر سلام کہنا نبی نے عرض کی خدایا وہ کہاں ہیں؟ خدا نے فرمایا کہ وہ فلاں مقام پر بابل کے ایک کنویں میں ایک شیرنی کے ساتھ قید ہیں۔ نبی وہاں تشریف لائے اور کنویں کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور حضرت دانیال کو سلام کیا۔

حضرت دانیال نے فرمایا آپ کون ہیں یہ آواز مجھے نئی لگتی ہے۔ انہوں نے فرمایا تمہارا خدا تو آپ کو سلام کہتا ہے اور اس نے

Presented by Ziaraat.com

میرے ذریعے آپ کیلئے غذا اور پانی روانہ کیا ہے پھر نبی خدا نے اسی کے ذریعے کھانا اور پانی اس کے پاس کنویں میں لٹکایا اس وقت حضرت دانیال نے فرمایا: اس خدا کیلئے حمد ہے جو اپنے ذکر کرنے والوں کو فراموش نہیں کرتا۔ اس خدا کیلئے حمد ہے جو دعا مانگنے والوں کو نامراد نہیں لوٹاتا۔ اس خدا کیلئے حمد ہے جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اس خدا کیلئے حمد ہے جو اس پر توکل کرتا ہے وہ اسے غیروں کے سپرد نہیں کرتا۔ اس خدا کیلئے حمد ہے جو نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔ اس خدا کیلئے حمد ہے جو صبر کرنے والوں کو نجات دیتا ہے اس خدا کیلئے حمد ہے جو ہماری مشکلات میں ہماری مدد کرتا اور ان کو دور کرتا ہے اس خدا کیلئے حمد ہے جب ہماری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہے تو وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ اس خدا کیلئے حمد ہے ہم اپنے اعمال کی وجہ بدگمانی میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ ہماری امید بن جاتا ہے۔

پھر ایک دن بخت نصر ایک رات سویا ہوا تھا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا سر لوہے کا اور اس کے پاؤں تانبے کے ہیں اور اس کا سینہ سونے کا ہے۔ اس نے اپنے دربار کے نجومیوں کو بلایا اور کہا کہ مجھے بتاؤ کہ میں نے کیا خواب دیکھی ہے۔

نجومیوں نے کہا یہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آپ نے خواب میں کیا دیکھا ہے لیکن اگر تو ہمیں اپنا خواب بیان کرے تو ہم اس کی تعبیر بتا سکتے ہیں بخت نصر نے ان سے کہا۔ بدبختو اتنی مدت سے میں تم کو اتنی بھاری بھاری تنخواہ دے رہا ہوں اور تمہاری حالت یہ ہے کہ تم میری خواب کا علم نہیں رکھتے کہ کیا دیکھا ہے؟

پھر اس نے دربار کے سارے نجومیوں کو قتل کرا دیا اس وقت درباری نے کہا اے بادشاہ اگر آپ اپنا خواب اور اس کی تعبیر سننا چاہتے ہیں تو حضرت دانیال علیہ السلام کو اپنے پاس بلائیں اس وقت صرف اور صرف حضرت دانیال ہی خواب اور اس کی تعبیر بتا سکتے ہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا۔

بخت نصر نے کہا کہ وہ کہاں ہیں؟

درباریوں نے کہا کہ وہ اس وقت آپ کے حکم سے فلاں کنویں میں ایک شیرنی کے ساتھ قید ہے ہم یہ چاہتے تھے کہ وہ شیرنی آپ کو ختم کر دے گی لیکن وہ شیرنی خود مٹی چاٹتی ہے اور حضرت دانیال کو دودھ دیتی ہے وہ اس کا دودھ پیتے ہیں۔

بخت نصر نے حضرت دانیال کو کنویں سے باہر نکلوایا اور جب آپ بادشاہ بخت نصر کے دربار میں اس کے سامنے آئے تو اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے آپ بتائیں کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ حضرت دانیال نے فرمایا تو نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارا سر لوہے کا پاؤں تانبے کے اور سینہ سونے کا ہے۔

بخت نصر نے کہا: واقعی میں نے یہ ہی خواب دیکھا ہے اب بتاؤ اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ تیری حکومت ختم ہونے والی ہے اور تم تین دنوں میں قتل ہو جاؤ گے اور تمہارا قاتل ایک فارس (ایرانی) جوان ہوگا۔ جو تجھے قتل کرے گا۔

بخت نصر نے کہا: بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے جس شہر میں میں رہا ہوں اس کے گرد سات فصیلیں (حفاظت بند) ہیں اور ہر فصیل پر میرے فوجی پہرا دے رہے ہیں اور میں نے مزید احتیاط یہ کی ہے کہ ہر فصیل کے دروازے پر میں نے تانبے کی بطخیں

Presented by Ziaraat.com

بنائی ہوئی ہیں جب بھی کوئی اجنبی شخص دروازے پر آتا ہے تو وہ بطخیں بولنا شروع ہو جاتی ہیں۔ بھلا اتنا سخت اقدامات کے ہوتے ہوئے کوئی ایرانی مجھے قتل کیسے کر سکتا ہے حضرت دانیال نے فرمایا: جو کچھ میں کہہ چکا ہوں وہ ضرور ہوگا۔

بخت نصر نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو تم تین دن میرے پاس رہو گے اگر تمہاری بات سچ ثابت نہ ہوئی تو میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے ایک گھوڑے سوار فوجی دستے کو شہر کے باہر روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان تین دنوں میں اگر کوئی ایرانی شخص ادھر آئے تو اس کو قتل کر دینا۔

جب تیسرا دن ہوا تو بخت نصر غمگین حالت میں باہر آیا اور اس کی نظر ایک جوان پر پڑی جو اس کے بیٹے کا خدمت گار تھا اور بخت نصر کو معلوم نہیں تھا کہ یہ جوان ایرانی نسل ہے۔ بخت نصر نے اپنی تلوار اس جوان کو دی اور کہا دیکھ جو بھی ادھر آئے اس کو قتل کر دینا۔

غلام نے جیسے ہی بخت نصر کی تلوار ہاتھوں میں لی تو اس وقت اس نے بخت نصر پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا۔

اس دوران حضرت ارمیا اپنے گدھے پر سوار ہو کر شہر سے باہر نکلے اور آپ کے پاس کھانے پینے کا سامان بھی کچھ مقدار میں تھا۔ آپ نے راستے میں بہت سے لوگوں کو مرے ہوئے دیکھا کہ جن کی لاشوں کو درندے اور جانور نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضرت ارمیا علیہ السلام نے بارگاہ خدا میں عرض کی۔

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

یعنی ان کے مرنے کے بعد (اس صورتحال میں) خدا ان کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا۔

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال کیلئے موت دے دی اور پھر اس کو زندہ کر دیا۔

پس جیسے ہی ارمیا کو سو سال تک موت دے دی۔

جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر رحم کیا اور بخت نصر مارا گیا بنی اسرائیل کو بیت المقدس واپس آنے کی اجازت ملی گویا دوبارہ وہ دنیا کی طرف واپس ہٹائے گئے تو بنی اسرائیل نے بابل سے بیت المقدس کی طرف کوچ کیا جس دور میں بخت نصر بادشاہ تھا اس وقت حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے وہ اس خوف سے ایک جگہ چھپ گئے تھے اور ارمیا کو اللہ تعالیٰ نے سو سال کیلئے موت دے دی اور سو سال کے بعد جب اللہ نے آپ کو دوبارہ زندگی عطا کی تو سب سے پہلے آپ کی آنکھوں میں نور خدا اترا۔ اور آپ نے آنکھیں کھول کر ارد گرد کا مشاہدہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا کہ تم کتنی دیر یہاں رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا اے خدا یا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ تو اللہ نے فرمایا: بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۚ بلکہ تم اس مقام پر سو سال تک پڑے رہے۔ اب تم اپنے کھانے اور پینے والے پانی کی طرف دیکھو جیسے جلد خراب ہو جانا تھا وہ خراب نہیں ہوا وہ اب بھی تر و تازہ ہے اور اب ذرا اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ ہم کس طرح اس کی ہڈیوں کو جوڑتے ہیں اور پھر اس ہڈی پر ہم گوشت چڑھاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

پس حضرت ارمیا نے اپنی آنکھوں سے گدھے کی طرف دیکھا کہ جس کی ہڈیاں متفرقہ آپس میں جڑنا شروع ہوگئیں اور پھر اس گوشت کو دیکھیں جن کو درندے کھا چکے تھے ہیں وہ ہڈیاں مختلف مقامات سے جمع ہونا شروع ہوگئیں اور گدھا زندہ ہوگیا جب حضرت ارمیا نے اپنی آنکھوں کے سامنے گدھے کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً بولے پڑھے اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اب میں جان چکا ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

قولہ: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

اور یاد کرو اس وقت جب ابراہیم نے کہا: اے میرے خدایا مجھے دکھا کہ تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم کیا تم ایمان نہیں رکھتے ہو۔ حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیوں نہیں ایمان رکھتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ خداوند متعال نے فرمایا: اے ابراہیم چار پرندے پکڑو اور انہیں ذبح کرو اور پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو مخلوط کرو اور پھر ان کا ایک حصہ ہر پہاڑ پر رکھ اور پھر ان کو پکارو وہ تمہاری طرف تیز تیز دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان لو کہ تحقیق اللہ غائب اور حکمت والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوایوب سے اور انہوں ابوبصیر سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے ایک مردہ کو دیکھا کہ جو ساحل سمندر پر تھا جس کو خشکی کے جانور بھی کھا رہے تھے اور سمندر کے جانور بھی کھا رہے تھے اور وہ درندے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیا۔ بعض نے بعض دوسرے کو مار دیا اور وہ کھا گئے اس صورتحال کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت تعجب ہوا اور بارگاہ خدا میں عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اے میرے خدایا مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے خدا نے فرمایا اے ابراہیم کیا تو میرے مردہ زندہ کرنے کی قدرت پر ایمان نہیں رکھتا؟ تو حضرتؑ نے عرض کیا اے میرے خدایا میں ایمان رکھتا ہوں لیکن اپنے دل کے اطمینان کیلئے عرض کرتا ہوں تو خدا نے فرمایا اے ابراہیم چار پرندے پکڑو اور ان کو ذبح کر اور انکا ایک ایک جز ان پہاڑوں میں سے ہر ایک پر رکھ اور پھر ان کو پکارنا تو دیکھنا کہ وہ کیسے تیرے پاس اڑتے چلے آئیں گے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مور اور امرغ اور کبوتر اور کوئے کو پکڑا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ اور ان کو ذبح کرنے کے بعد ان کو اپنے پاس ٹکڑے ٹکڑے

Presented by Ziaraat.com

کردو۔ اوران کے گوشت کو مخلوط کردو اوران [1] کو دس پہاڑوں پر قرار دو پھر ہر ایک کی چونچ کو پکڑو اوران کو پکارو وہ آپ کے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اوران پرندوں کو ذبح کیا اوران کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے

---

[1] ان پہاڑوں کی تعداد، روایات آل محمد سے واضح اور روشن ہوتا ہے کہ ان کی تعداد دس تھی۔ تفسیر نور الثقلین میں عیون اخبار الرضا کے حوالے سے ایک روایت نقل ہوئی جس میں مرقوم ہے کہ ایک دن حضرت امام رضا علیہ السلام خدمت اقدس میں مامون الرشید نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں اس نے کہا اگر ایسا ہے تو بتائیں اگر حضرت ابراہیم معصوم تھے تو انہوں نے بارگاہ خدا میں یہ کیوں فرمایا: رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ اے میرے خدایا! مجھے دکھا کہ تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے خدا نے فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا تو انہوں نے عرض کی۔ کیوں نہیں بلکہ اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔

یہ ابراہیم علیہ السلام کا یوں مطابعہ کرنا یہ ان کی عصمت سے سازگار نہیں ہے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے فرمایا: بات یہ ہے کہ خداوند متعال نے ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی کی، پس اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اپنا خلیل بنانے والا ہوں اور اگر اس نے مجھ سے مردہ زندہ کرنے کا سوال کردیا تو میں اس کی خاطر وہ بھی زندہ کردوں گا جب یہ وحی سنی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بارے میں گمان گزرا کہ وہ خلیل میں ہی ہونگا لہٰذا اب اطمینان قلب کی خاطر مردہ زندہ کرنے کا سوال کردیا اور عرض کیا ہے اے میرے خدایا مجھے دکھا کہ تو مردہ کیسے زندہ کرتا ہے خدا نے فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔ تو آپ نے عرض کیا میں مردہ زندہ کرنے کی تیری قدرت پر تو ایمان رکھا ہوں لیکن میں اپنے خلیل خدا ہونے کے بارے میں اطمینان قلبی چاہتا ہوں تا کہ مجھے اطمینان حاصل ہوجائے پھر خدا نے فرمایا: فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (خدا نے فرمایا) چار پرندے لو اوران کو ذبح کرو پھر ان کا ایک ایک حصہ ان پہاڑوں پر قرار دو پھر ان کو آواز دو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان لو کہ خدا نہایت با اقتدار اور حکمت والا ہے۔ اس حکم خدا کے سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو لیا کہ ایک بطخ، گدھ، مور اور کوا تھے۔ آپ نے ان کو ذبح کیا اوران کے گوشت کا قیمہ بنایا پھر ان چاروں کے گوشت کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح مخلوط کردیا پھر آپ نے ان کے گوشت کے دس حصوں میں تقسیم فرمایا اور گردونواح کے دس پہاڑوں پر ان کے گوشت کو قرار دیا اور اپنے پاس پانی اور دانے رکھے اوران کی چونچیں اپنے پاس رکھیں پھر ایک پرندے کی چونچ کو پکڑا اور اسکو آواز دی تو آپ نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تمام مقامات سے اس کے گوشت کے حصے اڑنے لگے اور وہ اپنی چونچ کے ساتھ پیوستہ ہونا شروع ہوگئے اور چند ہی لمحات میں وہ پرندہ مکمل ہوکر دوبارہ زندہ ہوگیا اور یوں باری باری سارے پرندے ایسے ہی زندہ ہوگئے اور زندہ ہونے کے بعد انہوں نے پانی پینے اور دانے چگنے میں مصروف ہوگئے جب وہ دانا دنکا کھا چکے تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا اے ابراہیم تو نے ہمیں زندگی دی ہے خدا آپ کو زندہ رکھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہ ہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت وطاقت رکھتا ہے۔ مامون نے جب یہ واقع سنا تو اس نے کہا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے اور پھر اس نے عرض اے ابوالحسن خدا آپ کو برکت دے۔ (من جانب مترجم)

Presented by Ziaraat.com

کر کے اس کو آپس میں مخلوط کر دیا پھر ان کے گوشت کو ان پہاڑوں پر رکھ دیا۔ پھر آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا خدا کے حکم سے میری آواز کا جواب دو۔ پس وہ گوشت جمع ہوا اور پھر اس گوشت سے ہر ایک پرندہ الگ الگ اٹھا اور وہ اپنے اپنے سر کے ساتھ مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف پرواز کرتا ہوا گیا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہوتا ہوا دیکھا تو فرمایا تحقیق میں جان چکا ہوں کہ اللہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے اور غالب اور حکمت والا ہے۔

قولہ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

وہ لوگ جو اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہوتا ہے اس پر کوئی منت اور احسان نہیں جتاتے اور اذیت نہیں پہنچاتے ان کی جزاء ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غم زدہ ہوں گے۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ نے اپنے سلسلہ سند کے تحت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی جس میں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مومن پر کوئی احسان کرے یا نیکی کرے اور پھر اس کو اپنی گفتگو کے ذریعے اذیت دے یا اس کو احسان جتلائے پس اللہ اس شخص کا دیا ہوا صدقہ باطل کر دے اور پھر اس کیلئے اللہ نے یہ مثال پیش کی ہے کہ ایسے لوگوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے:

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اس شخص کی ہے جو لوگوں کے دکھاوے کیلئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور رسول پر وہ ایمان نہیں رکھتا۔ پس اس شخص کی مثال اس چٹان کی مانند ہے جس پر مٹی کی ایک باریک تہہ ہے اور جب اس پر زوردار بارش برستی ہے تو اس سے مٹی بہہ جاتی ہے اور صرف اور صرف صاف وشفاف چٹان بچ جاتی ہے یہ لوگ اپنی کمائی دولت پر اختیار نہیں رکھتے اور خدا کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جو احسان کرے اور پھر اس کے بعد جتلا کے اذیت دیتا ہے اس کا دیا ہوا صدقہ باطل ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی مٹی کی ہے جو چٹان پر ہوتی اور وہ ہوا یا بارش سے چٹان سے زائل ہو جاتی ہے۔

صَفْوَانٍ سے مراد وہ بہت بڑا پتھر ہے جو صحرا میں ہو اور ہوا اس پر مٹی اڑا اڑا کر ڈال دیتی ہے۔ پس جب اس پر بارش برستی ہے تو اس سے مٹی کو دھو دیتی ہے اور وہ مٹی اس سے بہہ جاتی ہے اللہ نے مثال اسی شخص کے بارے میں دی ہے جو کسی کے ساتھ

Presented by Ziaraat.com

نیکی کے بعد جتلا کر اذیت دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

ماشیء احب الی من رجل سلف منی الیه یدتبعته اختها واحسنات بهاله لانی رایت منع الاواخر فقطع لسان شکر الاوائل

میرے نزدیک سب سے زیادہ کسی شخص کی یہ صفت محبوب ہے کہ اس کا ایک ہاتھ ہو اور دوسرا ہاتھ اس کی اتباع کرے اور وہ اس کے ذریعے احسان کرے جبکہ وہ دیکھ رہا کہ دوسرے کو منع کرتے ہیں اور پہلے لوگوں کی شکر کرنے والی زبان کو وہ کاٹ دیتے ہیں۔

(وہ احسان کرتے ہیں اور کسی کے شکریہ کی خواہش نہیں رکھتے یعنی اگر کوئی شکریہ کرنا چاہے تو اس کو روک دیتے ہیں گویا اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام فرمارہے ہیں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی دوسرے سے نیکی کرے احسان کرے لیکن احسان جتلا کر نیکی کو برباد کرنا پسند نہیں ہے۔) (مترجم)

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور وہ لوگ جو اپنے مال کو راہ خدا میں اس کی خوشنودی اور رضا کیلئے دل کے پورے ثبات وقرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کے اس خرچ کی مثال اس باغ سی ہے جو ایک بلند مقام پر واقع ہے اور اگر اس پر زوردار بارش برسے تو اس کے ثمرات دوگنا ہو جاتے ہیں اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو رات کو اس پر پڑنے والی شبنم ہی اس کیلئے کافی ہو جاتی ہے اور خدا تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو بلند مقام پر واقع ہے اور اگر اس پر موسلا دار بارش برس جائے تو اس باغ کا ثمرہ دو کے برابر ہو جاتا ہے ایسے ہی راہ خدا میں خرچ کرنے والے کا جو خدا کی خوشنودی کی خاطر خرچ کرتا ہے اس کا اجر وثواب دو برابر ہو جاتا ہے۔

طَلٌّ سے مراد رات کے وقت جو وہ شبنم درختوں اور گھاس وغیر پر پڑتی ہے وہ مراد ہے۔

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ اور خدا جس کیلئے چاہتا ہے اس کیلئے دوگناہ قرار دیتا ہے۔

یہ اس شخص کیلئے جو اپنا مال راہ خدا میں خدا کی خوشنوی کے لیے خرچ کرتا ہے اور جو شخص اپنا مال راہ خدا میں خدا کی

Presented by Ziaraat.com

خوشنودی کیلئے خرچ کرتا ہے اور پھر اس کے بعد جس پر وہ خرچ کرتا ہے اس پر احسان جتلاتا ہے تو اس کی مثال خدا اپنی کلام میں یوں فرمارہا ہے: اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۪ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں اور ان کے نیچے نہریں جاری ہوں اور ان باغوں میں ہر قسم کے پھل موجود ہوں اور خود اس کا، مالک ایک بوڑھا شخص ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے اور کمزور و ناتوان بچے ہوں اور پھر اچانک ایک گرم ہوا چل پڑے کہ جس میں آگ سے ہو اور وہ جل کر راکھ بن جائیں اور خدا اپنی آیات کو واضح اور روشن کر کے ایسے ہی بیان کرتا ہے تا کہ تم شاید فکر کر سکو۔

اِعْصَارٌ یعنی گرم ہوا۔

پس جو شخص صدقہ دیتا ہے اور پھر جس کو صدقہ دیتا ہے اس پر احسان جتلاتا ہے پس اس شخص کی مثال بالکل اس شخص جیسی ہے جس کے ہر قسم کے پھلوں کے باغات ہوں اور خود وہ شخص بوڑھا اور اس کے بچے چھوٹے چھوٹے اور کمزور ہوں پس گرم ہوا آئے اور وہ گرم ہوا ان سب باغوں کو خاکستر و راکھ کر دے گویا جو احسان جتلاتا ہے وہ احسان جتلانے کی گرم ہوا سے اپنے صدقہ والے باغ کو خاکستر کر دیتا ہے۔

قولہ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

اے ایمان والو جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالے ہیں اس میں سے بہترین کو راہ خدا میں خرچ کرو ایسا نہ ہو کہ خدا کی راہ میں دینے کیلئے بری بری چیزوں کو چھانٹنے کی کوشش کرو اور جو سب سے برا ہو اس کو راہ خدا میں دو حالانکہ اگر وہ ہی چیز تم کو دی جائے تو تم بددلی سے اس قبول کرو۔ جان لو کہ خدا بے نیاز اور لائق حمد ہے۔

سبب نزول:

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ مدینہ میں ایک قوم تھی جب وہ اپنے باغات سے کھجوریں چنا کرتی تھی تو ان میں سے جو اچھی اور عمدہ کھجوریں ہوتی ان کو وہ اپنے لیے رکھ لیا کرتی اور جو بری اور نکمی قسم کی کھجوریں ہوتیں ان کو وہ راہ خدا میں (بطور زکوٰۃ وصدقہ) دیتے تھے تو خدا نے ان کو اس کام سے روکا ہے اور فرمایا:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ

Presented by Ziaraat.com

اور پست اور برے مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے کا قصد اور ارادہ مت کرو کہ اگر وہ تم کو دیا جائے تو تم اس کو قبول نہ کرو۔

یعنی اگر ایسا ہی مال تم لوگوں کو دیا جائے تو تم اس کو دل سے قبول نہیں کرو گے بلکہ بددلی اور چشم پوشی کرتے ہوئے قبول کرو گے۔

(تفسیر نور الثقلین اسی آیت کے ذیل میں ایک روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی جس کو میں اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس میں امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حرام پیشوں (چوری، زنا کے ذریعے یا رشوت وغیرہ) مال کماتے تھے اور جب ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے ناجائز ذرائع سے جمع شدہ مال میں سے کچھ حصہ راہ خدا میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کام سے روک دیا اور فرمایا کہ میرے راہ میں پاک و پاکیزہ مال خرچ کرو حرام مال و دولت کو اللہ قبول نہیں کرتا۔ اس روایت پر غور فرمائیں جب اس دور کے مسلمانوں سے اللہ حرام مال کو قبول نہیں کرتا تو اس دور کے مسلمانوں سے کہ جو رشوت، چوری ڈاکہ اور نشہ آور چیزوں کی فروخت سے مال کماتے ہیں اور پھر اس حرام مال سے مسجد بنوا دیں یا مجلس امام حسینؑ کروا دیں یا نیازیں دیں تو کیا خدا ان کی یہ چیزیں قبول کرے گا۔ جبکہ خدا نے قرآن میں خود فرمایا کہ میری سنت میں تبدیلی رونما نہیں ہوتی لہٰذا اللہ صدقات کو قبول کرتا ہے لیکن وہ صدقہ جو پاک مال اور حلال اور پاک ذرائع سے کمایا ہوا ہو اس کو قبول کرتا ہے۔) (مترجم)

قولہ: اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

شیطان تم لوگوں کو غربت اور ناداری سے ڈراتا ہے اور تم لوگوں برے برے طرز عمل اور کاموں کا حکم دیتا ہے جبکہ خدا مغفرت اور اپنے فضل اور احسان کا تم سے وعدہ کرتا ہے خدا بڑی وسعتوں والا ہے اور جاننے والا ہے۔

یعنی جب تم مال راہ خدا میں خرچ کرنا چاہتے ہو (خواہ زکوٰۃ ہو یا صدقہ یا خمس وغیرہ دینا چاہتے ہوں) تو شیطان تمہارے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر تم نے اپنا مال راہ خدا میں دے دیا تو تم خود فقیر ہو جاؤ گے اور تمہیں غربت اور تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور اس کے خلاف خدا تم کو اپنے فضل اور احسان کا وعدہ کرتا ہے کہ اگر تم اپنے مال راہ خدا میں خرچ کرو گے تو وہ دنیا میں بھی اس سے زیادہ دے گا اور آخرت میں بھی تم کو عطا کرے گا اور خدا اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

Presented by Ziaraat.com

اور (خدا) جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت عطا کر دی جائے تو اس کو خیر کثیر عطا کیا گیا ہے ان باتوں سے وہی لوگ سبق حاصل کرتے ہیں جو دانش مند ہیں۔

قال: علامہ فرماتے ہیں کہ اس خیر کثیر سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کی نسل کے بقیہ گیارہ آئمہ کی معرفت ہے۔

گویا جس کو آل محمد کے آئمہ کی معرفت ہے وہ ہی حقیقی حکیم ہے صاحب حکمت والا ہے۔

آیت ۲۷۱ تا ۲۸۶

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۲۷۱ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۲۷۲ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۣ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۲۷۳ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۲۷۴ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ

Presented by Ziaraat.com

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ
وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى
فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ
كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ
كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا
يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ
عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ
عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ

Presented by Ziaraat.com

وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا
رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ
اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا
دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ
اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ
وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا
فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ
فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ
رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا
فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ
مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا
نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

Presented by Ziaraat.com

وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا
تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ
مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

ترجمہ

اگر تم صدقہ کو علی الاعلان دو گے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر چھپا کر فقراء کے حوالے کر دو گے تو یہ بھی بہت بہتر ہے اور اس کے ذریعہ تمہارے بہت سے گناہ معاف ہو جائیں گے اور خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے (۲۷۱) اے پیغمبر ان کی ہدایت پا جانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور لوگو جو مال بھی تم راہِ خدا میں خرچ کرو گے وہ دراصل اپنے ہی لئے ہوگا اور تم تو صرف خوشنودی خدا کے لئے خرچ کرتے ہو جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ پورا پورا تمہاری طرف واپس آئے گا اور تم پر کسی طرح ظلم نہ ہوگا (۲۷۲) یہ صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جو راہِ خدا میں گرفتار ہو گئے ہیں اور کسی طرف جانے کے قابل بھی نہیں ہیں ناواقف افراد انہیں ان کی حیا و عفت کی بنا پر مالدار سمجھتے ہیں حالانکہ تم آثار سے ان کی غربت کا اندازہ کر سکتے ہو اگرچہ یہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے ہیں اور تم لوگ جو کچھ بھی انفاق کرو گے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۷۳) جو لوگ اپنے اموال کو راہِ خدا میں رات میں۔ دن میں خاموشی سے اور علی الاعلان خرچ کرتے ہیں ان کے لئے پروردگار کا اجر بھی ہے اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن (۲۷۴) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ روزِ قیامت اس شخص کی طرح اُٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو اس لیے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ تجارت بھی سود جیسی ہے جب کہ خدا نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔ اب جس کے پاس خدا کی طرف سے نصیحت آ گئی اور اس نے سود کو ترک کر دیا تو گزشتہ کاروبار کا معاملہ

Presented by Ziaraat.com

خدا کے حوالے ہے اور جو اس کے بعد بھی سود لے تو وہ لوگ سب جہنّمی ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۲۷۵) خدا سود کو برباد کر دیتا ہے اور صدقات میں اضافہ کر دیتا ہے اور خدا کسی بھی ناشکرے گناہگار کو دوست نہیں رکھتا (۲۷۶) جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے نماز قائم کی۔ زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے پروردگار کے یہاں اجر ہے اور ان کے لئے کسی طرح کا خوف یا حزن نہیں ہے (۲۷۷) ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم صاحبانِ ایمان ہو (۲۷۸) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کر لو تو اصل مال تمہارا ہی ہے۔ نہ تم ظلم کرو گے نہ تم پر ظلم کیا جائے گا (۲۷۹) اور اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہے تو اسے وسعت حال تک مہلت دی جائے گی اور اگر تم معاف کر دو تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ تم اسے سمجھ سکو (۲۸۰) اس دن سے ڈرو جب تم سب پلٹا کر اللہ کی بارگاہ میں لے جائے جاؤ گے اس کے بعد ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۸۱) ایمان والو جب بھی آپس میں ایک مقررہ مدّت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور تمہارے درمیان کوئی بھی کاتب لکھے لیکن انصاف کے ساتھ لکھے اور کاتب کو نہیں چاہئے کہ خدا کی تعلیم کے مطابق لکھنے سے انکار کرے۔ اسے لکھ دینا چاہئے اور جس کے ذمہ قرض ہے اس کو چاہئے کہ وہ املا کرے اور اس خدا سے ڈرتا رہے جو اس کا پالنے والا ہے اور کسی طرح کی کمی نہ کرے۔ اب اگر جس کے ذمہ قرض ہے وہ نادان کمزور یا مضمون بتانے کے قابل نہیں ہے تو اس کا ولی مضمون تیار کرے---- اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بناؤ اور دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں تا کہ ایک بہکنے لگے تو دوسری یاد دلا دے اور گواہوں کو چاہئے کہ گواہی کے لئے بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور خبردار لکھائی پڑھائی سے ناگواری کا اظہار نہ کرنا قرض چھوٹا ہو یا بڑا مدّت معین ہونی چاہئے۔ یہی پروردگار کے نزدیک عدالت کے مطابق اور گواہی کے لئے زیادہ مستحکم طریقہ ہے اور اس امر سے قریب تر ہے کہ آپس میں شک وشبہ نہ پیدا ہو---- ہاں اگر تجارت نقد ہے جس سے تم لوگ آپس میں اموال کی الٹ پھیر کرتے تو نہ لکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے اور اگر تجارت میں بھی گواہ بناؤ تو کاتب یا گواہ کو حق نہیں کہ اپنے طرزِ عمل سے لوگوں کو نقصان پہنچائے اور نہ لوگوں کو یہ حق ہے اگر تم نے ایسا کیا تو یہ اطاعت خدا سے نافرمانی کے مترادف ہے اللہ سے ڈرو اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۲۸۲) اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہیں مل رہا ہے تو کوئی رہن رکھ دو اور ایک کو دوسرے پر اعتبار کرو تو جس

Presented by Ziaraat.com

پر اعتبار ہے اس کو چاہئے کہ امانت کو واپس کر دے خدا سے ڈرتا رہے---اور خبردار گواہی کو چھپانا نہیں کہ جو ایسا کرے گا اس کا دل گنہگار ہوگا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۲۸۳) اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے تم اپنے دل کی باتوں کا اظہار کرو یا ان پر پردہ ڈالو وہ سب کا محاسبہ کرے گا وہ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس پر چاہے گا عذاب کرے گا وہ ہر شے پر قدرت واختیار رکھنے والا ہے (۲۸۴) رسول ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے جو اس کی طرف نازل کی گئی ہیں اور مومنین بھی سب اللہ اور ملائکہ اور مرسلین پر ایمان رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ ہم نے پیغام الٰہی کو سنا اور اس کی اطاعت کی پروردگار اب تیری مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے (۲۸۵) اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ہر نفس کے لئے اس کی حاصل کی ہوئی نیکیوں کا فائدہ بھی ہے اور اس کی کمائی ہوئی برائیوں کا مظلمہ بھی---- پروردگار! ہم جو کچھ بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے اس کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ خدایا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا پہلے والی امتوں پر ڈالا گیا ہے۔ پروردگار! ہم پر وہ بار نہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ ہمیں معاف کر دینا، ہمیں بخش دینا، ہم پر رحم کرنا تو ہمارا مولا اور مالک ہے اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما (۲۸۶)

تفسیر

اگر تم اپنے صدقات علانیہ دو تو یہ بھی تمہارے لیے اچھا اور بہتر ہے اور اگر اپنے صدقات کو تم پوشیدہ طور پر دو تو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اور اس سے تمہارے گناہوں کو محو کر دیا جائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ خدا اس سے واقف ہے۔

علامہ فرماتے ہیں زکوٰۃ واجب کو علانیہ نکالو اور علانیہ ہی ادا کرو اور وہ صدقات جو غیر واجب ہیں کو پوشیدہ طور پر ادا کرنا، یہ افضل ہے۔

قولہ: لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(یہ صدقات) ان فقراء اور نادار لوگوں کیلئے ہے جو راہ خدا میں محصور ہو چکے ہیں (یعنی فقط خدا کے راہ کی تبلیغ کرتے ہیں) اور وہ اپنے معاش کیلئے زمین پر دوڑ دھوپ نہیں کرتے اور ان کی خودداری کو دیکھ

Presented by Ziaraat.com

کر جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خوشحال اور غنی ہیں حالانکہ وہ ان کے چہروں سے دیکھ کر جان سکتے ہیں کہ یہ مستحق ہیں لیکن یہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور ان پر جو کچھ تم خرچ کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف کار ہے۔

اس آیت کریمہ میں مستحقین زکوٰۃ کے اوصاف کو بیان کیا جا رہا ہے زکوٰۃ استحقاق رکھنے والوں میں سے ایک گروہ ان فقراء اور مساکین کا ہے کہ جو لوگوں سے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے بلکہ خودداری ظاہر کرتے اور اپنی سفید پوشی کا اظہار کرتے ہیں اور وہ دین کے کاموں میں اتنے مصروف و مگن رہتے ہیں کہ وہ دنیاوی امور میں صبر کرتے ہیں اور دوسرے سے سوال نہیں کرتے یہ لوگ استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کو دیا جائے لیکن جاہل اور نادان لوگ ان کی حالت کو دیکھ کر اس کو بے نیاز اور مستغنی سمجھ رہے ہوتے ہیں حالانکہ اگر یہ لوگ غور کریں تو خود ان کو معلوم ہو جائے گا یہ مستحق ہیں لیکن اپنے حیاء اور خودداری کی وجہ سے سوال نہیں کرتے۔

قولہ: اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ تو بس اس شخص کی مانند کھڑے ہوتے ہیں جن کو شیطان نے مس کر کے باؤلا کر دیا ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے اور انہوں حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کی رات آسمانوں پر لے جایا گیا تو میں نے وہاں پر ایک قوم کو دیکھا جو کھڑا ہونا چاہتی ہے۔ لیکن اپنے بڑے بڑے شکموں کی وجہ سے کھڑی نہیں ہو سکتی پس میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھایا کرتے تھے۔ یہ کھڑے نہیں ہو سکتے مگر ایسے شخص کی طرح کھڑے ہوتے ہیں جن کو شیطان نے مس کر کے باؤلا کر دیا ہو۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

اللہ سود کو برباد کر دیتا ہے اور صدقات میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے اور بداعمال شخص کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا فرماتا ہے کہ سود برباد ہوتا ہے ختم ہو جائے گا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سود خور شخص کے مال میں اضافہ سے اضافہ ہوتا جاتا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا اس کے مال کی کثرت اور اضافہ کا کیا فائدہ جبکہ اس کا دین برباد ہو چکا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

Presented by Ziaraat.com

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور جو باقی ماندہ سود تم نے لوگوں سے لینا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو۔

شان نزول:

علامہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے سود کی مذمت میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ... یعنی وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ اس شخص کی مانند ہیں جس کو شیطان نے مس کر کے باؤلا کر دیا ہے۔)

تو اس وقت حضرت رسول خدا کے پاس خالد بن ولید حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ۔ میرے والد نے بنی ثقیف قبیلہ کے کچھ افراد سے سودی کاروبار کیا تھا اور اس نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ میں ان سے سود وصول کروں تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو تمہارا سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اگر تم توبہ کر لو۔ تو اصل مال تمہارا ہی رہے گا۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نا تم پر ظلم کیا جائے۔

اور اس کے بعد حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ من خذل ربا وجب علیه القتل جو شخص سود لیتا ہے اس کا قتل واجب ہے۔ وکان من اربی وجب علیه القتل۔ اور ہر وہ شخص جو سود دیتا ہے اس کا بھی قتل واجب ہے۔ علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب جمیل سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔

درهم من الربا اعظم عند الله من سبعین زنیة بذات محرم فی بیت الله۔

سود کا ایک درہم کا گناہ بارگاہ خدا میں خانہ کعبہ میں اپنی محرم عورت سے سترہ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ ہے۔

اور پھر آپ نے فرمایا: للربا سبعین جزا ایسره ان ینکح الرجل امه فی بیت الله الحرام۔

سود کے لئے ستر اجزاء میں اور ان میں سے کم ترین جز کا گناہ اس قدر ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ نکاح

Presented by Ziaraat.com

کرے۔ (یعنی جتنا ماں سے بدفعلی کرنے کا گناہ ہے اتنا کم از کم سود کے ایک جز کا گناہ ہے۔ کوئی عقل مند ماں سے بدفعلی کرنے کو تیار نہیں لیکن سود اس سے یعنی بڑا گناہ ہے خدا اور رسول کی بارگاہ میں لیکن وہ لیتے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ

اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو فراخی تک اس کو مہلت دے دو۔

علامہ علی ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب سکونی سے اور انہوں نے جناب مالک بن صغیرہ سے اور انہوں نے جناب حماد بن سلمۃ سے اور انہوں نے جناب جذعان سے اور انہوں نے جناب سعید بن المسیب سے اور انہوں نے ام المومنین بی بی عائشہ سے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا: جب کوئی قرض خواہ اپنے مقروض کو مسلمان حاکم کے پاس لے جائے اور اس مسلمان حاکم کے سامنے ثابت ہو جائے کہ یہ مقروض تنگ دست ہے تو وہ مقروض اس قرض سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور وہ قرض خود مسلمان حاکم کی ذمہ داری بن جاتا ہے اور اس پر ضروری ہے کہ وہ مقروض کا قرض بیت المال سے ادا کرے۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص کسی سے قرض کے طور پر مال لیتا ہے اور وہ اس میں فضول خرچی نہیں کرتا اور اس کو حرام میں مصرف بھی نہیں کرتا۔ پھر بھی تنگ دست ہو جائے تو جس کا مال ہے اس پر ضروری ہے کہ وہ اس مقروض کو فراخی تک مہلت دے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو وسعت رزق عطاء کرے تو پھر وہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے۔ اور اگر حاکم عادل یعنی امام عادل کی حکومت ہو تو پھر امام عادل کا فریضہ ہے کہ اس کی طرف سے قرض کو ادا کرے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا فرمایا کرتے تھے۔ مرنے والا مال چھوڑ کر جائے تو وہ مال اس کے وارثوں کے لئے ہوگا۔ اور جو شخص قرض اپنے ذمہ چھوڑ کر جائے یا کسی کی حق تلفی کر جائے تو امام عادل کے ذمہ ہے کہ وہ اس کو اپنے ذمہ لے اس لئے جو کچھ رسول اپنے ذمہ لیتے تھے وہ امام کے ذمہ میں ہے اور رسول خدا اس کا ذمہ لے لیتے تھے اور فرماتے ہیں ان کے امور کا ولی ہوں اور اگر قرض خواہ مال دار ہو اور وہ اس مقروض کے قرض کو صدقہ قرار دے اور اس کو چھوڑ دے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ اور اگر تم صدقہ قرار دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم اس کے بارے میں جانتے ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ

اے ایمان والو۔ جب بھی تم کسی مقررہ مدت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ خبر ذکر ہوئی ہے کہ سورہ بقرہ میں پانچ سو احکام ذکر ہوتے ہیں اور ان میں سے پندرہ احکام صرف اسی ایک آیت میں ذکر ہوئے ہیں۔

۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ

Presented by Ziaraat.com

اے ایمان والو جب بھی تم کسی قرض کا لین دین ایک مدت معین تک کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ یہ پہلا حکم ہے۔

۲۔ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۔ اور لکھنے والے کو چاہیے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ دستاویز کو لکھے۔

۳۔ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لکھنے کی صلاحیت عطاء کی ہے اس کو لکھنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

۴۔ فَلْيَكْتُبْ : پس اس کو بغیر عذر کے لکھنا چاہیے۔

۵۔ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ: اور جس کے ذمہ حق ہے وہ املا کروائے تو جب وہ لکھوائے گا تو وہ خود اقرار کر رہا ہے۔

۶۔ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۔

اور قرض لینے والا املاء کرواتے وقت خدا کا خوف دل میں رکھے اور طے شدہ معاملے میں سے کوئی فروگزاشت نہ کرے اور خیانت نہ کرے۔)

۷۔ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۔

پس اگر قرض لینے والا نادان اور ضعیف یا مثلاً گونگا املا کروانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے ولی کو چاہیے کہ عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تحریر کروائے۔ (لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ) سے مراد ہے کہ وہ احسن انداز میں املاء نہیں کروا سکتا۔ پھر اس کا ولی سرپرست املا کروائے۔

۸۔ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۔

اور تم اپنے مردوں میں سے دو افراد کو اس تحریر پر گواہ قرار دو۔

۹۔ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۔

اور اگر دو مرد موجود نہ ہو تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کو اپنے حسب اطمینان گواہوں میں سے منتخب کر لو۔ تاکہ اگر ان میں سے ایک عورت بھول جائے تو دوسرے اس کو یاد کروا دے۔

۱۰۔ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۔

اور جب گواہوں کو گواہی کے لئے بلایا جائے تو ان کو انکار نہیں کرنا چاہیے۔

۱۱۔ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۔

Presented by Ziaraat.com

اور معاملہ کی مدت جب معین ہو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اس کو لکھنے پر دل تنگ نہیں ہونا چاہیے (یعنی خواہ قرض تھوڑا ہو یا زیادہ اور دوسرا احتمال ہے کہ خواہ مدت قرض تھوڑی ہو یا زیادہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ خواہ لکھنے والا چھوٹا ہو یا بڑا)

۱۲۔ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

اور یہ خدا کے نزدیک عدل کے قریب تر ہے۔ اور شہادت کے لئے زیادہ سہولت اس میں ہے۔ اور شک اور تردد کو رد کرنے کے لئے یہی بہتر ہے البتہ جو لین دین تم دست بدست آپس میں کرتے ہو اس میں نہ بھی لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لا ترتابوا۔ یعنی لا شک۔ یعنی شک نہیں کرنا۔

۱۳۔ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠

اور جب تم خرید و فروخت کرو تو اس وقت بھی گواہ بنالیا کرو۔

۱۴۔ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ

اور لکھنے والے کو اور گواہ کو کوئی نقصان نہیں ہونا چاہیے۔

۱۵۔ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ

اور اگر تم نے ایسا کیا (یعنی گواہ اور لکھنے والے کو نقصان دیا) تو خدا کے فرمان سے نکل جاؤ گے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

اور خدا سے ڈرو اور خدا تم لوگوں کو اپنے احکام کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ

اور اگر تم سفر میں ہو اور دستاویز لکھنے والا کوئی نا ملے تو کچھ رہن رکھ لو اور اگر ایک دوسرے پر اطمینان رکھتے ہو۔ تو اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور جسے امین سمجھا گیا ہو اسے چاہیے کہ وہ امانت ادا کرے۔

یعنی اگر دوران سفر تم لین دین کا معاملہ کرو اور وہاں لکھنے والا تمہیں میسر نہ ہو تو وہاں ضمانت کے طور پر کوئی چیز اپنے پاس رکھ لو۔ لیکن اگر تم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہو تو پھر رہن نہ بھی رکھو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ پس جو مال اخذ کر رہا ہے اس کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے کہ جو اس کا پروردگار ہے۔

اور وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ اور تم گواہی کو مت پوشیدہ رکھو۔

اس جملے کا عطف پہلے والے جملے میں ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ اس پر عطف ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ

Presented by Ziaraat.com

رَّبِّهٖ

رسول اس چیز پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے۔

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب ہشام سے نقل کیا ہے اور آپ نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا۔ یہ آیات اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے ساتھ معراج کی رات روبرو مکالمہ اور مشافہہ ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں معراج کی رات آسمانوں پر گیا اور جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچا تو اچانک میں نے دیکھا کہ بیری کا پیڑ ہے جس کے سائے میں کم از کم ایک امت بیٹھ سکتی ہے۔ اور میں اپنے رب کے قریب تر مقام قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (سورہ نجم) کی منزل پر تھا۔ جیسا کہ اس کو خود اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے۔ پس خداوند متعال نے مجھے پکارا کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ ۔ (رسول خاص تصدیق کرتا ہے اس چیز کی جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔)

پس میں نے اپنی اور اپنی تمام امت کی طرف سے بارگاہ خدا میں جواب دیا کہ۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

تمام مومین بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں اور تمام مومنین اللہ پر اور ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں قرار دیتے۔

پھر میں نے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ ہم نے حکم سنا اور اس کی اطاعت کی۔ اے خدایا ہم تیری بارگاہ سے اپنے گناہوں کی بخشش کی آرزو رکھتے ہیں۔ اور ہم نے تیری بارگاہ میں پلٹ کر واپس آنا ہے۔

پس خدا کی طرف سے جواب ملا۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

اور اللہ کسی نفس جان کو اس کی قدرت وطاقت سے زیادہ تکلیف اور زحمت نہیں دیتا ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا اجر اور پھل اسی کے لئے ہوگا اور جو بدی کرے گا اس کا وبال وسزا بھی صرف اسی پر ہوگی اور اس کے بعد میں نے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ

اے ہمارے خدایا۔ ہم سے بھول چوک میں جو قصور اور خطا ہو جائے اس پر ہماری گرفت نہ کرنا۔

خدا کی بارگاہ سے جواب ملا اے میرے حبیب میں نے قبول کیا میں اس کا مواخذہ نہیں کرونگا تو پھر میں نے بارگاہ خدا

Presented by Ziaraat.com

میں عرض کیا۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ

اے ہمارے پروردگار تو ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جو تو ہم سے پہلے والوں پر ڈالے تھے۔

خدا کی بارگاہ سے جواب ملا۔ (اے میرے حبیب) میں ایسا بوجھ آپ پر نہیں ڈالوں گا۔

پھر میں نے بارگاہ خدا میں عرض کیا: رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۫ وَاغْفِرْ لَنَا ۫ وَارْحَمْنَا ۫ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے پروردگار جو بوجھ ہم میں اٹھانے کی طاقت نہیں ہے وہ ہم پر نہ ڈالنا۔ ہمارے ساتھ نرمی فرما۔ ہم سے درگزر فرما۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

خدا کی بارگاہ سے جواب ملا۔ اے میرے حبیب میں نے یہ سب کچھ آپ اور آپ کی امت کو عطا کر دیا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں تو حضرت رسول خدا نے جس طرح اپنی امت کے لئے احسن انداز میں خدا کی بارگاہ میں درخواست کی ہے اس انداز میں کسی نبی نے اپنی امت کے لئے درخواست نہیں فرمائی۔ اور جو خصال وخصوصتیں اپنی امت کے لئے طلب فرمائی ہیں اور کسی نے نہیں طلب فرمائیں۔

سورہ بقرہ ختم شد

Presented by Ziaraat.com

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ

یہ سورہ مدنی ہے اور اسکی آیات کی تعداد دو سو ہیں۔

تفسیر نور الثقلین میں کتاب ثواب الاعمال کے حوالے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی گئی ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن یہ دونوں سورتیں اس پر بادل کی طرح سایہ فگن ہوں گی۔ اور اس روایت کو تفسیر برہان نے نقل کیا ہے۔ اور اسی روایت کو مجمع البیان نے بھی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ نقل کیا ہے۔ نیز اسی مجمع میں ایک روایت اسی کی فضیلت میں ابن عباس سے نقل کی گئی ہے جس میں حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص بروز جمعۃ المبارک سورہ آل عمران کی تلاوت کرے گا تو اللہ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور تمام ملائکہ اس کے لئے سورج کے غروب ہونے تک مغفرت طلب کرتے ہیں۔

نیز تفسیر برہان میں سورہ آل عمران کی فضیلت کو ذکر کرتے ہوئے علامہ نے ایک روایت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خداوند متعال ہر حرف کے بدلے میں اس کو جہنم کی گرمی سے نجات عطا کرے گا اور اس سورہ کو زعفران سے لکھ کر اس عورت کے گلے میں ڈال دی جائے کہ جس کو حمل نہیں ہوتا تو وہ حاملہ ہو جائے گی اور جس درخت پھل دار کو پھل نہیں لگتا یا اس کا پھل گر جاتا ہو تو اس درخت کے ساتھ لٹکا دی جائے تو اس کو پھل لگے گا اور وہ پھل محفوظ بھی رہے گا۔ نیز اس کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سورہ کو زعفران سے لکھ تنگ دست اپنے پاس رکھے گا تو اللہ اس کو خوشحال کر دے گا۔) (مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ② نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ③ مِنْ قَبْلُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

Presented by Ziaraat.com

شَدِيْدٌ ۘ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۴ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي
الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۵ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ
يَشَآءُ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۶ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۘ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ
تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ
اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۷ رَبَّنَا لَا
تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
الْوَهَّابُ ۸ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۘ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ
اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۘ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ
فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۘ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
بِذُنُوْبِهِمْ ۘ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۱۱ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ
وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۘ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۱۲ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ
الْتَقَتَا ۘ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ
رَاْيَ الْعَيْنِ ۘ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۘ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

Presented by Ziaraat.com

الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ
وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ
مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ
لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ
وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ
ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ
النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ

Presented by Ziaraat.com

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا
نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا
جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا
يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي
الَّيْلِ ۚ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۚ وَتَرْزُقُ
مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ
دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ
تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ
اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ
نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ

Presented by Ziaraat.com

بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ﴿۳۰﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الم (۱) اللہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہے اور ہر شے اسی کے طفیل میں قائم ہے (۲) اس نے آپ پر وہ برحق کتاب نازل کی ہے جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور توریت و انجیل بھی نازل کی ہے (۳) اس سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت بنا کر اور حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب بھی نازل کی ہے بیشک جو لوگ آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں ان کے واسطے شدید عذاب ہے اور خدا سخت انتقام لینے والا ہے (۴) خدا کے لئے آسمان و زمین کی کوئی شے مخفی نہیں ہے (۵) وہ خدا جس طرح چاہتا ہے رحمِ مادر کے اندر تصویریں بناتا ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہ صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی (۶) اس نے آپ پر وہ کتاب نازل کی ہے جس میں سے کچھ آیتیں محکم اور واضح ہیں جو اصل کتاب ہیں اور کچھ متشابہ ہیں۔ اب جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان ہی متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور من مانی تاویلیں کریں حالانکہ اس کی تاویل کا حکم صرف خدا کو ہے اور انہیں جو علم میں رسوخ رکھنے والے جن کا کہنا یہ ہے کہ ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ سب کی سب محکم و متشابہ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے اور یہ بات سوائے صاحبانِ عقل کے کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے (۷) ان کا کہنا ہے کہ پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے (۸) خدایا تو تمام انسانوں کو اس دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور اللہ کا وعدہ غلط نہیں ہوتا (۹) جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے اموال و اولاد کچھ بھی کام آنے

Presented by Ziaraat.com

والے نہیں ہیں اور وہ جہنّم کا ایندھن بننے والے ہیں (۱۰) جو حالت فرعون والوں کی اور ان سے پہلے والوں کی ہوئی کہ انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کی گرفت کر لی اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (۱۱) پیغمبر آپ ان کافروں سے کہہ دیں کہ عنقریب تم بھی مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف محشور ہو گے جو بدترین ٹھکانا ہے (۱۲) تمہارے واسطے ان دونوں گروہوں کے حالات میں ایک نشانی موجود ہے جو میدان جنگ میں آمنے سامنے آئے کہ ایک گروہ راہِ خدا میں جہاد کر رہا تھا اور دوسرا کافر تھا جو ان مومنین کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی نصرت کے ذریعہ جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے اور اس میں صاحبانِ نظر کے واسطے سامانِ عبرت و نصیحت بھی ہے (۱۳) لوگوں کے لئے خواہشاتِ دنیا، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، تندرست گھوڑے یا چوپائے، کھیتیاں سب مزیّن اور آراستہ کر دی گئی کہ یہی متاع دنیا ہے اور اللہ کے پاس بہترین انجام ہے (۱۴) پیغمبر آپ کہہ دیں کہ کیا میں ان سب سے بہتر چیز کی خبر دوں۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں ان کے لئے پروردگار کے یہاں وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب باخبر ہے (۱۵) قابل تعریف ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہم ایمان لے آئے۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آتش جہنّم سے بچا لے (۱۶) یہ سب صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، اطاعت کرنے والے، راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور ہنگامِ سحر استغفار کرنے والے ہیں (۱۷) اللہ خود گواہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے ملائکہ اور صاحبانِ علم گواہ ہیں کہ وہ عدل کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ صاحبِ عزّت و حکمت ہے (۱۸) دین، اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور اہل کتاب نے علم آنے کے بعد ہی جھگڑا شروع کیا ہے صرف آپس کی شرارتوں کی بناء پر اور جو بھی آیاتِ الٰہی کا انکار کرے گا تو خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۱۹) اے پیغمبر اگر یہ لوگ آپ سے کٹ حجتی کریں تو کہہ دیجئے کہ میرا رخ تمام تر اللہ کی طرف ہے اور میرے پیرو بھی ایسے ہی ہیں اور پھر اہلِ کتاب اور جاہل مشرکین سے پوچھئے کیا تم

Presented by Ziaraat.com

اسلام لے آئے۔ اگر وہ اسلام لے آئے تو گویا ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیر لیا تو آپ کا فرض صرف تبلیغ تھا اور اللہ اپنے بندوں کو خوب پہچانتا ہے (۲۰) جو لوگ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دینے والے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے (۲۱) یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی برباد ہو گئے اور آخرت میں بھی ان کا کوئی مددگار نہیں ہے (۲۲) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا تھوڑا سا حصّہ دے دیا گیا کہ انہیں کتابِ خدا کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا تو ایک فریق مکر جاتا ہے اور وہ بالکل کنارہ کشی کرنے والے ہیں (۲۳) یہ اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ انہیں آتش جہنّم صرف چند دن کے لئے چھوئے گی اور ان کو دین کے بارے میں ان کی افترا پردازیوں نے دھوکہ میں رکھا ہے (۲۴) اس وقت کیا ہوگا جب ہم سب کو اس دن جمع کریں گے جس میں کسی شک اور شبہہ کی گنجائش نہیں ہے اور ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۵) پیغمبر آپ کہئے کہ خدایا تو صاحبِ اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلب کر لیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزّت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شے پر قادر ہے (۲۶) تو رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (۲۷) خبردار صاحبانِ ایمان۔ مومنین کو چھوڑ کر کفار کو اپنا ولی اور سرپرست نہ بنائیں کہ جو بھی ایسا کرے گا اس کا خدا سے کوئی تعلق نہ ہوگا مگر یہ کہ تمہیں کفار سے خوف ہو کوئی حرج بھی نہیں ہے اور خدا تمہیں اپنی ہستی سے ڈراتا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے (۲۸) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم دل کی باتوں کو چھپاؤ یا اس کا اظہار کرو خدا تو بہرحال جانتا ہے اور وہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے اور ہر شے پر قدرت و اختیار رکھنے والا بھی ہے (۲۹) اس دن کو یاد کرو جب ہر نفس اپنے نیک اعمال کو بھی حاضر پائے گا اور اعمال بد کو بھی جن کو دیکھ کر یہ تمنّا کرے گا کہ کاش ہمارے اور ان برے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہو جاتا اور خدا تمہیں اپنی ہستی سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے (۳۰)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ②

ا۔ل۔م اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ اور نگہبانی کرنے والا ہے (تفسیر نور الثقلین میں درج ہے کہ سورہ آل عمران کے شروع میں جو الف لام اور میم ہے اس مراد ہے (انا اللہ المجید) کہ میں صاحب عزت خدا ہوں۔

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے النصر بن سوید سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا کہ جس میں خداوند کریم فرماتا ہے۔

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ② نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ③ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

(الف۔لام، میم اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق ہیں وہ زندہ اور جاوید ہے اور پوری کائنات کی وہ نگرانی کرنے والا ہے۔اس نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے۔جو حق کے ساتھ نازل کی گئی ہے۔اور یہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں ہیں اور اس نے تورات اور انجیل کو نازل کیا ہے اس سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت بنا کر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔)

آپ علیہ السلام نے فرمایا فرقان سے مراد وہ امر ہے جو محکم ہو اور کتاب سے مراد سارا قرآن ہے۔جو تمام گزشتہ انبیاء کی تصدیق کرنے والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ

(وہ ہی اللہ تمہارا معبود ہے جو رحم مادر میں تمہاری تصویریں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے)

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے وہ چاہتا ہے بناتا ہے یعنی اس کی مرضی کہ وہ مذکر بنائے یا مونث۔سفید بنائے یا سیاہ یا گندمی۔تندرست بنائے یا بیمار۔(نیک یا بد بخت۔اس کی شکل باپ کی جیسی ہو یا ماں جیسی۔یا دادیال والوں پر شکل ہو یا ننیال والوں جیسی اور یہ چیزیں کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے کہ وہ بچہ نیک سیرت ہوگا یا بد سیرت۔(اگرچہ اب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مذکر ہے یا مونث سفید سیاہ لیکن اس کی سیرت کے بارے میں معلوم نہیں کیا جا سکتا مترجم)۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ

اللہ وہ ذات جس نے آپ پر کتاب کو نازل کیا جس کی بعض آیات محکم ہیں جو کتاب کی اصل و بنیاد ہیں اور کچھ آیات

Presented by Ziaraat.com

متشابہ ہیں علامہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں سے محکم وہ آیات میں جن کی تاویل ان کی تنزیل میں ہی ہے۔ یعنی ان میں کوئی تاویل الگ سے کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ واضح اور روشن آیات میں۔ جیسا کہ خداوند متعال وضو کا حکم دیتے ہوئے فرمارہا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ (سورہ مائدہ آیت ۶)

اے ایمان والو۔ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور سر اور پاؤں کا مفصل ابھری ہوئی جگہ تک مسح کرلو۔ اس آیت میں جو حکم بیان ہوا ہے وہ واضح اور روشن ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے گویا اس کی تاویل تنزیل کے ساتھ ہی ہے اور اس کے علاوہ دوسری آیت جس میں ارشاد قدرت ہوا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ (سورہ نسا آیت ۲۳)

(تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں۔ تمہاری بیٹیاں۔ تمہاری بہنیں۔ تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں۔

یہ آیت بھی محکم ہے اس کی الگ سے تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے گویا تاویل تنزیل کے ساتھ ہی ہے۔ اس کی مثل اور بھی بہت زیادہ محکم آیات میں کہ جس کے بارے میں ان کے اپنے اپنے محل پر بحث و گفتگو کی جائے گی۔

المتشابہ: قرآن میں سے متشابہ آیات وہ ہیں جن کا لفظ ایک ہے لیکن ان میں مختلف معانی کا احتمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ لفظ کفر ہے کہ اور اس کی قرآن میں پانچ وجوہ ہوسکتی ہیں۔ یا لفظ ایمان کی چار وجوہ ہوسکتی ہیں۔ یا مثلاً فتنہ اور ضلال ان کی بھی مختلف تفاسیر اور وجوہ ہیں اور ہر متشابہ آیت کو ہم اس کے محل پر ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(تفسیر عیاشی میں اسی آیت کے ذیل میں ایک روایت حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ آیات محکمات سے مراد حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ان کے بعد ان کی نسل سے ہونے والے آئمہ الھدیٰ مراد ہیں۔ اور متشابہات سے مراد۔ آل محمد کے دشمن ہیں۔ یہ تاویل باطنی ہے۔

محکم سے مراد وہ آیات ہیں جن پر عمل ہوگا یعنی جس پر ایمان بھی رکھنا اور ان پر عمل بھی کرنا ہے اور اس کے ساتھ متدین بھی ہونا ہے جبکہ متشابہ وہ آیات ہیں جو جاہل پر مشتبہ ہیں۔ یعنی ان پر ایمان رکھتا ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ مترجم)

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ ۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے زیغ سے مراد شک ہے یعنی ان کا دل ایمان پختہ سے خالی ہے۔) (تفسیر عیاشی میں اسی آیت کے ذیل میں روایت امام صادق ہے کہ ان لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو دشمن آل محمد کی اتباع کرتے ہیں۔ اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔)

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

اور ان آیات مشابہات کی تاویل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ اور ان ذوات مقدسہ کے جو علم میں راسخ ہیں۔

Presented by Ziaraat.com

نامہ حدثنی ۔علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے۔اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں نے ابن اذینہ سے اور انہوں نے یزید بن معاویہ سے اور انہوں نے ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نقل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے جو ذوات مقدسہ مراد ہیں ان میں سب سے افضل ذات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔تحقیق آپ ہر چیز جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس کی تاویل اور تنزیل دونوں کو جانتے ہیں۔اور یہ ممکن نہیں ہے کہ خداوندِ متعال ان پر کوئی چیز نازل کرے اور آپ کو اس کی تاویل کے بارے میں علم عطاء نہ کرے۔اور آپ کے بعد آپ کے معصوم اوصیا وہ تمام کچھ جانتے ہیں جس کا علم رسول خدا کے پاس تھا۔(کیونکہ ان کے علم کا سرچشمہ ذات رسول خدا ہوتی ہے) راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔اے فرزندِ رسول میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔ابوالخطاب تو آپ (آئمہ) کے بارے تو بہت بری بات کرتا ہے آپ نے فرمایا۔وہ کیا کہتا ہے۔میں نے عرض کیا کہ وہ کہتا ہے کہ آپ آئمہ تمام حلال وحرام اور قرآن کا علم رکھتے ہیں آپ نے فرمایا۔فرمایا حلال اور حرام کا علم اور قرآن کا سارا علم دن رات امام کو ملنے والے علم کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

اے ہمارے پروردگار تو ہمارے دلوں کو ہدایت کے بعد منحرف نہ کردے۔یعنی ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو شک میں مبتلا نہ کرنا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰

تحقیق وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں ان کو ان کا حال و دولت اور کی اولاد ان کو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کر سکتے اور وہ جہنم کی آگ کا ایندھن ہیں۔

وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰ سے مراد جہنم کو روشن کرنے والا ایندھن اور لکڑیاں مراد ہیں۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱

جو حالت فرعون والوں کی اور ان سے پہلے والوں کی ہوئی کہ انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کی گرفت کر لی اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے)

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ سے مراد یہ ہے کہ جو کفار میں ان کی حرکتیں اور حالات بھی آل فرعون جیسے ہی ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۲

Presented by Ziaraat.com

اے میرے حبیب آپ ان لوگوں سے جو کافر ہو چکے ہیں فرمادیں کہ عنقریب تم سب مغلوب ہو جاؤ گے اور تم سب کو جہنم کی طرف محشور کیا جائے گا اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ بدر کی فتح کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ کے تمام یہودی گروہوں کو بنی قینقاع کے بازار میں جس کا نام النسط تھا اس میں سب کو جمع کیا اور ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے یہود تم لوگ جانتے ہو کہ خدا نے قریش کے کفار پر کیا مصیبت نازل فرمائی ہے اور ان کو ذلیل ورسواء کرنے والی شکست سے دوچار کیا ہے۔ حالانکہ وہ تم لوگوں سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اسلحہ کے اعتبار سے بھی زیادہ تھے اور جنگی تجربات میں بھی زیادہ تھے۔ اور قبل ازایں کہ یہ صورت حال تمہارے لئے بھی بن جائے تو اس سے پہلے ہی اسلام کو قبول کرلو۔ اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

مدینہ کے یہودیوں نے جواب میں کہا۔ اے محمد آپ نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے کو قریش کی جنگ کے مثل قرار دیا ہے اور تمہارے گمان میں ہم بھی کفار قریش کی مانند ہیں۔ حالانکہ اگر آپ نے ہمارے ساتھ جنگ کی۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کا مقابلہ بہادر مردوں سے ہوا ہے اور آپ کفار کے مقابلے کی فتح بھول جائے گی۔

اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا۔ اے حبیب خدا کا یہ فرمان سنادیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

اے میرے حبیب آپ ان لوگوں سے فرمادیں جو کافر ہو چکے ہیں کہ عنقریب تم سب مغلوب ہو جاؤ گے اور تم سب کو جہنم کی طرف محشور کیا جائے گا اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہوگا۔)

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(اور جب دو گروہ آمنے سامنے آئے تو اس میں تمہارے لئے ہماری نشانی اور عبرت ہے ایک گروہ راہ خدا میں جنگ کر رہا ہوگا۔)

یعنی فئة للمسلمین۔ وہ گروہ جو راہ خدا میں جنگ کر رہا ہوگا وہ مسلمانوں کا گروہ مراد ہے۔) وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا اور وہ کافر مسلمانوں کے گروہ سے اپنی تعداد کو دوگنا زیادہ گمان کر رہے تھے۔) یعنی وہ گمان کرتے تھے کہ ہماری تعداد ان مسلمانوں سے زیادہ ہے اور فتح ہماری ہوگی۔ لیکن (وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ) اور اللہ جس کو چاہے اپنی مدد ونصرت سے موید فرماتا ہے۔) یعنی اللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدر کے دن اپنی مدد اور نصرت سے موید فرمایا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ (تحقیق اس فتح میں صاحبان نظر کے لئے عبرت ہے۔)

Presented by Ziaraat.com

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

(لوگوں کے لئے دنیا کی خواہشات عورتیں اولاد سونے اور چاندی کے ڈھیر طاقتور گھوڑے یا چوڑی کھیتیاں سب مزین و آراستہ کردی گئی ہیں کہ یہی متاع دنیا ہے۔

قَنَاطِيْرِ سے مراد بیل کی کھال کو سونے سے پر کیا گیا ہو اس کو قنطار کہتے ہیں اور قناطیر قنطار کی جمع ہے۔

الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ: وہ گھوڑے ہیں جو طاقتور اور چرائے ہوئے ہوں۔

(یعنی ان کو گھاس بھی ڈالنا نہ پڑے وہ خود بخود چرے چرائے ہوں۔)

الْاَنْعَامِ سے مراد دوسرے چوپائے ہیں الْحَرْثِ یعنی کھیتی باڑی زراعت یہ سب کچھ دنیا کی چند دن کی متاع و مال ہے۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝۱۴

(اور خدا کے پاس بہترین انجام اور ٹھکانہ موجود ہے۔)

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ انسان کے لئے ہے بہترین چیز ہے کہ جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۱۵

(اے میرے حبیب آپ فرمادیں کیا میں تمہیں ان سب چیزوں سے بہتر چیز بتاؤں۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے ان کے لئے ان کے رب کے پاس ایسے ایسے باغات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں ان کے لئے ہمیشہ کی زندگی ہوگی۔ پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ اپنے بندوں کے حالات کے بارے میں باخبر ہے۔ پھر آپ بتادیں کہ یہ سب کچھ ان لوگوں کے لئے ہے جو یوں۔۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶

کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے میں ہیں تو ہماری خطاؤں اور گناہوں کو بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمارہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷

اور یہ لوگ صبر کرنے والے۔ راست باز۔ فرماں بردار راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور رات کی

Presented by Ziaraat.com

آخری گھڑی میں اللہ کی بارگاہ میں مغفرت طلب کرنے والے ہیں

یعنی وہ رات کی تاریکیوں میں استغفار کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سب کچھ ہے جو بیان ہوا ہے۔ اور ازواج مطہرہ سے مراد وہ بیویاں ہیں جن کو نہ ہی حیض ونفاس اور استحاصہ کا خون آئے گا نا ہی وہ بول براز کریں گی۔ یعنی وہ ہر وقت پاک وطاہرہ ہونگی۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اسماعیل بن ابان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے عمیر یا عمر بن عبداللہ الثقفی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر بن علی زین العابدین علیہ السلام کو مدینہ سے شام طلب کیا تو آپ دوران راہ جہاں بھی قیام فرماتے تو لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ کے اردگرد جمع ہوتی اور آپ سے سوالات کرتے اور آپ ان کے جوابات عطا فرماتے۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ نصاریٰ ایک پہاڑ کی طرف جارہے ہیں جو وہاں پر موجود تھا۔ پس آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ کیا آج ان کی کوئی عید کا دن ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا نہیں فرزندِ رسول ان کی عید کا دن نہیں ہے۔ لیکن اس پہاڑ کی غار میں ان کا ایک عالم رہتا ہے ہر سال آج کے دن یہ اس عالم کو باہر لے کر آتے ہیں اور پھر اس سے جو چاہتے ہیں وہ سوال کرتے ہیں اور جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہوتا ہے اس کے بارے میں وہ بیان کرتا ہے۔

حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا وہ اس کا علم رکھتا ہے؟ لوگوں نے جواب میں عرض کیا۔ ہاں وہ ان تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے اور اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری کی صحبت پائی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم بھی ان کے ساتھ مل کر اس کے پاس جائیں گے لوگوں نے عرض کیا۔ اے فرزندِ رسول خدا آپ اور اس کے پاس جائیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے اپنے چہرہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا اور آپ اور آپ کے اصحاب اس پہاڑ کی طرف چل پڑے اور نصاریٰ کے ساتھ مل جل گئے یہاں تک یہ اس پہاڑ پر آ گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نصاریٰ کے وسط میں بیٹھ گئے۔ پس نصاریٰ نے قالین نکالے اور قالینوں کو بچھایا پھر وہ غار میں داخل ہوئے اور اس عالم کو باہر لے کر آئے پھر انہوں نے اس کی آنکھوں کو اوپر باندھا پس اس نے اپنی آنکھوں کو پھیرا گویا سانپ آنکھوں کی طرح اس نے آنکھیں پھیریں۔ اور اس کی آنکھیں ابوجعفر علیہ السلام پر جم گئی۔

اس نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

کیا آپ ہماری قوم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ میں امت مرحومہ میں سے ہوں۔

Presented by Ziaraat.com

نام ہی تصدیق رکھا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں علی بن ریاب سے اور انہوں نے حمران بن اعلمین سے اور انہوں اپنے والد سے اور انہوں نے ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ان اللہ فضل الایمان علی الاسلام بدرجة کما فضل الکعبة علی المسجد الحرام بدرجة۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اسلام پر ایک درجہ فضیلت عطاء کی ہے جیسے کہ اللہ نے کعبہ کو مسجد الحرام پر ایک درجہ فضیلت عطا کی ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن یحیٰ نے ایک حدیث مرفوع کے ذریعے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آج اسلام کی ایک ایسی تعریف بیان کروں گا کہ جو میرے سے قبل کسی نے نہیں کی ہوگی اور میرے بعد بھی اس سے بہتر کوئی نہیں کرے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ الاسلام هو التسليم۔ والتسليم هو اليقين واليقين هو التصديق فالتصديق هو الاقرار۔ والاقرار هو الاداء والاداء هو العمل۔

اسلام ہی تسلیم ہے تسلیم یعنی سر تسلیم خم کرنا)

تسلیم ہی یقین ہے۔ اور یقین ہی تصدیق ہے۔ اور تصدیق ہی اقرار ہے اور اقرار ہی ادا کرنا ہے اور ادا کرنا ہی عمل کرنا ہے۔

اور پھر فرمایا۔ والمومن من اخذدينه من ربه ان المومن يعرف ايمانه فی علمه۔ مومن وہ ہے جو اپنا دین اپنے رب سے حاصل کرتا ہے اور تحقیق مومن اپنے عمل میں اپنے ایمان کو پہنچانتا ہے۔ (ایمان اور عمل ایک ساتھ ہوتے ہیں) اور مقابل میں کافر وہ ہے جو اپنے انکار سے اپنے کفر کو پہچانتا ہے۔ پھر یا ایها الناس دينكم دينكم فان السيه فيه خير من الحسنة فی غيره اے لوگوں اپنے دین کی حفاظت کرو کیونکہ تمہارے دین اسلام میں کی کوئی برائی دوسروں کے دینمیں کی جانے والی نیکی سے بہتر ہے کیونکہ ان السية فيه تغفر وان الحسنة فی غيره لا تقبل۔

تحقیق دین اسلام کی برائی بخش دی جائے گی لیکن دین اسلام کے غیر دوسرے دین کی نیکی قبول نہیں کی جائے گی۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۲۸

خبردار صاحبان ایمان مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ولی سرپرست نہ بنائیں دوست نہ بنائیں جو بھی ایسا کرے گا اس کا خدا سے کوئی تعلق نہ ہوگا مگر یہ کہ تمہیں کفار سے کوئی خوف ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور خدا تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

تحقیق یہ آیت رخصت پر دلالت کرتی ہے۔ (رخصت یعنی پہلے نہی آئی ہے اور اس کے بعد اجازت دی گئی ہے اس کو عزیمت کے بعد رخصت کہتے ہیں) اس آیت کا ظاہر اس کے باطن کے خلاف ہے۔ اور اس آیت کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا لیکن اس کے باطن پر عمل نہیں کیا جائے سوائے تقیہ کی صورت میں تقیہ مومن کے لئے رخصت ہے یعنی جائز ہے کہ جس وقت کافر اس کو دیکھ رہا ہو تو وہ اس کافر کے مطابق اپنی عبادت اور روزہ رکھتا ہے جو ظاہر اس کافر کے موافق ہے لیکن باطن میں اللہ کی توحید پر اعتقاد رکھتا ہے اور اس کے دین کا معتقد ہے۔ جو اس کافر کا خلاف ہے تو یہ ہی تقیہ ہے۔ (گویا یہ آیت تقیہ کے جواز پر دال ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ بھی نہیں ہے۔ حتی کہ تفسیر نور الثقلین میں اسی آیت کے ذیل میں ایک روایت نقل ہے۔ اور بحوالہ تفسیر عباشی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (الایمان لمن لا تقیۃ لہ۔ جس میں تقیہ نہیں اس میں ایمان نہیں پایا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۳۱ تا ۵۸

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ
اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ
بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا
وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ
وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ
وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ
وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

Presented by Ziaraat.com

الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ
دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ
سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ
اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا
وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ
الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ
اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾
ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ
يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ
يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ
ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ
الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

Presented by Ziaraat.com

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾
وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىٓ
اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ
وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ
بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ
اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا
مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ
اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ

Presented by Ziaraat.com

اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ
اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ
الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ﴿۵۸﴾

ترجمہ

اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا کہ وہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۳۱) کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو کہ جو اس سے روگردانی کرے گا تو خدا کافرین کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے (۳۲) اللہ نے آدم، نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کرلیا ہے (۳۳) یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے (۳۴) اس وقت کو یاد کرو جب عمران کی زوجہ نے کہا کہ پروردگار میں نے اپنے شکم کے بچّے کو تیرے گھر کی خدمت کے لئے نذر کردیا ہے اب تو قبول فرمالے کہ تو ہر ایک کی سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے (۳۵) اس کے بعد جب ولادت ہوئی تو انہوں نے کہا پروردگار یہ تو لڑکی ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶) تو خدا نے اسے بہترین انداز سے قبول کرلیا اور اس کی بہترین نشوونما کا انتظام فرمادیا اور زکریا نے اس کی کفالت کی کہ جب زکریا محرابِ عبادت میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس رزق دیکھتے اور پوچھتے کہ یہ کہاں سے آیا اور مریم جواب دیتیں کہ یہ سب خدا کی طرف

Presented by Ziaraat.com

ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے رزق بے حساب عطا کر دیتا ہے (۳۷) اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے اپنی طرف سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما کہ تو ہر ایک کی دعا کا سننے والا ہے (۳۸) تو ملائکہ نے انہیں اس وقت آواز دی جب وہ محراب میں کھڑے مصروفِ عبادت تھے کہ خدا تمہیں یحیٰی کی بشارت دے رہا ہے جو اس کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا، سردار، پاکیزہ کردار اور صالحین میں سے نبی ہوگا (۳۹) انہوں نے عرض کی کہ میرے یہاں کس طرح اولاد ہوگی جب کہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری عورت بھی بانجھ ہے تو ارشاد ہوا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے (۴۰) انہوں نے کہا کہ پروردگار میرے لئے قبولیتِ دعا کی کوئی علامت قرار دے دے۔ ارشاد ہوا کہ تم تین دن تک اشاروں کے علاوہ بات نہ کر سکو گے اور خدا کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہنا (۴۱) اور اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے مریم کو آواز دی کہ خدا نے تمہیں چن لیا ہے اور پاکیزہ بنا دیا ہے اور عالمین کی عورتوں میں منتخب قرار دے دیا ہے (۴۲) اے مریم تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو، سجدہ کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (۴۳) پیغمبر یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم آپ کی طرف کر رہے ہیں آپ تو ان کے پاس نہیں تھے جب وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے گا اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ اس موضوع پر جھگڑا کر رہے تھے (۴۴) اور اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم خدا تم کو اپنے کلمہ مسیح عیسٰی بن مریم کی بشارت دے رہا ہے جو دنیا اور آخرت میں صاحبِ وجاہت اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے ہے (۴۵) وہ لوگوں سے گہوارہ میں بھی بات کرے گا اور بھرپور جوان ہونے کے بعد بھی اور صالحین میں سے ہوگا (۴۶) مریم نے کہا کہ میرے یہاں فرزند کس طرح ہوگا جب کہ مجھ کو کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ اسی طرح خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے (۴۷) اور خدا اس فرزند کو کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دے گا (۴۸) اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنائے گا اور وہ ان سے کہے گا کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی شکل بناؤں

Presented by Ziaraat.com

گا اور اس میں کچھ دم کر دوں گا تو وہ حکمِ خدا سے پرندہ بن جائے گا اور میں پیدائشی اندھے اور مبروص کا علاج کروں گا اور حکمِ خدا سے مردوں کو زندہ کروں گا اور تمہیں اس بات کی خبر دوں گا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا گھر میں ذخیرہ کرتے ہو۔ ان سب میں تمہارے لئے نشانیاں ہیں اگر تم صاحبانِ ایمان ہو (۴۹) اور میں اپنے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میں بعض ان چیزوں کو حلال قرار دوں گا جو تم پر حرام تھیں اور تمھارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۵۰) اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا رب ہے لہٰذا اس کی عبادت کرو کہ یہی صراطِ مستقیم ہے (۵۱) پھر جب عیسٰی نے قوم سے کفر کا احساس کیا تو فرمایا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں میرا مددگار ہو۔۔۔ حواریین نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ اس پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں (۵۲) پروردگار ہم ان تمام باتوں پر ایمان لے آئے جو تو نے نازل کی ہیں اور تیرے رسول کا اتباع کیا لہٰذا ہمارا نام اپنے رسول کے گواہوں میں درج کر لے (۵۳) اور یہودیوں نے عیسٰی سے مکاری کی تو اللہ نے بھی جوابی تدبیر کی اور خدا بہترین تدبیر کرنے والا ہے (۵۴) اور جب خدا نے فرمایا کہ عیسٰی ہم تمہاری مدت قیامِ دنیا پوری کرنے والے اور تمہیں اپنی طرف اُٹھا لینے اور تمھیں کفار کی خباثت سے نجات دلانے والے اور تمھاری پیروی کرنے والوں کو انکار کرنے والوں پر قیامت تک کی برتری دینے والے ہیں۔ اس کے بعد تم سب کی بازگشت ہماری طرف ہوگی اور ہم تمہارے اختلافات کا صحیح فیصلہ کر دیں گے (۵۵) پھر جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان پر دنیا اور آخرت میں شدید عذاب کریں گے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۵۶) اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کو مکمل اجر دیں گے اور خدا ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۵۷) یہ اللہ کی نشانیاں اور حکمت بھری نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ (۵۸)

تفسیر

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

Presented by Ziaraat.com

رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

اے میرے حبیب آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو پس تم میری اتباع و پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ اور مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندوں کے لئے یہ ہے کہ اس کی طرف سے بندوں کے لئے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور بندوں کی خدا سے محبت یہ ہے کہ بندے اس کی اطاعت کریں۔

حضرت صادق آلِ محمد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ اس سے محبت نہیں کرتا اور پھر آپ نے دو شعر پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

تو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور پھر اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ محال ہے۔ اور اگر تیری محبت سچی ہے تو پھر اس کی اطاعت ضرور کر کیونکہ محب پر اطاعت محبوب اور واجب ضروری ہے۔

(تفسیر نور الثقلین میں اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل ہوئی ہے جس میں حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس امت میں سے جو بھی ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہوگا مجھے اس کی نجات کی امید ہے مگر تین قسم کے لوگوں کی نجات کی مجھے کوئی امید نہیں ہے۔)

۱۔ جو کسی ظالم و جابر بادشاہ کا ساتھی و دوست ہے۔

۲۔ خواہشات کی پیروی کرنے والا ہو۔

۳۔ جو اعلانیہ فسق و فجور انجام دے۔

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ آپ فرمادیں۔ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔

پھر آپ نے راوی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے حفص: محبت خوف سے افضل ہے۔ سنو۔ جس نے دنیا سے محبت کی اور ہمارے دشمنوں سے دوستی رکھی تو اس نے سرے سے ہم سے محبت نہیں کی۔ اور جو ہمارے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ہم سے محبت کرے تو اس نے اللہ سے محبت کی۔

اس راویت کو تفسیر قمی اور تفسیر برہان نے بھی نقل کیا ہے۔ ایک اور حدیث کہ جس کو ان تفاسیر میں نقل کیا گیا ہے وہ ہے جس میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دین خدا ہماری محبت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ مترجم)

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾

Presented by Ziaraat.com

تحقیق اللہ نے آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران کی عالمین پر منتخب کرلیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آیت کا لفظ عام ہے یعنی عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ سب جہانوں پر لیکن معنی خاص ہے۔ یعنی ہر ایک کو ان کے اپنے زمانے کے لوگوں پر منتخب فرمایا اور چن لیا۔ اور فضیلت دی ہے۔ (یعنی حضرت آدم اپنے زمانے کے چنے ہوئے ہیں اور نوح اپنے زمانے کے چنے ہوئے اور آل ابراہیم اپنے زمانے کی اور آل عمران اپنے زمانے کے لیکن فقط محمد و آل محمد ہیں جو تمام زمانوں میں چنے ہوئے میں یعنی ان پر کسی کو فضیلت حاصل نہیں ہے۔ مترجم)

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ یہ آیت یوں تھی: وال عمران وآل محمد علی العالمین پس زمانے والوں نے آل محمد کا لفظ نکال دیا ہے۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾

(اے میرے حبیب) (یاد کرو اس وقت کو) جب عمران کی زوجہ نے بارگاہ خدا میں عرض کیا اے میرے خدایا، میں تیری نذر کرتی ہوں کہ جو کچھ میرے شکم میں ہے وہ تیرے گھر کی خدمت کیلئے آزاد ہو اور تو میری نذر کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران کی طرف وحی فرمائی کہ میں تجھ ایک بیٹا دینے والا ہوں جو مادرزاد اندھوں کو بینا کرے گا اور برص کے مریضوں کو شفا دے گا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرے گا۔ پس حضرت عمران نے یہ بشارت اپنی زوجہ (مادر مریم) کو سنادی اور پھر وہ اسی بشارت کے سننے کے بعد حاملہ ہوگئی تو آپ نے منت مان لی اور یوں عرض کیا رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ اے میرے خدایا جو کچھ میرے شکم میں ہے اس کے بارے میں میں تیری بارگاہ میں نذر کرتی ہو کہ اس کو محراب کی خدمت کیلئے آزاد کروں گی۔

اس دور کے لوگوں کی عادت تھی کہ جب وہ نذر کرتے تو اپنے بچے کو محراب کیلئے قرار دیتے تھے تاکہ وہ اس کی خدمت کرے۔ ایسے ہی نذر مادر مریم نے بھی فرمائی۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ پس جب اس کے (زوجہ عمران) کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو اس نے عرض کیا میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ حالانکہ اللہ بہتر جانتا تھا کہ اس نے جو کچھ جنا ہے اور لڑکا لڑکی کا مثل نہیں ہے۔

اے خدایا! آپ نے میرے ساتھ لڑکے کا وعدہ فرمایا تھا اور یہ لڑکی ہے۔ بہرحال وَاِنِّيْٓ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر اور وسوسوں سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

Presented by Ziaraat.com

پس اللہ نے (جو وعدہ جناب عمران سے فرمایا وہ) جناب مریم کو عیسیٰ علیہ السلام عطا فرمایا۔

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن رباب سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا: جب ہم میں سے کوئی (امام) تم لوگوں میں سے کسی کے بارے میں کوئی بات کریں اور وہ اس میں نہ ہو بلکہ اس کے بیٹے کے بیٹے میں پائی جائے تب اس کا انکار نہ کرنا (یعنی نہ کہنا کہ امام نے غلط کہا وہ میرے نہیں بلکہ میرے پوتے میں پائی گئی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ میں تجھے ایک مبارک فرزند عطا کرنے والا ہوں جو مادرزاد اندھے کو بینائی عطا کرے گا اور مبروص اور مجذوم لوگوں کو تندرستی عطا کرے گا اور میرے اذن سے مردے زندہ کرے گا اور میں اس کو بنی اسرائیل میں اپنا رسول قرار دونگا پس جناب عمران نے یہ بشارت اپنی زوجہ کی سنادی پس جناب عمران کی زوجہ حاملہ ہوگئی تو اپنے خیال میں یہ سمجھ رہی تھیں کہ حملہ بچہ ہوگا۔ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی قَالَتْ..... پس جب اس نے بچی کو جنا تو بول پڑی کہ اے خدایا یہ بچہ تو لڑکی ہے اور لڑکی لڑکے کی مثل نہیں ہوسکتی کیونکہ لڑکی رسول نہیں ہوسکتی (جبکہ تیرا وعدہ تھا کہ وہ رسول ہوگا) حالانکہ اللہ بھی جانتا تھا کہ اسنے بچی کو جنا ہے پس جب اللہ تعالیٰ نے جناب مریم علیہا السلام کو عیسیٰ عطا فرمایا اور کہا یہ وہ بچہ تھا جسکا وعدہ حضرت عمران سے کیا گیا تھا اور ان سے اس بچے کے بارے میں وعدہ کیا گیا تھا۔

پس ایسے ہی اگر ہم میں سے کوئی (امام) کسی شخص کے بارے میں کسی چیز کی خبر دے اور وہ اس کے بجائے اس کے بیٹے یا بیٹے کے بیٹے کو عطا ہو تو اس کا انکار مت کرنا۔

پس جب حضرت مریمؑ حد بلوغ میں داخل ہوگئی تو وہ اپنے آپ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتی تھیں اور وہ محراب کے (اندر ہی رہتی تھی۔ اس طرح لوگوں سے پردہ کرتی کہ لوگوں میں سے کوئی مرد آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور جب حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے پاس محراب میں تشریف لاتے تو جناب مریم کے پاس وہ مختلف قسم کے پھل دیکھتے تھے سردیوں میں گرمیوں کے پھل اور گرمیوں میں سردیوں کے پھل آپ کے پاس موجود پاتے اور فرماتے اے مریم یہ بے موسم کے پھل آپ کے پاس کہاں سے آتے ہیں تو جناب مریم فرماتی هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے آتے ہیں اور تحقیق اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب و کتاب کے رزق عطا کرتا ہے۔ یہ صورت دیکھ کر وہاں پر حضرت زکریا علیہ السلام نے بارگاہ خدا میں التجا کی اور فرمایا۔

رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

(اے میرے خدایا تو مجھے بھی اپنی بارگاہ سے پاک ذریت عطاء فرما بے شک تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔)

تو آپ محراب میں عبادت خدا میں مصروف تھے تو فرشتوں نے آپ کو پکارا اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا

Presented by Ziaraat.com

بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ خدا آپ کو فرزند) یحییٰ کی بشارت دیتا ہے۔ جو خدا کے کلمہ کی تصدیق کرے گا۔ اور وہ رہبر اور رہنما ہوگا۔ ہوا و ہوس سے دور ہوگا۔ نبی ہوگا اور صالحین میں سے ہوگا۔

خصور: سے مراد وہ ہے جو عورتوں کی خواہش سے دور ہو پاک ہو۔ تو حضرت زکریا نے بارگاہ خدا میں عرض کی۔ اے میرے خدایا۔ کیا میرا بھی بیٹا پیدا ہوگا جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی یائسہ ہو چکی ہے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ

العاقر: سے مراد وہ عورت ہے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو۔ خدا کی آواز آئی۔ اللہ جو کرنا چاہتا ہے وہ اسے ایسے ہی کرتا ہے۔ تو حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ اے میرے خدایا میرے لئے اس کے بارے میں کوئی علامت ونشانی قرار دے (تا کہ مجھے اطمینان قلبی حاصل ہو جائے) تو خدا نے فرمایا تیرے لئے نشانی ہے کہ آپ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے مگر اشاروں سے یعنی تین دن تک آپ گونگے ہو گے۔

اور یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب محراب میں فرشتوں کی آواز کو سنا کہ وہ مجھے بچے کی بشارت دے رہے تو آپ کے گمان میں آیا کہ شاید ممکن کہ یہ آواز فرشتوں کی نہ ہو بلکہ یہ آواز شیاطین کی ہو تو اس وجہ سے انہوں اطمینان قلب کے لیے اللہ سے نشانی طلب فرمائی۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ

تو گویا حضرت تین دن کے لئے گونگے ہو گئے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

یاد کرو اس وقت کو جب ملائکہ نے کہا۔ اے مریم اللہ تعالیٰ نے آپ کو برگزیدہ بنایا ہے اور آپ کو پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے اور آپ کو تمام جہانوں کی عورتوں سے چن لیا ہے۔

علامہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ مریم علیہا السلام کو چن لیا کا لفظ ذکر کیا ہے۔ تو پہلے چناؤ سے مراد عمومی چناؤ ہے اور دوسرے چناؤ سے مراد کہ وہ دنیا کی پہلی عورت ہے جس نے بغیر شوہر کے بچہ جنم دیا ہے۔

(اس آیت میں بھی لفظ عام استعمال ہوا ہے لیکن معنی خاص ہے یعنی جناب مریم کی فضیلت فقط اپنے زمانے کی عورتوں پر ہے۔ لہٰذا وہ اپنے زمانے کی عورتوں سے افضل تھیں ورنہ مجموعی طور پر تمام کائنات کی عورتوں کی سردار اور مخدومہ بی بی جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام میں کیونکہ آپ کے لئے رسول خدا نے فرمایا فاطمۃ سیدۃ نساء العٰلمین مترجم)

Presented by Ziaraat.com

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اے مریم تم اپنے رب کے سامنے خضوع کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے ارشاد فرما رہا ہے کہ۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

یہ غیب کی خبریں پس جو ہم آپ کو اے میرے حبیب وحی کے ذریعے بتا رہے ہیں اور جب وہ لوگ اپنی اپنی قلمیں (قرعہ اندازی کے لئے پانی میں) پھینک رہے تھے آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے یہ قرعہ اندازی اس لئے تھی کہ جناب مریم کی کفالت کون کرے گا۔ اور جب وہ اس سرپرستی کا منصب حاصل کرنے کے لئے نزاع کر رہے تھے آپ اس وقت بھی ان پاس موجود نہیں تھے۔

جب حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت ہوئی اور آپ نے نذر کے مطابق محراب میں رہنا تھا تو اب آل عمران کے لوگوں کے درمیان اختلاف ہو گیا کہ اس بچی کی کفالت کون کرے آل عمران کے قبیلہ کا ہر فرد چاہتا تھا کہ اس کی کفالت کا اہم شرف اس کو حاصل ہو۔ سب یہ کہتے کہ ہم اس کی کفالت کریں گے جب معاملہ حل نہ ہوا تو بات قرعہ اندازی پر طے ہوگی کہ قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے لئے قرعہ نکل آئے گا وہ اس کی کفالت کی ذمہ داری حاصل کرے گا پس وہ یہ طے کر کے اپنے گھروں سے نکلے اور قرعہ اندازی کی۔ تو اس پر قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکل آیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے آپ کی کفالت کی ذمہ سنبھال لی۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور یاد کرو اس وقت کو جب ملائکہ نے مریم سے کہا اے مریم تحقیق خدا آپ کو اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں مقام و عظمت کا مالک ہوگا اور ہمارے مقرب بندوں میں سے ہے۔) وَجِيْهًا سے مراد ہے کہ وہ جاہ جلال کا مالک ہوگا۔ (اور ہم اس کی جائے پیدائش اور اس کے خبر کی بارے میں سورہ مریم میں ذکر کریں گے اور وہ لوگوں سے گہوارے میں گفتگو کرے گا۔) اور بزرگی میں بھی اور وہ ہمارے صالح بندوں میں سے ہوگا۔ اس وقت جناب مریم نے عرض کیا اے خدا یا مجھ سے بچہ کیسے پیدا ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے مس نہیں کیا۔ خدا نے فرمایا اسی طرح جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کسی چیز کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کن کہتا ہے تو ہو جاتی ہے اور میں اس کو کتاب اور حکمت کی اور تورات و انجیل کی تعلیم دونگا۔ اور پھر میں اس کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر مبعوث کرونگا۔ اور وہ ان سے فرمائے گا کہ میں تمہاری طرف تمہارے خدا کی نشانیاں لے کر آیا ہوں۔ اور ان سے فرمائے گا۔

Presented by Ziaraat.com

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

میں گیلی مٹی سے پرندے جیسی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ حکم خدا سے پرندہ بن جاتا ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ ۔ نیز میں مادرزاد اندھوں کو اور مبروص لوگوں کو شفا دیتا ہوں۔ اور میں مردوں کو حکم خدا سے زندہ کرتا ہوں۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۴۹

اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم نے گھروں میں ذخیرہ کیا ہوا ہے میں اس کے بارے میں بھی تم لوگوں کو خبر دونگا بے شک اس میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھنے والے ہو)

اخق سے مراد اقدر ہے۔: یعنی خلق وہی تقدیر ہے یعنی میں قدرت رکھتا ہوں۔ (یہ ولایت کی دلیل ہے)

احمد بن محمد ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ مجھے جعفر بن عبداللہ نے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کثیر بن عباشی نے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے زیادہ بن منذر نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول۔ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ ،، کے بارے میں سوال کیا (اور بس تم کو اس چیز کے بارے میں خبر دونگا جو تم نے کھایا ہے اور جو کچھ تم نے اپنے گھر میں ذخیرہ کیا ہوا ہے) تو آپ نے فرمایا۔ جب حضرت عیسیٰ بن مریم نے بنی اسرائیل والوں سے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رسول بن کر آیا ہوں اور بطور معجزہ میں تمہارے سامنے گیلی مٹی سے پرندے کی مورتی بناتا ہوں اور پھر اس میں پھونک ماروں گا تو وہ حکم خدا پرندہ بن جائے گی اور میں تمہارے مادرزاد اندھوں کو بینائی عطاء کروں گا اور تمہارے مبروص اور مجذوم لوگوں کو شفا دونگا تو ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا یہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ ہمارے سامنے جادو کے بل بوتے پر کردیں گے اور ان کی وجہ سے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ بلکہ آپ ہمیں کوئی ایسی نشانی معجزہ دیکھائیں کہ جس سے ہم جان لیں کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔

تو اس وقت آپ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ تم لوگ یہ چاہتے ہوں کہ میں تم لوگوں کہ یہ بتاؤں کے تم نے رات کھانے میں کیا کھایا اور اپنے گھروں میں تم نے کیا کیا ذخیرہ کیا ہوا ہے۔ تو پھر مان جاؤ گے کہ میں سچا ہوں؟ تو ان سب نے کہا ہاں۔ پس آپ نے ایک بندے سے کہا کہ تو نے یہاں آنے پہلے فلاں فلاں چیز کھائی ہے اور فلاں مشروب پیا ہے ایسے ہی آپ نے بہت زیادہ لوگوں کو بتایا۔ پس ان میں سے۔ بعض آپ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے مومن ہوئے اور بعض دوسروں نے پھر بھی انکار کردیا اور کافر ہی رہے اور یہ ان کی نشانی تھی۔ اگر وہ ایمان والے ہوتے۔

Presented by Ziaraat.com

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

اور پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تورات میں مجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے میں اس کی تصدیق کرونگا اور وہ بعض چیزیں جو تم پر ظلم اور گناہوں کی وجہ سے حرام ہو چکی ہیں میں ان کو تمہارے لئے حلال کروں گا۔ اور تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے نشانیاں لے کر آیا ہوں اس لئے کہ تم خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہے پس تم سب اس کی عبادت کرو یہ سیدھی راہ ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ وہ چیزیں جو بنی اسرائیل پر حرام تھیں وہ بروز ہفتہ شکار کرنا ان پر حرام تھا۔ حلال گوشت جانور کی چربی حرام تھی اور پرندے بھی بنی اسرائیل پر حرام تھے۔

علامہ فرماتے ہیں ابن ابی عمیر نے ایک شخص سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے بارے میں فرمایا۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ، پس جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کفر کا احساس کیا۔ یعنی جب آپ نے ان سے کفر سنا اور ان کو دیکھا کہ وہ کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔

احساس کا تعلق حواس الخمسہ کے ساتھ ہے۔ جن کو اللہ نے لوگوں میں قرار دیا ہے اور وہ یہ ہیں۔ السمع: یعنی وہ قدرت وطاقت جو آوازوں کو سننے کے لئے۔ البصر یعنی وہ طاقت وقت جو رنگوں کو دیکھنے اور ان کے درمیان تمیز کرنے کے لئے ہے۔ الشم وہ قوت وطاقت جو اچھی اور بری ہواؤں کو سونگھنے اور ان کے درمیان تمیز کرنے والی ہے۔ الذوق۔ خوش مزا اور بدمزا ذائقوں کو چکھنے اور ان کے درمیان تمیز کرنے والی طاقت کا نام ہے۔

المس۔ یعنی وہ قوت اور طاقت جو ٹھنڈی اور گرم اور نرم اور سخت کی معرفت حاصل کرتی ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۵۵

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ سے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں دنیا میں تیرے قیام کی مدت کو پورا کرنے والا ہوں یعنی آپ کی دنیا میں رہنے کی مدت ختم کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں کے نجس اور خبیث ماحول سے پاک کرنے والا ہوں۔ اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک کے لئے کافروں پر برتری دینے والا ہوں پھر تمہاری بازگشت میری طرف ہے اس کے بعد میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں جن کے متعلق تم اختلاف کرتے ہو۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں جمیل بن صالح سے اور انہوں نے حمران بن اعین سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم فرمایا چنانچہ رات کی تاریکی میں بارہ حواری ایک جگہ جمع ہوئے۔ اس گھر کے صحن میں ایک آبجو گزرتی تھی۔ حضرت عیسیٰ اس آبجو کے سوراخ سے یہاں پہنچے۔ آپؑ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ وہ آج رات مجھے دنیا سے اٹھا رہا ہے۔ اور مجھے یہودیوں کے نجس وجود سے پاک کر رہا ہے تم میں سے ایک شخص کو میری شکل وصورت دے دی جائے گی۔ لوگ اسے گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیں گے۔ اور وہ مرنے کے بعد میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس طرح کی موت قبول کرنے پر آمادہ ہو۔

حضرت کے ساتھیوں میں ایک نوجوان بیٹھا تھا اس نے کہا روح اللہ میں اس قربانی کیلئے آمادہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا یہ اعزاز تمہیں ہی ملے گا۔ پھر آپؑ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ میرا انکار کرے گا۔ ہر شخص سوچ کر بتائے کہ ایسا کرنے والا کون ہے؟

آپؑ کے ایک ساتھی نے فرمایا: اللہ کے پیغمبر وہ میں ہی ہوں گا۔ آپؑ نے فرمایا اگر تمہارے دل میں یہی خیال ہے تو پھر تم ہی ہوگے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے تین گروہ بن جائیں گے ان میں سے دو گروہ خدا پر افترا باندھنے والے ہونگے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ تیسرا فرقہ وہ ہوگا جو میرے بعد میرے وصی شمعون کی پیروی کرے گا۔ اور وہ گروہ خدا پر سچ بولنے والوں پر مشتمل ہوگا۔ اور وہ گروہ جنت میں جائے گا۔ اس کے بعد تمام حواریوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو گھر کے ایک کونے سے اٹھالیا اور تمام حواری حضرت کو آسمان پر جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد یہودی حضرت عیسیٰ کو دیکھنے کے لیے ایک فوجی دستہ لے کر آئے۔ انہوں نے اس گھر میں سے صرف دو افراد کو گرفتار کیا۔ ایک وہ جوان تھا جس نے حضرت عیسیٰ کا فدیہ بننے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ اور دوسرا وہی تھا جس کے بارے میں حضرت نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ میرا انکار کرے گا۔

چنانچہ جس جوان کو حضرت عیسیٰ کی شکل وشباہت دی گئی تھی یہودیوں نے اسے صلیب پر چڑھا دیا اور دوسرے سے انہوں نے پوچھا کہ تم عیسیٰ کو جانتے تھے تو اس نے کہا نہیں۔ میں ان کا واقف بھی نہیں ہوں۔ جب ایک ہی رات میں اس نے بارھویں مرتبہ حضرت کا انکار کیا تو صبح پھوٹ پڑی۔ اور یوں حضرت کا فرمان پورا ہوا۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر ۵۹ تا ۸۰

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ
حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ
الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى
كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا
وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا
اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ
وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾
هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا
لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ
اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

Presented by Ziaraat.com

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ
الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ
عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ
يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ
الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ
لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ
عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ لَا خَلَاقَ
لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

Presented by Ziaraat.com

يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ
أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ ۚ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ
وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ
تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۚ
أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾

ترجمہ

عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے کہ انہیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر کہا ہو جا اور وہ ہو گیا (۵۹) حق تمہارے پروردگار کی طرف سے آچکا ہے لہٰذا خبردار اب تمہارا شمار شک کرنے والوں میں نہ ہونا چاہئے (۶۰) پیغمبر علم کے آجانے کے بعد جو لوگ تم سے کٹ حجتی کریں ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں (۶۱) یہ سب حقیقی واقعات ہیں اور خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اور وہی خدا صاحب عزّت وحکمت ہے (۶۲) اب اس کے بعد بھی یہ لوگ انحراف کریں تو خدا مفسدین کو خوب جانتا ہے (۶۳) اے پیغمبر آپ کہہ دیں کہ اہلِ کتاب آؤ ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کرلیں کہ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں آپس میں ایک دوسرے کو خدائی کا درجہ نہ دیں اور اس کے بعد بھی یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دیجئے کہ تم لوگ بھی گواہ رہنا کہ ہم لوگ

Presented by Ziaraat.com

حقیقی مسلمان اور اطاعت گزار ہیں (۶۴) اے اہلِ کتاب آخر ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو جب کہ توریت اور انجیل ان کے بعد نازل ہوئی ہے کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں ہے (۶۵) اب تک تم نے ان باتوں میں بحث کی ہے جن کا کچھ علم تھا تو اب اس بات میں کیوں بحث کرتے ہو جس کا کچھ بھی علم نہیں ہے بیشک خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو (۶۶) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی وہ مسلمان حق پرست اور باطل سے کنارہ کش تھے اور وہ مشرکین میں سے ہرگز نہیں تھے (۶۷) یقیناً ابراہیم سے قریب تر ان کے پیرو ہیں اور پھر یہ پیغمبر اور صاحبانِ ایمان ہیں اور اللہ صاحبانِ ایمان کا سرپرست ہے (۶۸) اہلِ کتاب کا ایک گروہ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو گمراہ کر دے حالانکہ یہ اپنے ہی کو گمراہ کر رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں ہیں (۶۹) اے اہلِ کتاب تم آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیوں کر رہے ہو جب کہ تم خود ہی ان کے گواہ بھی ہو (۷۰) اے اہلِ کتاب کیوں حق کو باطل سے مشتبہ کرتے ہو اور جانتے ہوئے حق کی پردہ پوشی کرتے ہو (۷۱) اور اہلِ کتاب کی ایک جماعت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو کچھ ایمان والوں پر نازل ہوا ہے اس پر صبح کو ایمان لے آؤ اور شام کو انکار کر دو شاید اس طرح وہ لوگ بھی پلٹ جائیں (۷۲) اور خبردار ان لوگوں کے علاوہ کسی پر اعتبار نہ کرنا جو تمہارے دین کا اتباع کرتے ہیں۔۔۔۔ پیغمبر آپ کہہ دیں کہ ہدایت صرف خدا کی ہدایت ہے اور ہرگز یہ نہ ماننا کہ خدا ویسی ہی فضیلت اور نبوت کسی اور کو بھی دے سکتا ہے جیسی تم کو دی ہے یا کوئی تم سے پیش پروردگار بحث بھی کر سکتا ہے۔ پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ فضل و کرم خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا عطا کرتا ہے اور وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ علم بھی (۷۳) وہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے (۷۴ اور اہلِ کتاب میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے پاس ڈھیر بھر مال بھی امانت رکھ دیا جائے تو واپس کر دیں گے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ ایک دینار بھی امانت رکھ دی جائے تو اس وقت تک واپس نہ کریں گے جب تک ان کے سر پر کھڑے نہ رہو۔ یہ اس لئے کہ ان کا کہنا یہ ہے کہ عربوں کی طرف سے ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے یہ خدا کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں اور جانتے بھی ہیں کہ جھوٹے ہیں (۷۵) بیشک جو اپنے عہد کو پورا کرے گا اور خوفِ خدا پیدا کرے گا تو خدا

Presented by Ziaraat.com

متقین کو دوست رکھتا ہے (۷۶) جو لوگ اللہ سے کئے گئے عہد اور قسم کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ خدا ان سے بات کرے گا اور نہ روزِ قیامت ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ انہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک بنائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۷۷) ان ہی یہودیوں میں سے بعض وہ ہیں جو کتاب پڑھنے میں زبان کو توڑ موڑ دیتے ہیں تاکہ تم لوگ اس تحریف کو بھی اصل کتاب سمجھنے لگو حالانکہ وہ اصل کتاب نہیں ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ اللہ کی طرف سے ہرگز نہیں ہے یہ خدا کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں (۷۸) کسی بشر کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خدا اسے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کردے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر ہمارے بندے بن جاؤ بلکہ اس کا قول یہی ہوتا ہے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہو اور اسے پڑھتے بھی رہتے ہو (۷۹) وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا کہ ملائکہ یا انبیاء کو اپنا پروردگار بنالو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے جب کہ تم لوگ مسلمان ہو (۸۰)

تفسیر

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾

عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک آدم سی ہے جسے خدا نے مٹی سے خلق کیا پھر اس نے کہا ہو جا تو وہ فوراً ہو گیا۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور آپ نے النضر بن سوید سے سنا ہے اور انہوں نے ابن سنان سے سنا ہے اور انہوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے سردار اینم عاقب اور سید تھے۔ تاکہ وہ نبی اکرم کے ساتھ بحث ومباحثہ کریں۔ مسجد نبوی میں وہ آپ کے ساتھ بحث کر رہے تھے کہ دوران بحث ان کی نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے مسجد میں ہی اپنا ناقوس نگارہ بجایا اور اس کے بعد مسجد میں ہی اپنے طور وطریقہ سے اپنی عبادت کو انجام دیا۔

ان کے اس کام کی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند اصحاب نے اعتراض کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے آپ کی مسجد کی توہین کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو کچھ نہ کہو۔ جب وہ اپنی نماز اور عبادت سے فارغ

Presented by Ziaraat.com

ہوئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ کہ میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اس بات کی طرف کہ خدا وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا رسول ہوں ہوا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں جو کھاتے اور پیتے بول و براز کرتے تھے۔

عیسائیوں نے کہا۔ اگر ایسا ہے تو آپ بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والد کون تھا؟ حضرت رسول خدا پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی اور فرمایا اے میرے حبیب آپ ان سے فرمائیں کہ تم لوگ حضرت آدم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ خدا کے بندے اور اس کی مخلوق تھے اور کھانا کھاتے اور پیتے اور بول و براز کرتے تھے اور نکاح بھی انہوں نے کیا تھا انہوں نے کہا ہاں پھر حضرت رسول خدا نے ان سے سوال کیا کہ بتاؤ حضرت آدم کا باپ کون تھا؟ آپ کا یہ سوال سن کر وہ چکرا گئے اور مبہوت ہو گئے اور خاموش ہو گئے۔

پس خداوند متعال نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ (تحقیق حضرت عیسیٰ کی مثال خدا کی بارگاہ میں حضرت آدم جیسی ہے۔ جس کو خدا نے مٹی سے خلق کیا اور پھر اس سے کہا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔)

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾

حق تمہارے رب کی طرف سے واضح اور روشن ہو گیا ہے پس تم لوگ اس میں شک نہ کرو۔

جب اس کے باوجود بھی وہ ماننے کو تیار نہ ہوئے تو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾

علم و برہان آجانے کے بعد بھی اگر کوئی آپ سے عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے پر بحث و مباحثہ کرے تو ان سے کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹے بلاتے ہیں تم اپنے بیٹے بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفوس کو بلاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم مباہلہ کریں گے اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔)

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عسائیوں سے فرمایا اگر تم حق و برہان دلیل کو ماننے کو تیار نہیں ہو تو آؤ تم ہم سے مباہلہ کر لو۔

Presented by Ziaraat.com

اگر میں سچا ہوا تو خدا کی لعنت تم لوگوں پر ہو جائے گی اور اگر تم سچے ہوئے تو خدا کی لعنت ہم پر ہو جائے گی۔ عیسائیوں نے کہا یہ آپ نے انصاف کی بات کی ہے۔ ہمیں آپ کے ساتھ مباہلہ منظور ہے۔ پس دونوں فریقین کے درمیان مباہلہ کا وعدہ قرار دیا۔

پس عیسائی جب اپنی رہائش گاہ کی طرف واپس گئے تو ان کے سرداروں نے کہ جو سید عاقب اور ایم تھے انہوں نے اپنی قوم سے کہا دیکھو۔ اگر محمد نے اپنی قوم اور امت کو ساتھ ملا کر ہم سے مباہلہ کیا تو ہم بھی اس کے خلاف مباہلہ کریں گے کیونکہ یقین کر لینا کہ یہ نبی نہیں اور اگر کل یہ مباہلہ کے لئے اپنے خاص اہل بیت کو لے کر میدان میں آئے تو پھر ہم ان سے مباہلہ نہیں کریں گے کیونکہ میدان مباہلہ میں اپنی خاص اہل بیت کو لے کر سوائے صادق اور سچے کے کوئی نہیں آئے گا۔

پس جب ان لوگوں نے صبح کی اور وہ میدان مباہلہ میں آئے تو انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ امیر المومنین علی علیہ السلام اور فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں

پس نصاریٰ نے سوال کیا کہ یہ افراد جو رسول کے ساتھ آرہے ہیں یہ کون ہیں؟ پس ان کو جواب دیا گیا۔ یہ آپ کے چاچازاد بھائی اور آپ کے وصی اور آپ کے داماد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور یہ آپ کی دختر فاطمہ علیہا السلام ہے اور یہ ان کے دو بیٹے حسن اور حسین علیہما السلام ہیں۔

پس جب ان لوگوں کو ان ذوات مقدسہ کے بارے میں پتہ چل گیا کہ یہ آپ کے خاص اہل بیت ہیں۔ تو ان لوگوں نے حضرت رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا۔ ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں اور آپ ہمیں بددعا نہ دیں آپ جیسے راضی ہوتے ہیں ہم آپ کو ایسے ہی راضی کریں گے پس حضرت رسول خدا نے جزیہ پر ان سے مصالحت کر لی۔ اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا اور واپس اپنے وطن چلے گئے۔

(تفسیر نور الثقلین میں اسی ایک کے ذیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مباہلہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب کا درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ اور امام صادق علیہ السلام فرماتے مباہلہ کرتے وقت بددعا کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سر سے بلند کرنا چاہیے۔ مترجم)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

اے اہل کتاب آخر تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو جب کہ تورات اور انجیل ان کے بعد نازل ہوئی پس کیا تمہیں اتنی سی بھی عقل نہیں ہے۔

اس کے بعد خداوند متعال نے فرمایا۔ اے اہل کتاب۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ (ابھی

Presented by Ziaraat.com

تک تم نے ان باتوں کے بارے میں بحث ومباحثہ کیا ہے جس کا علم تمہارے پاس ہے۔)

یعنی ان باتیں کے تورات اور انجیل میں موجود ہونے کی وجہ تمہیں ان کا علم ہے۔ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ لیکن ایسی باتوں کے بارے میں کیوں بحث ومباحثہ کرتے ہو کہ جن کے بارے میں تم لوگوں کو کوئی علم نہیں ہے۔

یعنی وہ باتیں ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحائف میں ہیں اور تم ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اور اللہ ان کو جانتا ہے جبکہ تم ان کو نہیں جانتے۔

پھر فرمایا۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾

ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی تھے بلکہ وہ باطل سے کنارہ کشی کرنے والے مسلمان تھے اور وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے۔

اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرے گا وہ ہی ابراہیم کے ساتھ اولویت رکھتا ہے۔ فرمایا۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

یقیناً تمام لوگوں میں سے ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ قریب تر وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے اور یہ نبی اور صاحبان ایمان ہیں۔ اور اہل ایمان کا ولی اور سرپرست ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے سنا ہے اور انہوں نے منصور بن یونس سے سنا ہے اور انہوں نے عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم تم آل محمد میں سے ہو۔

میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا ہم آل محمد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ خدا کی قسم تم آل محمد میں سے ہو اور آپ نے یہ جملے تین مرتبہ دھرائے پھر آپ نے میری طرف دیکھا اور (از روئے تعجب) میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا: اے عمر اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

تحقیق تم لوگوں میں سے ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ پس جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے اور یہ نبی ان کے زیادے قریب ہے۔ اور اہل ایمان ان کے زیادہ قریب میں۔ اور خدا مومنین کا سرپرست ہے:

Presented by Ziaraat.com

اہل کتاب کا ایک گروہ چاہتا ہے کہ تم کو راہ راست سے ہٹا دیں حالانکہ یہ خود گمراہ ہیں۔ یہ شعور نہیں رکھتے۔ اے اہل کتاب تم اللہ کی نشانیوں کا انکار کیوں کرتے ہو جبکہ تم ان کا مشاہدہ کر رہے ہو۔ اور پھر فرمایا۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾

اے اہل کتاب تم حق اور باطل کو کیوں مخلوط کرتے ہو اور حق کو چھپائے ہو حالانکہ تم حق کو جانتے ہو۔

یعنی تورات میں جو کچھ ہمارے رسول کے اوصاف ذکر ہوئے ہیں ان کو جانتے بھی ہو اور پھر بھی عناد کی وجہ سے ان اوصاف پر پردہ ڈالتے ہو۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

(اور اہل کتاب کا ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے والوں پر جو صبح کے وقت نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آؤ یعنی اس کو قبول کرو اور جو شام کے وقت نازل ہوا ہے۔ اس کا انکار کرو تا کہ اس طرح سے یہ لوگ شاید پھر جائیں گے۔)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے اس گروہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو صبح کے وقت ایمان لانے اور شام کو کفر اختیار کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ تا کہ اہل ایمان کے ایمان متزلزل کر سکیں اس کے بارے میں ابو جارود کی وہ روایت جو اس نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ وہ اس کی تائید کرتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تحقیق جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے یہودیوں کو آپ کا یہ انداز پسند آیا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبلہ تبدیل کرنے حکم دیا اور آپ کا قبلہ تبدیل کر دیا اور آپ نے بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز شروع کر دی۔ تو اس چیز کو یہودیوں نے پسند نہ کیا اور ان کو اس سے دکھ ہوا۔

تحویل کعبہ کا حکم نماز ظہر کے دوران نازل ہوا تھا۔ نبی اکرم نے نماز صبح بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھی اور نماز شام کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی۔ یہودیوں کے ایک گروہ نے کہا محمد نے صبح کی نماز ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھی ہے اور شام کی نماز خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی ہے۔ اور جو دین محمد کا صبح کے وقت نازل ہوا اس کو قبول کرو وہ حق ہے۔ اور وہ دین اور وحی جو دن کے آخر میں محمد پر نازل ہوا ہے اس کو تم ہرگز قبول نہ کرنا وہ حق نہیں ہے۔ اور تم نے اگر ایسا کام کیا تو ممکن ہے باقی مسلمان بھی مشکوک الایمان ہو جائیں اور وہ ہمارے قبلہ کی طرف واپس رخ کر لیں۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ

Presented by Ziaraat.com

سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

(اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کے پاس ڈھیر ساری دولت بھی امانت طور پر رکھ دیں گے تو وہ آپ کو واپس کر دیں گے اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک دینار بطور امانت رکھیں گے تو وہ بھی آپ کو واپس نہیں کریں گے ہاں ان کے سر پر آپ کھڑے ہو تو واپس کر دیں گے۔ ان کی یہ بد دیانتی اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ غیر یہودی امتوں کے معاملے میں ہم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اور وہ جان بوجھ کہ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں علامہ علی بن ابراہیم قمی اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ وہ مال جو امیون کا ہے اس کو ان کے لئے حاصل کرنا حلال ہے۔ (امیون) سے مراد وہ لوگ پس جو اہل کتاب نہیں تھے۔ تو اس آیت میں اللہ نے ان کے اس فاسد عقیدہ و قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

(جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

بے شک وہ لوگ جو اپنے عہد اور قسموں کو معمولی سی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور نہ ہی خدا ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں کی خباثت سے پاک کرے گا (یعنی ان کے گناہ معاف نہیں کرے گا) اور ان کے لئے قیامت دن دردناک عذاب ہوگا۔)

علامہ علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو لوگوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ پس اس غرض سے لوگوں سے مال حاصل کرتے ہیں اور پھر اس مال میں خیانت کرتے ہیں یہ حقیقت میں لوگ مسلمان ہی نہیں ہیں (یعنی جو مسلمانوں کو دھوکہ دے ان کے مال میں خیانت کرے تو وہ شخص حقیقت میں مسلمان ہی نہیں ہے۔)

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

اور اہل کتاب میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو کتاب پڑھنے میں زبان کو یوں پھیرتے ہیں کہ تاکہ تم یہ سمجھو کہ یہ بھی کتاب ہی پڑھ رہے ہیں حالانکہ یہ کتاب کی عبارت ہی نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں (جو پڑھتے ہیں) یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ یہ خدا کی

Presented by Ziaraat.com

طرف سے نہیں ہے۔ اور یہ جان بوجھ کہ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب یہودیوں میں سے کچھ یہودی ایسے تھے کہ وہ اپنی خود ساختہ باتوں کو لوگوں کو پڑھ کر سناتے تھے تاکہ لوگ یہ باور کرلیں کہ یہ جو وہ پڑھ رہے ہیں یہ سب تورات کی آیات ہیں اور خدا کی نازل کردہ ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا اور خدا ان کو رد کرنے اور ان کی اس مزموم حرکت کو رد کرنے کے لئے یہ آیات نازل فرمائی۔

(ظاہر اس آیت کا شان نزول یہ ہی ہے جو علامہ نے بیان کیا ہے لیکن اس آیت کا تعلق عام ہے جو قیامت تک جاری ہے اور جو بھی کوئی ایسی گفتگو کرے اور باور کرائے کہ خدا کی آیت یا نبی اور امام کا فرمان ہے جبکہ وہ خدا اور رسول اور امام کا فرمان نہ ہو تو اس کو بھی یہ آیت شامل ہے۔ مترجم)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾

کبھی بھی انسان کے لئے یہ بات زیبا نہیں ہے کہ خدا اس کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کے بجائے میرے بندے بن جاؤ تو یہ کیسے گا کہ تم اللہ والے بن جاؤ یہ اس کتاب کا تقاضا ہے جس کو تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے نہیں کیا تھا کہ میں نے تم کو خلق کیا ہے اور میں تمہارا خالق ہوں اور تم سب خدا کے بجائے میرے بندے بن جاؤ۔ جبکہ آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ ربانین ہو جاؤ یعنی علماء بن جاؤ۔ (جن لوگوں نے عیسیٰ کو رب کہا وہ جھوٹے ہیں۔)

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

(اور وہ تمہیں حکم نہیں دیتے کہ تم ملائکہ اور انبیاء کو اپنا اپنا پروردگار بنالو۔ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتے ہیں جبکہ تم مسلمان بن چکے ہو علامہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے تھے جو ملائکہ کو رب قرار دے کر ان کی عبادت کرتے تھے۔ اور عیسائیوں کی قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گمان باطلہ میں رب قرار دیتے تھے اور یہودی کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور ان سب کا عقیدہ تھا کہ یہ حکم ان کو خود ان نبیوں نے دیا ہے۔ اور ان کے اس بدعقیدہ کو رد کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔ اللہ کبھی ایسا حکم نہیں دے گا۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر ۸۱ تا ۹۱

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ
ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا
وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ
دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِى
اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا
يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ

Presented by Ziaraat.com

اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآ
لُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ
مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ

اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ ہم تم کو جو کتاب وحکمت دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا۔ اور پھر پوچھا کیا تم نے ان باتوں کا اقرار کرلیا اور ہمارے عہد کو قبول کرلیا تو سب نے کہا بیشک ہم نے اقرار کرلیا۔ ارشاد ہوا کہ اب تم سب گواہ بھی رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں (۸۱) اس کے بعد جو انحراف کرے گا وہ فاسقین کی منزل میں ہوگا (۸۲) کیا یہ لوگ دینِ خدا کے علاوہ کچھ اور تلاش کررہے ہیں جب کہ زمین وآسمان کی ساری مخلوقات بہ رضا و رغبت یا بہ جبر وکراہت اسی کی بارگاہ میں سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور سب کو اسی کی بارگاہ میں واپس جانا ہے (۸۳) پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ ہمارا ایمان اللہ پر ہے اور جو ہم پر نازل ہوا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اسباط پر نازل ہوا ہے اور جو موسیٰؑ، عیسیٰ اور انبیاء کو خدا کی طرف سے دیا گیا ہے ان سب پر ہے۔ ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے ہیں اور ہم خدا کے اطاعت گزار بندے ہیں (۸۴) اور جو اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین تلاش کرے گا تو وہ دین اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت کے دن خسارہ والوں میں ہوگا (۸۵) خدا اس قوم کو کس طرح ہدایت دے گا جو ایمان کے بعد کافر ہوگئی اور وہ خود گواہ ہے کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں بھی آچکی ہیں بیشک خدا ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا (۸۶) ان لوگوں کی جزا یہ ہے کہ ان پر خدا، ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے (۸۷) یہ ہمیشہ اسی لعنت میں گرفتار رہیں گے۔ ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (۸۸) علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح

Presented by Ziaraat.com

کر لی کہ خدا غفور اور رحیم ہے (۸۹) جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیا اور پھر کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہ حقیقی طور پر گمراہ ہیں (۹۰) جنہوں نے کفر اختیار کیا اور کفر کی حالت میں مر گئے ان میں سے کسی سے اس قدر سونا بھی، جس سے روئے زمین بھر جائے، ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ اسے فدیہ میں دے دیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (۹۱)

تفسیر

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

اور اے میرے حبیب یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ میں تم کو کتاب اور حکمت دے لوں تو پھر وہ تمہارے پاس وہ رسول آئے گا وہ تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تم اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کے بارے میں انبیاء سے عہد لیا تھا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سے عہد لیا تھا کہ ہمارے اس نبی پر ایمان بھی لانا اور اس کی مدد بھی کرنا اور اس کے بارے میں اپنی اپنی امتوں کو خبر دینا۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر آج تک کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ رجعت میں وہ اس دنیا میں لوٹ کر آئے گا اور وہ حضرت رسول خدا پر ایمان لے کر آئے گا اس کو بیان کر رہا ہے۔ یعنی تم سب اس پر ایمان لانا۔

اور جب حضرت رسول خدا جہاد کا پرچم حضرت علی کے سپرد کریں گے تو اس وقت لَتَنْصُرُنَّهٗ ۔ یعنی اس وقت امیر المومنین علی علیہ السلام کی مدد کرنا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عالم ارواح میں فرمایا۔

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ

اور پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا ہے اور میرے اس عہد کو قبول کر لیا۔

اِصْرِىْ یعنی میرے عہد کو۔

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ ۔ تمام انبیا نے عرض کیا۔ ہاں ہم نے اقرار کیا اور اس عہد کو قبول بھی کر لیا ہے۔ پھر خدا نے فرمایا اے میرے فرشتوں۔ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱

Presented by Ziaraat.com

پس اے میرے فرشتو تم بھی گواہ دینا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور جو اپنے اس عہد سے مکر گیا تو وہ فاسقوں میں سے ہو جائے گا۔

اس آیت سے اور اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رجعت میں سارے انبیا بھی لوٹ کر آئیں گے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو تفسیر نور الثقلین میں امام صادق سے درج ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ جی ہاں حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک سارے نبی دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور وہ امیر المومنین کی فوج میں شامل ہونگے نیز اسی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ آیت ہے کہ جس کی تاویل ابھی تک ظاہر نہیں ہوگی لیکن ہر قیمت میں یہ ظاہر ہو کر رہے گی ایک دن آئے گا جب تمام انبیا اور مومنین جمع ہونگے اور اس دن رسول خدا جہاد کا پرچم علی علیہ السلام کے سپرد کریں گے اور علی علیہ السلام تمام مخلوقات کے سالار ہونگے اور تمام مخلوق آپ کے پرچم تلے جمع ہو کر آپ کی مدد کریں گے۔ (اور آپ کے ساتھ کفر کے خلاف جہاد کریں گے۔ مترجم)

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت اس آیت کے ساتھ جو سورۃ الاحزاب کی آیت ۷ میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ ۔ الایۃ اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح سے۔۔

یا وہ آیت جو سورہ اعراف میں ذکر ہوئی ہے۔ جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ... (سورہ اعراف ۔ ۱۷۲) اور یاد کرو جب آپ کے پروردگار نے اولاد آدم سے جو ان پشتوں میں ذریت تھی ان سے عہد لیا۔ یہ سارے خدا کے عہد پر دال میں اور ہم نے ان تینوں پر تینوں سورتوں میں بحث کی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ۔ یعنی کیا تم نے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ کے وصی کا اقرار کرنے کے بعد جو کہ دین خدا ہے اب کوئی غیر خدا کے دین کو تلاش کرتے ہو۔ یعنی خدا کا دین یہ ہے کہ خدا اور حضرت محمد اور ان کے وصی کا اقرار کیا جائے اور اس کے علاوہ یعنی دشمنان خدا اور رسول اور اولاد رسول کی اتباع غیر خدا کا دین ہے۔ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا حالانکہ زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ سارے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں خواہ وہ اطاعت گزار ہو کر یا جبر و اکراہ سے یعنی تلوار کے خوف سے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا لوگوں سے فرمائے گا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وصی کے دین کے علاوہ تم کسی اور دین کو تلاش کرتے تھے۔

اس کے بعد علامہ فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و مرسلین سے آپ کے بارے میں اقرار لے لیا اور ان

Presented by Ziaraat.com

کی کتابوں کے بارے میں تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

آپ فرمادیں۔ کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب علیہم السلام پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰ وعیسیٰ اور دوسرے انبیا علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے عطا ہوا ہے ہم اس سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان ہیں۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ

اور جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی اتباع کرے پس اس سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ جن لوگوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں خدا سے کیے ہوئے عہد کو توڑا اور رسول خداؐ کے بعد کفر اختیار کیا ان کے بارے میں خبر دے رہا ہے۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾

خدا اس قوم کو کیسے ہدایت کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئی ہو اور انہوں نے رسول کے برحق ہونے کی گواہی دی ہو اور ان کے پاس روشن نشانیاں آچکی ہوں بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ان لوگوں کی جزاء سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور وہ ہمیشہ اس لعنت میں ہی رہے گا ان سے عذاب کو ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی۔ سوائے ان لوگوں کے جو ان کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

اس سے پہلے والی آیت میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔ مگر جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے تو ان

Presented by Ziaraat.com

لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی ایسے لوگ گمراہ ہیں۔(89) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور وہ کفر کی حالت میں ہی مر گئے اگر ان میں سے کوئی اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کے لئے روئے زمین کے برابر سونا فدیہ دے تو اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ ساری آیات محمد وآل محمد کے دشمنوں کے بارے ہیں۔ کہ ان کا قیامت کے دن کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

آیت نمبر ۹۲ تا ۱۴۲

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ
اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ
فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ
لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ
مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ
عَلٰي مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

Presented by Ziaraat.com

اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا
وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ
وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

Presented by Ziaraat.com

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ
اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ
النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ
قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ
يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ
فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا

Presented by Ziaraat.com

ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ
بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا
لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا
يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا
خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ
تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ۧ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ
تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ ۙ اِذْ هَمَّتْ
طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ
رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ ؕ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا
وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ

Presented by Ziaraat.com

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ
شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ
النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۫ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۖ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ
جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

Presented by Ziaraat.com

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ
مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

ترجمہ

تم نیکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے راہِ خدا میں انفاق نہ کرو اور جو کچھ بھی انفاق کرو گے خدا اس سے بالکل باخبر ہے (۹۲) بنی اسرائیل کے لئے تمام کھانے حلال تھے سوائے اس کے جسے توریت کے نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل نے اپنے اوپر ممنوع قرار دے لیا تھا۔ اب تم توریت کو پڑھو اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو (۹۳) اس کے بعد جو بھی خدا پر بہتان رکھے گا اس کا شمار ظالمین میں ہوگا (۹۴) پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ خدا سچا ہے۔ تم سب ملّت ابراہیم کا اتباع کرو وہ باطل سے کنارہ کش تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے (۹۵) بیشک سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ مکّہ میں ہے مبارک ہے اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے (۹۶) اس میں کھلی ہوئی نشانیاں (مثلاً) مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ محفوظ ہو جائے گا اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا واجب ہے اگر اس راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو کافر ہو جائے تو خدا تمام عالمین سے بے نیاز ہے (۹۷) اے اہلِ کتاب کیوں آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے ہو جب کہ خدا تمہارے اعمال کا گواہ ہے (۹۸) کہئے اے اہلِ کتاب کیوں صاحبانِ ایمان کو راہِ خدا سے روکتے ہو اور اس میں کجی تلاش کرتے ہو جبکہ تم خود اس کی صحت کے گواہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۹۹) اے ایمان والو اگر تم نے اہلِ کتاب کے اس گروہ کی اطاعت کر لی تو یہ تم کو ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹا دیں گے (۱۰۰) اور تم لوگ کس طرح کافر ہو جاؤ گے جب کہ تمہارے سامنے آیاتِ

Presented by Ziaraat.com

الٰہیہ کی تلاوت ہو رہی ہے اور تمہارے درمیان رسول موجود ہے اور جو خدا سے وابستہ ہو جائے سمجھو کہ اسے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی گئی (۱۰۱) ایمان والو اللہ سے اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک نہ مرنا جب تک مسلمان نہ ہو جاؤ (۱۰۲) اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنّم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ (۱۰۳) اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے۔ برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں (۱۰۴) اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لئے عذابِ عظیم ہے (۱۰۵) قیامت کے دن جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم ایمان کے بعد کیوں کافر ہو گئے تھے اب اپنے کفر کی بناء پر عذاب کا مزہ چکھو (۱۰۶) اور جن کے چہرے سفید اور روشن ہوں گے وہ رحمت الٰہی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۱۰۷) یہ آیاتِ الٰہی ہیں جن کی ہم حق کے ساتھ تلاوت کر رہے ہیں اور اللہ عالمین کے بارے میں ہرگز ظلم نہیں چاہتا (۱۰۸) زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کے لئے ہے اور اسی کی طرف سارے امور کی بازگشت ہے (۱۰۹) تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظرِ عام پر لایا گیا ہے تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا لیکن ان میں صرف چند مومنین ہیں اور اکثریت فاسق ہے (۱۱۰) یہ تم کو اذیت کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جنگ بھی کریں گے تو میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور پھر ان کی مدد بھی نہ کی جائے گی (۱۱۱) ان پر ذلّت کے نشان لگا دیئے گئے ہیں یہ جہاں بھی رہیں مگر یہ کہ خدائی عہد یا لوگوں کے معاہدہ کی پناہ مل جائے۔ یہ غضبِ الٰہی میں رہیں گے اور ان پر مسکنت کی مار رہے گی۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ آیاتِ الٰہی کا انکار کرتے تھے اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ یہ نافرمان تھے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے (۱۱۲) یہ لوگ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ اہلِ کتاب ہی میں وہ جماعت بھی ہے جو دین پر قائم ہے راتوں کو آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتی ہے اور سجدہ کرتی ہے (۱۱۳) یہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیکیوں کا حکم دیتے

Presented by Ziaraat.com

ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ صالحین اور نیک کرداروں میں ہیں (۱۱۴) یہ جو بھی خیر کریں گے اس کا انکار نہ کیا جائے گا اور اللہ متقین کے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۱۵) جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے مال واولاد کچھ کام نہ آئیں گے اور یہ حقیقی جہنمی ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۱۱۶) یہ لوگ زندگانی دنیا میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی ہے جس میں بہت پالا ہو اور وہ اس قوم کے کھیتوں پر گر پڑے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اسے تباہ کر دے اور یہ ظلم ان پر خدا نے نہیں کیا ہے بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (۱۱۷) اے ایمان والو خبردار غیروں کو اپنا راز دار نہ بنانا یہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہ کریں گے۔ یہ صرف تمہاری مشقت و مصیبت کے خواہش مند ہیں۔ ان کی عداوت زبان سے بھی ظاہر ہے اور جو دل میں چھپا رکھا ہے وہ تو بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیوں کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اگر تم صاحبانِ عقل ہو (۱۱۸) خبردار۔۔۔ تم ان سے دوستی کرتے ہو اور یہ تم سے دوستی نہیں کرتے ہیں۔ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ سے انگلیاں کاٹتے ہیں۔ پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ تم اسی غصہ میں مر جاؤ۔ خدا سب کے دل کے حالات سے خوب باخبر ہے (۱۱۹) تمہیں ذرا بھی نیکی ملے تو انہیں برا لگے گا اور تمہیں تکلیف پہنچ جائے گی تو خوش ہوں گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کے مکر سے کوئی نقصان نہ ہوگا خدا ان کے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۰) اس وقت کو یاد کرو جب تم صبح سویرے گھر سے نکل پڑے اور مومنین کو جنگ کی پوزیشن بتا رہے تھے اور خدا سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۲۱) اس وقت جب تم میں سے دو گروہوں نے سستی کا مظاہرہ کرنا چاہا لیکن بچ گئے کہ اللہ ان کا سرپرست تھا اور اسی پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے (۱۲۲) اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی ہے جب کہ تم کمزور تھے لہٰذا اللہ سے ڈرو شاید تم شکر گزار بن جاؤ (۱۲۳) اس وقت جب آپ مومنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ خدا تین ہزار فرشتوں کو نازل کر کے تمہاری مدد کرے (۱۲۴) یقیناً اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے اور دشمن فی الفور تم تک آجائیں گے تو خدا پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جن پر بہادری کے نشان لگے ہوں گے (۱۲۵) اور اس امداد کو خدا نے صرف تمہارے لئے بشارت اور اطمینانِ قلب کا سامان قرار دیا ہے ورنہ مدد تو ہمیشہ صرف خدائے عزیز و حکیم ہی کی طرف سے ہوتی ہے (۱۲۶) تا کہ کفار کے ایک حصہ کو کاٹ

Presented by Ziaraat.com

دے یا ان کو ذلیل کر دے کہ وہ رسوا ہو کر پلٹ جائیں (۱۲۷) ان معاملات میں آپ کا کوئی حصّہ نہیں ہے۔ چاہے خدا توبہ قبول کرے یا عذاب کرے۔ یہ سب بہر حال ظالم ہیں (۱۲۸) اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے وہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی ہے (۱۲۹) اے ایمان والو یہ دوگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو کہ شاید نجات پا جاؤ (۱۳۰) اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے واسطے مہیا کی گئی ہے (۱۳۱) اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو کہ شاید رحم کے قابل ہو جاؤ (۱۳۲) اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنّت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اور اسے ان صاحبانِ تقویٰ کے لئے مہیا کیا گیا ہے (۱۳۳) جو راحت اور سختی ہر حال میں انفاق کرتے ہیں اور غصّہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۳۴) وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاوہ کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے (۱۳۵) یہی وہ ہیں جن کی جزا مغفرت ہے اور وہ جنّت ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور عمل کرنے کی یہ جزا بہترین جزا ہے (۱۳۶) تم سے پہلے مثالیں گزر چکی ہیں اب تم زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے (۱۳۷) یہ عام انسانوں کے لئے ایک بیان حقائق ہے اور صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (۱۳۸) خبردار سستی نہ کرنا۔ مصائب پر محزون نہ ہونا اگر تم صاحبِ ایمان ہو تو سر بلندی تمہارے ہی لئے ہے (۱۳۹) اگر تمہیں کوئی تکلیف چھو لیتی ہے تو قوم کو بھی اس سے پہلے ایسی ہی تکلیف ہو چکی ہے اور ہم تو زمانے کو لوگوں کے درمیان الٹتے پلٹتے رہتے ہیں تا کہ خدا صاحبانِ ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے اور وہ ظالمین کو دوست نہیں رکھتا ہے (۱۴۰) اور خدا صاحبانِ ایمان کو چھانٹ کر الگ کرنا چاہتا تھا اور کافروں کو مٹا دینا چاہتا تھا (۱۴۱) کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم جنّت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے جب کہ خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو بھی نہیں جانا ہے (۱۴۲)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

تم نیکی اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں راہ خدا میں خرچ نہیں کرو گے اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو خدا اس سے باخبر ہے علامہ فرماتے ہیں کہ لن تنالوا الثواب حتی تردوا علی آل محمد حقھم۔

تم لوگ ثواب حاصل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تم آل محمد علیہم السلام کا حق جو خمس اور انفال اور مال فئی ہے وہ ادا نہیں کرتے۔

گویا جس نے آل محمد کا حق ادا نہیں کیا اس کو اس کی نیکیوں کا ثواب نہیں ملے گا۔ خمس: مراد اپنے مال کی بچت کا پانچواں حصہ ادا کرنا انفال وہ غنائم جن کا مالک معین و معلوم نہ ہو یہ بھی آل محمد کا حق ہے۔ چونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے۔ تو یہ حق بھی امام کے پاس ہی آتا ہے الفی۔ مال غنیمت۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ

تمام کھانے بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے سوائے اس کے جسے تورات کے نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل نے اپنے اوپر ممنوع قرار دے لیا تھا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام کو عرق النساء کی بیماری تھی اور آپ جب بھی اونٹ کا گوشت کھاتے تو اس سے آپ کی درد میں اضافہ ہو جاتا تھا پس آپ نے اونٹ کا گوشت اپنے لئے ممنوع قرار دیا تو یہودیوں نے کہا کہ اونٹ کا گوشت تورات میں بھی حرام ہے (حالانکہ ایسا نہیں تھا) پس اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ حضرت اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت فقط اپنی ذات پر حرام قرار دیا تھا اور دوسرے لوگوں پر انہوں نے حرام نہیں قرار دیا تھا۔ اور تورات میں اس کی حرمت ذکر نہیں ہوئی خود تورات کی تلاوت کر کے دیکھ لو اگر تم سچے ہو۔ یہ یہود کے حالات سے حکایت ہے لیکن الفاظ خبر کے الفاظ ہیں۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ مکہ میں ہے جو مبارک اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے۔

مکہ بکہ کی وجہ علامہ فرماتے ہیں کہ بکہ کا معنی وہ مقام جہاں بار بار ہجوم ہو اور چونکہ مکہ میں ہر سال حج کا ہجوم ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو بکہ کا نام دیا گیا ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ قیامت کے دن اسی مقام پر لوگوں کا ہجوم ہوگا۔

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ

Presented by Ziaraat.com

اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم ہے۔ جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ امن امان میں ہوگا۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حفص بن البختری سے اور انہوں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی حرم کی حدود کے باہر زنا کرے اور وہ بعد میں حرم میں چلا جائے اور اس میں پناہ لے لے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس سے بات چیت کی جائے گی اور نہ ہی اس کو کھانا پینا دیا جائے اور نہ ہی اس سے خرید و فروخت کی جائے۔ اگر اس کے ساتھ ایسا کیا جائے گا تو امید ہے کہ وہ حرم سے باہر آ جائے گا اور پھر اس پر حد جاری کی جائے گی۔

اور اگر وہ حرم کی حدود میں زنا کرے تو اس پر حرم کی حدود میں یہی حد جاری کر دی جائے گی کیونکہ اس نے حرم کی عزت و احترام کا لحاظ نہیں کیا تو اس کی بھی عزت و احترام کا خیال نہیں کیا جائے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾

اور اللہ تعالیٰ کی رضایت و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے لوگوں میں سے جو اس تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو اس پر اس کا حج واجب ہے اور جو کوئی کفر اختیار کرے گا تو خدا تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

یعنی جو حج کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج کو چھوڑ دے اور انجام نہ دے پس وہ کافر ہے۔

استطاعت سے مراد یہ ہے اس کے طاقت بھی اور زاد راہ بھی ہو سواری کے اسباب بھی اس کے پاس ہوں۔

(تفسیر نور الثقلین میں اسی آیت کو ذیل میں ایک روایت درج ہے جن میں رسول خدا نے امیر المومنین کو وصیت کی ہے آپ نے فرمایا: یا علیؑ جو فریضہ حج کو ٹالتا ہے جب اس پر حج واجب ہے اور وہ مر گیا ہے خداوند اس کو بروز محشر یہودی یا نصرانی محشور کرے گا۔ (مترجم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾

اے ایمان والو اللہ سے ایسے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہو کر مرنا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ اللہ سے ایسے ڈر جیسے ڈرنے کا حق ہے۔ یہ آیت کا حصہ منسوخ ہو چکا ہے اور اس کا ناسخ یہ آیت ہے جس میں ارشاد قدرت ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (سورۃ التغابن ۱۶) یعنی اپنی استطاعت کے برابر اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا

اور تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔

Presented by Ziaraat.com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابوالضارو نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ اللہ کی رسی سے مراد اس کی توحید اور ہماری ولایت ہے۔ وَّلَا تَفَرَّقُوْا اور تم تفرقہ میں نہ پڑو۔

اسی کے بارے میں آپ نے فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ یہ امت اپنے نبی کے بعد اختلافات کرے گی اور فرقوں میں بٹ جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وقت سے قبل اس اختلاف اور تفرق سے منع کیا ہے۔ اور ان کو حکم دیا ہے وہ آل محمد کی ولایت و محبت پر جمع ہو جائیں اور تفرقہ بازی نہ کریں۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ..... اور تم خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دی اور تم اس کی اس نعمت کی وجہ سے بھائی بھائی بن گئے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں یہ آیت قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان دونوں کے درمیان سو سال سے عداوت اور دشمنی چل رہی تھی اور یہ ہر وقت حالت جنگ میں رہتے تھے دن رات یہ اپنا اپنا اسلحہ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور ان کی اس جنگ کی حالت میں ان کی کئی نسل پیدا ہو چکی تھیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور آپ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ نے ان کے درمیان صلح کروائی اور رسول خدا کی برکت کی وجہ سے ان کے دلوں سے عداوت اور دشمنی ختم ہوئی اور یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور وہ روایت جس کو ابوجارود نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس فرمان کے بارے کہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ..... تمہارے درمیان ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے۔

فرمایا کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں ہے جو آل محمد کی اتباع کرنے والے ہیں یہ ہی خیر اور اچھائی کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور نیکیوں کا حکم اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

قیامت کے دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے پس وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا تھا اب اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کا ذائقہ چکھو۔ اور وہ لوگ جن کے چہرے روشن و سفید ہونگے وہ تو اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور وہ اس رحمت میں ہمیشہ خوش رہیں گے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابوالجارود سے اور انہوں نے عمران بن ھیثم سے اور انہوں نے مالک بن ضمرہ سے اور انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: کہ جب یہ آیت

''یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ'' نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے افراد پانچ قسم کے پرچموں کے زیر سایہ میرے سامنے پیش ہونگے۔ ایک پرچم اس امت کے ''بچھڑے'' کے ہاتھ میں ہوگا اس کے پرچم تلے آنے والے لوگوں سے پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ''ثقلین'' (قرآن اور اہلبیت) کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن کے مفہوم کو بدلا تھا اور ہم نے اسے پس پشت پھینک دیا تھا۔ اور ثقل اصغر (اہل بیت) سے ہم نے بغض وعناد رکھا تھا اور ہم نے ان پر ظلم کیا تھا۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم تشنہ لب ہوکر دوزخ میں چلے جاؤ تمہارے چہرے سیاہ ہونگے پھر اس امت کا ایک فرعون پرچم لے کر آئے گا۔ میں ان سے پوچھوں گا کہ میرے بعد تم نے ''ثقلین'' کیساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

وہ کہیں گے کہ ثقل اکبر (قرآن) کے معانی کو ہم نے بدلا تھا اور اسے پھاڑا تھا اور ہم نے اس کی مخالفت کی تھی اور ثقل اصغر (اہل بیت) سے ہم نے عداوت کی تھی اور ان سے جنگ کی تھی۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم سیاہ چہرے ہوکر تشنہ لب ہوکر دوزخ میں چلے جاؤ۔ پھر اس امت کا سامری ایک پرچم لے کر آئے گا۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم نے ''ثقلین'' کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

وہ کہیں گے کہ ''ثقل اکبر'' کی ہم نے نافرمانی کی تھی اور ہم نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اور ثقل اصغر سے ہم نے جنگ کی تھی اور انہوں قتل کیا تھا۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم بھی سیاہ چہرے لے کر تشنہ لب ہوکر دوزخ میں چلے جاؤ۔ پھر ''ذی الثدیہ'' اپنے پرچم تلے تمام خوارج کو لیکر میرے پاس آئے گا۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم نے میرے بعد 'ثقلین' سے کیا سلوک کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ''ثقل اکبر'' کو ہم نے پھاڑ ڈالا تھا اور اس سے بیزاری اختیار کی تھی جبکہ ثقل اصغر سے ہم نے جنگ کی تھی اور انہیں قتل کیا تھا۔

میں ان سے کہوں گا کہ تم بھی سیاہ چہرے لیکر تشنہ لب ہوکر دوزخ میں چلے جاؤ۔ پھر میرے پاس امام المتقین سید الوصیین، قائد الغر المحجلین اپنا پرچم لیکر آئیں گے میں ان سے کہوں گا کہ تم نے میرے بعد ''ثقلین'' سے کیا سلوک کیا تھا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کی اتباع کی تھی اور اسکی اطاعت کی تھی اور ثقل اصغر (اہل بیت) سے ہم نے محبت کی تھی اور ان سے دوستی رکھی تھی اور ہم نے ان کی مدد کی تھی اور ان کی مدد کرتے ہوئے ہم نے اپنی جانیں قربان کی تھیں۔۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم شادکام ہوکر روشن چہرے لیکر جنت میں داخل ہوجاؤ۔ پھر رسول خدا نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

''یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ

Presented by Ziaraat.com

اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾"

جس دن کچھ چہرے سفید ہونگے اور کچھ چہرے سیاہ ہونگے جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا؟ پس تم اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کا مزا چکھو۔ اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہونگے وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں ہونگے۔

قول خدا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾"

تم بہترین امت ہو جس کو لوگوں کے لئے نمونہ بنا کر لایا گیا ہے (تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور آپ نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن سنان سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام کے سامنے اس آیت "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾" کی تلاوت کی۔ پس آپؑ نے فرمایا یہ کیسی خیر امت ہے کہ جنہوں نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حسن و حسین علیہم السلام کو قتل کیا ہو وہ بھلا خیر امت کیسے ہو سکتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں پھر یہ آیت کیف نزلت کیسے نازل ہوئی تھی؟ آپؑ نے فرمایا یہ آیت یوں تھی۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" یعنی تم بہترین آئمہ ہو جن کو لوگوں کے لئے نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کی اللہ تعالیٰ ان کی یوں مدح سرائی کر رہا ہے۔

"تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ" جو لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور خدا پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا اس آیت سے مراد امت نہیں بلکہ آئمہ اہل بیت مراد ہیں اور یہ ان کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

"ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

Presented by Ziaraat.com

'' یہ جہاں بھی ہونگے ان پر ذلت کی مار پڑ چکی ہے البتہ اگر انہیں خدائی عہد یا لوگوں کے معاہدے کی پناہ مل جائے تو وہ مستثنیٰ ہیں اور یہ عذاب خداوندی میں گھر چکے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں حبل اللہ سے مراد وہ عہد ہے جو خدا کی طرف سے ہے منا الناس سے مراد فقط رسول سے کیا ہوا عہد و پیمان ہے۔

''وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ'' اور ان پر محتاجی کو مسلط کر دیا گیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں الْمَسْكَنَةُ سے مراد بھوک و تنگدستی ہے۔

''وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۱۱۵﴾'' اس کے بعد خداوند متعال فرماتے ہیں کہ تمام اہل کتاب برے نہیں بلکہ کچھ وہ بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور نیکی کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور یہ ہی صالح لوگ ہیں۔ پھر فرمایا: ''وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ'' ایسے لوگ جو نیکیاں کرتے ہیں ان کی قدر کی جائے گی اور ان کا انکار نہ کیا جائے گا اور اللہ پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔

اور اس کے بعد والی آیت اللہ فرماتا ہے کہ جو کفار ہیں ان کا مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔ یہ ہی لوگ جہنمی ہیں اور یہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہنے والے ہیں۔ اور پھر اللہ ان کافروں کے خرچ کئے ہوئے مال کی مثال دیتے ہوئے کہ جو انہوں نے اللہ کی نافرمانی میں مال خرچ کیا اس کے بارے میں فرماتا ہے: ''مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۶﴾'' یہ لوگ جو اس دنیاوی زندگی میں خرچ کر رہے ہیں اس کی مثال ایسی ہوا جیسی ہے جس میں ٹھنڈک بہت زیادہ ہو اور وہ ہوا سرد ان لوگوں کے کھیتوں پر چلے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دے خدا ان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد دوبارہ اللہ مومنین سے خطاب کر رہا ہے۔

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ'' اے ایمان والو! اپنے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا راز دار مت بناؤ۔

یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی اے ایمان والو تم یہودیوں کو اپنا راز دار مت بناؤ۔

'لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا'' وہ تمہیں نقصان دینے میں کوئی موقع ضائع نہیں کریں گے۔ یعنی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے وہ ہمیشہ تم لوگوں کو نقصان دینے کے درپے رہیں گے۔ اور وہ تمہاری تکلیف پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے دل کی دشمنی اور عداوت ان کے منہ پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ تم ان کو دوست رکھتے ہو لیکن یہ تم لوگوں کو دوست نہیں رکھتے حالانکہ تم

Presented by Ziaraat.com

تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو ''عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ'' وہ شدید غیظ وغضب میں اپنی انگلیاں کاٹنے لگ جاتے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے: آپ فرمادیں کہ تم اپنے غصہ میں مرے جاؤ۔ خدا تمہارے سینوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔

''وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾'' اور اس وقت کو یاد کرو جب آپ صبح کے وقت گھر سے نکلے تھے اور آپ اہل ایمان کو جنگ کے لئے مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے صفوان سے اور انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے ابو بصر سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب مکہ کے قریش حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لئے آئے تو حضرت رسول خدا بھی اپنا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں آئے اور آپ نے اہل ایمان کی جنگ کے لئے صف بندی کی تو اس وقت کو خدا اپنے رسول کو یاد کروا رہا ہے۔

''اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾''

اور یاد کرو اس وقت کو جب تم میں سے دو گروہوں نے سستی کا مظاہرہ کیا اور چاہا کہ راستے سے مڑ جائیں حالانکہ خدا ان کا مددگار تھا اور اہل ایمان کو فقط خدا پر توکل کرنا چاہیئے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کی قوم میں سے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول خدا کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو ترک کر دیا اور اس رسول خدا کی مدد و نصرت کرنے کی بجائے اس کے ساتھ مل کر منہ پھیرا اور مدینہ میں ہی رہ گئے اور یہ سب کچھ جنگ احد کے وقوع کے وقت ہوا۔ جنگ احد کے واقع ہونے کا سبب یہ تھا جب مکہ کے قریش والوں کو جنگ بدر میں شکست سے دوچار ہونا پڑا اور وہ شکست خوردہ مکہ واپس گئے اور جوانوں کو قتل اور اسارت کی سختی برداشت کرنا پڑی۔ کیونکہ جنگ بدر میں ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر سے زیادہ زخمی ہوئے اور قیدی بھی ہوئے۔ اور باقی ماندہ لشکر قریش ذلیل و رسوا ہو کر مکہ پہنچا تو مکہ کی عورتیں اپنے اپنے مقتولین پر گریا کرنے لگیں تو ابوسفیان نے ان کو رونے سے منع کر دیا اور قریش سے کہا کہ اے قریش اپنی عورتوں کو اپنے مقتولین پر رونے سے روکو کیونکہ رونے سے دل کا غبار ہلکا پڑ جاتا ہے اور اس سے تمہارے دلوں سے محمدؐ اور اس کے اصحاب کے بارے میں تمہاری دشمنی کم ہو جائے گی۔ اور اس سے محمدؐ اور اس کے اصحاب ہماری مصیبت پر خوش ہونگے۔

پس جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں احد کے دن آئے تو اس وقت ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو رونے

Presented by Ziaraat.com

کی اجازت دی۔ جب ایک سال کے بعد دوبارہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں جنگ کے ارادہ سے احد کی طرف نکلے تو ابوسفیان کے ساتھ ایک لشکر گراں تھا جس کو وہ ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو اس کے لشکر میں تین ہزار سوار اور دو ہزار پیدل لشکر تھا اور ان کے ساتھ عورتیں بھی آئیں اور ان سے کہا کہ اپنے لشکر والوں کو اپنے مقتولین کو یاد کروانا اور ان کو محمد کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنا اسی غرض سے ابوسفیان کے ساتھ اس کی بیوی ہندا بنت عتبہ اور ان کو گوں کے ساتھ عمرہ بنت علقمہ کو اپنے ساتھ لائے جو لوگوں کے جذبات کو ابھارنے میں مہارت رکھتی تھی۔

جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں اطلاع ملی اور ان کفار کے لشکر کے بارے میں آپ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے اپنے تمام اصحاب کو جمع کیا اور ان کو خبر دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ مکہ کے قریش نے اجتماع کیا ہے اور ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کو ان کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ کیا اور ان کو مقابلے اور جہاد کی ترغیب دی تو اس وقت عبداللہ بن ابی (جو منافقین کا سردار تھا) اور اس کے ساتھی بولے کہ ہمارا مشورہ ہے کہ ہمیں اپنے شہر سے باہر نہیں جانا چاہیئے اور یہاں ہی رہ کر ان کفار کا مقابلہ کرنا چاہیئے کیونکہ قریش کو ہمارے شہر کی گلیوں اور کوچوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ جب قریش کی افواج شہر میں داخل ہونگی تو ہمارے بوڑھے اور کمزور اور عورتیں بھی چھتوں سے ان کا مقابلہ کریں گے۔

اور جنگ اتنی آسان ہو جائے گی کہ ہماری عورتیں اور ہمارے غلام بھی اس میں حصہ لیں گے اور یوں ہم دشمن کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ہم اپنے گھروں میں رہیں گے اور اگر ہم یہاں سے نکل گئے تو پھر ہمیں اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں کامیابی نہیں ہوگی۔ اور جب عبداللہ بن ابی کا مشورہ ختم ہوا تو اس کے بعد قبیلہ اوس کے سعد بن معاذ نے عرض کیا!

یارسولؐ اللہ! جب ہم مشرک تھے اور بت پرست تھے اس وقت کسی نے بھی ہم پر فتح حاصل نہیں کی تھی اور اب جب کہ ہم توحید پرست ہیں اور آپ بھی ہمارے درمیان موجود ہیں تو اب ہمیں کیوں گھبرانا چاہیئے۔ ہم شہر سے نکل کر ان کا مقابلہ کریں گے اور ان کے خلاف جہاد کریں گے پس جو ہم سے مر گیا وہ شہید قرار پائے گا اور جو ان کے مقابلے میں کامیاب ہو گیا وہ مجاہد راہ خدا قرار پائے گا۔ پس حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کی رائے کو قبول کیا اور اس کو پسند کرتے ہوئے مدینہ سے باہر جانے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم شہر سے باہر جا کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ اور آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل پڑے اور مقابلے کے لئے میدان کو تلاش کرنا شروع کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ"

اور یاد کریں اس وقت کو جب آپ صبح کے وقت گھر سے نکلے تھے اور آپ مومنین کو جنگ کے لئے مورچوں پر بٹھا رہے

Presented by Ziaraat.com

تھے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے جب مومنین کے دو گروہوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

وہ گروہ جس نے بزدلی کا ارادہ کیا تھا یہ وہی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی تھے۔ جو آپؐ سے الگ ہوئے تھے۔ (اس کی وجہ یہ تھی کیونکہ رسول خداؐ نے ان لوگوں کے مشورے کو قبول نہیں کیا اس وجہ سے وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے) پس جب رسولؐ خدا نے اپنے لشکر کو اس راستے پر ڈالا جو عراق کی طرف سے آ رہا تھا تو عبداللہ بن ابی اور اس کی قوم والے جہاد سے منہ موڑ کر واپس چلے گئے۔ اور قبیلہ خزرج کے کچھ افراد بھی ان کے پرچم کی اتباع کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات سو کا لشکر تھا۔ اور آپ کا لشکر قریش کے ساتھ آمنا سامنا احد کے پہاڑ کے قریب ہوا۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کے ساتھ عبداللہ بن جبیر کو ایک درے پر متعین فرمایا اور فرمایا کہ تم نے اس درے کو کسی قیمت پر خالی نہیں چھوڑنا۔ حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ ہم نے لشکر قریش کو شکست دے دی ہے اور ان کو مکے کے گھروں میں داخل کر آئے ہیں تب بھی تم لوگوں نے اس درے کو نہیں چھوڑنا۔ اور تم دیکھو کہ ہم شکست کھا چکے ہیں اور لشکر قریش مدینہ میں داخل کر آیا ہے تب بھی آپ لوگوں نے اس درے کو نہیں چھوڑنا اور اپنے اس مقام پر ثابت قدم رہنا ہے۔

ابوسفیان نے خالد بن ولید کو کچھ سواروں کے ساتھ اس پہاڑ کے پیچھے متعین کرتے ہوئے کہا کہ جب تم دیکھو کہ ہم لشکر محمدؐ کے ساتھ جنگ میں مخلوط ہو چکے ہیں تو اس درے کے راستے پیچھے سے حملہ کر دینا۔ پس جب رسول خدا نے لشکر مرتب کر لیا اور ہر ایک کو اپنے محل پر قرار دیا اور لشکر اسلام کا پرچم امیر المومنین علی علیہ السلام کے سپرد کیا۔ پس لشکر اسلام نے قریش کے مشرکین پر حملہ کیا حملہ اس قدر شدید تھا کہ قریش کے مشرکوں کو بہت بری ہزیمت اٹھانا پڑی اور ان کو شکست فاش ہوئی اور سارا لشکر قریش فرار کر گیا۔ اور اصحاب رسول ان کے مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ اس دوران خالد بن ولید نے اس درے سے حملہ کرنے کی کوشش کی تو عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے اس پر تیر باری کر دی جس سے اس کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔

جب عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے دیکھا کہ جنگ ختم ہو چکی ہے اور اصحاب رسول خدا مال غنیمت کو سمیٹ رہے ہیں تو ان لوگوں نے عبداللہ سے کہا کہ ہم یہاں کھڑے ہیں اور دوسرے لشکر والے مال غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں اور ہم مال غنیمت سے محروم رہ جائیں گے لہٰذا ہمیں بھی یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ تو جناب عبداللہ بن جبیر نے فرمایا: خدا کا خوف کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ رسول خداؐ نے ہمیں بہت زیادہ تاکید کی ہے کہ اس درے کو نہیں چھوڑنا لیکن انہوں نے عبداللہ کی بات کو نہ مانا اور ایک ایک کر کے اپنے مقام کو چھوڑتے گئے یہاں تک کہ عبداللہ بن جبیر کے ساتھ صرف بارہ افراد تیر انداز رہ گئے۔

قریش کا پرچم بردار طلحہ بن ابی طلحہ عبدوی تھا جو عبدالدار کے قبیلہ سے تھا۔ اس نے مبارزہ کیا اور آواز دی اے محمدؐ! تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ اگر ہم تمہاری تلواروں سے قتل ہو جاؤ گے تو تم جنت میں جاؤ گے پس جو شخص تم میں سے جنت میں جانا چاہتا ہے وہ میرے مقابلے میں آئے تو امیر المومنین علی علیہ السلام اس کے مقابلے میں آئے اور یوں شعر پڑھے۔

Presented by Ziaraat.com

یا طلح ان کنت کما تقول
لنا خیون و لکم نصول
فاثبت لنظر اینا المفتول
واینا اولی بما تفول
فقط اتاك الاسدا لصول
بصارم یس به فلول
بنصرة القاهر والرسول

پس طلحہ نے کہا اے جوان تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: میں علی ابن ابی طالب ہوں تو طلحہ نے کہا۔ اے قضیم میں جانتا تھا کہ تیرے علاوہ کوئی اتنی جرأت نہیں کرے گا جو میرے مقابلے میں آئے پس اس نے امیر المومنین پر ایک شدید حملہ کیا جس کو امیر المومنین نے اپنی ڈھال کے ذریعے ناکام کیا اور پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اس کی ران پر ایک بھرپور وار کیا جس سے اس کی دونوں رانیں مکمل طور پر کٹ گئیں۔ اور وہ ملعون پشت کے بل زمین پر گر گیا اور اس کے ہاتھوں سے پرچم بھی گر گیا پس علی علیہ السلام اس کو جلدی قتل کرنے کے لئے حملہ آور ہوئے تو اس نے آپ کو رشتہ داری کی قسم دی پس آپ نے اس کے قتل سے منہ موڑ لیا اور اس کو چھوڑ کر چلے گئے تو اس پر باقی مسلمانوں نے عرض کیا اے علیؑ آپ نے اس کو قتل کیوں نہیں کیا تو آپؑ نے فرمایا: میں نے اس پر ایسی کاری ضرب لگا دی ہے کہ وہ زندہ نہیں بچے گا۔

اس کے بعد کفر کا پرچم اس کے بھائی ابوسعید بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس کو بھی قتل کر دیا تو کفر کا پرچم پھر زمین بوس ہو گیا۔ پھر اس پرچم کو شافع بن ابی طلحہ نے اٹھایا پس علی علیہ السلام نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور پرچم پھر زمین بوس ہو گیا تو پھر اس پرچم کو ابوعذیر بن عثمان نے اٹھایا پس آپؑ نے پھر اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور پرچم پھر زمین بوس ہو گیا پھر اس پرچم کو عبداللہ بن ابی جمیلہ بن زھیر نے اٹھایا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو قتل کر دیا اور پرچم کفر پھر زمین بوس ہو گیا۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے بنی عبدالدار کے قبیلہ کا نواں فرد جو قتل کیا وہ طاۃ بن شرجیل تھا۔ اس نے مبارزہ کیا آپ نے اس کو بھی قتل کیا اور پرچم کفر پھر زمین بوس ہو گیا۔

پھر اس کے بعد اس قبیلے کے غلام صواب نے پرچم کفر کو اٹھایا تو امیر المومنین نے اس کے دائیں ہاتھ پر وار کیا وہ ہاتھ کٹ گیا تو اس نے پرچم کو بائیں ہاتھ میں کیا آپؑ نے اس پاتھ پر بھی وار کر دیا جس سے وہ ہاتھ بھی کٹ گیا اور کفر کا ہر چم ایک بار پھر زمین بوس ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کے باوجود بھی پرچم کو اٹھایا اور پھر اس نے آواز دی اے عبدالدار کی اولاد کیا میرے اور تمہارے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے؟ پس امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے سر پر وار کیا اور اس کو بھی قتل کر

Presented by Ziaraat.com

دیا۔اور پرچم پھر زمین بوس ہوگیا۔اس کے بعد عمرہ بنت علقمہ الحارثیہ نے اٹھایا اور اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اور ادھر دوسری طرف خالد بن ولید نے عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تو عبداللہ کے ساتھی فرار کر گئے چند افراد بچ گئے جن کو خالد بن ولید نے اس درے پر قتل کر دیا اور خالد کے لشکر نے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان پر تلواروں سے حملہ کر دیا جب لشکر قریش نے جنگ میں دیکھا کہ ان کا پرچم پھر سربلند ہوگیا ہے وہ متفرق ہو چکے تھے وہ واپس آئے اور انہوں نے سامنے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔اس سے اصحاب رسول کو بہت بڑی ہزیمت اٹھانا پڑی۔اور بری شکست کا سامنا کرنا پڑا۔تو تمام اصحاب چاروں طرف پہاڑوں پہ دوڑ کر چڑھ گئے۔پس جب حضرت رسول خدا نے اس ہزیمت کو دیکھا تو آپ نے اپنے سر سے جنگ کا خول تار کر اعلان کیا۔اے میرے اصحاب میں رسول خدا ہوں، میں زندہ ہوں۔تم کہاں فرار ہو رہے ہو؟

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں نے ھشام سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے طلحۃ بن ابی طلحۃ کے اس قول کا معنی پوچھا گیا جو اس نے امیر المومنین علیہ السلام کے مقابلے میں مبارزہ کے وقت بولا تھا۔اے قضیم۔اس کا معنی کیا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت رسول خدا مکہ میں تشریف فرما تھے۔حضرت ابوطالب علیہ السلام کی مقام و منزلت اور رعب کی وجہ سے کسی کافر میں جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کرے۔لیکن وہ اپنے بچوں سے رسول خدا پر حملہ کرواتے تو جب بھی حضرت رسول خدا گھر سے باہر جاتے تو کفار کے بچے آپ کو پتھر مارتے اور مٹی ڈالا کرتے تھے۔پس ایک دن رسولؐ خدا نے علی علیہ السلام سے ان بچوں کی شکایت کی۔پس علی علیہ السلام نے عرض کیا میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہو جائیں یا رسول اللہ: آج کے بعد آپؐ جب بھی گھر سے جانے کا ارادہ کریں تو آپ مجھے ساتھ لے جایا کریں۔پس رسول خدا گھر سے باہر نکلے تو علی علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔پس کفار کے بچوں کے اپنی عادت کے حساب سے آپ سے گستاخی کی۔امیر المومنین نے ان بچوں پر حملہ کر دیا۔کسی کا منہ توڑ دیا تو کسی کا ناک اور کسی کا کان مروڑ دیا تو بچے روتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور ہر بچہ یہی کہہ رہا تھا علی نے ہماری ہڈیاں توڑ دی ہیں اس سے آپ کا نام پڑ گیا قضیم (یعنی ہڈیاں توڑنے والا)۔

شفیق بن سلمۃ نے ابووائلۃ سے روایت کی ہے۔وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک شخص کے ساتھ چل رہا تھا کہ میں نے اس سے ایک ھمھمہ کی آواز سنی جو وہ کچھ گنگنا رہا تھا۔پس میں نے اس سے کہا خاموش ہو جاؤ۔اے فلاں تم کیا آواز نکال رہے ہو؟ اس نے مجھے جواب میں کہا۔وائے ہو تم پر کیا تم نے کبھی بار بار حملہ کرنے والے شیر کو جو شیر کا بیٹا ہو کبھی دیکھا جو دو دو تلواروں اور برچھوں سے حملہ کرنے والا ہے۔اور اگر نہیں دیکھا تو ادھر دیکھو۔پس میں جب متوجہ ہوا تو میں نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔اس نے مجھ سے کہا کہ میرے قریب آؤ میں تجھے ان کی شجاعت و بہادری کے بارے میں خبر دیتا ہوں۔ہم نے احد کے دن حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عہد پر بیعت کی تھی۔ہم

Presented by Ziaraat.com

جنگ سے فرار نہیں کریں گے پس جو ہم سے فرار کر گیا وہ گمراہ ہوگا۔ اور جو ہم میں سے جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائے گا وہ شہید ہوگا۔ اور نبی اکرمؐ اس کی جنت کے ضامن ہونگے۔

لیکن جب ہم پر ایک سو بہادروں اور سورماؤں نے حملہ کر دیا کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سو سو بہادر اور سورماء تھے۔ پس ہم ان کے شدت حملہ کے مقابلہ میں عاجز آ گئے اور ہم نے فرار کرنا شروع کر دیا۔ پس میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا جو بپھرے ہوئے شیر کی مانند تھا اور وہ اس وقت ایک مٹھی کنکریاں اٹھاتے اور اس کو ہمارے چہروں کی طرف پھینکتے اور فرماتے تمہارے چہرے بگڑ جائیں۔ اور تم مارے جاؤ۔ فنا ہو جاؤ۔ برباد ہو جاؤ تم رسول خدا کو چھوڑ کر کہاں فرار کر رہے ہو؟ جہنم کی طرف جا رہے ہو۔ پھر وہ دوبارہ ہمارے اوپر چلائے اور آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی کہ جس سے موت ٹپک رہی تھی۔ اور فرما رہے تھے کہ اے لوگو! تم نے بیعت کی تھی اور اب فرار کر کے تم نے بیعت کو توڑا دیا ہے۔

پس خدا کی قسم سب سے سزاوار اور بہتر یہ ہے کہ تم سے جنگ کی جائے پس میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کی طرف دیکھا تو گویا وہ آگ کے انگاروں کی مانند سرخ تھیں جیسے وہ خون سے پر شدہ دو برتن ہوں۔ پس میں یہ گمان کر رہا تھا کہ یہ ہم پر حملہ کرے گا اور ہم سب کو کھا جائے گا۔ تمام اصحاب میں سے میں آپ کے پاس سب سے پہلے آیا اور عرض کی اے ابوالحسن عرب والوں کی عادت ہے کہ حملہ کرتے ہیں اور پھر اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں جبکہ آپ حملہ کر رہے ہیں لیکن آپ جگہ بھی نہیں چھوڑتے آپ نے میری طرف سے منہ موڑ لیا۔ اور کچھ دیر میں رکا کہ آپ کا رعب میرے دل میں ایسا قائم ہوا کہ وہ رعب آج تک ختم نہیں ہوا ہے۔

احد میں کفار کے لشکر کا حملہ اس قدر شدید تھا کہ تمام اصحاب و انصار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے آپ کے ساتھیوں میں سے سوائے ابو دجانہ انصاری و سماک بن خرشہ اور امیر المومنین علیہ السلام کے باقی سب چھوڑ گئے تھے۔ پس جب بھی کوئی لشکر کا دستہ رسول خدا پر حملہ کرتا تو ان کا سامنا حضرت علی علیہ السلام کرتے اور ان کو رسول خدا سے دور کرتے رسول خدا کے دفاع میں لڑتے لڑتے علی علیہ السلام کی تلوار ٹوٹ گئی اور ادھر رسول خدا کے پاس صرف ایک خاتون جس کا نام نسیبہ بن کعب مازینہ بچ گئی اور یہ مستور جنگ میں رسول خدا کے ساتھ جاتی تھی تا کہ زخمیوں کو مرہم پٹی کرے۔ اس کا ایک بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا جو فرار کرنا چاہتا تھا تو اس نے آواز دی اے بیٹا۔ خدا اور اس کے رسول کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔ تو پس اس کی آواز پر وہ واپس لوٹا تو اس پر ایک کافر نے حملہ کر دیا جس سے وہ شہید ہو گیا پس اس مستور نے اپنے بیٹے کی تلوار کو اٹھایا اور اسی کافر پر حملہ کر دیا اور اس کی ران پر تلوار ماری اور پھر اس کو قتل کر دیا۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسیبہ کی بہادری کو دیکھا تو آپ نے اس کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ اے نسیبہ خدا آپ کو برکت دے کہ تو نے رسول خدا کا دفاع کیا اور دفاع رسول میں تیرا سینہ اور ہاتھ زخمی ہوئے اور اس کے علاوہ بھی اس کو بہت زیادہ زخم لگے۔

Presented by Ziaraat.com

ابن قمیۃ ملعون نے حضرت رسول خدا پر حملہ کر دیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میں محمدؐ کو دیکھ رہا ہوں اگر محمدؐ کامیاب ہو گیا تو میں کامیاب نہیں ہو سکوں گا۔ پھر اس نے حضرت پر وار کیا اور پھر اس نے آواز بلند کر دی لات وعزیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کی طرف دیکھا جو مہاجرین میں سے تھا۔ جس نے خوف کے مارے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی ڈال گرا دی اور وہ سخت ہزیمت اور خوف میں تھا۔ تو آپؐ نے اس کو آواز دی۔ اے خوف و ہراس کے مارے ہوئے شخص اپنا ڈال پھینک دے اور خود چلے جاؤ۔ پس اس نے اپنی ڈال کو پھینک دیا اور خود فرار کر گیا۔ پس رسول خدا نے نسیبہ سے فرمایا کہ تم اس ڈال کو پکڑ و پس اس نے تمام مشرکین سے بے نیاز ہو کر اس ڈال کو اٹھایا اور مشرکین سے جنگ شروع کی اور دفاع رسول خدا کیا پس رسول خدا نے فرمایا کہ نسیبہ مقام فلاں۔ فلاں سے افضل ہے۔

جب امیر المومنین علیہ السلام کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک مرد اپنے اسلحہ کے ساتھ ہی لڑتا ہے۔ اور میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ پس حضرت رسول خدا نے آپ کو اپنی تلوار کہ جس کا نام ذوالفقار تھا۔ وہ آپ کو عطاء کی اور فرمایا اے علی اس کے ساتھ جنگ کرو۔ پس جو بھی حضرت رسول خدا پر حملہ کرنے کے لئے آگے آتا تو امیر المومنین اس کا سامنا کرتے اور اس کو آپؐ سے دور کرتے پس جب اس کو دور کرتے تو پھر رسول خدا کو دیکھتے اور آپ کے پاس واپس آتے۔ پس آپ نے رسول خدا کو احد پہاڑ کے دامن میں محفوظ مقام تک پہنچایا جس سے صرف آپ کے ایک جانب سے دشمن حملہ کر سکتا تھا۔ تمام اصحاب رسول آپ کو چھوڑ کر فرار کر چکے تھے صرف امیر المومنین ہی آپ کا دفاع کر رہے تھے اور کفار کے لشکر کا مقابلہ کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ، سینہ، سر، شکم، اور ہاتھ سب زخمی تھے اور آپ کے پاؤں بھی زخمی تھے یہاں تک (۹۰) زخم آپ کو لگے تھے۔

سننے والوں نے منادی کی ندا کو سنا جو آسمانوں کی بلندیوں سے آواز دے رہا ہے۔

لاسیف الا ذوالفقار و لا فتیٰ الا علی (کوئی تلوار ذوالفقار جیسی نہیں ہے اور کوئی مرد جوان علی جیسا نہیں ہے)

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول خدا پر نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم۔ یہ برادری کا حق ادا کر دیا ہے علی نے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپ دونوں سے ہوں۔

کفار کے لشکر کے درمیان ھند ابنت عتبہ موجود تھی جب کوئی کافر خوف کی وجہ سے جنگ سے بھاگنے لگتا تو اس کے پاس سرمہ اور سرمہ دانی موجود تھی اس سے یہ کہتی تو عورت ہے تو یہ سرمہ آنکھوں میں ڈال کر خیمہ میں رہو۔ مسلمانوں میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب اس انداز سے حملہ کرتے تھے کہ جو بھی آپ کو دیکھتا وہ خوف کے مارے بھاگ جاتا اور کوئی بھی آپ کے سامنے کھڑا ہونے کی جرات نہ کرتا۔

Presented by Ziaraat.com

اس دوران ھندا بنت عتبہ نے ایک وحشی غلام سے عہد و معاہدہ کیا کہ اگر تو محمد، علی یا حمزہ کو قتل کر دے گا تو میں تجھے انعام میں اپنے جسم پر اختیار دے دونگی اور تجھے میں خوش کرونگی۔ یہ وحشی غلام جبیر بن مطعم ملعون کا غلام تھا جو کہ ایک حبشی تھا اس وحشی غلام نے ھندا سے کہا۔ بہر حال محمد پر تو میں قدرت حاصل نہیں کر سکتا اور علی ہیں جن کو دیکھ رہا ہوں کہ بہت ہوشیار اور چاروں طرف متوجے رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں کوئی طمع نہیں کرتا کیونکہ اس سامنے ہونا موت ہے باقی رہ گئے حمزہ تو اس کو دیکھتا ہوں کہ وہ لوگوں کو سامنے سے دیکھتا ہے اگر وہ میرے قریب سے گذرا میں اس کے پیٹ میں وار کر سکتا ہوں۔

پس میں نے اپنا حربہ استعمال کیا میں نے اس حربہ سے حمزہ کو دھوکا دیا اور اس کی طرف نیزہ مارا۔ جو اس کے پہلو میں لگا اور اس کے شکم سے نکل گیا جس سے وہ گر پڑے۔ پس میں ان کے قریب آیا اور اس کے شکم کو چاک کیا اور اس سے ان کے جگر کو نکال لیا اور اس کو لیکر ھندا بنت عتبہ کے پاس آیا اور آ کر کہا یہ حمزہ کا جگر ہے۔ پس اس نے مجھے اس سے لیا اور اس کو اپنے منہ میں ڈال کر چبانا شروع کر دیا اور خدا نے اس کے جگر کو مثل پتھر کے قرار دیا۔ پس وہ اسے کھا نہ سکی اور اس نے اس کو پھینک دیا۔ پس خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا وہ آیا اور اس نے اس کو وہاں سے اٹھایا اور دوبارہ اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نہیں چاہتا تھا کہ حضرت حمزہ کے جسم کا کوئی حصہ ھندا کے جسم کا حصہ بن کر جہنم کی آگ میں جائے۔

اس کے بعد ھندا بنت عتبہ حضرت حمزہ کے جسم اطہر کے قریب آئی اور اس نے آپ کے دونوں کان اور ناک وغیرہ کو کاٹ کر اپنے گلے کا ہار بنایا۔ اور پھر اس نے آپ کے دونوں ہاتھوں کو اور دونوں پاؤں کاٹے اور وہ لوگوں کے پاس واپس چلی گئی اس وقت کفار و قریش کا لشکر پہاڑ پر موجود تھا۔ پس ابوسفیان نے اپنے بت ھبل کا نام لے کر نعرہ لگایا کہ ھبل بلند و بالا ہے۔ تو حضرت رسول خدا نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اس کے مقابلے میں نعرہ بلند کرو کہ نہیں بلکہ اللہ اکبر و بلند و بالا ہے۔ پھر ابو سفیان نے کہا کہ ھبل نے ہم پر انعام کیا ہے اور ہمیں کامیابی دی ہے تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام کیا ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا کہ اے علی میں تجھے لات و عزیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا محمدؐ قتل ہو گیا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا تجھ پر اور تیرے لات و عزیٰ پر لعنت کرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل نہیں ہوئے وہ تیری گفتگو سن رہے ہیں ابوسفیان نے کہا ہاں آپ زیادہ سچے ہیں۔ اللہ لعنت کرے ابن قمیۃ پر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ محمد قتل ہو گئے ہیں۔ اس میدان احد میں ایک شخص تھا جس کا نام عمرو بن قیس تھا جس نے سب سے آخر میں اسلام کو قبول کیا تھا۔ پس جب اس کو اطلاع ملی کہ حضرت رسول خدا جنگ میں ہیں تو اس نے اپنی تلوار اٹھائی اور اپنی ڈھال اٹھائی اور ایک حملہ آور شیر کی مانند آیا اور زبان سے یوں کہہ رہا تھا ''اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ'' پھر وہ لشکر میں گھس گیا اور اس نے جنگ کی اور زخموں سے چور چور ہو کر گر پڑا۔ پس اس کے قریب سے ایک انصاری مرد گذرا اور اس نے اس سے کہا اے عمرو کیا تو اپنے پہلے والے دین پر

Presented by Ziaraat.com

ہے؟ تو اس نے جواب میں فرمایا معاذ اللہ (میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں)۔ خدا کی قسم میں گواہی دیتا ہوں "اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ" اور اس کے بعد وہ انتقال کر گیا۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق عمرو بن قیس نے اسلام کو قبول ہی کیا ہے اور وہ جنگ میں مارا گیا ہے کیا یہ بھی شہید ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں خدا کی قسم یہ شہید ہے۔ یہ وہ واحد شخص ہے کہ جس نے خدا کی نماز کی ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہو گیا ہے۔ بنی خذرج کا ایک شخص تھا جس کا نام حنظلہ بن ابی عامر اس نے اسی رات کہ جس کی صبح کو احد کی جنگ ہوئی تھی۔ عبداللہ بن ابی سلول کی بیٹی سے شادی کی تھی اور اس رات اس کے ساتھ شب زفاف بھی گذاری۔ اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اس کے ساتھ رہ سکوں اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾"

حقیقی مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہوں اور جس وقت کسی اہم کام میں اس کے ساتھ ہوں تو اس کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائیں (اے رسول) جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں وہ سچ مچ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا جب اس صورت میں جب وہ آپ سے اپنے بعض کاموں کے لئے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپ اجازت دے دیں اور ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ بہت زیادہ غفور و رحیم ہے۔

پس رسول خدا نے اس شخص کو اجازت دے دی (یہ آیت سورہ نور کی آیت نمبر ۶۲ ہے جبکہ جنگ احد کا سارا واقعہ سورہ آل عمران میں ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کی تالیف اور جمع آوری کی ترتیب پر نہیں ہے)۔

پس حنظلہ نے اسی رات اپنے بیوی سے ہمبستری کی اور دخول کیا۔ اور جب صبح ہوئی تو اسی جنابت کی حالت میں ہی مدینہ سے احد کی طرف نکلے تا کہ جنگ میں حاضر ہو سکے۔ پس اس کی بیوی نے چار مردوں کو جن کا تعلق انصار سے تھا ان کو بلایا اور ان کو گواہ قرار دیا کہ وہ گواہ رہیں کہ حنظلہ نے آج رات میرے ساتھ دخول کیا ہے۔ جب اس سے سوال کیا گیا تو نے ایسا کیوں کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے گویا آسمان پھٹ گیا ہے اور حنظلہ اس میں داخل ہو گیا ہے اور وہ پھر وہ مل گیا ہے اس سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ حنظلہ شہید ہو جائے گا پس میں نہیں چاہتی تھی کہ اس پر کوئی گواہ نہ ہو کہ میں اس سے حاملہ ہو چکی ہوں۔

پس جنگ شروع ہونے والی تھی تو حنظلہ نے ابوسفیان کو دیکھا جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور دونوں لشکروں کے درمیان

Presented by Ziaraat.com

گردش کر رہا تھا۔ پس حنظلہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے گھوڑے کی کوچ پر وار کیا جس سے گھوڑا بھڑکا اور ابوسفیان زمین پر گر پڑا اور اس نے چیخ ماری اے قریش کے لوگوں میں ابوسفیان ہوں اور یہ حنظلہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اور ابوسفیان نے مدد طلب کی۔ اس دوران حنظلہ ابوسفیان کی تلاش میں چلا تو اس کا آمنا سامنا ایک مشرک مرد سے ہو گیا۔ اس نے آپ کو نیزہ مارا اور حنظلہ اس کے نیزے کے ساتھ ہی اس کی طرف چلا گیا پس اس نے حنظلہ پر وار کیا اور ان کو قتل کر دیا اور حنظلہ زمین پر گر پڑے۔ اور حنظلہ حضرت حمزہ اور عمرو بن جموع اور عبداللہ بن حزام اور انصار کی ایک جماعت کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ملائکہ کو دیکھا ہے جو حنظلہ کو زمین و آسمان کے درمیان سونے کے برتنوں میں بارش کے پانی کے ساتھ غسل دے رہے ہیں۔ پس اسی وجہ سے حنظلہ کا نام غسیل الملائکہ رکھا گیا۔

روایت کی گئی ہے کہ مغیرہ بن العاص ایک نشانہ باز اور تنگ دست تھا اس نے احد کے راستے سے تین پتھروں کو اٹھایا اور اس نے کہا کہ میں ان پتھروں سے محمد کو قتل کروں گا۔ پس جب جنگ شروع ہوئی تو اس نے رسول خدا کی طرف دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں تلوار ہے پس اس ملعون نے ایک پتھر رسول کو مارا جو رسول خدا کو لگا اور آپ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اس نے شور مچا دیا کہ لات و عزیٰ کی قسم میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ پس امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا خدا تجھ پر لعنت کرے تو جھوٹ بول رہا ہے۔ پھر اس نے دوسرا پتھر مارا وہ پتھر آپ کی پیشانی پر لگا پس رسول خدا نے اس کے لئے فرمایا تو اس کو پاگل کر دے جب جنگ ختم ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ پاگل ہو چکا ہے اور اس کو عمار یاسر نے قتل کر دیا اور ابن قمیہ پر اللہ نے ایک درخت مسلط کیا وہ ایک درخت کے قریب سے گذر رہا تھا کہ پس درخت اس کے درمیان گرا اور اس کے گوشت کو اس نے ختم کر دیا اور وہ مثل لکڑی کے باقی رہ گیا اور مر گیا۔ خدا اس پر لعنت کرے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جو فرار ہو چکے تھے وہ جب واپس رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

"اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾"

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم ایسے جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک خدا نے ان میں سے جنگ کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو نہیں جانا۔ یعنی نہیں آزمایا۔

یعنی اللہ جانتا تو تھا کہ کون جہاد کرنے والا ہے اور کون نہیں کرنے والا پس اس نے اپنے علم کو مقام رویت میں قرار دیا ہے کیونکہ اللہ کے علم پر لوگوں کا مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے افعال اور کاموں پر مواخذہ ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۴۳ تا ۱۵۹

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ ؕ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ
يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا
مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ
الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ
مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ
اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ
الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾
سَنُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

Presented by Ziaraat.com

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾
وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ
وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ
عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ
فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ
اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ
اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا
مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا
لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا
هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ
اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ
قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ
يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ

Presented by Ziaraat.com

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِاَلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ

تم موت کی ملاقات سے پہلے اس کی بہت تمنا کیا کرتے تھے اور جیسے ہی اسے دیکھا دیکھتے ہی رہ گئے (۱۴۳) اور محمد تو صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اُلٹے پیروں پلٹ جاؤ گے تو جو بھی ایسا کرے گا وہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور خدا تو عنقریب شکر گزاروں کو ان کی جزا دے گا (۱۴۴) کوئی نفس بھی اذنِ پروردگار کے بغیر نہیں مر سکتا ہے سب کی ایک اجل اور مدت معین ہے اور جو دنیا ہی میں بدلہ چاہے گا ہم اسے وہ دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس میں سے عطا کر دیں گے اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو جزا دیں گے (۱۴۵) اور بہت سے ایسے نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ بہت سے اللہ والوں نے اس شان سے

Presented by Ziaraat.com

جہاد کیا ہے کہ راہِ خدا میں پڑنے والی مصیبتوں سے نہ کمزور ہوئے اور نہ بزدلی کا اظہار کیا اور نہ دشمن کے سامنے ذلّت کا مظاہرہ کیا اور اللہ صبر کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے (۱۴۶) ان کا قول صرف یہی تھا کہ خدایا ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمارے امور میں زیادتیوں کو معاف فرما۔ ہمارے قدموں کو ثبات عطا فرما اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما (۱۴۷) تو خدا نے انہیں معاوضہ بھی دیا اور آخرت کا بہترین ثواب بھی دیا اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۴۸) ایمان والو اگر تم کفر اختیار کرنے والوں کی اطاعت کرلو گے تو یہ تمہیں اُلٹے پاؤں پلٹا لے جائیں گے اور پھر تم ہی اُلٹے خسارہ والوں میں ہو جاؤ گے (۱۴۹) بلکہ خدا تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے (۱۵۰) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے کہ انہوں نے اس کو خدا کا شریک بنایا ہے جس کے بارے میں خدا نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے اور ان کا انجام جہنّم ہوگا اور وہ ظالمین کا بدترین ٹھکانہ ہے (۱۵۱) خدا نے اپنا وعدہ اس وقت پورا کر دیا جب تم اس کے حکم سے کفار کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم نے کمزوری کا مظاہرہ کیا اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور اس وقت خدا کی نافرمانی کی جب اس نے تمہاری محبوب شے کو دکھلا دیا تھا تم میں کچھ دنیا کے طلب گار تھے اور کچھ آخرت کے۔ اس کے بعد تم کو ان کفّار کی طرف سے پھیر دیا تا کہ تمہارا امتحان لیا جائے اور پھر اس نے تمہیں معاف بھی کر دیا کہ وہ صاحبانِ ایمان پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے (۱۵۲) اس وقت کو یاد کرو جب تم بلندی پر جا رہے تھے اور مڑ کر کسی کو دیکھتے بھی نہ تھے جب کہ رسول پیچھے کھڑے تمہیں آواز دے رہے تھے جس کے نتیجہ میں خدا نے تمہیں غم کے بدلے غم دیا تا کہ نہ اس پر رنجیدہ ہو جو چیز ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس مصیبت پر جو نازل ہوگئی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۵۳) اس کے بعد خدا نے ایک گروہ پر سکون نیند طاری کر دی اور ایک کو نیند بھی نہ آئی کہ اسے صرف اپنی جان کی فکر تھی اور ان کے ذہن میں خلاف حق جاہلیت جیسے خیالات تھے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ جنگ کے معاملات میں ہمارا کیا اختیار ہے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اختیار صرف خدا کا ہے۔ یہ اپنے دل میں وہ باتیں چھپائے ہوئے ہیں جن کا آپ سے اظہار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر اختیار ہمارے ہاتھ میں

Presented by Ziaraat.com

ہوتا ہم یہاں نہ مارے جاتے تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں بھی رہ جاتے جن کے لئے شہادت لکھ دی گئی ہے وہ اپنے مقتل تک بہر حال جاتے اور خدا تمہارے دلوں کے حال کو آزمانا چاہتا ہے اور تمہارے ضمیر کی حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہے اور وہ خود ہر دل کا حال جانتا ہے (۱۵۴) جن لوگوں نے دونوں لشکروں کے ٹکراؤ کے دن پیٹھ پھیر لی یہ وہی ہیں جنہیں شیطان نے ان کے کئے دھرے کی بناء پر بہکا دیا ہے اور خدا نے ان کو معاف کر دیا کہ وہ غفور اور حلیم ہے (۱۵۵) اے ایمان والو خبردار کافروں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے ساتھیوں کے سفر یا جنگ میں مرنے پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ خدا تمہاری علیحدگی ہی کو ان کے لئے باعث مسرت قرار دینا چاہتا ہے کہ موت وحیات اسی کے اختیار میں ہے اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۵۶) اگر تم راہِ خدا میں مر گئے یا قتل ہو گئے تو خدا کی طرف سے مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے جنہیں یہ جمع کر رہے ہیں (۱۵۷) اور تم اپنی موت سے مرو یا قتل ہو جاؤ سب اللہ ہی کی بارگاہ میں حاضر کئے جاؤ گے (۱۵۸) پیغمبر یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر تم بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے لہٰذا اب انہیں معاف کر دو۔ ان کے لئے استغفار کرو اور ان سے امر جنگ میں مشورہ کرو اور جب ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو کہ وہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۵۹)

تفسیر

(اور تم موت کی ملاقات سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے اور جیسے ہی اس کو دیکھا تو تم اس کو دیکھتے ہی رہ گئے۔)

جناب ابو جارود کی روایت جو انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بدر کے شہداء کے اجر و ثواب اور ان کے جنت میں مقام کے بارے میں بتایا تو مومنین میں جنگ کی رغبت پیدا ہوئی اور انہوں نے آرزو اور تمنا کی کہ اے کاش ہم بھی جنگ بدر میں ہوئے اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاتے اور اس مقام و منزلت کو حاصل کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے احد کی جنگ میں ان کو موت دکھائی تو اس دن کوئی ثابت قدم نہ رہا سوائے چند ان لوگوں کے جن کے بارے میں خدا کی معیت تھی اور خدا کی توفیق ان کو شامل حال تھی اور اس آیت میں خدا نے ان کے وعدہ کو یاد کروایا اور

Presented by Ziaraat.com

فرمایا۔

''وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ'' تحقیق تم موت کی تمنا کرتے تھے اس کی ملاقات سے پہلے اور جب اس کا بھیانک چہرہ دیکھا تو سوائے چند کے باقی سب فرار کر گئے۔

قولہ: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ

اور محمد نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول اور اس سے قبل بھی رسول گذر چکے ہیں تو کیا اگر یہ مر جائیں یا قتل کر دئے جائیں گے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟

تحقیق جب رسول خدا مدینہ سے جنگ احد کے لئے تشریف لے جا رہے تو اس وقت عہد و پیمان کرنے والوں نے آپؐ سے عہد و پیمان کیا اور عہد کرنے والا ایک مرد ایسا تھا وہ جس سے بھی ملاقات کرتا تو اس سے یہ ہی کہتا تھا کہ محمد قتل ہو گئے ہیں۔

لہٰذا اب ہم نجات حاصل کر کے ان کے مذہب سے نجات حاصل کر گئے تو جب رسول خدا واپس مدینہ تشریف لائے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ

یعنی تم پھر کفر اختیار کر لو گے۔

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۴

اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا پس اس نے خدا کا کوئی نقصان نہیں کیا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ اور اس سے پہلے بھی کتنے ہی نبی گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر کتنے ہی خدا پرستوں نے جہاد کیا۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی بہت زیادہ نبی گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر بہت زیادہ تعداد میں خدا پرستوں نے جہاد کیا۔ رِبِّيُّوْنَ یہ جمع کثرت ہے اور اس کی واحد ربوۃ اور اس کا اطلاق کم از کم دس ہزار افراد کی جماعت پر بولا جاتا ہے (یعنی اس جماعت کہ جس کی تعداد کم از کم دس ہزار ہو اس کو رِبِّيُّوْنَ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پس ان لوگوں نے راہ خدا میں پہنچنے والی مصیبتوں کے مقابلہ میں کوئی سستی نہیں کی۔

یعنی راہ خدا میں نبی کی طرف سے جو مصیبت ان پر آئی اس کے مقابلے میں وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶ اور نہ ہی وہ کمزور و ناتواں ہوئے اور نہ ہی انہوں سروں کو جھکایا اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

Presented by Ziaraat.com

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

اوران کا قول اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا کہ انہوں نے کہا اے ہمارے پانے والے ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے کاموں میں زیادتی سے صرف نظر فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

یعنی ذُنُوْب اور اِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا سے ان کی مراد کی خطائیں ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

اے ایمان والوں اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی کہ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ تم کو پیچھے کی طرف دھکیل دیں گے اور آخر کار تم نقصان اٹھانے والے ہو جائے گے۔

اس آیت کے بارے میں علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ آیت عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کی اتباع سے مومنین کو روکا گیا ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے احد کی خاطر نکلے تو یہ اور اس کے ساتھیوں نے بزدلی کا مظاہرہ کیا اور واپس چلے گئے اور جب مومنین اور اصحاب رسول کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور یہ شہرت ہوگئی کہ رسول مارے گئے ہیں تو اس وقت اس ملعون نے مومنین سے کہا اب علی کو چھوڑ دو اور واپس اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ۔ (یعنی کفر اختیار کرو۔)

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

بلکہ تمہارا سرپرست اور مولا اللہ ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب ہم ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے۔

یعنی کَفَرُوْا سے مراد قریش مکہ جو کافر تھے۔

بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ یہ رعب ان کے دلوں میں اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ان چیزوں کو خدا کا شریک قرار دیا ہے جس کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں ہوئی اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم ظالموں کیلئے بہت بری قیام گاہ ہے۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اور اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا ہوا وعدہ نصرت سچ کر دیا۔ یعنی جو خدا نے مومنین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں کے مقابلے تمہاری مدد کرے گا وہ وعدہ اس نے سچ کر دکھایا۔

Presented by Ziaraat.com

اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ جب کہ ابتدائے جنگ میں حکم خدا سے تم ہی کفار کو قتل کر رہے تھے۔ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا مگر جب تم نے کمزوری ظاہر کی اور اپنے کام میں اختلاف کیا اور جیسے ہی تم نے وہ چیز دکھائی کہ جس سے تم محبت کرتے ہیں (مال غنیمت کا لالچ) اور تم نے اپنے سرداروں کے حکم کی نافرمانی کی اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو دنیا کے طلب گار تھے۔

علامہ فرماتے ہیں وہ لوگ جو دنیا کے طلب گار تھے وہ عبداللہ بن جبیر کے ساتھ تھے جنہوں نے عبداللہ بن جبیر کی نافرمانی کی اور مال غنیمت کو لوٹنے کیلئے درہ چھوڑ کر چلے گئے (جس سے رسول نے منع کیا ہوا تھا) وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ اور تم میں سے کچھ وہ لوگ تھے جو آخرت کا ارادہ رکھتے تھے۔

یعنی ان لوگوں سے مراد کہ جو آخرت کا ارادہ رکھتے تھے وہ عبداللہ بن جبیر کے ساتھ تھے جنہوں نے ان کا حکم مانا اور درے کو نہیں چھوڑا اور خالد بن ولید کے حملہ میں وہ سارے شہید ہو گے جن کی تعداد تقریبا 12 افراد تھی۔ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ پھر خدا نے تمہاری فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔

اس لیے کہا گیا تا کہ تمہارا امتحان لیا جائے (اور تم ناکام ہو گئے)

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اور پھر خدا نے تم سب کو معاف کر دیا اور اللہ مومنین پر بہت فضل کرنے والا ہے اس کے بعد والی آیات میں اللہ تعالیٰ رسول خدا کے ان اصحاب کا ذکر کر رہا ہے جو جنگ سے فرار کر گئے تھے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے ان کے حالات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد قدرت ہو رہا ہے۔ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ اُخْرٰىكُمْ یاد کرو اس وقت کو جب تم احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور تم پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے اور رسول تم کو پیچھے سے پکار رہے تھے وہ روایت جو ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی اس میں یہ ہے کہ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا ۢ بِغَمٍّ سے اول مراد ان کو جو ہزیمت اور جو ان کے قتل ہوئے وہ مراد ہے اور دوسرے غم سے مراد ان کا خالد بن ولید سے سامنا ہونا مراد ہے کہ جس نے ان کے پیچھے سے حملہ کر دیا تھا۔

لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ یہ اسے تھا تا کہ جو کچھ تم سے فوت ہو گیا ہے اس پر تم غم زدہ نہ ہو جاؤ۔

یعنی جو مال غنیمت تمہارے ہاتھوں سے ضائع ہوا ہے اس کا غم تم کو لاحق نہ ہو۔ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ اور نہ ہی ان آلام کی وجہ سے جو تم پر آن پڑے۔

یعنی جو تمہارے مومنین بھائی قتل ہوئے ان کا صدمہ مراد ہے۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا ان سب سے آگاہ ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً اور پھر اس غم واندوہ کے بعد تم امن وآرام کا سایہ تم پر نازل کرے گا۔

Presented by Ziaraat.com

یعنی اس ہزیمت وقتل اور خالد کے حملہ کے غم اور اندوہ کے بعد مراد ہے اس آیت کے ذیل میں علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ جب حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جو زخمی تھے یا جو زخمی نہیں تھے رسولخدا کی خدمت میں واپس آئے اور رسول خدا کے سامنے حاضر ہو کر عذر پیش کرنے لگے تا کہ رسول سب کو معذور سمجھ کر معاف کر دیں لیکن اللہ چاہتا تھا کہ رسول خدا کو پہچان کروادے کہ ان میں سے کون اپنے عذر میں سچا ہے اور کون اپنے عذر میں جھوٹ بول رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سب پر اسی حالت میں ایک اونگھ کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ سب کے سب نیند کے اس جھونکے میں زمین پر گر پڑے اور پھر ان میں سے جو منافقین جھوٹ بول رہے تھے ان کو قرار نہیں مل رہا تھا حتیٰ کہ ان کی عقول ضائع ہو گئیں۔ اور وہ ایسی گفتگو کرنے لگے کہ جس کو وہ خود بھی نہیں سمجھ رہے تھے پس جب اللہ نے ان پر اونگھ کو طاری کیا تو اس میں ایک گروہ جو مومنین کا تھا وہ اس گہری نیند سو گیا۔ جس کے بارے میں قرآن فرما رہا ہے۔ نُعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۔ کہ تم میں سے ایک گروہ گہری نیند سو گیا۔

اور دوسرا گروہ جو منافقین کا تھا اس کے بارے میں اللہ ارشاد فرما رہا ہے۔ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۔ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۔ اور دوسرے گروہ کو تو اپنی اپنی جانوں کی فکر تھی اور ان کو نیند ہی نہیں آ رہی تھی وہ لوگ خدا کے بارے زمانہ جاہلیت والے برے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا کامیابی کا کوئی حصہ ہمیں نصیب ہوگا (یہ منافقین کی حالت کی اللہ نے نشاندھی کی ہے) اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرمایا: قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۔ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۔ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۔ اے میرے رسول آپ ان کو کہہ دیجئے کہ تمام کامیابیاں اللہ کے پاس پس وہ کچھ باتیں اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہیں جن کا وہ آپ کے سامنے اظہار نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر کامیابی میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہوتا تو ہم احد میں یوں مارے نہ جاتے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے گھروں میں رہتے تو ہم قتل نہ ہوتے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اے رسول آپ ان کو کہہ دیجئے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو وہ لوگ کہ جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا جا چکا ہے وہ اپنے بستروں پر بھی قتل ہو جاتے اور یہ اس لیے ہے کہ خدا تمہارے سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کی آزمائش کرے اور تمہارے ضمیر کی حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہے اور خدا تو ہر دل کا حال جانتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو لوگوں کے دلوں میں موجود تھا اس کے بارے میں بیان کر دیا اور یہ بھی رسول خدا کو خدا نے بتا دیا کہ کون ان میں سے مومن ہیں اور کون ان میں سے منافق اور جھوٹے ہیں اور یہ سب کچھ اس اونگھ و نیند کی وجہ سے معلوم ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ

Presented by Ziaraat.com

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ اللہ مومنین کو اسی حالت پر نہیں رہنے دے گا جس پر تم لوگ اس وقت ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے جدا کر دے گا۔

یعنی اللہ منافقین جھوٹوں کو مومنین صادقین سے اس اونگھ کی وجہ سے الگ الگ کر دے گا اور ان کے درمیان فرق کرنے والی یہ نعاس (نیند) ہی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ یعنی جس دن دو لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے اس دن جن لوگوں نے پشت دکھائی تھی انہیں دراصل شیطان نے پھسلا دیا تھا۔

یعنی شیطان نے ان کو مال غنیمت کے ذریعے دھوکا دیا اور پھسلایا تھا اس کے پھسلانے کی وجہ سے وہ مال غنیمت کو حاصل کرنے کیلئے دوڑ پڑے تھے بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ یعنی شیطان نے جوان کو گمراہ کیا اور دھوکا دیا وہ ان کے ان گناہوں کی وجہ سے تھا جو انہوں نے انجام دے تھے۔ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ اور اللہ تعالیٰ نے ان بھاگ جانے والوں کو معاف کر دیا ہے تحقیق اللہ بہت بڑا بخشنے والا اور بردبار ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے ایمان والوں تم ان لوگوں کی مانند مت ہو جانا جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے۔

اس آیت میں جن لوگوں کی مثل ہونے سے مومنین کو روکا گیا ہے وہ عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق ساتھی تھے جن کو کافر کہا گیا اور یہ وہ لوگ ہیں جو رسول خدا کو چھوڑ کر جنگ سے منہ موڑ کر واپس چلے گئے تھے کہ جن کی تعداد 300 کے قریب تھی۔

وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ اور جب ان کے مسلمان مومن بھائی خدا کی راہ میں سفر پر نکلتے یا جہاد کیلئے روانہ ہوتے (اور مارے جاتے ہیں) تو وہ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس رہتے تو نہ یہ مرتے اور نا ہی یہ قتل ہوتے ان کی ان باتوں کا مقصد مومنین کے دلوں میں حسرت اور افسوس پیدا کرنا ہے حالانکہ زندگی اور موت خدا ہی دیتا ہے اللہ تمہارے تمام اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم سے فرمایا: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ پس یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے آپ کو لوگوں کیلئے نرم مزاج اور مہربان قرار دیا ہے ورنہ اگر تم سخت مزاج اور تنگ دل ہوتے تو یہ سارے لوگ آپ کے اردگرد سے دور چلے جاتے۔

یعنی اگر آپ سخت مزاج ہوتے یہ سارے لوگ آپ سے فرار کر جاتے اور آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے کوئی بھی آپ کے پاس ٹھہرتا ہی نا یہ جو آپ کے پاس واپس آئے ہیں آپ کی مہربانی اور نرم دلی کی وجہ سے واپس آئے میں پھر رسول کو مخاطب ہو کر اللہ نے فرمایا

Presented by Ziaraat.com

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

اے میرے رسول پس آپ ان کا قصور معاف کر دیں اور ان کیلئے مغفرت طلب کرو اور اپنے کاموں میں انسے مشورہ کرو اور جب آپ کسی امر کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً اللہ اہل توکل سے محبت کرتا ہے۔

آیت ۱۶۰ تا ۱۷۴

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ ۙ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ
نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ
لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ
قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا
بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ
بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ
اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ
النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا
اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ
سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾

ترجمہ

اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور وہ تمہیں چھوڑ دے گا تو اس کے بعد کون مدد

Presented by Ziaraat.com

کرے گا اور صاحبانِ ایمان تو اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (۱۶۰) کسی نبی کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا وہ روزِ قیامت خیانت کے مال سمیت حاضر ہوگا اس کے بعد ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۶۱) کیا رضائے الٰہی کا اتباع کرنے والا اس کے جیسا ہوگا جو غضب الٰہی میں گرفتار ہو کہ اس کا انجام جہنّم ہے اور وہ بدترین منزل ہے (۱۶۲) سب کے پیش پروردگار درجات ہیں اور خدا سب کے اعمال سے باخبر ہے (۱۶۳) یقیناً خدا نے صاحبانِ ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ پہلے سے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے (۱۶۴) کیا جب تم پر وہ مصیبت پڑی جس کی دوگنی تم کفّار پر ڈال چکے تھے تو تم نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ کیسے ہو گیا تو پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ یہ سب خود تمہاری طرف سے ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے (۱۶۵) اور جو کچھ بھی اسلام وکفر کے لشکر کے مقابلہ کے دن تم لوگوں کو تکلیف پہنچی ہے وہ خدا کے علم میں ہے اور اسی لئے کہ وہ مومنین کو جاننا چاہتا تھا (۱۶۶) اور منافقین کو بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ ان منافقین سے کہا گیا کہ آؤ راہِ خدا میں جہاد کرو یا اپنے نفس سے دفاع کرو تو انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا کہ واقعی جنگ ہوگی تو تمہارے ساتھ ضرور آتے۔ یہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تر ہیں اور زبان سے وہ کہتے ہیں جو دل میں نہیں ہوتا اور اللہ ان کے پوشیدہ امور سے باخبر ہے (۱۶۷) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مقتول بھائیوں کے بارے میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ ہماری اطاعت کرتے تو ہرگز قتل نہ ہوتے تو پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اب اپنی ہی موت کو ٹال دو (۱۶۸) اور خبردار راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں (۱۶۹) خدا کی طرف سے ملنے والے فضل وکرم سے خوش ہیں اور جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہو سکے ہیں ان کے بارے میں یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے بھی نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن (۱۷۰) وہ اپنے پروردگار کی نعمت، اس کے فضل اور اس کے وعدہ سے خوش ہیں کہ وہ صاحبانِ ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا (۱۷۱) یہ صاحبانِ ایمان ہیں جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی خدا اور رسول کی دعوت پر لبیک کہی۔ ان کے نیک کردار اور متقی افراد کے لئے نہایت درجہ اجر عظیم ہے (۱۷۲) یہ وہ ایمان والے ہیں کہ جب ان سے بعض لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے عظیم لشکر جمع کر لیا ہے لہٰذا ان سے ڈرو تو

Presented by Ziaraat.com

ان کے ایمان میں اور اضافہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وہی ہمارا ذمہ دار ہے (۱۷۳) پس یہ مجاہدین خدا کے فضل و کرم سے یوں پلٹ آئے کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور انہوں نے رضائے الٰہی کا اتباع کیا اور اللہ صاحب فضلِ عظیم ہے (۱۷۴)

تفسیر

اگر خدا تمہاری مدد کرنے والا ہو تو کوئی طاقت دنیا کی تم پر غالب نہیں آسکتی اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے گا تو اس کے بعد تمہاری مدد کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ اہل ایمان کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔

(اگرچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام امور میں وحی کے تابع ہوتے تھے اور وحی خدا سے فیض حاصل کرتے اور اس کی اتباع کرتے تھے لیکن اصحاب میں اپنی سنت اور تمام آنے والے مسلمانوں کے لیے اپنی سنت قائم کرنے اور مشورے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے حضرت رسول خدا اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کرتے تھے تاکہ اصحاب کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ ہمیں رسول خدا اہمیت نہیں دیتے تاکہ ان میں احساس کمتری یا سرکشی پیدا نہ ہو جائے۔ جیسا کہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر اصحاب سے مشورہ کیا تھا اور جب آپ نے انصار سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم والے نہیں ہیں کہ آپ کو ہم تنہا چھوڑ دیں گے۔

اور جنگ احد میں بھی آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا اور جنگ احزاب میں بھی آپ نے مشورہ طلب کیا تو حضرت سلمان فارسی نے مشورہ دیا کہ شہر کے گرد خندق کھودی جائے تاکہ کوئی حملہ آور شہر میں داخل ہونے کی ہمت نہ کر سکے تو ثابت ہوا کہ مشورہ طلب کرنا سنت رسول ہے۔ (تفسیر نور الثقلین میں کتاب توحید کے حوالے سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا: خود پسندی سے بڑھ کر وحشت ناکی اور تنہائی نہیں ہے اور مشورہ کرنے سے بڑھ کر اور کوئی مضبوط پشت پناہی نہیں ہے یا کتاب خصال سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بزدل سے مشورہ نہ کرنا وہ تمہارے لیے نکلنے کا راستہ تنگ کر دے گا اور بخیل سے مشورہ نہ کرنا وہ تجھے تیرے مقصد تک پہنچنے نہیں دے گا اور حریص سے مشورہ مت کرنا وہ تمہارے حرص کو زینت بنا کر پیش کرے گا۔

اور اسی تفسیر میں سفیان ثوری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا جھوٹے شخص سے جوانمردی کی توقع نہ رکھنا اور اپنے معاملات میں ان سے مشورہ طلب کرنا جو خدا کا خوف رکھتے ہیں تو اس سے بھی مشورہ طلب کرنے کی اہمیت واضح اور روشن ہوتی ہے۔) (من جانب مترجم)

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

Presented by Ziaraat.com

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۶۱﴾

خیانت کرنا نبی کے شایان شان نہیں ہے اور جو بھی کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت دن خیانت سمیت حاضر ہوگا پھر ہر نفس کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ابوالجارود رضی اللہ عنہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا ہے جس میں اسی آیت کے بارے میں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ خدا کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ کسی خائن کو نبی قرار دے۔ کیونکہ جو خیانت کرے گا وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے دن حاضر کیا جائے اور وہ شخص اپنی خیانت کو قیامت کے دن جہنم میں دیکھے گا پھر اس سے کہا جائے گا دوزخ میں داخل ہو کر اس خیانت کو باہر لے کر آؤ۔

(اس آیت کے شان نزول کے بارے میں تفسیر نور الثقلین میں یہ درج کیا گیا ہے کہ جنگ بدر کے مال غنیمت میں ایک سرخ رنگ کی خوبصورت چادر تھی جو بعد میں غائب ہوگئی اور مل نہیں رہی تھی ایک انصاری صحابی نے کہا وہ چادر جو ہمیں مل نہیں رہی میرا خیال ہے کہ وہ رسول خدا نے اٹھالی ہے تو اس صحابی نے حضرت رسول خدا پر خیانت کا الزام لگایا تو اس الزام سے رسولخدا کو بری کرنے کیلئے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک اور صحابی حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ فلاں شخص ہے جس نے اس سرخ چادر کے بارے میں خیانت کاری کی ہے اور اس کو ایک جگہ زمین پر گڑھا کھود کر چھپایا ہے پھر حضرت رسول خدا نے اس کی نشان زدہ جگہ کو کھدوایا اور اس سے وہ چادر برآمد کروائی۔

نیز تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت درج میں ہے آپ نے فرمایا: امام کے مال میں خیانت کرنا خیانت کا آخری درجہ ہے جبکہ مال یتیم کی خیانت سب سے چھوٹے درجہ کی خیانت ہے اور سود کا مال کھانا یہ بھی چھوٹے درجے کی خیانت ہے)۔ (المترجم)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱۶۴﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک نبی مبعوث کیا ہے جو ان کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے نفوس کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ وہ اس پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مومنین سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں۔

(لیکن میں اس کا عقیدہ نہیں رکھتا کیونکہ آیت کا آخر حصہ اس مفہوم و مراد سے سازگار نہیں ہوتا کیونکہ آل محمد میں سے کوئی شخص بھی گمراہ نہیں ہوسکتا لہٰذا علامہ کے قبول کو قبول کرنا مشکل ہے۔ (من جانب مترجم)

Presented by Ziaraat.com

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ اور یہ تمہارا کیا حال ہے جب تم پر مصیبت آپڑی تو تم یہ کہنے لگ گئے کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی ہے؟ حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (فریق مخالف پر) آچکی ہے (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیں کہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ یا اپنے حریم کا دفاع کروانہوں نے کہا اگر ہمیں یقین ہوتا کہ واقعاً جنگ ہوگی تو ہم ضروری تمہاری پیروی کرتے۔

یہ لوگ جنہوں نے رسول خدا سے یوں کہا وہ تین سو افراد تھے جو منافق تھے اور وہ عبداللہ بن ابی سلول منافقین کے رئیس و سردار کے ساتھ رسول خدا کو چھوڑ کر واپس چلے آئے تھے پس جب ان لوگوں کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے ان منافقین سے کہا جب تمہارا اللہ تم سے تمہارے نبی اور تمہارے دین اور تمہارے گھروں کے بارے میں دریافت کرے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ کہ تم نے خدا اور رسول اور دین کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو ترجیح دی اور ان کی طرف واپس آگئے تو اس کے جواب میں ان منافقین نے کہا خدا کی قسم آج جنگ نہیں ہوگی اور اگر ہمیں معلوم ہو گیا کہ جنگ ہوگی تو ہم ضروری تمہارے پیچھے پیچھے آئیں گے تو اللہ فرما رہا ہے: هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ وہ لوگ اس دن ایمان کی نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے وہ اپنے منہ سے وہ کچھ کہہ دیتے تھے جو ان کے دلوں میں نہیں تھا اور خدا ہر اس چیز کو جانتا ہے جن کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔)

علامہ علی بن ابراہیم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ جنگ سے فرار کرنے والوں کے بارے میں آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے یہ اختیار اللہ کے پاس کہ وہ ان کو معاف کردے یا ان کو عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

قول خدا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ اور تحقیق خدا نے جنگ بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم ذلیل تھے۔ اس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ مومنین کے درمیان رسول خدا بھی موجود ہو اور وہ ذلیل ہو بلکہ یہ اس طرح کہ وانتم ضعفاء خدا نے تمہاری مدد کی جبکہ تم اس دن کمزور اور ناتواں تھے جب جنگ احد کی لڑائی رک گئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے کہ جس کو سور بن الربیع کے بارے میں معلوم ہو وہ کیسا ہے کہاں ہے؟ ایک شخص

Presented by Ziaraat.com

نے عرض کیا کہ میں اس کو تلاش کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا جہاں سعد موجود تھے اور آپ نے فرمایا اس کو فلاں مقام پر تلاش کرو۔ پس میں نے اس کو بتادیا کہ اسکے جسم پر بارہ نیزوں کے زخم ہیں۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں رسول خدا کے بتائے ہوئے مقام پر آیا تو میں نے دیکھا کہ مقتولین کے درمیان پڑا ہوا ہے پس میں نے اس کو آواز دی سعد لیکن اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا اے سعد آپ مجھے جواب کیوں نہیں دیتے پھر میں نے کہا اے سعد رسول خدا ﷺ نے آپ نے بارے میں دریافت کیا جب میں نے یہ کہا تو اس نے اپنے سر کو اٹھایا لیکن وہ اس قدر لرز رہا تھا جیسے پرندے کا ایک دن کا بچہ لرزتا ہے پھر اس نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں؟ تو میں جواب میں کہا ہاں خدا کی قسم رسول خدا زندہ ہیں اور انہوں نے یہی مجھے بتایا ہے کہ آپ کو بارہ نیزے لگے ہیں تو اس نے فرمایا: ہاں حضرت رسول خدا نے سچ فرمایا ہے۔ مجھے واقعاً بارے نیزوں کے زخم ہیں اور وہ سارے کے سارے میرے پیٹ اور سینے پر لگے ہیں اور آپ میری طرف سے میری قوم انصار کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ اگر رسول خدا سے تم لوگ چشم زدن کیلئے بھی غافل ہو گے تو بارگاہ خدا میں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا ان کی مکمل حفاظت کرنا، اور اس کے بعد اس نے ایک سانس لیا اور پھر آپ کی روح پرواز کر گئی اور ان کا سر میری گھود میں تھا کہ اس کی جان قبض ہوئی ہم سب اس سے محبت کرتے ہیں خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے پھر میں حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس کے بارے میں سب کچھ آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے یوں فرمایا۔ خداوند رحیم و کریم سعد پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ اس نے زندگی میں میری مدد کی اور مرتے وقت بھی میرے بارے میں وصیت کر کے گیا پھر حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو میرے چچا حمزہ کے بارے میں جانتا ہو؟ تو حرث بن سمیۃ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس مقام کو جانتا ہوں جہاں آپ کے چچا پڑے ہوئے ہیں پس وہ اس مقام پر آیا جہاں حضرت حمزہؓ موجود تھے وہ حمزہ کے پاس کھڑا ہو گیا پس اس نے کہا کہ میں رسول خدا کے پاس جاؤں اور آپ کو اس کے بارے میں اطلاع دوں۔

پس اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا: اے علی آپ اپنے چچا کو تلاش کریں پس علی علیہ السلام بھی حضرت حمزہ کے پاس آئے اور کھڑے ہو گئے تو آپ نے بھی پسند نہ کیا کہ آپ کو حمزہ کے بارے میں خبر دوں پھر حضرت رسول خدا خود وہاں تشریف لائے اور آپ اپنے چچا کے پاس کھڑے ہو گئے جب آپ نے اپنے چچا کی حالت دیکھی اور جو کچھ ان کے ساتھ سلوک کیا گیا تھا اس کو دیکھا تو آپ برداشت نہ کر سکے اور آپ نے گریہ کیا اس مقام سے میرے لیے زیادہ ہولناک اور غم زدہ کوئی اور مقام نہ ہوا ان کے ستر (70) مردوں کا مثلہ کردوں گا اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے فرمایا: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ اور اگر تم سزا دینا چاہو تو اتنی سزا دو جتنی زیادتی آپ کے ساتھ کی گئی ہے اور اگر تم معاف کر دو تو یہ معاف کرنا صبر کرنے والوں کیلئے بہتر ہے۔

اس آیت کے بعد رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میں نے صبر کیا (یہ آیت سورہ نحل کی آیت 126 ہے جبکہ یہ جنگ احد

Presented by Ziaraat.com

کے بارے میں خبر دے رہی ہے تو اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قرآن کی یہ جمع آوری نزول کے اعتبار سے نہیں ہوئی۔)

پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ پر اپنی چادر ڈال دی۔ لیکن جب آپ اس چادر کو ان کے سر پر ڈالتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر چادر ڈالتے تو سر ننگا ہو جاتا ہے تو آپ نے چادر کو سر پر ڈال دیا اور آپ کے پاؤں جو ننگے ہوئے تو آپ نے ان پر گھاس بوس ڈال کر پاؤں چھپا دے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مقتولین کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو جمع کیا جائے ان کو جمع کیا گیا اور ان پر نماز پڑھی گئی اور ان کو اپنے اپنے محل و مقام پر دفن کیا گیا اور حضرت حمزہ پر ستر (70) تکبیرات پڑھی گئیں۔

ادھر مدینہ میں ابلیس ملعون نے منادی کر دی کہ محمد قتل ہو گئے ہیں جب جب ندا سنی گئی مہاجرین اور انصار کی کوئی عورت مدینہ میں نہ رہی سب کی سب گریہ کرتیں ہوئی مدینہ سے باہر نکل آئیں حتیٰ کہ حضرت فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی باہر نکل آئیں اور آپ پیدل چلتے ہوئے حضرت رسول خدا کے پاس آ گئی اور آپ رسول خدا کے سامنے بیٹھ گئیں جب رسول خدا گریہ کرتے تو آپ کے گریہ کی وجہ سے بی بی بھی گریہ کرتیں اور جب رسول خدا بلند آواز سے گریہ کرے تو بی بی بلند آواز سے گریہ کرتیں۔

پھر ابوسفیان نے آواز دی اے محمد آئندہ سال پھر ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا آپ کو قبول ہے؟ حضرت رسول خدا نے امیر المومنین علی سے فرمایا کہ تم میری طرف سے کہہ دو کہ ہاں قبول ہے۔ پھر حضرت رسول خدا نے میدان احد سے کوچ کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو عورتوں نے گریہ وزاری کرتے ہوئے آپ استقبال کیا۔ پس رسول خدا کا زینب بنت جحش نے استقبال کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: میں تجھے پرسہ دیتا ہوں تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کا؟ تو آپ نے فرمایا تیرے بھائی کا۔ اس نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اس کو شہادت مبارک ہو۔ پھر رسول خدا نے فرمایا: میں تجھے پر سہ دیتا ہوں تو اس نے عرض کیا کس کا؟ آپ نے فرمایا: حمزہ بن عبد المطلب کا تو اس نے پھر کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ان کو شہادت مبارک ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر فرمایا کہ میں آپ کو پرسہ دیتا ہوں تو اس نے کہا کس کا؟ آپ نے فرمایا: تیرے شوہر مصعب بن عمیر کا۔ اس نے گریہ شروع کیا اور کہا ہائے مصیب وحزن۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شوہر کیلئے عورت کے نزدیک ایک ایسی حد ہے جو کسی اور کیلئے نہیں ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ نے اپنے شوہر کیلئے ایسے کیوں کہا جب کہ باقی کیلئے نہیں کہا تو اس نے کہا: مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آ گئی تھی۔ ادھر قریش والے واپس مدینہ پر چڑھائی کرنے کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو لشکر قریش کے بارے میں مجھے خبر لا کر دے؟ تو سارے اصحاب میں سے کوئی بھی نہ بولا پھر پس امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کے بارے میں خبر لے کر آتا ہوں آپ نے فرمایا: اے علی آپ جائیں اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹ ان کے ساتھ ساتھ میں تو پھر وہ مدینہ پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں اور خدا کی قسم اگر وہ مدینہ پر چڑھائی اور حملے کا ارادہ رکھتے ہیں تو خدا ان کو ہرگز اذن نہیں دے گا اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہیں

Presented by Ziaraat.com

اور گھوڑے ان کے ساتھ ساتھ خالی ہیں تو پھر وہ مکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں پس امیر المومنین ان تمام زخموں کے باوجود بھی چلے گئے حتیٰ کہ آپ ان کے قریب تر چلے گئے پس آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں۔ اور گھوڑے ان کے ساتھ ہیں پس امیر المومنین علیہ السلام آپ کے پاس واپس آئے اور قریش کے بارے میں آپ کو خبر دی۔ تو رسول خدا نے فرمایا: وہ مکہ واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جب حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ داخل ہوئے تو حضرت جبرائیل آپ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اپنے زخمیوں کو ساتھ لیکر لشکر قریش کا تعاقب کرو اور زخمیوں کے علاوہ کوئی اور آپکے ساتھ نہ نکلے پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی منادی کو حکم دیا وہ اعلان کرے اے مہاجرین وانصار تم میں سے کوئی بھی زخمی ہے وہ باہر آجائے اور جس کو کوئی زخم نہیں ہے وہ ہرگز باہر نہ آئے وہ مدینہ میں ہی قیام کرے۔ پس تمام زخمی اپنے اپنے زخموں پر پٹیاں باندھے ہوئے باہر آئے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر پھر وحی نازل فرمائی: وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ (سورہ نساء ۱۰۴) اور دشمن کا تعاقب کرنے میں سستی نہ کرو اگر تم تمہیں درد اور رنج پہنچتا ہے تو انہیں بھی تمہاری طرف سے رنج اور درد کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن تم تو پھر بھی خدا رکھتے اور وہ نہیں رکھتے اور خدا دانا اور حکیم ہے۔

یہ آیت بھی سورہ نسا کی آیت ۱۰۴ ہے اور ضروری تھا کہ یہ بھی سورہ آل عمران میں اس مقام پر ذکر ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ (اگر تمہیں (میدان احد میں) زخم لگے ہیں تو اس گروہ کو بھی (میدان بدر میں) اس طرح زخم لگ چکے ہیں اور ہم شکست اور فتح کے دنوں کو الٹ پھیر کر لاتے ہیں تا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی شناخت ہو سکے۔ اور اللہ شہداء کا انتخاب کرے اور اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔)

پس حضرت رسول خدا اپنے زخمی ساتھیوں کو ساتھ لیکر لشکر قریش کے تعاقب میں نکلے پس جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچ گئے تو قریش والے بھی وہاں تک جا چکے تھے تو قریش کے روساء نے پڑاؤ کیا عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام وعمر بن عاص اور خالد بن ولید نے کہا ہم ہٹ جائیں اور مدینہ کی طرف مڑنا چاہیے اور ان کے اسیروں کو قتل کریں اور ان کے مقتولوں کا مثلہ کرنا چاہیے۔ جیسے حمزہ کا مثلہ کیا ہے۔ ان کو ایک شخص مدینہ کی طرف سے آتا ہوا نظر آیا اور وہ جب ان سے ملا تو انہوں نے رسول خدا کے لشکر کے بارے میں دریافت کیا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے محمد اور اس کے اصحاب کو حمراء الاسد کے قریب چھوڑ کر آیا ہوں وہ تمہارے تعاقب میں بڑی شدت سے آرہے ہیں تو ابوسفیان نے کہا کھلی سرکشی اور بغاوت ہے جس قوم پر ہم فاتح ہوئے وہ ہم پر بغاوت کر رہی ہے۔ خدا کی قسم بغاوت کرنے والی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوتی ان قریش والوں سے نعیم بن مسعود کی

Presented by Ziaraat.com

ملاقات ہوئی تو ابوسفیان نے اس سے کہا کہ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ ان نے کہا میں مدینہ جانا چاہتا ہوں تا کہ اپنے خاندان والوں کیلئے روزی تلاش کروں۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو حمراء الاسد سے گزر اور وہاں محمد اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات کرے اور ان کو باور کروادے کہ ہم نے تحقیق قسمیں اٹھالی ہیں اور آپس میں عہد و پیمان باندھ لیا ہے اور ہمارا لشکر مختلف لوگوں پر مشتمل ہے۔ تا کہ اس طرح ڈر جائیں اور وہ واپس چلے جائیں اور اگر تو کامیاب ہو گیا تو ہم تجھے دس اونٹ جو کھجور اور کشمش کے لدے ہوئے دیں گے۔ تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں ایسا کر دوں گا۔ پس وہ اصحاب محمد سے حمراء الاسد سے ملا۔ اس نے اصحاب رسول سے کہا آپ لوگوں کا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اصحاب رسول نے کہا ہم قریش کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں اس نے کہا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ کیونکہ قریش نے اپنے تمام حلیفوں کو جمع کر لیا ہے اور جو مکہ میں رہ گئے تھے ان کو بھی بلا لیا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ کچھ ہی دیر تک اس کے سارے لوگ جمع ہو چکے ہیں اور کچھ دیر میں ان کا اول دستہ یہاں پر آنے والا ہی ہوگا۔ اور آپ لوگوں پر وہ حملہ کر دیں گے۔

اور تم ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو مسلمانوں نے کہا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھے بھروسہ والا ہے۔

اس کے بعد پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کیا۔ اے محمد تحقیق خدا نے حکم دیا ہے کہ تم اس مقام سے واپس چلے جاؤ تحقیق قریش والے ڈر گئے ہیں وہ چلے گئے ہیں واپس مڑنے والے نہیں پس رسول خدا واپس مدینہ کی طرف مڑ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے رسول پر وحی نازل فرمائی: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ وہ صاحبان ایمان جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی خدا اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہی ان نیک کردار اور متقی لوگوں کیلئے خدا کی بارگاہ میں اجر عظیم ہے یہ وہ اہل ایمان ہیں جب ان سے بعض لوگوں نے کہا:

الناس سے مراد نعیم بن مسعود ہے۔ یہ لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد خاص ہے۔ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ تحقیق لوگوں نے تمہارے لیے ایک عظیم لشکر جمع کر لیا ہے لہٰذا ان سے ڈرو تو ان کے ایمان میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور انہوں نے کہا ہمارے لیے ہمارا خدا ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ آخر کار وہ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور انہوں نے رضائے خدا کی اتباع کی اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

پس جب اصحاب رسول خدا مدینہ واپس آئے تو اس وقت انہوں نے کہا یہ جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے کیوں کر

Presented by Ziaraat.com

ہوئی ہے؟ حالانکہ ہمارے ساتھ رسول خدا نے وعدہ کیا ہوا تھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ یہ تمہارا کیا حال ہے جب تم پر مصیبت آپڑی تو تم کہنے لگ گئے کہ یہ کہاں سے آئی ہے؟ حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دوبرابر مصیبت تمہارے ہاتھوں (فریق مقابل پر) پڑ چکی ہے۔ اے رسول آپ فرمادیں کہ یہ مصیبت خود تمہاری طرف سے ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فرمایا کہ یہ مصیبت تمہاری ہی طرف سے ہے۔ واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ جب جنگ بدر میں ستر (70) کافر قتل ہوئے اور ستر کافر گرفتار اور قیدی بنائے گئے تو قیدیوں کے متعلق بھی یہ فیصلہ تھا کہ ان کو بھی قتل کر دیا جائے تو انصار مدینہ حضرت رسول خدا کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان قیدیوں کو قتل نہ کریں بلکہ آپ ان کو ہمیں ہبہ کر دیں ہم ان سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیتے ہیں۔

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے اور فرمایا کہ تحقیق اللہ نے ان قیدیوں سے فدیہ لینا تمہارے لیے حلال ومباح قرار دیا ہے۔ اور ان کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ان سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیں لیکن ساتھ یہ شرط ہے کہ اور وہ بھی آپ لوگوں کو معلوم ہونی چاہیے کہ جتنے قیدیوں سے تم لوگ فدیہ لیکر ان کو آزاد کرو گے اتنی ہی تعداد میں آنے والے سال جنگ میں تمہارے مسلمان بھائی مارے جائیں گے۔ ستر قیدیوں کے فدیہ کے عوض ستر مسلمانوں کی شہادت قبول کرنا پڑے گی۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کے بارے میں مسلمانوں کو اطلاع کر دی۔ انہوں نے اس شرط کو قبول کر لیا اور کہا کہ ہم اس شرط کو قبول کرتے ہیں۔ ہم قیدیوں سے فدیہ لیکر اپنی قوت میں اضافہ کریں گے اور اگلے سال ہم ستر افراد کی راہ خدا میں قربانی دے دیں گے۔ اور ہماری قربانی میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ ہمارے افراد شہید ہو کر جنت میں چلے جائیں گے۔

چنانچہ مسلمانوں نے کافر قیدیوں کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا اور پھر ایک سال بعد جب جنگ احد وقوع پذیر ہوئی اور ان کی شرط کے قبول کرنے کی وجہ سے وعدہ خدا کے تحت ستر مسلمانوں شہید ہوئے تو مسلمان نے رسول خدا سے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسے ہو گیا کہ ہمارے اتنے افراد مارے گئے ہیں تو اس کے جواب میں خدا نے اپنے رسول سے فرمایا آپ ان سے کہہ دیں یہ روز بدر کی شرط کی وجہ سے نازل ہوئی۔ بہر حال یہ جو قول خدا ہے۔ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ نبی کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ خیانت کار ہو اور جو بھی کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اپنی خیانت کے ساتھ لایا جائے گا۔

یہ آیت بدر کے واقعات کے بارے میں ہے اور یہ سورہ انفال کی ان آیات کے ساتھ ذکر ہوئی ہے جو بدر کی خبر دیتی

Presented by Ziaraat.com

ہیں۔ جبکہ اس کو اس سورہ میں جنگ احد کی آیت کے ساتھ ذکر کیا گیا اس کا شان نزول یہ ہے کہ وہ مال غنیمت جو مسلمانوں کو بدر کے دن ہاتھ آیا تھا اس میں ایک سرخ رنگ کی چادر تھی جو بعد میں نظر نہیں آ رہی تھی۔ تو رسول خدا کے اصحاب میں سے ایک اصحابی نے کہا کیا وجہ ہے کہ وہ سرخ چادر نظر نہیں آتی۔ مجھے گمان ہے کہ وہ چادر رسولخدا نے اٹھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس الزام کو رسول خدا سے ختم کرنے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ط .....

اس آیت کے نازل ہونے بعد ایک شخص رسول کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص نے چادر کو چھپا دیا ہے رسول خدا نے اسکی بتائی ہوئی جگہ کو کھدوا کر چادر کو برآمد کیا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابی عبیدہ الحذاء سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے رب سے رزق پاتے ہیں خدا کی قسم وہ ہمارے شیعہ ہیں جب ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت رحمت کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔

وہ اپنے بھائیوں کے لیئے ایسی بشارت کے طالب ہوں گے۔ جو ابھی ان کو دنیا میں نہیں ملے ہیں۔ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غم زدہ ہوں گے۔

یہ آیت ان لوگوں کے رد کے لیئے اور ان کے عقیدہ کو باطل کرنے کے لیئے ہے کہ جو اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی ثواب وعقاب نہیں ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ ... هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ

اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل میں سے کچھ عطا کیا ہے وہ بخل کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ بخل ان کے لیئے بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے لیے بہت بری چیز ہے۔

جو شخص بخل کرتا ہے اور اطاعت خدا میں اپنا مال خرچ نہیں کرتا قیامت کے دن وہی مال اس کی گردن میں آگ کا طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا اور اس کے بارے میں اللہ ارشاد فرماتا ہے

سَيُطَوَّقُوْنَ ... يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بہت جلد قیامت کے دن جن کے بارے میں انہوں نے بخل کیا ہوگا وہ چیز طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈال دی جائے گی۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۷۵ سے ۲۰۰

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ
يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ
شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ
لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ
الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا
وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا
بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ
سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

Presented by Ziaraat.com

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى
يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ
وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ
فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ
الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫
وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا
اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ
اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا
تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ
مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا
بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾
اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي
الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

Presented by Ziaraat.com

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا
بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ
اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا
يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۟ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ
لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ
بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا
فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ
ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

Presented by Ziaraat.com

الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

ترجمہ

یہ شیطان صرف اپنے چاہنے والوں کو ڈراتا ہے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور اگر مومن ہو تو مجھ سے ڈرو (۱۷۵) اور آپ کفر میں تیزی کرنے والوں کی طرف سے رنجیدہ نہ ہوں یہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔۔۔ خدا چاہتا ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ رہ جائے اور صرف عذابِ عظیم رہ جائے (۱۷۶) جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خرید لیا ہے وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۷۷) اور خبردار یہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ ہم جس قدر راحت و آرام دے رہے ہیں وہ ان کے حق میں کوئی بھلائی ہے۔ ہم تو صرف اس لئے دے رہے ہیں کہ جتنا گناہ کر سکیں کر لیں ورنہ ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے (۱۷۸) خدا صاحبانِ ایمان کو ان ہی حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیّب کو الگ الگ نہ کر دے اور وہ تم کو غیب پر مطلع بھی نہیں کرنا چاہتا ہاں اپنے نمائندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس کام کے لئے منتخب کر لیتا ہے لہٰذا تم خدا اور رسول پر ایمان رکھو اور اگر ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجرِ عظیم ہے (۱۷۹) اور خبردار جو لوگ خدا کے دیئے ہوئے میں بخل کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ سوچنا کہ اس بخل میں کچھ بھلائی ہے۔ یہ بہت برا ہے اور عنقریب جس مال میں بخل کیا ہے وہ روزِ قیامت ان کی گردن میں طوق بنا دیا جائے گا اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی ملکیت ہے اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۸۰) اللہ نے ان کی بات کو بھی سن لیا ہے جن کا کہنا ہے کہ خدا فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ ہم ان کی اس مہمل بات کو اور ان کے انبیاء کے ناحق قتل کرنے کو لکھ رہے ہیں اور انجام کار ان سے کہیں گے کہ اب جہنّم کا مزا چکھو (۱۸۱) اس لئے کہ تم نے پہلے ہی اس کے اسباب فراہم کر لئے ہیں اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے (۱۸۲)

Presented by Ziaraat.com

جولوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم اس وقت تک کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آسمانی آگ کھا جائے تو ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول معجزات اور تمہاری فرمائش کے مطابق صداقت کی نشانی لے آئے پھر تم نے انہیں کیوں قتل کر دیا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو (۱۸۳) اس کے بعد بھی آپ کی تکذیب کریں تو آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب ہو چکی ہے جو معجزات، مواعظ اور روشن کتاب سب کچھ لے کر آئے تھے (۱۸۴) ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تمہارا مکمل بدلہ تو صرف قیامت کے دن ملے گا۔ اس وقت جسے جہنّم سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہے اور زندگانی دنیا تو صرف دھوکہ کا سرمایہ ہے (۱۸۵) یقیناً تم اپنے اموال اور نفوس کے ذریعہ آزمائے جاؤ گے اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور جو مشرک ہو گئے ہیں سب کی طرف سے بہت اذیت ناک باتیں سنو گے۔ اب اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یہی امور میں استحکام کا سبب ہے (۱۸۶) اس موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کے لئے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا تو یہ بہت برا سودا کیا ہے (۱۸۷) خبردار جولوگ اپنے کئے پر مغرور ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو اچھے کام نہیں کئے ہیں ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے تو خبردار انہیں عذاب سے محفوظ خیال بھی نہ کرنا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۸۸) اور اللہ کے لئے زمین و آسمان کی کل حکومت ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (۱۸۹) بے شک زمین و آسمان کی خلقت لیل و نہار کی آمد و رفت میں صاحبانِ عقل کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں (۱۹۰) جو لوگ اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں۔۔۔ خدایا تو نے یہ سب بے کار نہیں پیدا کیا ہے۔ تو پاک و بے نیاز ہے ہمیں عذابِ جہنّم سے محفوظ فرما (۱۹۱) پروردگار تو جسے جہنّم میں ڈال دے گا گویا اسے ذلیل و رسوا کر دیا اور ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہے (۱۹۲) پروردگار ہم نے اس منادی کو سنا جو ایمان کی آواز لگا رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ پروردگار اب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما

Presented by Ziaraat.com

اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما (۱۹۳) پروردگار جو تو نے اپنے رسولوں سے وعدہ کیا ہے اسے عطا فرما اور روزِ قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (۱۹۴) پس خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا کہ میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ تم میں بعض بعض سے ہیں۔ پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے وطن سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور انہوں نے جہاد کیا اور قتل ہو گئے تو میں ان کی برائیوں کی پردہ پوشی کروں گا اور انہیں ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ خدا کی طرف سے ثواب ہے اور اس کے پاس بہترین ثواب ہے (۱۹۵) خبردار تمہیں کفار کا شہر شہر چکر لگانا دھوکہ میں نہ ڈال دے (۱۹۶) یہ حقیر سرمایہ اور سامانِ تعیش ہے اس کے بعد انجام جہنّم ہے اور وہ بدترین منزل ہے (۱۹۷) لیکن جن لوگوں نے تقویٰ الٰہی اختیار کیا ان کے لئے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ خدا کی طرف سے یہ سامانِ ضیافت ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے سب نیک افراد کے لئے خیر ہی خیر ہے (۱۹۸) اہلِ کتاب میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور جو کچھ تمہاری طرف نازل ہوا ہے اور جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ آیاتِ خدا حقیری قیمت پر فروخت نہیں کرتے۔ ان کے لئے پروردگار کے یہاں ان کا اجر ہے اور خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۱۹۹) اے ایمان والو صبر کرو۔ صبر کی تعلیم دو۔ جہاد کے لئے تیاری کرو اور اللہ سے ڈرو شاید تم فلاح یافتہ اور کامیاب ہو جاؤ (۲۰۰)

تفسیر

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ

خدا نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جو کہتے ہیں کہ خدا فقیر ہے اور ہم غنی۔

سَنَكْتُبُ ... عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

جو کچھ ان لوگوں نے کہا ہم یہ بھی لکھ لیں گے اور اسی طرح ان کا انبیاء خدا کو بغیر حق کے قتل کرنے کو بھی ہم نے لکھ لیا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اور ہم ان کو عنقریب کہیں گے کہ اب جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو۔

فرماتے ہیں خدا کی قسم ان لوگوں نے خدا کو تو دیکھا نہیں ہے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ خدا فقیر ہے۔ بلکہ ان لوگوں نے خدا کے اولیاء اور دوستوں کو دیکھا ہے جو تنگ دست ہیں تو اس سے انہوں نے نتیجہ حاصل کیا ہے کہ خود خدا فقیر اور تنگ دست ہے اگر خدا غنی ہوتا دولت مند ہوتا تو اپنے دوستوں اور اولیاء کو تنگ دست نہ رہنے دیتا ضرور ان کو غنی قرار دیتا۔

(اس آیت میں یہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے انبیاء کو بغیر حق قتل کر دیا یہ جرم بھی ان کا لکھ لیا گیا ہے۔ یہ بغیر حق والی قید اس لیے نہیں لگائی گئی کہ وہ انبیاء کا قتل جو حق کے ساتھ ہے وہ جرم سے خارج ہو جائے نہیں ایسا نہیں ہے کیوں کہ انبیاء کا قتل حق کے تحت ہو ہی نہیں سکتا انبیاء کا قتل جب بھی ہوگا ناحق ہوگا جو جرم اور قابلِ سزا ہے مترجم)

اَلَّذِیْنَ... تَاْکُلُهُ النَّارُ۔

(وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد و پیمان لیا ہوا ہے کہ کسی نبی و رسول پر ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ وہ نبی یا رسول (معجزہ کے طور پر) کوئی ایسی قربانی پیش کرے جسے آسمانی آگ کھا جائے) تحقیق یہودیوں کی قوم تھی جنہوں نے حضرت رسول خداؐ سے کہا کہ ہم لوگ اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ایک قربانی پیش نہیں کرتے کہ اس کو آسمانی آگ آکر کھا نہیں جاتی اور ان کا یہ مطالبہ اس لیے تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک طشت تھا جب وہ لوگ قربانی کرتے تھے۔ اور اس کو اس طشت میں رکھ دیتے تھے آسمان سے آگ نازل ہوتی اور وہ اس قربانی کو جلا دیتی تھی ان لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کہا ہم آپ پر بھی ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ آپ بھی ایک قربانی دیں اور اس کو آگ آسمان سے نازل ہو کر جلا دے تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے تو ان لوگوں کے جواب کے لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا اے میرے رسول ان سے آپ کہہ دیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ ... كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۸۳۔

مجھ سے پہلے بھی تم لوگوں کے پاس رسول آئے تھے اور واضح اور روشن معجزات لے کر آئے اور جو تم نے مجھے کہا وہ ہی معجزہ وہ لے کر آئے تھے۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا (انبیاء کو قتل کرنے والے اور ان یہودیوں کے درمیان کہ جنہوں نے آگ کے ذریعے قربانی جلائے جانے والے معجزے کا مطالبہ کیا تھا ان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے لیکن پھر بھی خدا نے انبیاء کے قتل کا الزام اور اس جرم کی نسبت ان یہودیوں کی طرف دی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ یہودی ان یہودیوں کے اس جرم پر راضی اور خوش تھے اس لیئے ان کو بھی ویسے ہی قاتل قرار دیا گیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم کسی قوم کے فعل پر راضی ہوگی گویا وہ اس فعل کی فاعل ہے۔ تو اس سے ہی ثابت ہو گیا کہ امام زمانہ علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو اس دور میں قاتلان حسین کو قتل کریں گے۔ حالانکہ ان لوگوں اور قاتلان حسین علیہ السلام کے درمیان کئی سو سال کا فاصلہ ہوگا تو اس بناء پر ہی ہے کہ یہ لوگ ان کے فعل پر راضی اور خوش ہونگے اور وہ یزید اور قاتلان حسین کو بے جرم ثابت کرنے

Presented by Ziaraat.com

کی کوشش کرتے ہیں لہٰذا یہ بھی قرآن کی رو سے قاتلان امامؑ ہیں اس ضمن میں ایک روایت تفسیر نور الثقلین میں اسی آیت کے ذیل میں درج ہے اس کو ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اصول کافی سے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے آپ نے فرمایا خدا لعنت کرے قدریہ پر، خدا لعنت کرے خوارج پر، خدا لعنت کرے مرجنہ پر خدا لعنت کرے مرجنہ پر۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کی اے فرزند رسول یہ تو عجیب خیز بات ہے کہ قدریہ اور خوارج پر ایک ایک بار لعنت اور مرجنہ پر دو بار آپ نے لعنت کی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیئے کہ یہ وہ بد بخت ہیں جو ہمارے قاتلوں کے مومن ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کو بے جرم ثابت کرتے ہیں۔ ایسے ہی محمد بن ارقط نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تمھاری رہائش کوفہ میں ہے؟

میں نے عرض کیا جی ہاں۔

پھر آپ نے فرمایا کیا تم نے وہاں قاتلان امام حسینؑ کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اب وہاں قاتلان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہا آپ نے فرمایا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تمھاری نظر میں قاتل صرف وہ ہی ہیں جنہوں نے براہِ راست کسی کو قتل کیا ہو۔ کیا تم نے خدا کا فرمان نہیں سنا۔

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ .. اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھ سے پہلے بھی تمہارے پاس بہت زیادہ رسول واضع اور روشن معجزات لے کر آئے اور جن کی تم نے فرمائش کی ہے وہ بھی لائے تھے پھر تم نے ان کو قتل کیوں کیا اگر تم سچے ہو۔

جبکہ آتش قربانی کا مطالبہ کرنے والے رسول خداؐ کے دور کے تھے انہوں نے کسی نبی کو قتل نہیں کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی قاتلین انبیاء قرار دیا ہے۔ اس لیئے کہ وہ اپنے بزرگوں کے فعل پر راضی تھے۔ (من جانب مترجم)

جناب ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ سے خدا کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

(اگر یہ بہانہ تراش) آپ کی تکذیب کرتے ہیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) یہ آپ سے پہلے رسولوں کی تکذیب بھی کر چکے ہیں جبکہ وہ واضع اور روشن دلائل اور محکم ترین تحریریں اور نورانی کتابیں لے کر آئے تھے) آپ نے فرمایا بیانات سے مراد ان کے معجزات اور زبر سے مراد انبیاء کی کتب جن کا تعلق ان کی نبوت سے تھا اور کتاب منیر سے مراد ان کی وہ کتب ہیں جن میں

Presented by Ziaraat.com

حلال وحرام بیان ہوا تھا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۖ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿۱۸۵﴾

(ہر ذی روح موت کا ذائقہ چکھتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ تم قیامت کے دن اپنے اعمال کا پورا پورا اجر پاؤ گے اور پس جو لوگ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے نجات حاصل کریں گے وہ ہی حقیقت میں کامیاب ہیں اور دنیا کی حیات وزندگی دھوکہ فریب کے سرمایہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے) یعنی جہنم کی آگ سے نجات ہی کامیابی ہے

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے سلیمان الدیلمی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا جائے گا اور آپ کو گلابی رنگ کا حُلّہ (لباس) زیب تن کروایا جائے گا اور پھر آپ کو عرش کے دائیں جانب کھڑا کیا جائے گا آپ کے بعد پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور آپ کو سفید رنگ کا حلہ زیب تن کروایا جائے گا اور آپ کو عرش کی بائیں جانب کھڑا کیا جائے گا پھر حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور آپ کو بھی گلابی رنگ کا ایک حلہ زیب تن کروایا جائے گا اور آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب کھڑا کیا جائے گا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور آپ کو بھی سفید رنگ کا حلہ زیب تن کرادایا جائے گا اور پھر آپ کو حضرت ابراہیم کی بائیں جانب کھڑا کیا جائے گا پھر حضرت امام حسن علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور آپ کو بھی گلابی رنگ کا حلہ زیب تن کروایا جائے گا اور آپ کو امیر المومنین علیہ السلام کے دائیں جانب کھڑا کیا جائے گا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور آپ کو بھی ایک گلابی رنگ کا حلہ زیب تن کروایا جائے گا اور پھر آپ کو امام حسن علیہ السلام کی دائیں جانب کھڑا کیا جائے گا اس کے بعد پھر دوسرے آئمہ علیہ السلام کو جو امام حسین کی نسل ہیں ان کو پکارا جائے گا اور ان سب کو گلابی رنگ کے حلے زیب تن کروائے جائیں گے اور ان سب کو ترتیب سے امام حسین علیہ السلام کی دائیں جانب کھڑا کیا جائے گا پھر ہمارے تمام شیعوں کو پکارا جائے گا اور ان کو ہمارے سامنے کھڑا کیا جائے گا پھر حضرت فاطمہ بنت رسول خدا علیہا السلام کو پکارا جائے گا اور آپ کے ساتھ آپ کی نسل اور آپ کے حب دار عورتوں کو پکارا جائے گا اور پھر ان سب کو جنت میں بغیر حساب کے داخل کر دیا جائے گا پھر خدا کے عرش کے وسط سے رب العزت جو بہت بلندیوں والا ہے اس کی جانب سے آواز آئے گی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین باپ تیرا باپ ابراہیم ہے اور بہترین بھائی تیرا بھائی علی ابن ابی طالب ہے اور بہترین سبطین تیرے دو سبطین ہیں جو کہ حسن وحسین ہیں۔

اور بہترین تیرا جنین ہے جو کہ محسن شہید ہے اور بہترین آئمہ راشدین آپ کی ذریت ہیں۔ جو علی بن حسین۔ محمد بن علی آخر تک جن کا آخری مھدی ہے اور بہترین شیعہ آپ کے شیعہ ہیں آگاہ ہو جا کہ تحقیق محمد اور اس کا وصی اور اس کے دونوں

Presented by Ziaraat.com

نواسے اوران کی اولاد میں سے باقی آئمہ یہ ہی حقیقی کامیاب ہیں پھران کو جنت میں جانے کا حکم دیا جائے گا اوراسی کے بارے میں خدانے فرمایا۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ

پس جو جہنم کی آگ سے نجات حاصل کر گیا اور جنت میں داخل ہو گیا بس وہی کامیاب ہے۔

(كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ) کے ذیل میں تفسیر نور الثقلین میں تفسیر عیاشی کے حوالے میں جناب زرارہ کی سند سے روایت ذکر ہے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے جناب زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام سے براہِ راست رجعت کے بارے میں سوال کرنا پسند نہیں کرتا تھا اور دل میں سوچتا تھا کہ کسی ایسے انداز میں آپ سے میں سوال کروں جس سے مجھے اپنا مطلوب حاصل ہو جائے چنانچہ میں نے ایک دن آپ کی خدمت میں عرض کیا اے فرزند رسول آپ یہ فرمائیں جو شخص قتل کر دیا جاتا ہے کیا اس نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں موت اور چیز ہے اور قتل ہونا اور چیز ہے موت موت، اور قتل قتل ہے

میں نے عرض کیا اے مولا کیا قتل ہونے والا موت کا جامِ نوش نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا خدا کا فرمان تیری باتوں سے زیادہ صحیح اور حق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں موت اور قتل کو الگ الگ بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔

اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ

(کیا وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں)

اور دوسرے مقام پر پھر فرمایا۔

وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ لَاِاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾

اگر تم مر گئے یا قتل کر دیئے تو کیا تم خدا کے ہاں محشور نہیں کیئے جاؤ گے۔ زرارہ تمھاری بات درست نہیں بلکہ موت الگ ہے اور قتل الگ۔

میں نے عرض کیا خدا تو فرماتا ہے کہ (كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ) ہر ذی روح موت کا ذائقہ چکھتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا جو شخص قتل ہوا ہے اس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا بلکہ اس کے لیئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں پلٹایا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ موت کا ذائقہ چکھے۔

ایک اور روایت ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا تفسیر نور الثقلین نے اسی آیت کے ذیل میں یہ روایت درج کی ہے جو یعقوب احمر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے ذکر کی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت امام صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کی وفات ہوئی تو ہم آپ کو تعزیت پیش کرنے کے لیئے آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے آپ نے اپنے مرحوم فرزند اسماعیل کے لیئے دُعا مغفرت کی اور پھر

Presented by Ziaraat.com

یوں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو ان کی موت سے آگاہ کرتے ہوئے یوں فرمایا۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

آپ پر بھی موت آنے والی ہے اور یہ بھی مرجائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا ایک وقت ایسا آئے گا جب تمام اہل زمین مرجائیں گے اور کوئی بھی باقی نہیں بچے گا اور پھر تمام اہل آسمان بھی مرجائیں گے اور صرف ملک الموت اور حاملین عرش اور جبرائیل اور میکائیل ہی بچ جائیں گے اس وقت ملک الموت خدا کے حضور جا کھڑے ہوگا اور خدا اس سے پوچھے گا کہ اب کون بچ گیا ہے؟ حالانکہ خدا بہتر جانتا ہوگا۔

اس وقت ملک الموت عرض کرے گا خدایا اب صرف ملک الموت حاملین عرش اور جبرائیل اور میکائیل زندہ ہیں اس وقت آواز قدرت آئے گی جبرائیل اور میکائیل سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی مرجائیں گے اس وقت حاملین عرش عرض کریں گے خدایا یہ دونوں تو تیرے پیغام رساں اور امین ہیں۔ خدا فرمائے گا میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہر ذی روح کو موت دوں گا۔ چنانچہ جبرائیل اور میکائیل بھی مرجائیں گے اس کے بعد پھر ملک الموت خدا کے حضور کھڑا ہوگا تو آواز آئے گی اے ملک الموت اب کون زندہ بچ گیا؟

اس وقت ملک الموت عرض کرے گا خدایا اب صرف ملک الموت اور حاملین عرش باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد حاملین عرش بھی مرجائیں گے آخر میں ملک الموت غمگین ہوکر خدا کے حضور پیش ہوگا خدا فرمائے گا اے ملک الموت اب کون رہ گیا ہے؟ تو ملک الموت عرض کرے گا خدایا اب سوائے ملک الموت کے کوئی زندہ نہیں ہے آواز قدرت آئے گی اے ملک الموت اب تو بھی مر جا۔ اس کے بعد خدا اپنی قدرت کاملہ کے تحت زمین کو اٹھائے گا اور اسے سمیٹ دے گا اور پھر آسمان کا شامیانہ بھی لپیٹ دیا جائے گا اس وقت خدا فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو میرے ساتھ شریک قرار دیتے تھے۔ اور وہ لوگ کہاں ہیں جو میرے ساتھ دوسروں کو معبود قرار دیا کرتے تھے۔

میرا دل چاہتا ہے کہ ایک روایت امالی شیخ صدوق سے نقل کی جائے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند کبیر نے فرمایا میں نے اپنی عزت وجلالت کی قسم اٹھائی ہے کہ جو میرا بندہ علی علیہ السلام سے محبت رکھے گا میں اس کو دوزخ سے نجات دونگا اور اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص میرے علیؑ سے بغض رکھے گا اور اس کی ولایت کا منکر ہوگا میں اس سے بغض رکھوں گا اور اس کو جہنم میں ضرور داخل کرونگا اور جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (من جانب مترجم)

جناب ابوالجارودؒ نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے خداوند تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا۔

Presented by Ziaraat.com

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ ... وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ؕ

اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے عہد لیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی

کہ تم اس کو لوگوں کے لیے ضرور بیان کرنا اور اس کو چھپانا نہیں ہے اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے جو عہد لیا تھا وہ عہد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تھا کہ ان کے بارے میں لوگوں کو اطلاع دینا۔ خبر دینا اور جب وہ مبعوث ہو تو ان پر پردہ مت ڈالنا (بلکہ لوگوں کو صاف صاف بتانا کہ یہ ہی وہ نبی ہے کہ جس کے بارے میں ہماری کتابوں میں ذکر ہوا ہے لیکن۔

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

(پس ان اہل کتاب نے خدا کے اس عہد کو پشت سر پھینک دیا) یعنی اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا ہوا اپنا عہد پشت سر پھینک دیا۔

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور اس کو معمولی قیمت کے عوض بیچ ڈالا اور انہوں نے کتنا برا سودا کیا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

جو لوگ اپنے کیئے پر مغرور ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کیئے ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اس چیز کو پسند کرتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو ان سے سرزد نہیں ہوئے اور وہ نیک اعمال (انہوں نے) انجام نہیں دیے ان پر ان کی تعریف کی جائے اور ابو جارود کی روایت جو امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے آپ نے فرمایا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

اس آیت کے ذیل میں فرمایا کہ عذاب ان سے دور نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیئے دردناک عذاب ہوگا۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ ..... لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ ... عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی خلقت میں غور و فکر کرتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے ہمارے خدا تو نے یہ سب کچھ باطل پیدا نہیں کیا تو عبث کام کرنے سے پاکیزہ و منزہ ہے تو ہمیں عذاب جہنم سے بچالے۔

Presented by Ziaraat.com

اس آیت کے ذیل میں علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں یعنی جو تندرست انسان ہے وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اور جو مریض ہے اگر کھڑا ہو کر نماز نہیں ادا کر سکتا تو بیٹھ کر نماز ادا کرے اور جو بیمار بہت زیادہ کمزور و ناتوان ہے کہ جو بیٹھ کر بھی نماز ادا نہیں کر سکتا اس کے لیئے ضروری ہے کہ لیٹ کر اشاروں کے ساتھ نماز ادا کرے۔

اس کی تائید امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت جس کو تفسیر نور الثقلین نے اسی آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے وہ کرتی ہے اور اس آیت کے شان نزول کے بارے میں تفسیر نور الثقلین میں شیخ طوسی علیہ کا قول ذکر کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہجرت کے وقت فاطمہ بنت اسد۔ فاطمہ بنت رسول خدا اور فاطمہ بنت زبیر کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں مشرکین مکہ سے آپ کی مڈھ بھیڑ ہوئی اور آپ ان پر غالب آئے پھر آپ ان بی بیوں کو ساتھ لے کر مقام ضجنان پر تشریف لائے اور آپ نے وہاں پر ایک رات اور ایک دن قیام فرمایا اور اس دوران مکہ کے کچھ اور افراد جو ناتواں اور کمزور تھے وہ بھی آپ کے ساتھ مل گے اور ان میں ام ایمن بھی تھیں مہاجریں کا یہ قافلہ ساری رات یاد خدا میں مصروف رہا کبھی کھڑے ہو کر خدا کو یاد کرتے اور کبھی بیٹھ کر ذکر خدا کرتے تھے اور جب تھک گئے تو لیٹ کر ذکر خدا میں مصروف ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو نماز فجر کو ادا کیا اور پھر علی علیہ السلام اس قافلے کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں بھی قیام کرتے تو رات ذکر خدا میں بسر کرتے اس شان سے سفر طے کرتے کرتے یہ قافلہ جب مدینہ میں وارد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے نبی کو ان کے معمولات کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (من جانب مترجم)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اَلَّذِیْنَ سے لیکر دوسری آیت وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ تک سے دونوں آیتیں محکم ہیں (یعنی ظالموں کے لیئے کوئی مددگار نہیں ہوگا)

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا ... لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا جو ایمان کی طرف بلا رہا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ ہم اس کی پکار سن کر ایمان لے آئے خدایا ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہمارے اندر جو برائیاں ہیں ان کو دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ قرار دے۔ خداوند جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ساتھ کیے ہیں ان کو ہمارے لیئے پورا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسواء نہ کرنا بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ وہ منادی جس نے ایمان کی طرف نداء دی اس سے مراد حضرت رسول خدا کی ذات ہے جو لوگوں کو ایمان کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اس کے بعد خداوند نے امیر المومنین علی علیہ السلام اور آپ کے دوسرے مومنین ساتھیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

فَاسْتَجَابَ ... مِنْ دِیَارِهِمْ

Presented by Ziaraat.com

(پس خدا نے ان لوگوں کی دعا کو قبول کر لیا اور ان سے فرمایا: تم میں سے کسی عمل کرنے والے خواہ وہ مرد ہو یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کرونگا پس جن لوگوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور ان کو اپنے گھروں سے نکالا گیا۔

علامہ فرماتے ہیں یہ ہجرت کرنے والے جن کو اپنے گھروں سے نکالا گیا وہ امیر المومنین علی علیہ السلام اور سلیمان فارسی اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ہیں جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور ان کو اپنے گھروں سے نکالا گیا اور جب ان کو اپنے گھروں سے نکالا گیا تو پھر خدا فرماتا ہے۔

وَاُوْذُوْا فِیْ ... الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

اور ان لوگوں نے میرے راستہ میں تکلیفوں اور اذیتوں کا سامنا کیا اور میری راہ میں انہوں نے جنگ کی اور مارے گئے ہیں میں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ میں ضرور بر ضرور ان کی خطاؤں کو بخش دونگا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ خدا کی طرف سے ثواب ہے۔ اور خدا کے ہاں ہی بہترین اجر و ثواب ہے۔ اس کے بعد خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا۔

لَا یَغُرَّنَّكَ ... لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

اے میرے نبی ان کافروں کا آزادی سے شہروں میں آنا جانا آپ کو پریشان نہ کرے یہ دنیا کی حقیر سہولت ہے جو ان کو حاصل ہے۔ پھر ان کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنت کے باغات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ ان کے لیے خدا کی طرف سے پہلی مہمان نوازی ہے۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ ان کے لیے خدا کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہتر ہے۔

(تفسیر نور الثقلین میں ایک روایت اسی آیت کے ذیل میں درج ہے جس کا حوالہ تفسیر عیاشی کا ہے اس میں مروی ہے کہ حضرت رسول خدا نے علی علیہ السلام سے فرمایا یا علی وہ ثواب جو اللہ کی طرف سے ہے وہ آپ ہیں اور ابرار سے مراد تیرے انصار و مددگار ہیں من جانب مترجم)

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ ... سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے افراد ہیں جو خدا پر اور جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے سب پر ایمان رکھتے ہیں وہ خدا کے سامنے خضوع اور خشوع کرتے ہیں اور خدا کی آیت کو کم قیمت پر فروخت نہیں کرتے ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے یقیناً اللہ جلدی حساب پورا کرنے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جن اہل کتاب کی اس آیت میں تعریف کی گئی ہے وہ یہود و نصاریٰ کے وہ افراد ہیں جو حضرت رسول خدا پر ایمان لے آئے تھے اور ان میں سے سرفہرست حبشہ کا بادشاہ نجاشی ہے اور اس کے ساتھی ہیں جو نجاشی کے ساتھ مل کر رسول

Presented by Ziaraat.com

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے اس کے بعد پھر خدا فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

صبر سے کام لو اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاسکو۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا اِصْبِرُوْا سے مراد مصائب پر صبر کرو صَابِرُوْا سے مراد فرائض کی ادائیگی پر ثابت قدم رہو رَابِطُوْا سے مراد آئمہ علیہم السلام سے رابطہ برقرار رکھو۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے حسن یا حسین بن خالد سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا صبر کرنے والے کہاں ہیں تو لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی اور پھر ندا دے گا متصبر (ثابت قدم) رہنے والے کہاں ہیں تو پھر لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا میں آپ پر قربان ہو جاؤں صابروں سے مراد کیا ہے آپ نے فرمایا صابر وہ ہیں جو اپنے فرائض ادا کرتے ہیں اور متصبر وہ ہیں جو حرام سے اجتناب کرتے ہیں (یعنی خدا کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرنے والے)۔

(مناسب ہے کہ اس مقام پر ایک حدیث جو حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس کو نقل کیا جائے اور اس کو تفسیر نور الثقلین نے اسی آیت کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اصْبِرُو یعنی ہماری محبت کی وجہ سے جو تم کو ناگوار باتیں سننا پڑتی ہیں ان پر صبر کرو صَابِرُوْا یعنی اپنے امام کے ساتھ مل کر دشمنان اسلام کے مقابلے میں پامردی اور جوانمردی کا مظاہرہ کرو۔ وَرَابِطُوْا یعنی اپنے امام زمانہ سے رابطہ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاسکو من جانب مترجم)

سورۂ ال عمران ختم شدہ

Presented by Ziaraat.com

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

یہ سورہ مبارک مدینہ میں نازل ہوئی تھی اس کی آیت کی تعداد ۱۷۶ ہے اور اس کے چوبیس ۲۴ رکوع ہیں۔

کتاب ثواب الاعمال میں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کے دن سورہ نساء کی تلاوت کرے گا وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا اس روایت کو تفسیر عیاشی اور تفسیر نور الثقلین اور برھان وغیرہ سب میں نقل کیا گیا ہے۔

بسم اللہ کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہے عامہ اس بات کے قائل ہیں کہ فقط ایک سورہ کے اختتام اور دوسری کے شروع ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن یہ کسی سورہ کا جزء نہیں ہے لیکن شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نا صرف یہ سورہ کے اختتام اور نئی سورہ کے شروع ہونے کی دلیل ہے بلکہ یہ باقاعدہ سورہ کا جز (۱) اس کی آیت ہے سوائے سورہ توبہ کے۔ (مترجم)

آیت ۱ تا ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳

Presented by Ziaraat.com

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا
فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ
لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵
وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا
فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ
وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ
حَسِیْبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ
نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِیْبًا
مَّفْرُوْضًا ۝۷ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنُ
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸ وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ
تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْهِمْ ۪ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ
وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا
یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝۱۰ یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ
اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَیْهِ

Presented by Ziaraat.com

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ
وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ
اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ
كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ
دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ
وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى

Presented by Ziaraat.com

يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ
فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ
يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ
تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ
فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا
كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ
اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا
مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ
مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

Presented by Ziaraat.com

انسانو! اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور اس کا جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا ہے اور پھر دونوں سے بکثرت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے ہیں اور اس خدا سے بھی ڈرو جس کے ذریعہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتداروں کی بے تعلقی سے بھی۔ اللہ تم سب کے اعمال کا نگراں ہے (۱) اور یتیموں کو ان کا مال دے دو اور ان کے مال کو اپنے مال سے نہ بدلو اور ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ کہ یہ گناہ کبیرہ ہے (۲) اور اگر یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکنے کا خطرہ ہے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہیں دو۔ تین۔ چار ان سے نکاح کر لو اور اگر ان میں بھی انصاف نہ کر سکنے کا خطرہ ہے تو صرف ایک۔۔۔ یا جو کنیزیں تمہارے ہاتھ کی ملکیت ہیں، یہ بات انصاف سے تجاوز نہ کرنے سے قریب تر ہے (۳) عورتوں کو ان کا مہر عطا کر دو پھر اگر وہ خوشی خوشی تمہیں دینا چاہیں تو شوق سے کھا لو (۴) اور ناسمجھ لوگوں کو ان کے وہ اموال جن کو تمہارے لئے قیام کا ذریعہ بنایا گیا ہے نہ دو۔ اس میں ان کے کپڑے کا انتظام کر دو اور ان سے مناسب گفتگو کرو (۵) اور یتیموں کا امتحان لو اور جب وہ نکاح کے قابل ہو جائیں تو اگر ان میں رشید ہونے کا احساس کرو تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو اور زیادتی کے ساتھ یا اس خوف سے کہ کہیں وہ بڑے نہ ہو جائیں جلدی جلدی نہ کھا جاؤ۔۔۔ اور تم میں جو غنی ہے وہ ان کے مال سے پرہیز کرے اور جو فقیر ہے وہ بھی صرف بقدر مناسب کھائے۔ پھر جب ان کے اموال ان کے حوالے کرو تو گواہ بنا لو اور خدا تو حساب کے لئے خود ہی کافی ہے (۶) مردوں کے لئے ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں ایک حصّہ ہے اور عورتوں کے لئے بھی ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں سے ایک حصّہ ہے وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصّہ بطور فریضہ ہے (۷) اور اگر تقسیم کے وقت دیگر قرابتدار، ایتام، مساکین بھی آ جائیں تو انہیں بھی اس میں سے بطور رزق دے دو اور ان سے نرم اور مناسب گفتگو کرو (۸) اور ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے بعد ضعیف و ناتواں اولاد چھوڑ جاتے تو کس قدر پریشان ہوتے لہٰذا خدا سے ڈریں اور سیدھی سیدھی گفتگو کریں (۹) جو لوگ ظالمانہ انداز سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب واصل جہنّم ہوں گے (۱۰) اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں

Presented by Ziaraat.com

وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکوں کے برابر ہوگا۔ اب اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہیں تو انہیں تمام ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ایک ہی ہے تو اسے آدھا اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اگر اولاد بھی ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کے لئے ایک تہائی ہے اور اگر بھائی بھی ہوں تو ماں کیلئے چھٹا حصہ ہے۔ ان وصیتوں کے بعد جو کہ مرنے والے نے کی ہیں یا ان قرضوں کے بعد جو اس کے ذمہ ہیں۔ یہ تمہارے ہی ماں باپ اور اولاد ہیں مگر تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں زیادہ منفعت رساں کون ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۱) اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا نصف ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پس اگر ان کی اولاد بھی ہے تو اُن کے ترکہ میں سے تمہارا چوتھائی حصہ ہے ان کی وصیتوں یا قرضوں کے بعد اور ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد بھی ہے تو ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے، ان وصیتوں کے بعد جو تم نے کی ہیں یا قرضوں کے بعد اگر قرض ہے اور اگر کوئی مرد یا عورت اپنے کلالہ (مادری بھائی یا بہن) کا وارث ہو رہا ہے۔ اور ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اس وصیت کے بعد جو کی گئی ہے یا قرضہ کے بعد بشرطیکہ وصیت یا قرضہ کی بنیاد ورثہ کو ضرر پہنچانے پر نہ ہو یہ خدا کی طرف سے وصیت ہے اور خدا ہر شے کا جاننے والا اور ہر کام کو حکمت کے مطابق انجام دینے والا ہے (۱۲) یہ سب الٰہی حدود ہیں اور جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا خدا اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور درحقیقت یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو خدا اور رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کے حدود سے تجاوز کر جائے گا خدا اسے جہنّم میں داخل کر دے گا اور وہ وہیں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے (۱۴) اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں ان پر اپنوں میں سے چار گواہوں کی گواہی لو اور جب گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں بند کر دو۔ یہاں تک کہ موت آجائے یا خدا ان کے لئے کوئی راستہ مقرر کر دے (۱۵) اور تم میں سے جو آدمی بدکاری کریں انہیں اذیت دو پھر اگر توبہ کر لیں اور اپنے حال

Presented by Ziaraat.com

کی اصلاح کرلیں تو ان سے اعراض کرو کہ خدا بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے (۱۶) توبہ خدا کے ذمہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی بناء پر برائی کرتے ہیں اور پھر فوراً توبہ کر لیتے ہیں کہ خدا ان کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے وہ علیم و دانا بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی (۱۷) اور توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو پہلے برائیاں کرتے ہیں اور پھر جب موت سامنے آجاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اب ہم نے توبہ کر لی اور نہ ان کے لئے ہے جو حالت کفر میں مرجاتے ہیں کہ ان کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب مہیّا کر رکھا ہے (۱۸) اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤ اور خبردار انہیں منع بھی نہ کرو کہ جو کچھ ان کو دے دیا ہے اس کا کچھ حصّہ لے مگر یہ کہ واضح طور پر بدکاری کریں اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اب اگر تم انہیں ناپسند بھی کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور خدا اسی میں خیر کثیر قرار دے دے (۱۹) اور اگر تم ایک زوجہ کی جگہ پر دوسری زوجہ کو لانا چاہو اور ایک کو مال کثیر بھی دے چکے ہو تو خبردار اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم اس مال کو بہتان اور کھلے گناہ کے طور پر لینا چاہتے ہو (۲۰) اور آخر کس طرح تم مال کو واپس لو گے جب کہ ایک دوسرے سے متصل ہو چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے بہت سخت قسم کا عہد لیا ہے (۲۱)

تفسیر

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

اے لوگو اپنے اس پروردگار سے ڈرتے رہو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اس کی بیوی کو اسی سے پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے ہیں اس خدا سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور تعلقات کو بگاڑنے سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ تمھارا نگہبان ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اس کے بارے میں اختلاف ہے تمام عامہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت حواء علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب کی سب سے نیچے والی پسلی سے خلق کیا ہے اور پھر اس جگہ کو گوشت سے پُر کر دیا ہے اور اسی نظریہ کو علامہ موصوف بھی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کو آدم کی پسلی سے ظاہر کیا تھا اور اسی نظریہ کو ہمارے کچھ دوسرے علماء نے بھی نقل کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے ان علماء نے عامہ سے اس نظریہ کو اخذ کر لیا ہے لیکن اسی کے خلاف علمائے خاصہ میں سے اکثر نے اس نظریہ کو رد کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس مقام پر من جنبہ ہے۔ تفسیر عیاشی میں ابوالمقدام سے روایت ذکر ہوئی ہے ابوالمقدام نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا اے فرزند رسول خدا آپ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کو کس چیز سے خلق کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ حضرت حواء کی خلقت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ (عامہ) کہتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے خلق کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں کیا خدا حواء کو آدم کی پسلی کے علاوہ خلق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا لہذا مجبوراً اس نے پسلی سے خلق کیا تھا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اے فرزند رسول خدا پھر آپ فرمائیں کہ حضرت حواء کو کس چیز سے خلق کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے والد نے اپنے آباء کرام کے توسط سے رسول خدا سے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی مٹی کو اٹھایا اور پھر اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے خمیر کیا (اس کے ہاتھ کی قدرت ہے یعنی اس کو اپنی قدرت کاملہ کے تحت خمیر کیا) اور پھر اس سے حضرت آدم کو خلق کیا اور پھر آپ کی خلقت کے بعد جو مٹی بچ گئی اس سے حضرت حواء کو خلق فرمایا۔

(یعنی حضرت آدم کی فاضل مٹی سے حضرت حواء کو خلق کیا گیا)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ پسلی سے خلقت والی بات عامہ کی طرف سے ہمارے درمیان آتی ہے اور اگر اس کو فرض کر لیا جائے کہ واقعی حواء حضرت آدم کی پسلی سے خلق کی گئی ہے تو پھر لازم آئے گا کہ حضرت حواء حضرت آدم کا جز ہو گا اور پھر جز سے حضرت آدم کا نکاح ہو جبکہ یہ عقیدہ قابل قبول نہیں ہے بیٹی سے شادی بھی اسی وجہ سے حرام ہے کیونکہ بیٹی انسان کی جز شمار ہوتی ہے (من جانب مترجم)

بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ

اور ان دونوں سے بے حساب مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اس خدا سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم سوال کرتے ہو اور اپنے رشتہ داروں کے بارے میں قطع تعلقات سے پرہیز کرو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تم سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے تقویٰ اختیار کیا اور تم سے

Presented by Ziaraat.com

ارحام کے بارے میں سوال کیا جائے گا کیا تم نے صلہ رحمی کی تھی؟

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

یقیناً اللہ تم پر نگہبان ہے۔

علامہ فرماتے ہیں رقیب سے مراد کفیل ہونا ہے اور ابو جارود کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ رقیب سے مراد محافظ و نگہبان ہے۔

نسل حضرت آدم علیہ السلام کیسے چلی

(مسلمانوں میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل آگے کیسے چلی ہے عامہ کا نظریہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حواء کے ہاں ستر جوڑے پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ تفسیر درالمنثور میں اسی آیت کے ذیل میں درج ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت حواء کے ہاں چالیس بچے پیدا ہوئے جن میں سے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں تھیں پھر ان کا آپس میں نکاح کروا دیا گیا بعض لوگوں نے تو یہاں تک لکھا کہ ایک جوڑی دن کے وقت پیدا ہوتی تھی اور دوسری جوڑی رات کو پیدا ہوتی تھی تو دن کے لڑکے کی شادی رات کی لڑکی سے کرتے اور رات کے لڑکے کی شادی دن والی لڑکی سے کرتے تھے اس طرح نسل آدم کا سلسلہ آگے چلتا تھا لیکن یہ نظریہ صرف اور صرف آل محمدؐ سے دوری کا اثر ہے ورنہ جو آل محمدؐ کے مکتب سے مربوط رہتے ہیں وہ ایسے نظریے قائم نہیں کرتے۔

اس کے خلاف آل محمد علیہم السلام کا نظریہ اور ان کے ماننے والوں کے نظریے کے مطابق یہ عامہ کا نظریہ باطل اور خلاف عقل اور خلاف نظام اسلام ہے بلکہ فطرت اسلامی کے خلاف ہے اسی وجہ سے جب حضرت زرارہ رضیٰ اللہ عنہٗ سے جو روایت تفسیر نور الثقلین جلد دوم میں اسی آیت کے ذیل میں درج ہے کہ جس میں جناب زرارہ رضیٰ اللہ عنہٗ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نسل آدم کیسے چلی ہے؟ سائل نے امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا اے فرزند رسول ہمارے پاس ایسے لوگ رہتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کا نکاح اپنی بیٹیوں سے کر دیں آپ نے ایسا ہی کیا لہٰذا تمام نوع انسان بھائیوں اور بہنوں کے ملاپ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح سلسلہ انسانی آگے چلتا تھا۔ یہ سن کر حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ وہ اپنے انبیاء اور اولیاء اور اوصیاء و مرسلین مومنین و مومنات مسلمین اور مسلمات کو حرام کے ملاپ سے پیدا کرے کیا خدا حلال طریقہ سے نسل انسانی کو جاری کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا لہٰذا اس نے مجبور ہو کر حرام طریقہ اپنایا تھا جب کہ اللہ تمام مخلوق کو حلال رشتے اپنانے کا حکم دیتا ہے خدا کی قسم مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ایک سانڈ کو اس کی بہن پر چھوڑا اور جب وہ ملاپ سے فارغ ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ مادہ اس کی بہن تھی تو اس نے اپنے آکہ

Presented by Ziaraat.com

تناسل کو نکال کر اپنے دانتوں سے زور سے کھینچ کر پھینک دیا جس کی وجہ سے وہ خود بھی مر گیا۔

زرارہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دوران کسی نے سوال کر دیا کہ اے فرزند رسول یہ بتائیں کہ حضرت حواء کی خلقت کیسے ہوئی تھی؟ کیونکہ ہمارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت حواء کی خلقت حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے ہوئی تھی یہ سن کر آپ نے فرمایا خدا اس سے پاک و منزہ ہے بلند و بالاتر ہے اور وہ عاجز نہیں ہے کہ وہ آدم کی زوجہ کو ان کی پسلی سے پیدا کرے۔ اور یوں اعتراض کرنے والوں کو خواہ مخواہ اعتراض کا موقع فراہم کرے اور کوئی کہہ دے کہ حضرت آدم نے اپنے جزو خون سے نکاح کر لیا تھا۔ ایسا کہنے والوں کو خدا ہی سمجھائے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے خلق کیا پھر ان میں اپنی روح پھونکی اور ملائکہ نے ان کا سجدہ کیا اس کے بعد اللہ نے آدم پر نیند کو طاری کر دیا اور دوسرا انسان پیدا کیا اور اس کو پیدا کر کے اس کو حضرت آدم کی رانوں کے قریب لٹا دیا اور خدا نے یہ اس لیے کیا تھا تا کہ عورت مرد کے تابع رہے حواء حرکت کرنے لگیں اس کی حرکت کی وجہ سے آدم کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے بیدار ہو کر اپنے جنس کے ایک اور انسان کو دیکھا تو آپ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ وہ ان کی ہم شکل ہے۔ مگر صنف میں فرق ہے جب حضرت آدم علیہ السلام نے سوال کیا کہ تو کون ہے؟ تو حضرت حواء نے جواب دیا میں اللہ کی مخلوق ہوں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں حضرت آدم نے عرض کیا اے خدا یا یہ حسین مخلوق کون ہے اس کا قرب مجھے اچھا لگتا ہے اور میری نظریں اس کو دیکھتی تھکتی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ میری کنیز ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ میری کنیز آپ کے پاس رہے اور تم سے انس و محبت کرے اور تم سے باتیں کرے اور تیرے احکام کی اطاعت کرے آدم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں اے خدا یا اس تیری نعمت کے حاصل ہونے کے بعد میں ساری زندگی تیرا شکر گزار اور تیری حمد کرتا رہوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم آپ مجھ سے اس میری کنیز کا رشتہ طلب کرو۔ یہ میری کنیز ہے اور تیری شہوانی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے خدا یا میں تیری اس کنیز کا تجھ سے رشتہ طلب کرتا ہوں تیری کیا رضا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم آپ کو اس کا حق مہر ادا کرنا ہوگا اور اس کا حق مہر یہ ہے کہ اس کو میرے دین کے اصول و قواعد کی تعلیم دو گے؟ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے خدا یا مجھے یہ حق مہر منظور ہے خداوند تعالیٰ نے فرمایا میں نے اسے تیری زوجیت میں دے دیا ہے اور جب حواء آدم کی بیوی بن چکیں تو آدم نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ۔ بی بی نے کہا نہیں بلکہ آپ میرے پاس آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے آدم تم اُٹھ کر اس کے پاس جاؤ چنانچہ حضرت آدم اُٹھ کر حواء کے پاس گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو عورتیں مردوں کے پاس جاتیں اور ان سے نکاح کی درخواست کرتیں اب مرد عورتوں کے پاس جاتے ہیں۔ اور نکاح کی درخواست کرتے ہیں۔

علل الشرائع میں اس روایت کے ساتھ یہ اضافہ کیا گیا ہے

پھر آپ نے فرمایا زمین پر آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو دو بیٹے عطا فرمائے تھے۔ ہابیل اور قابیل۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا ہابیل کی موت نے حضرت آدم پر اتنا اثر کیا کہ آپ نے پانچ سو سال تک بیوی سے مقاربت ترک کر دی

Presented by Ziaraat.com

اور جب آپکا غم کچھ ہلکا ہوا تو آپ نے بیوی سے دوبارہ مقاربت کی جس سے حضرت حواء دوبارہ حاملہ ہوئیں اور حضرت شیث پیدا ہوئے اور ان کی ولادت کے کچھ عرصہ کے بعد آپ کے ہاں یافث پیدا ہوئے جب یہ دونوں بیٹے جوان ہوئے تو آپ نے خدا کی بارگاہ میں التجاء کی کہ ان کی شادیوں کا بندوبست کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی دعا کو قبول فرمایا اور اور جمعرات کے دن عصر کے قریب اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک حور کو انسانی شکل عطاء کر کے نازل کیا جس کا نام نزلہ تھا اور اس سے حضرت شیث کا نکاح کیا گیا اور اسی دن عصر کے بعد ایک دوسری حور نازل کی گئی جس کا نام منزلہ تھا اور اس کا نکاح یافث سے کیا گیا۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد شیث کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور یافث کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ایسے ہی اور بچے تو اس طرح پھر شیث کے بچوں کی یافث کے بچوں کے ساتھ شادیاں ہوئیں، اور اس طرح نسل انسانی آگے چلی اس کے علاوہ بھی اور روایات ہیں جن کو دوسری تفاسیر کی کتب میں دیکھیں۔ (مترجم)

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۲

اور یتیموں کو ان کا مال دے دو اور اچھے اور پاک مال کو برے اور ناپاک مال سے تبدیل مت کرو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یتیم کا مال ظلم اور عدوان کے ذریعے مت کھاؤ تا کہ اسراف کرنے والے نہ بن جاؤ اور پاک ناپاک میں تبدیل مت کرو یعنی جو فقیر اور نادار ہے وہ اچھے طریقے سے کھالے اور مال یتیم کو اپنے مالوں سے مخلوط کر کے مت کھاؤ کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۳

اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو گے پھر عورتوں میں سے جو آپ کو پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں خوف ہو کہ ان بیویوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو یا ان عورتوں کو بیوی بنا لو جو تمہاری ملکیت میں ہیں یہ بات بے انصافی سے بچنے کے لیے زیادہ قرین صواب ہے۔ علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ

Presented by Ziaraat.com

وَرُبٰعَ ۚ

اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو عورتیں تمہیں پسند آجائیں ان کے ساتھ تم دو دو تین تین اور چار چار کر کے ان سے نکاح کر لو)

یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ نازل ہوئی تھی جس میں ارشاد قدرت ہے۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ ... وَرُبٰعَ

اور اے میرے رسول یہ لوگ آپ سے عورتوں کے بارے فتویٰ طلب کرتے ہیں تو آپ فرمادیں کہ خدا اس کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور جو کچھ قرآن میں عورتوں کے بارے میں کہ جن کے تم حقوق ادا نہیں کرتے اور ان سے شادی کر لینا چاہتے ہو پس تم نکاح کرو (دوسری) عورتوں میں سے جو تم لوگوں کو پسند ہیں دو دو، تین تین اور چار چار کر کے علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا ایک حصہ ایک سو بیس آیت کے بعد نازل ہوا ہے یہاں رکھا گیا ہے اور آخری حصہ اول سورہ میں نازل ہوا تھا اس آیت کا شان نزول یہ ہے اس دور کے لوگ یتیم بچیوں سے نکاح نہیں کرتے تھے۔ اور کوئی یتیم بچی مال دار ہوتی تو وہ اس سے لالچ میں نکاح کر لیتے تھے لیکن ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو حق مہر بھی کم دیتے اور بعد میں بھی یتیم ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ تو ایسی صورتحال میں لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ ہم ان یتیم بچیوں کا کیا کریں تو اس کے جواب میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ: سے لیکر مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ: تک کی آیت نازل فرمائی:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

(پس اگر تم کو خوف ہو کہ تم اپنی عورتوں کے درمیان عدل قائم نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی بس ہے۔ یا پھر اپنی کنیزوں سے رشتہ ازدواج قائم کر لو اور یہ تمہارے لیے بے انصافی کی حد میں داخل ہونے سے بہتر ہے۔)

یعنی جو عدل قائم کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ان کو ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی نہیں کرنی چاہیے۔ (اگر ان کو ہوس تنگ کرے تو ایک آزاد عورت کے ساتھ کنیزوں کو رکھ سکتا ہے اور ان کے درمیان عدل و انصاف کرنا ضروری نہیں)

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ

اور عورتوں کا حق مہر بھی ان کو خوش دلی سے ادا کرو

نِحْلَةً ۭ یعنی خدا کی طرف سے اس کو عطیہ سمجھ کر اس کو حق مہر ادا کرو

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝

Presented by Ziaraat.com

پس اگر وہ خود اپنے حق مہر میں سے کچھ مال تمہیں بخش دیں تو اس کو تم حلال اور باعث برکت سمجھ کر کھاؤ

علامہ فرماتے ہیں اگر تم حق مہر ان عورتوں کو ادا کرتے ہو اور وہ اس حق مہر میں سے کچھ مال اپنے خوشی سے تم کو واپس کر دیتی ہیں وہ مال تمہارے لیے کھانا حلال اور بابرکت بھی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان میں درج ہے کہ مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ خطاب کن کو ہے اس میں دو قول ہیں۔)

۱) شوہروں کو خطاب ہے کہ تم اپنی عورتوں کا حق مہر خوشی سے واجب سمجھ کر ادا کرو۔

۲) دوسرا قول یہ ہے کہ یہ خطاب عورت کے ولی اور سرپرست کو ہے کیونکہ عرب معاشرے میں یہ رواج تھا کہ کنیز کا اگر کسی سے عقد کیا جاتا تو اس کا حق مہر خود اس کا ولی اور سرپرست لے کر کھا جاتا تھا تو اس آیت کے ذریعے اللہ نے اس سے روکا ہے۔ مترجم)

اور روایت ابوالجارود حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے اس میں بھی اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵

اور بے وقوفوں کو اپنا وہ مال جس کو خدا نے تمہارے لیے قرار دیا ہے نہ دو ہاں اسے انکو کھلاؤ اور انکو لباس فراہم کرو اور ان سے اچھے انداز میں بات کرو۔

بے وقوف خواہ عورت ہو یا بچے جب انسان کو معلوم ہو جائے کہ تحقیق یہ عورت بے وقوف ہے اور مال کو فاسد و خراب و ضائع کر دے گی یا یہ بچہ بے وقوف ہے اور یہ مال کو خراب اور ضائع کر دے گا تو ان میں سے کسی کو بھی اپنی زندگی کی جمع پونجی اور زندگی گزارنے والے مال پر مسلط نہیں کرنا چاہیے اور مال کو ان کے سپرد نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں اس مال سے زندگی بسر کرنے کے لیے ان پر خرچ کرو اور ان کو لباس فراہم کرو اور اچھے انداز سے پیش آؤ۔ علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شرابی بات کرے تو اس کی تصدیق مت کرو اور جب تم سے اپنے لیے رشتہ طلب کرے تو اس کو رشتہ مت دو اور جب شرابی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کے لیے مت جاؤ اور جب شرابی مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ مت چلو اور اس کے پاس اپنی کوئی چیز امانت کے طور پر مت رکھو پس اگر اس نے وہ مال ضائع کر دیا گویا تم نے خود اس مال کو ضائع کر دیا ہے۔ پس خدا کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ اس مال کا تم کو کوئی اجر دے اور اس کی تلافی کرے۔ کیونکہ اللہ نے خود قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ ۔

Presented by Ziaraat.com

(اور تم اپنا مال بے وقوفوں کو مت دو) اور شرابی سے بڑا بے وقوف کون ہو سکتا ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶

(اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں (یعنی بالغ ہو جائیں) اگر تمہیں ان میں ملامت محسوس ہو) تو ان کا (موروثی) مال ان کے سپرد کر دو اور اسراف کرتے ہوئے ان کا مال نہ کھاؤ اور ان کے بڑا ہونے کا خوف محسوس کرتے ہوئے ان کا مال جلدی جلدی ختم کرنے کی غرض سے مت کھاؤ اور یتیم کا ولی و سرپرست اگر خود دولت مند ہے تو اس کو اس کے مال سے بے نیازی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اور اگر ولی غریب ہو تو معروف اور حلال طریقہ سے کھاؤ اور جب ان کا مال یتیموں کو واپس کرو تو اس وقت گواہ بنا لو اور حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے۔)

علامہ فرماتے ہیں جس شخص کے ہاتھ میں یتیم کا مال ہو اس کے لیے یتیم کے حد نکاح تک پہنچنے سے پہلے اس کو دینا جائز نہیں ہے (یعنی اس کے بالغ ہونے سے قبل اس کو مال نہیں دینا چاہیے) اور جب وہ بالغ ہو جائے گا تو خود اس کی یتیمی ختم ہو جائے گی اور اس پر اسلام کیطرف حدود و فرائض لاگو ہو جائیں گے (بالغ ہونے کی نشانی ہے کہ اس کو احتلام ہو اور اگر احتلام نہیں ہوتا تو اس کی بغلوں میں بدبو پیدا ہونا شروع ہو جائے گی) اگر وہ بالغ ہو گیا ہے پھر اس کی آزمائش کرو آیا وہ مال کو ضائع کرنے والا نہ ہو یا شرابی نہ ہو اور زانی نہ ہو تو اس صورت میں اس کا مال جو اس کے باپ کا ترکہ ہے وہ اس کو دے دیا جائے (اور اگر اس میں یہ اوصاف بد موجود ہیں تو پھر اس کا مال اس کو نہیں دیا جائے گا) پس جب تم اس یتیم سے رشد و ہدایت کا مشاہدہ کرو تو پھر اس کا مال اس کو دے دو اور جب اس کو مال دو تو اس پر گواہ مقرر کرو پس جب وہ بالغ ہو عاقل ہو تو اس صورت میں اس کو مال دیا

جائے گا جب رشید و باشعور بھی ہو اور اگر معلوم نہ ہو سکے کہ آیا یہ بالغ ہوا ہے کہ نہیں اور اس کی عمر احتلام کی حد تک ہونے کے باوجود احتلام نہیں ہوتا تو پھر اس کا امتحان لو آیا اس کی بغلوں سے بدبو پیدا ہوتی ہے یا اس کے زیر ناف بال سخت ہو گئے ہیں۔ اور اگر یہ صورت بھی ہو گئی ہو تو وہ بالغ ہے اور اگر وہ عاقل و رشید و باشعور ہو تو پھر اس کا مال اسکے سپرد کر دو اگر وہ عاقل و رشید و باشعور اور بالغ ہو جائے تو پھر تمہارے لیے جائز نہیں کہ اس بہانے سے اس کے مال کو اپنے پاس رکھو کہ وہ ابھی بڑا نہیں ہوا ایسا نہ ہو کہ یہ مال ضائع کر دے اور اس کے مال کو بڑا ہونے کے خوف سے جلدی جلدی ختم کرنے کے لیے اسراف اور بیدردی کے ساتھ خرچ نہ کرو اور اگر ولی و سرپرست خود غنی اور مال دار ہے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ یتیم کے مال کو خود کھائے اور اگر وہ خود

Presented by Ziaraat.com

غریب و نادار ہو تو پھر بھی اس کو چاہیے کہ اپنے آپ کو یتیم کے مال کو کھانے سے روک کر رکھے اور حلال اور اچھے انداز میں بقدر ضرورت کھائے۔ اسراف اور بیدردی سے اس کے مال کو خرچ نہ کرے

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا ۷

(مردوں کے لیے اس مال سے حصہ ہے جسے ان کے والدین یا قریبی رشتہ داروں نے بطور میراث چھوڑا ہے اور عورتوں کے لیے بھی اس مال سے حصہ ہے جو ان کے والدین یا قریبی رشتہ داروں نے بطور میراث چھوڑا ہے خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ یہ حصہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے)

یہ آیت کریمہ منسوخ ہو چکی ہے اور اس کو منسوخ کرنے والی یہ آیت ہے جس میں ارشاد قدرت ہے

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۪

تمہارا خدا تم کو تمہاری اولاد کے حق میں وصیت کرتا ہے اور ایسے ہی یہ قول خدا

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۸

اور جب میراث کی تقسیم کے وقت رشتہ دار و یتیم و مساکین آئیں تو اس میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں گفتگو کرو۔ یہ آیت بھی منسوخ ہو چکی ہے اور اس کی ناسخ بھی

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۪ والی آیت ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۹

اور ان لوگوں کو یہ سوچ کر ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ کر مرتے تو انھیں ان کے بارے میں کتنے تفکرات لاحق ہوتے لہٰذا انھیں خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے اور پختہ بات کرنی چاہیے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ انسان کو متوجہ کرنا چاہتا ہے اے لوگو یتیموں پر ظلم نہ کرو ایسا نہ ہو کہ جو کچھ تم یتیموں کے ساتھ سلوک کرتے ہو وہی سلوک تمہاری اولاد کے ساتھ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر ظلم کرتا ہے وہ اس کو حلال سمجھتا ہے تو اس کے بچوں کی حفاظت نہیں کی جائے گی بلکہ ان کی اولاد کو ان کے باپوں کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر کوئی شخص ظلم نہیں کرتا اور خود بھی نیک ہے تو اس کی اولاد کی حفاظت ان کے نیک ہونے کی وجہ سے کی جائے گی اور اس کی دلیل قرآن میں موجود ہے کہ

Presented by Ziaraat.com

خدا فرماتا ہے: وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ الی قولہ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ :(سورہ کہف۔ ۸۳) ترجمہ: بہر حال یہ دیوار دو یتیم بچوں کی ہے اور ان کا اس کے تحت خزانہ ہے اور ان کا باپ نیک تھا..... یہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ ماں باپ کے برے ہونے کی صورت ان بچوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن ان کی اولادوں کو ان کے سپرد کر دیتا ہے اور اگر ماں باپ نیک ہوں تو ان کی نیکی کی وجہ سے ان کی اولاد کی خود حفاظت کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰

یقیناً وہ لوگ جو ناجائز اور ناحق طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے شکموں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جلائے جائیں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں ھشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ مجھے آسمانوں کی سیر کروائی تو میں نے ایک قوم کو دیکھا جو اپنے شکموں میں جہنم کی آگ کو بھر رہے ہیں اور وہ آگ ان کے مقام پاخانہ سے نکل رہی ہے تو میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناجائز و ناحق اور ان پر ظلم کرتے ہوئے کھاتے تھے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے تمہیں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں میراث کے احکام میں سے پہلا مسئلہ بیان ہو رہا ہے کہ اگر کوئی شخص مرجاتا ہے اور وہ اپنے پیچھے لڑکے اور لڑکیاں چھوڑتا ہے تو اس شخص کی میراث کی تقسیم کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ میراث اور ترکہ میں سے لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا

فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ

پس مرنے والے ورثہ میں دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو پھر ترکے کا دو تہائی ان کو دیا جائے گا)

یعنی جب کوئی شخص مرجائے اور وہ اپنے وارثوں میں والدین اور دو بیٹیاں چھوڑ کر جائے تو اس میراث کو چھ حصوں میں

Presented by Ziaraat.com

تقسیم کیا جائے گا اور ان چھ حصوں میں سے دو حصے والدین کو دیئے جائیں گے اور باقی جو دو ثلث ہیں وہ ان کی بیٹیوں کو دیا جائے گا

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

اور اگر مرنے والے کی فقط ایک بچی ہے تو اس بچی کو نصف ترکہ دیا جائے گا۔

یعنی اگر مرنے والے کے وارثوں میں اس کے والدین اور ایک اس کی بچی ہو تو اس ترکہ کے مال کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور ان میں سے ایک حصہ (سدس) والدین کو دیا جائے گا اور بقیہ پانچ حصوں میں سے تین حصہ اس کی لڑکی کو ملے گا اور بقیہ دو حصے اس کے والدین کو دیئے جائیں گے گویا ترکے کا نصف والدین کو اور نصف فقط لڑکی کو دیا جائے گا

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

اور اگر مرنے والا کا کوئی بیٹا یا بیٹی ہے تو پھر والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہوگا

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ

پس اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہیں ہے تو اس کی میراث کے وارث فقط اس کے والدین ہیں۔

تو اس صورت میں اس کی ماں کو مال کا ایک تہائی ملے گا یعنی اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہیں ہے اور فقط والدین ہیں تو اس کی میراث کا سارا مال اس کے والدین کے لیے ہوگا اور اس کے مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس میں سے ایک حصہ (ایک تہائی) ماں کو دیا جائے گا اور دو حصے (دو ثلث) اس کے والد کے لیئے ہونگے۔

فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

پس اگر مرنے والے کے لیے بہن یا بھائی ہو تو پھر اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہوگا اور یہ حصے مرنے والے کے قرضے کو ادا کرنے کے بعد بنائے جائیں گے۔

یعنی مرنے والے نے اگر کوئی وصیت کی ہے یا اس کے ذمے قرض ہے تو پہلے اس کے ترکہ سے قرض ادا کیا جائے گا اور پھر اگر اس کی وصیت ضرر کی حد تک نہ ہو تو پھر اس کی وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اگر وصیت ضرر کی حد تک ہو یا حرام کے بارے میں ہو تو پھر اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۱

یہ تمہارے ہی والدین اور تمہاری ہی اولاد ہیں مگر تم نہیں جانتے کہ تمہارے لیے زیادہ نفع رساں کون ہے یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ صاحب علم اور صاحب حکمت ہے۔

Presented by Ziaraat.com

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ

اور اگر تمھاری بیویاں مرجائیں اور وہ بے اولاد تھیں تو ان کے ترکے کا آدھا حصہ تمہارے لیئے ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو پھر ان کے ترکے کا چوتھا حصہ تمہارے لیئے ہے اس کا قرض ادا کرنے اور وصیت پر عمل کرنے کے بعد اور اگر تم مرجاؤ اور تم بے اولاد ہو تو پھر تمہارے ترکہ کا چوتھا حصہ تمھاری بیویوں کے لیے ہے اور اگر تمھاری کوئی اولاد ہو تو پھر قرض اور وصیت پر عمل کرنے بعد ان کے لیے آٹھواں حصہ ہوگا۔

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

اور اگر مرنے والے شخص کے والدین زندہ نہ ہو لیکن اس مرنے والے کا کلالہ ہو (یعنی ایک بہن اور ایک بھائی) یا عورت کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو اس صورت میں ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھ حصوں میں سے ایک ایک حصہ ملے گا لیکن اگر مرنے والے یا مرنے والی عورت کے بہن اور بھائی زیادہ ہیں تو پھر ان کے لئے اس کمال کا ایک تہائی حصہ ان سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ قرض ادا کرنے اور وصیت پر عمل کرنے کے بعد بشرطیکہ وصیت ان کے لیے ضرر رساں نہ ہو یہ خدا کی طرف سے فریضہ ہے اور وہ جاننے والا اور بردبار ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ اس کو ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا اسے جہنم میں داخل کیا

Presented by Ziaraat.com

جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے جہنم میں رسواء کرنے والا عذاب ہوگا۔

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

یعنی اگر مرنے والے کی ماں کی طرف کلالہ ہو یعنی اس کے لیے بھائی اور بہن ہو جو اس کی ماں کی طرف سے ہو تو پھر ان کے لیے اس کے ترکہ کا چھٹا حصہ ہوگا۔ اور اگر مادری بہن اور بھائی ایک ایک سے زیادہ ہوں تو وہ اس ترکہ کے مال سے ایک تہائی حصہ حاصل کریں گے اور وہ ایک تہائی ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا اور اس میں مذکر اور مونث برابر حصہ حاصل کریں گے اور اگر میت کے لیے بہن اور بھائی ہوں جو اس کے والدین سے ہوں یا فقط پدری ہوں تو اس صورت میں اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہوگا اور اس کے باپ کے لیے چھ میں سے پانچ حصے ہوں گے پس اگر اس مرنے والے کے بھائی اور بہن ہیں جو اس کے پدری ہیں اور وہ سارے اس کے باپ کے عیال اور اس سے نان و نفقہ حاصل کرنے والے ہیں پھر ان کی ماں کو تہائی دے گا۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾

اور تمھاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان پر اپنے چار آدمیوں کی گواہی لے لو اگر چار آدمی گواہی دے دیں تو انھیں گھروں میں قید کر دو یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔

زمانہ جاھلیت میں عربوں کے درمیان یہ دستور تھا کہ جب کوئی عورت زنا کرواتی تھی اور اس کا زانی ہونا ثابت ہو جاتا تھا تو خواہ وہ شادی شدہ ہوتی یا کنواری دونوں کو زنا کروانے کے جرم میں گھروں میں قید کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مر جائیں یعنی ان کو ساری زندگی کی سزا دی جاتی اسلام نے بھی شروع شروع میں اسی قانون کو برقرار رکھا اور فرمایا کہ تمھاری عورتوں میں سے جو زنا کا ارتکاب کرے تو اس پر چار گواہ قائم کرو اگر وہ چار گواہ گواہی دے دیں کہ اس عورت نے زنا کیا ہے تو پھر تم اس کو اپنے گھروں میں قید رکھو حتیٰ کہ ان کو موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ (حکم) نکال دے اس آیت کو خدا نے منسوخ کر دیا اور اپنا دوسرا حکم اس آیت کے ذریعے نازل فرمایا جس میں ارشاد قدرت ہوا۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

(زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو) (سورہ نور۔ ۲)

اس آیت نے اس سے پہلے والی آیت کو منسوخ کر دیا اور ایک نیا حکم ذکر کیا۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾

Presented by Ziaraat.com

اللہ پر توبہ کو قبول کرنے کا حق صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو نادانی اور جہالت کی وجہ سے برائی انجام دیتے ہیں اور وہ اس کے بعد جلد توبہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی اللہ توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ صاحب علم اور صاحب حکمت ہے۔

اس پہلی آیت میں وہی زنا کرنے والوں کے لیے حکم ذکر ہوا ہے کہ تم میں سے جو اس فعل (زنا) کا ارتکاب کرے گا ان کو اذیت دو تا کہ یا وہ مر جائیں یا پھر توبہ کر لیں اور اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کریں تو انہیں چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بڑا مہربان ہے تو اس آیت میں ہے کہ توبہ صرف ان کے لیے جو برائی کا ارتکاب جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں لہٰذا ان کی توبہ اللہ قبول کرے گا یہ محکم آیت ہے جس میں کسی قسم کا شائبہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب کرنے والے کی توبہ کو خدا قبول نہیں کریگا۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۸

توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو ساری زندگی برائیاں کرتے رہتے ہیں اور جب موت ان کے پاس آتی ہے تو اس وقت کہتے ہیں کہ اب ہم توبہ کرتے ہیں اور اسی طرح ان لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن فضال سے نقل کیا ہے اور انہوں نے علی بن عقبہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن میں نازل ہوا ہے کہ مشرک اس وقت توبہ کرے جب اس کی توبہ فائدہ مند نہ ہو تو اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اے ایمان والو یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم زبردستی اپنے آپ کو عورتوں کا وارث بناؤ اور نہ یہ تمہارے لیے حلال ہے کہ تم عورتوں کو مجبور کر کے ان کے حق مہر کا کچھ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ اس دور کے لوگ عورتوں سے شادی کرتے اور ان کو حق مہر ادا کرتے تھے لیکن وہ ان عورتوں کو پسند نہیں کرتے تھے اور ناپسند کرنے کے باوجود بھی ان کو طلاق نہیں دیتے تھے اور ان کو مجبور کرتے تھے کہ وہ حق مہر ان کو بخش دیں حتیٰ کہ ان عورتوں کو قید کر دیتے حتیٰ کہ وہ حق مہر جو انہوں نے لیا ہوتا وہ سارا یا کچھ ان کو واپس کریں اس آیت کریمہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس نازیبا حرکت سے منع کیا اور فرمایا کہ خبردار مال و دولت کے لالچ میں عورتوں کو اپنے ساتھ شادی کرنے پر مجبور مت کرو اور یہ بھی تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو حق مہر تم ان عورتوں کو دے چکے ہو وہ ان سے زبردستی واپس لو

Presented by Ziaraat.com

یہ بھی تمہارے لیے جائز نہیں ہے

اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾

البتہ اگر وہ کسی صریح بدچلنی کا ارتکاب کریں تو دوسری بات ہے۔ انکے ساتھ اچھے طریقہ سے زندگی بسر کرو اور اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناپسند ہو مگر اللہ اس میں بہت زیادہ اچھائی و بھلائی رکھ دے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ فاحشہ کا ارتکاب کرتی ہیں تو پھر ان کے بارے میں حکم وہی ہوگا جو ہم نے طلاق خلع لینے والی عورت میں بیان کر دیا ہے۔ پس اگر مرد کیلئے وہ بات کرتے جو خلع لینے والی بات کرتی ہے تو پھر اس کے لیے اس سے مال واپس لینا جائز ہے جیسے خلع والی عورت سے مال واپس لینا جائز ہے بلکہ دیئے ہوئے سے زیادہ بھی واپس لینا جائز ہے۔ ابوالجارود کی روایت جو انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے

اس میں حضرت امام باقر علیہ السلام نے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ کے ذیل میں فرمایا کہ اسلام سے قبل عربوں میں یہ رواج تھا۔ اور ابتدائے اسلام میں بھی یہ رواج رہا تھا۔ کہ جب کوئی مرد مر جاتا تو اس کا وارث اس کی بیوی پر کپڑا ڈال کر کہتا تھا کہ اب یہ میری میراث میں آگئی ہے۔ اور اس کے لیے کوئی نیا حق مہر مقرر نہ کرتا تھا چنانچہ ابو قبیس بن اسلت مرا تو اس کے بیٹے محسن بن ابی قبیس نے اس کی بیوی (جو اس کی ماں نہیں تھی) پر کپڑا ڈال کر کہا کہ اب یہ عورت میری ملکیت ہے۔ اس عورت کا نام کبیشہ بنت معمر بن مصبر تھا بیٹے نے باپ کی عورت پر قبضہ کر لیا مگر نہ تو اس سے جنسی تعلقات قائم کیے اور نہ ہی اسے نان نفقہ فراہم کیا کرتا تھا چنانچہ وہ عورت تنگ آکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے آپ سے عرض کیا! یا رسول اللہ میرا شوہر ابوقبیس بن اسلت مر چکا ہے اب اس کے بیٹے نے مجھ پر قبضہ کر لیا ہے اب نا تو وہ میرے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرتا ہے اور نا ہی مجھے نان و نفقہ فراہم کرتا ہے تو میرے لیئے کیا حکم ہے میں اپنے خاندان والوں کے پاس واپس چلی جاؤں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا فی الحال تو اپنے گھر لوٹ کر جا جیسے ہی خدا نے تیرے بارے میں کوئی حکم نازل کیا تو میں تجھے اس کے بارے میں آگاہ کردوں گا تو پھر خدا کی طرف سے یہ آیت نازل ہو۔

آیت نمبر 22 سے لیکر 50 تک

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ

Presented by Ziaraat.com

وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ
وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ
نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ
بِهِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ز وَحَلَآئِلُ
اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ لا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا
قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ج كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ج وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ط فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ
مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ط بَعْضُكُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ ج فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ
اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ط وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

Presented by Ziaraat.com

رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ ۖ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ
تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۖ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ
سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ
بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ
نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ
عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ
لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

Presented by Ziaraat.com

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا
عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ
بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ
اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ
وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ
مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ
مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ
لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا
وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ
وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا
الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

Presented by Ziaraat.com

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا
تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ
النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ
وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا
نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا
السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ
نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي
الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ
قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ
اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ
بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا
عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ

Presented by Ziaraat.com

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾

ترجمہ

خبردار جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح (جماع) کیا ہے ان سے نکاح نہ کرنا مگر وہ جواب تک ہو چکا ہے۔۔۔ یہ کھلی ہوئی برائی اور پروردگار کا غضب اور بدترین راستہ ہے (۲۲) تمہارے اوپر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے، تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں، تمہاری پروردہ عورتیں جو تمہاری آغوش میں ہیں اور ان عورتوں کی اولاد، جن سے تم نے دخول کیا ہے ہاں اگر دخول نہیں کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور تمہارے فرزندوں کی بیویاں جو فرزند تمہارے صلب سے ہیں اور دو بہنوں کا ایک ساتھ جمع کرنا سب حرام کر دیا گیا ہے علاوہ اس کے جو اس سے پہلے ہو چکا ہے کہ خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۳) اور تم پر حرام ہیں شادی شدہ عورتیں۔ علاوہ ان کے جو تمہاری کنیزیں بن جائیں۔ یہ خدا کا کھلا ہوا قانون ہے اور ان سب عورتوں کے علاوہ تمہارے لئے حلال ہے کہ اپنے اموال کے ذریعہ عورتوں سے رشتہ پیدا کرو عفت و پاک دامنی کے ساتھ، سفاح و زنا کے ساتھ نہیں پس جو بھی ان عورتوں سے تمتع کرے ان کی اجرت انہیں بطور فریضہ دے دے اور فریضہ کے بعد آپس میں رضامندی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بیشک اللہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے (۲۴) اور جس کے پاس اس قدر مالی وسعت نہیں ہے کہ مومن آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو وہ مومنہ کنیز عورت سے عقد کر لے۔ خدا تمہارے ایمان سے باخبر ہے تم سب ایک دوسرے سے ہو۔ ان کنیزوں سے ان کے اہل کی اجازت سے عقد کرو اور انہیں ان کی مناسب اجرت (مہر) دے دو۔ ان کنیزوں سے عقد کرو جو عفیفہ اور پاک دامن ہوں نہ کہ کھلم کھلا زنا کار ہوں اور نہ چوری چھپے دوستی کرنے والی ہوں پھر جب

Presented by Ziaraat.com

عقد میں آگئیں تو اگر زنا کرائیں تو ان کے لئے آزاد عورتوں کے نصف کے برابر سزا ہے۔ یہ کنیزوں سے عقد ان کے لئے ہے جو بے صبری کا خطرہ رکھتے ہوں ورنہ صبر کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اللہ غفور و رحیم ہے (۲۵) وہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے واضح احکام بیان کردے اور تمہیں تم سے پہلے والوں کے طریقہ کار کی ہدایت کردے اور تمہاری توبہ قبول کرلے اور وہ خوب جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۲۶) خدا چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے چاہتے ہیں کہ تمہیں بالکل ہی راہِ حق سے دور کردیں (۲۷) خدا چاہتا ہے کہ تمہارے لئے تخفیف کا سامان کردے اور انسان تو کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے (۲۸) اے ایمان والو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طریقہ سے نہ کھایا کرو۔۔۔ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے معاملت ہو اور خبردار اپنے نفس کو قتل نہ کرو۔ اللہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے (۲۹) اور جو ایسا اقدام حدود سے تجاوز اور ظلم کے عنوان سے کرے گا ہم عنقریب اسے جہنّم میں ڈال دیں گے اور اللہ کے لئے یہ کام بہت آسان ہے (۳۰) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے پرہیز کرلو گے تو ہم دوسرے گناہوں کی پردہ پوشی کردیں گے اور تمہیں باعزّت منزل تک پہنچادیں گے (۳۱) اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے اس کی تمنّا اور آرزو نہ کرنا مردوں کے لئے وہ حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا ہے اور عورتوں کے لئے وہ حصّہ ہے جو انہوں نے حاصل کیا ہے۔ اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کہ وہ بیشک ہر شے کا جاننے والا ہے (۳۲) اور جو کچھ ماں باپ یا اقربا نے چھوڑا ہے ہم نے سب کے لئے ولی و وارث مقرر کردیئے ہیں اور جن سے تم نے عہد و پیمان کیا ہے ان کا حصہ بھی انہیں دے دو بیشک اللہ ہر شے پر گواہ اور نگراں ہے (۳۳) مرد عورتوں کے حاکم اور نگراں ہیں ان فضیلتوں کی بنا پر جو خدا نے بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بنا پر کہ انہوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔ پس نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی اور ان کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے اور جن عورتوں کی نافرمانی کا خطرہ ہے انہیں موعظہ کرو۔ انہیں خواب گاہ میں الگ کردو اور مارو اور پھر اطاعت کرنے لگیں تو کوئی زیادتی کی راہ تلاش نہ کرو کہ خدا

Presented by Ziaraat.com

بہت بلند اور بزرگ ہے (۳۴) اور اگر دونوں کے درمیان اختلاف کا اندیشہ ہے تو ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت والوں میں سے بھیجو۔ پھر وہ اصلاح چاہیں گے تو خدا ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کردے گا بیشک اللہ علیم بھی ہے اور خبیر بھی (۳۵) اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اور قرابتداروں کے ساتھ اور یتیموں، مسکینوں، قریب کے ہمسایہ، دور کے ہمسایہ، پہلو نشین، مسافر غربت زدہ، غلام و کنیز سب کے ساتھ نیک برتاؤ کرو کہ اللہ مغرور اور متکبر لوگوں کو پسند نہیں کرتا (۳۶) جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں جو کچھ خدا نے اپنے فضل و کرم سے عطا کیا ہے اس پر پردہ ڈالتے ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے (۳۷) اور جو لوگ اپنے اموال کو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس کا شیطان ساتھی ہو جائے وہ بدترین ساتھی ہے (۳۸) ان کا کیا نقصان ہے اگر یہ اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئیں اور جو اللہ نے بطور رزق دیا ہے اسے اس کی راہ میں خرچ کریں اور اللہ ہر ایک کو خوب جانتا ہے (۳۹) اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ انسان کے پاس نیکی ہوتی ہے تو اسے دوگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتا ہے (۴۰) اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر امت کو اس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر بلائیں گے (۴۱) اس دن جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اور رسول کی نافرمانی کی ہے یہ خواہش کریں گے کہ اے کاش ان کے اوپر سے زمین برابر کر دی جاتی اور وہ خدا سے کسی بات کو نہیں چھپا سکتے ہیں (۴۲) ایمان والو خبردار نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جانا جب تک یہ ہوش نہ آجائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور جنابت کی حالت میں بھی مگر یہ کہ راستہ سے گزر رہے ہو جب تک غسل نہ کرلو اور اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو اور کسی کے پاخانہ نکل آئے، یا عورتوں سے باہمی جنسی ربط قائم ہو جائے اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو اس طرح کہ اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو بیشک خدا بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۴۳) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا ہے جنہیں کتاب کا تھوڑا سا حصہ دے دیا گیا ہے کہ وہ گمراہی کا سودا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی

Presented by Ziaraat.com

راستہ سے بہک جاؤ (۴۴) اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور وہ تمہاری سرپرستی اور مدد کے لئے کافی ہے (۴۵) یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الٰہیہ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے بات سنی اور نافرمانی کی اور تم بھی سنو مگر تمہاری بات نہ سنی جائے گی یہ سب زبان کے توڑ مروڑ اور دین میں طعنہ زنی کی بنا پر ہوتا ہے حالانکہ اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی آپ بھی سنئے اور نظرِ کرم کیجئے تو ان کے حق میں بہتر اور مناسب تھا لیکن خدا نے ان کے کفر کی بنا پر ان پر لعنت کی ہے تو یہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت قلیل تعداد میں (۴۶) اے وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ہمارے نازل کئے ہوئے قرآن پر ایمان لے آؤ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے قبل اس کے کہ ہم تمہارے چہروں کو بگاڑ کر پشت کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہم نے اصحابِ سبت پر لعنت کی ہے اور اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہے (۴۷) اللہ اس بات کو معاف نہیں کرسکتا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے اور جو بھی اس کا شریک بنائے گا اس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے (۴۸) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے نفس کی پاکیزگی کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔ حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ بناتا ہے اور بندوں پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں ہوتا (۴۹) دیکھو تو انہوں نے کس طرح خدا پر کھلم کھلا الزام لگایا ہے اور یہی ان کے کھلم کھلا گناہ کے لئے کافی ہے (۵۰)

تفسیر

خدا نے تیرے بارے میں کوئی حکم نازل کیا تو میں تجھے اس سے آگاہ کروں گا اس کے بعد خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

اپنے باپ کی منکوحہ عورتوں سے نکاح مت کرو سوائے اسکے جو پہلے ہو چکا ہے یہ انتہائی بری بات ہے اور خدا کی ناراضگی کا ذریعہ

Presented by Ziaraat.com

ہے اور یہ برا راستہ ہے۔

پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خداؐ نے اس کو اطلاع کی اور وہ اپنے خاندان کے پاس چلی گئی اور اس کے بعد یہ نکاح ہی حرام ہو گیا اور مدینہ میں کیشہ کی طرح کئی عورتیں تھیں جو میراث میں لوگوں کے پاس موجود تھیں مگر ان کے اور کیشہ کے درمیان فرق یہ تھا کہ کیشہ اپنے شوہر کے بیٹے کے پاس تھی اور وہ عورتیں اپنے شوہر کے باپوں کے پاس بطور میراث تھیں۔ پس ان کے لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

اے ایمان والو تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم زبردستی اپنے آپ کو عورتوں کا وارث قرار دو۔

(یعنی جب انسان کسی عورت سے شادی کرتا ہے۔ تو وہ اس کا وارث بن جاتا ہے زبردستی شادی کرنا یعنی زبردستی عورت کا وارث قرار دینا ہے۔ اور اس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ مترجم)

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

اور ان عورتوں کے ساتھ جن کے ساتھ نکاح کیا ہے اچھے انداز سے زندگی بسر کرو۔ پس اگر وہ عورتیں تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ جس کو تم ناپسند کرتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہت زیادہ خیر کو قرار دیا ہو یعنی ایک شخص اپنی بیوی کو ناپسند کرتا ہے۔ یا تو اس کو اپنے پاس روک لے پس خدا اس پر اپنا لطف و کرم کرے گا یا پھر اس کو آزاد کر دے تا کہ وہ کسی دوسرے کے ساتھ شادی کرے پس خدا اس کو دوسرے سے محبت عطاء کرے گا اور اس میں تمہارے لیئے خدا نے بہت زیادہ بہتری قرار دی ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کر لو تو خواہ تم نے اسے قنطار (ڈھیر) مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس مت لو۔ کیا تم بہتان اور کھلم کھلا گناہ کے ذریعے واپس لو گے۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو ناپسند کرتے ہوئے اس کو طلاق دیتا ہے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی سے اس کو دیا ہوا مال واپس لے خواہ وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

اور تم ان سے دیا ہوا مال کس منہ سے واپس لو گے جب کہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے وہ پختہ عہد لے چکی ہے۔

Presented by Ziaraat.com

الافضاء :سے مراد ان کا عورتوں سے مباشرت کا لطف اٹھانا ہے۔

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ سے مراد وہ شرائط ہیں جو اس نے عورتوں کے لیے مردوں پر لاگو کیں ہیں کہ وہ ان کو اپنے پاس نیکی اور اچھائی سے روک کر رکھیں یا پھر اگر ان سے نیکی نہیں کر سکتے تو احسان کرتے ہوئے انکو آزاد کر دو۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں ان سے نکاح مت کرو مگر جو پہلے ہو چکا وہ ہو چکا۔ یہ ایک بے حیائی اور خدا کے غضب کا ذریعہ اور بدترین راستہ ہے۔ عربوں میں رواج تھا کہ وہ اپنے باپ کی عورتوں سے شادی کر لیا کرتے تھے خصوصاً جب وہ عورت ان کی ماں نہیں ہوتی تھی اور اگر کسی مرد کی اولاد ہوتی اور اس کی عورتیں بھی ہوتیں جو اس اولاد کی ماں نہ ہوتیں تو اس میں اولاد میں سے ہر کوئی ان عورتوں پر حق رکھتا پس خدا نے اس نکاح سے منع کر دیا اور حرام قرار دیا۔ اور اگر وہ اولاد ان عورتوں کی اولاد ہو تو پھر اللہ نے یوں ارشاد فرمایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری ان بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے جن سے تمہارے جنسی تعلقات قائم ہوئے ہوں اور اگر تم نے ان سے جنسی تعلق قائم نہ کیا ہو تو (انھیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لیتے ہیں) تم پر کوئی حرج نہیں ہے تمہارے اصلی بیٹوں کی بیویاں اور بہنوں کا ایک ساتھ جمع کرنا سب حرام ہے مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ان حرام شدہ عورتوں میں سے کچھ وہ عورتیں جو خود بھی حرام ہیں اور ان کے اوپر تک ساری عورتیں حرام ہیں اور وہ ماں سے لیکر بیویوں کی ماؤں تک جو عورتیں بیان ہوئی ہیں یہ خود بھی حرام ہیں اور ان کے اوپر بھی حرام ہیں اور ایسے ہی بہن اور بیٹی ہے۔ لیکن کچھ ایسی عورتیں حرام ہیں کہ وہ خود حرام ہیں لیکن ان کی بیٹیاں حلال ہیں مثلاً پھوپھی حرام ہے لیکن اسکی بیٹی حلال ہے خالہ حرام

Presented by Ziaraat.com

ہے لیکن اسکی بیٹی حلال ہے بیوی کی ماں حرام ہے لیکن اس کی بیٹی حلال ہے۔ جب بیوی مرجائے یا بیوی کو طلاق دے دی جائے تو اس صورت میں ساس کی دوسری بیٹی سے شادی ہوسکتی ہے۔

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ

اور تمہاری عورتوں کی ربائب جو تمہارے پاس ہیں وہ بھی تم پر حرام ہیں۔ اس حصے سے خوارج یہ استدلال کرتے ہیں کہ تمہاری بیویوں کی وہ لڑکیاں جو کسی غیر کی پرورش میں ہیں وہ تمہارے لیئے حلال ہیں اور وہ اس حصے سے استدلال کرتے ہیں لیکن حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ لڑکیاں بھی تمہارے لیے حلال نہیں ہیں۔

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ

یعنی تمہارے اصلی بیٹوں کی بیویاں بھی تمہارے لیے حرام ہیں۔

چوتھا پارہ ختم شدہ 16-10-2011 بروز اتوار

Presented by Ziaraat.com

پارہ نمبر ۵

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اور شادی شدہ عورتیں بھی تمہارے لیے حرام ہیں سوائے اس کے وہ شادی شدہ عورتیں تمہاری کنیزیں ہوں۔ ام شدہ عورتوں کو بیان کرتے کرتے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ عورتیں جو آزاد ہیں اور شادی شدہ ہیں تو وہ بھی تمہارے لیے حرام ہیں لیکن اگر کسی مرد کی کوئی کنیز ہو اور اس کنیز کی شادی اس کے غلام سے ہوئی ہو اور پھر وہ مرد چاہے کہ اس کنیز سے خود شادی کرے تو ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دے (یعنی طلاق دلوادے) اور پھر اس کنیز کے رحم کا استبراء کروائے یعنی عدت گزارے ایک حیض یا دو حیض اور اگر اس کا رحم خالی ہو تو پھر اس کنیز سے خود نکاح کر سکتا ہے۔

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

یعنی خدا کی طرف تمہارے لیے یہ لکھ دیا گیا ہے یعنی یہ خدا کا قانون ہے اور یہ تمہارے اوپر حجت ہے اس کی پاس داری کرنا تمہارے لیے واجب اور ضروری ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ

اور ان کے علاوہ باقی عوتیں تمہارے لیئے حلال ہیں جن کو تم اپنے مال کے ذریعے اپناؤ بشرطیکہ تم پاک دامن رہو اور زنا سے بچے رہو۔ یعنی حرام شدہ عورتیں کہ جن کا ذکر گذشتہ آیت میں ہوا ہے۔ ان کے علاوہ باقی عورتیں جو پاک دامن ہوں اور زانیہ نہ ہوں تو ان کے حق مہر کو اپنے مال سے ادا کر کے تمہارے لیے ان کو اپنانا جائز ہے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ

پس ان میں سے جن عورتوں سے تم متعہ کرو تو ان کا حق مہر جو تم پر واجب ہے انہیں ادا کرو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت کا یہ حصہ متعہ کے جواز پر دلیل ہے۔

متعہ کے بارے میں بحث

چودہ سو سال سے یہ بحث مسلمانوں کے درمیان جاری و ساری ہے کہ آیا متعہ اسلام میں جائز ہے یا نہیں اور اس کا سر چشمہ یہ ہے کہ آیا یہ آیت جو نکاح متعہ کے جواز پر دلالت کرتی ہے کیا یہ منسوخ ہو چکی ہے یا منسوخ نہیں ہوئی۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ نکاح متعہ حرام ہے ان کا دعویٰ ہے کہ یہ آیت

Presented by Ziaraat.com

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ

منسوخ ہو چکی ہے اور اس کے بارے میں تمام علماء عامہ کا نظریہ یہی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے جس سے نکاح متعہ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ لیکن اس کے خلاف علماء خاصہ کا نظریہ یہ ہے کہ یہ آیت جو نکاح متعہ کے جواز پر دلالت کرتی ہے وہ منسوخ نہیں ہوئی لہٰذا نکاح متعہ کا جواز اسلام میں قیامت تک ثابت ہے کیونکہ جب اس آیت کی منسوخیت ثابت نہ ہو تو پھر جواز باقی رہے گا میں اپنے قارئین کی خدمت میں ان دونوں نظریوں پہ کچھ بحث پیش کرتا ہوں تا کہ ہمارے انصاف پسند قارئین اصلاح مطلب کو درک کر سکیں جو لوگ اس آیت کے نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ آیت جو جواز نکاح متعہ پر دال تھی وہ اس آیت کریمہ کے ذریعے منسوخ ہو گئی ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے رسول مسلمانوں سے فرما دیں کہ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت (پاکی) کے وقت طلاق دو۔ (طلاق۔۱)

اس کے بارے حضرت ابن عباس کی طرف نسبت دی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس آیت نے متعہ کے جواز والی آیت کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ ناسخ آیت میں طلاق والی عورتوں کے لیے عدت کو واجب قرار دیا گیا ہے جبکہ متعہ والی عورت اولاً تو طلاق کا حق نہیں رکھتی دوسرا اس کی عدت نکاح والی عورت سے کم ہے لہٰذا اس نے اس کو منسوخ کر دیا ہے اور تفسیر منار والے نے حد کر دی ہے کہ اس نے امامیہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ امامیہ متعہ کے لیے عدت کو لازم نہیں قرار دیتے حالانکہ یہ بہت بڑا بہتان اور الزام ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے کیونکہ ہماری متعہ کی ساری کتابوں میں موجود ہے کہ نکاح متعہ اگر یائسہ سے نہ ہو تو اس صورت میں اس کی عدت ہے لہٰذا یہ جھوٹ اور بہتان کے علاوہ کچھ نہیں پھر یہ متعہ کی عدت کم ہے تو بھی یہ دلیل ان کی کم علمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ اسلام میں موجود ہے کہ اگر کنیز عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت آزاد عورت کی نسبت آدھی ہے تو اس طرح تو پھر کنیز سے نکاح بھی حرام ہونا چاہیے لہٰذا اس آیت طلاق کو اس آیت کے لیئے ناسخ نہیں قرار دیا جا سکتا جو جواز متعہ پر دلالت کرتی ہے۔

دوسری آیت

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ

اور جو کچھ تمھاری بیویاں چھوڑ کر مر جائیں ان کے ترکہ میں سے نصف تمہارے لیئے ہے۔

یہ آیت زوجین کے درمیان میراث کو ثابت کرتی ہے۔ جبکہ متعہ کے نکاح میں مرد اور عورت ایک دوسرے کی میراث کو حاصل نہیں کرتے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ اس آیت نے جواز متعہ بیان کرنے والی آیت کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس قول کی نسبت

Presented by Ziaraat.com

سعید بن مسیب سالم بن عبداللہ اور عاصم بن ابوبکر کی طرف منسوب ہے۔ اس آیت کے جواب میں عرض خدمت ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تمام موارد میں میراث ثابت ہے۔ حالانکہ قاتل اور مقتول کے درمیان بھی ارث نہیں پائی جاتی اس کو روایت سے تخصیص حاصل ہوئی ہے۔ اور ایسے ہی اس آیت نے متعہ والی عورت میں میراث والی آیت کی تخصیص کر دی ہے۔ لہٰذا ان دونوں آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناسخ نہیں بن سکتیں۔

وہ روایات جو آیت متعہ کے لیے ناسخ ہیں

۱) پہلی روایت جو اس مورد میں بیان کی جاتی ہے وہ ابن عباس نے امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کی ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنَّكَ ... زَمَنِ خَيبر

حضرت رسول خدا نے جنگ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت کو حرام قرار دیا تھا۔

۲) دوسری روایت ربیع بن سبرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے

رَاَيْتُ رَسُوْلَ ... اُتَيْتُمُوْهُنَّ

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا کو رکن اور دروازہ کعبہ کے درمیان کھڑے دیکھا اور آپکو یہ فرماتے سنا۔ اے لوگو میں نے تمہارے لیے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کے لیے حرام قرار دیا ہے پس تم میں سے جس کے پاس بھی متعہ والی عورت ہے تو اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ ان عورتوں کو دیا گیا ہے وہ ان سے واپس مت لو۔

۳) تیسری روایت سلمٰی نے اپنے باپ سے نقل کی ہے حضرت رسول خدا نے جنگ اوطاس کے موقع پر نکاح متعہ کی اجازت دی تھی اور بعد میں آپ نے منع کر دیا تھا۔

ان روایات کا جواب

یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد کے ذریعے قرآن کی آیت کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا آیت قرآن کو منسوخ کرنے کے لیے خبر متواترہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ تینوں روایات خبر واحد ہیں لہٰذا ان سے قرآن کی آیت کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔

ثانیاً:

یہ روایات ان روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو متعہ کے جواز پر دلالت کرتیں ہیں اور ہمارے آئمہ علیہم السلام سے وہ صادر ہوئیں ہیں اور وہ اخبار متواترہ ہیں لہٰذا یہ ان روایات سے تعارض رکھتیں ہیں اور جب کوئی خبر واحد خبر متواتر سے تعارض کرتی ہے تو

Presented by Ziaraat.com

اس خبر واحد کو رد کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ وہ اخبار متواترہ بیان کرتیں ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح متعہ سے منع نہیں فرمایا حتیٰ کہ خود اہل سنت کی روایات ہیں جو بیان کرتیں ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ کے دور میں متعہ جائز تھا حتیٰ کہ خلیفہ ثانی کے دور میں بھی متعہ جائز تھا اور خلیفہ ثانی نے اس سے منع کیا تھا اور ہم قارئین کی خاطر چند روایات عامہ کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱) کتاب اہل سنت صحیح مسلم باب نکاح متعہ میں یہ روایت حضرت ابو زبیر سے نقل ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلیفہ اول کے دور میں مٹھی بھر کھجوریں یا کچھ مقدار آٹا دیکر متعہ کرلیا کرتے تھے حتیٰ کہ خلیفہ ثانی نے عمر بن حریت کے واقعہ میں اس پر پابندی لگادی۔

۲) اور دوسری روایت ابونضرہ کی ہے اور یہ بھی صحیح مسلم باب نکاح متعہ میں درج ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس موجود تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اسے کہا متعۃ الحج اور متعۃ النساء کے بارے میں ابن عباس اور ابن زبیر کا آپس میں اختلاف ہے تو جناب جابر نے فرمایا ہم زمانہ رسول خدا میں حج تمتع اور متعۃ النساء کیا کرتے تھے اور اس کے بعد خلیفہ ثانی نے اس سے منع کیا ہے جس کے بعد ہم نے دوبارہ نہیں کیا۔ صحیح مسلم باب النکاح میں ایک روایت کو ذکر کیا گیا ہے جس کو جابر بن عبداللہ سے نقل کیا گیا ہے اس میں ہے کہ خلیفہ ثانی نے فرمایا۔ حج تمتع اور متعۃ النساء رسول خدا کے دور میں حلال تھے اور میں ان کو حرام قرار دے رہا ہوں اور جو کرے گا میں اس کو سزا دوں گا۔ یہ خلیفہ ثانی کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا اور نہ ہی آیت منسوخ ہوئی۔ لہٰذا جب آیت منسوخ نہیں ہوئی تو کسی فرد ثالث کو قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے خدا اور رسول کے حلال کردہ کو حرام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ (حلال محمد حلال یوم القیامت) کے تحت یہ قیامت تک حلال رہے گا اس کے بارے میں مکمل تفصیلی بحث حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی کی تفسیر جوالبیان کے نام پر اردو میں موجود ہے اسکی طرف رجوع فرمائیں مترجم)

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۲۴
وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ

اور مہر کی قرارداد کے بعد باہمی رضامندی سے تمہارے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے بے شک اللہ علیم اور حکیم ہے۔ جس کے پاس آزاد مومنہ عورت کے ساتھ شادی کرنے کی وسعت و استطاعت نہ ہو تو وہ مومنہ کنیز عورت سے نکاح کرے۔

یعنی جو لوگ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ان کے لیئے جائز ہے کہ وہ مومنہ کنیز عورتوں سے ان کے مالکوں کی اجازت کے تحت نکاح کرلیں۔ چونکہ اس دور میں آزاد مومنہ عورتوں کا حق مہر بھی زیادہ ہوتا اور اس کے لیے

Presented by Ziaraat.com

ان کی شرائط بھی ماننا پڑتی تھیں۔ اس لیے ہر ایک کے پاس اتنی وسعت مال نہیں تھی کہ وہ آزاد عورت سے شادی کرے اس لیے خدا نے کنیزوں سے شادی کی اجازت دی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ۔

اور خدا تمہارے ایمان کو جانتا ہے تم سب ایک ہی گروہ سے تعلق رکھتے ہو یعنی تم سب مومن ہو لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور ان کے اچھے اور معروف انداز و طریقہ سے مہر ادا کرو تا کہ وہ نکاح میں محفوظ ہو کر رہیں۔

یعنی ان کو دھوکہ نہ دو اور نہ فسق و فجور پر آمادہ کرو۔ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ اور نہ وہ ڈھکے چھپے یار بنائیں۔ نہ ہی وہ شوہروں کے پس پشت یارانہ کرتی رہیں۔

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ

پس جب وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور اس کے بعد پھر وہ کوئی بدچلنی کریں تو ان پر اس کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کی نسبت آدھی سزا ہوگی۔

یعنی جب کوئی غلام یا کوئی کنیز زنا کرے تو اس کی آزاد مرد اور عورت کی نسبت آدھی سزا ہے یعنی اگر آزاد مرد کو سو کوڑے تو غلام کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر وہ پھر بھی تکرار کریں اور ان کا تکرار آٹھویں مرتبہ تک چلا جائے تو پھر ان کو قتل کر دیا جائیگا۔ جبکہ آزاد مرد اور عورت کو چوتھی مرتبہ کے بعد قتل کر دیا جائے گا اور اس کی علت کو حضرت امام صادق علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے کہ غلام اور کنیز کو آٹھویں مرتبہ زنا کرنے پر قتل کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر خدا نے رحم فرمایا ہے۔ لہٰذا غلام اور آزاد کی حد اس پر جمع نہیں کی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟

اے ایمان والو تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے مت کھاؤ مگر یہ کہ آپس میں رضامندی سے تجارت کرو۔ یعنی حلال اور جائز طریقہ سے خرید و فروخت کرو اور اس کے ذریعے ایک دوسرے کا مال کھاؤ۔

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تم پر مہربان ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ میں جانے والے کچھ افراد ایسے جلد باز ہوتے تھے وہ جنگ میں رسولؐ کے اذن اور حکم آنے سے قبل ہی تن تنہا دشمن پر حملہ کر دیتے تھے جس کی وجہ سے لشکر

Presented by Ziaraat.com

اسلام کو اطلاع ہونے سے قبل ہی وہ قتل ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اس کاروائی سے منع کیا ہے کہ حکم خدا اور رسول کے بغیر جنگ کا آغاز کرنا اور دشمن پر حملہ کرنا یہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے لہٰذا اس سے باز رہو۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ

اور جو شخص ظلم اور زیادتی سے ایسا کام کرے گا تو ہم اس کو ضرور جہنم میں ڈال دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کام بڑا آسان ہے اور اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تم کو روکا گیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ وہ بڑے گناہ کہ جن کو گناہ کبیرہ کہا جاتا ہے وہ سات ہیں۔

۱) کفار و مشرک۔

۲) نفس محترم کا قتل۔

(۳) والدین کا عاق کر دینا۔

۴) یتیم کا مال کھانا۔

۵) سود کھانا۔

۶) جہاد سے فرار کرنا۔

۷) اور ہجرت کے بعد کفار کے شہر میں رہائش اختیار کرنا یعنی ہجرت کی طاقت و ہمت ہونے کے باوجود بھی کفار و مشرک و خوارج کے علاقہ میں رہائش رکھنا جس کی وجہ سے انسان مومن اپنے ایمان کے مطابق اعمال انجام نہ دے سکے یہ بھی گناہ کبیرہ ہے اور اس کے علاوہ ہر وہ گناہ جس پر خدا نے جہنم کا وعدہ کیا ہے وہ بھی گناہ کبیرہ ہے اس کے بعد خدا فرماتا ہے نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ ہم تمہاری چھوٹی موٹی خطاؤں کو تمہارے لیے معاف کر دیں گے اور عزت کے ساتھ تمہیں جنت میں داخل کریں گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اور جو فضیلت خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر دی ہے اس کی تمنا اور آرزو مت کرو مرد اس سے جو کسب و کوشش کرتے ہیں اس سے حصہ پا لیتے ہیں اور عورتیں جو کسب اور کوشش کرتی ہیں اس میں سے حصہ پا لیتی ہیں اور خدا سے اس کے فضل کا سوال کرتے

Presented by Ziaraat.com

رہو اور وہ خداوند عالم ہر چیز کو جانتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کسی مرد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مرد مسلم و مومن کی عورت اور اس کے مال یا اس کو حاصل ہونے نعمت کی تمنا کرے کہ اے کاش یہ میرے پاس ہوتیں یہ حسد ہے ہاں وہ خدا سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ اے خدا اپنے فضل و کرم سے مجھے ایسی ایک حسین عورت اور اتنا مال عطا کر اور اس کی طرح مجھے بھی ایسی ہی نعمت عطا کر۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳

اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے وارث مقرر کیے ہیں جو والدین اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے میراث پا لیتے ہیں اور جن لوگوں نے تم سے عہد و پیمان باندھے ہیں ان کا حصہ بھی انکو دے دو اور خداوند عالم ہر چیز پر شاہد و ناظر ہے۔

زمانہ جاہلیت میں میراث حاصل کرنے کا معیار اخوت و برادری تھا رحمی و صلبیمعیار نہیں تھا۔ اسی وجہ سے جن کا عہد و پیماں ہوتا تھا وہ بھی ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور جن غلاموں کو آزاد کر دیا جاتا تھا وہ بھی مرنے والے کی میراث میں سے حصہ لیتے تھے اور شروع اسلام میں خدا نے اسی قانون کو برقرار رکھا اور اسی قانون کو یہ مذکورہ آیت بیان کر رہی ہے لیکن بعد میں سے اس آیت نے منسوخ کر دیا کہ جس میں ارشاد قدرت ہے۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

یعنی کتاب خدا کی رو سے رشتہ دار ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴

مرد عورتوں پر حاکم ہیں ایک تو اس فضیلت کی وجہ سے جو خدا نے ایک کو دوسرے پر دی ہے اور دوسرا اپنے مال کو خرچ کرنے کے سبب ہے۔ پس نیک بخت عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہوتی ہیں اور (شوہر) کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرتی ہیں جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے اور جن عورتوں سے تم کو نافرمانی کا اندیشہ ہو انھیں نصیحت کرو اور ان کو اپنے بستروں سے الگ کر دو اور ان کو مارو اس کے بعد اگر وہ تمھاری اطاعت کرنے لگیں تو زیادتی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو یقینا خدا بہت بلند و بالا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

یعنی اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ : یعنی خدا نے مردوں پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ عورتوں پر اپنا مال خرچ کریں اور اس کے بعد اللہ نے عورتوں کی مدحت کی ہے۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ : یعنی وہ عورتیں نیک ہیں جو اطاعت شعار ہیں اور اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت نہیں کرتیں اور قٰنِتٰتٌ سے مراد ابوالجارود کی روایت جو اس نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ اس سے مراد اطاعت کرنے والی عورتیں ہیں۔

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ

تم لوگوں کو عورتوں کی نافرمانی کا خوف یعنی اگر عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرے اور اس کے بستر سے الگ ہو جائے تو مرد اس سے یہ کہتا ہے کہ تم خوف خدا کرو اور اپنے بستر پر واپس چلی آؤ تو یہ مرد کی طرف سے اس کو وعظ و نصیحت ہے پس اگر وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور واپس بستر پر آجائے تو درست ہے اور اگر وہ اس وعظ کو قبول نہ کرے تو پھر اس کو سرزش کی جائے گی اور اگر سرزش بھی اس پر کارآمد نہ ہو تو پھر اس کو مارا جائے گا لیکن مارنے میں یہ خیال رکھا جائے گا کہ اس کو زخم نہ آئے اور اس کی کوئی ھڈی نہ ٹوٹنے پائے۔ اور اگر وہ اطاعت کرے اور بستر پر واپس آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فرماتا ہے۔

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ

پس اگر وہ تمھاری اطاعت کرلیں تو پھر ان کے خلاف کوئی اور قدم مت اٹھاؤ۔

یعنی اس کو اور کسی کام پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا محبت میں اس کی تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ پس مرد کا عورت کو وعظ و نصیحت کرنا اور ان کی سرزش کرنا اور پھر مارنا یہ سب اس وقت ہے جب عورت مرد کے ساتھ بستر پر لیٹنے سے انکار کرے یعنی ہمبستری کرنے سے انکار کرے ورنہ نہیں اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾۔ یقیناً خدا بہت بلند و بالا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

اور اگر تمہیں ان کے درمیان یعنی میاں بیوی کے درمیان جدائی ہونے کا خوف ہو تو ایک نمائندہ شوہر کے خاندان کی طرف سے اور ایک نمائندہ عورت کے خاندان کی طرف سے چن لو۔ یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان جدائی کا خوف ہو اور وہ دونوں جدا جدا ہو جائیں تو پھر حکم اسلامی یہ ہے کہ پہلے درجہ پر ان کے درمیان مصالحت کروانے کی کوشش کرو اور اس کے لیے دونوں خاندانوں کی طرف سے ایک ایک فرد کو معین کیا جائے تو ان کے درمیان صلح و مصالحت کروائیں پس جو دونوں نمائندے ان کے درمیان حکم اور فیصلہ کریں وہ قبول کیا جائے گا۔ وہ نافذ ہوگا۔ اسی وجہ سے خدا فرماتا ہے۔

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ

اگر وہ دونوں مصالحت کرنا چاہیں تو خدا ان دونوں کے درمیان موافقتی راہ نکال دے گا۔

Presented by Ziaraat.com

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

یقیناً خدا جاننے والا اور خبیر ہے۔

یعنی ایک نمائندہ شوہر کی طرف سے اور ایک نمائندہ وحکم بیوی کے خاندان کی طرف سے مقرر کیا جائے گا پس اگر وہ دونوں نمائندے عادل ہیں یعنی عدل اور انصاف پرست ہیں تو پھر بیوی کی طرف کا نمائندہ وحکم اس عورت کے پاس جائے اور اس سے جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کے بارے میں اس سے معلوم کرے اور اس سے کہہ دے کہ میں نہیں چاہتا کہ تیری رائے کے بغیر کوئی فیصلہ کروں۔ بلکہ تیری رائے کا علم میرے لیئے ہونا ضروری ہے اور اگر وہ عورت ناشزہ ہے نافرمان ہے نفرت کرنے والی ہے وہ اپنے نمائندے سے کہہ دے گی کہ میرے مال میں سے جو کچھ تم چاہتے ہو وہ میرے شوہر کو دے کر میرے اور اس کے درمیان جدائی کروادو اور طلاق کروادو۔ اور اگر وہ نفرت نہیں کرتی ہوگی تو وہ یوں اس سے کہے کہ میں خدا کو شاہد وگواہ قرار دیتی ہوں کہ میں اپنے شوہر سے جدا نہیں ہونا چاہتی۔ لہٰذا آپ بھی میرے اور اس کے درمیان جدائی پیدا مت کریں لیکن اس کو میرے نان و نفقہ پر آمادہ کریں کیونکہ وہ اس معاملہ میں خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور میرا حق ادا نہیں کر رہا۔ اور پھر تنہائی میں مرد کا نمائندہ اور حکم مرد کے پاس آئے گا اور وہ بھی مرد سے کہہ دے گا جو کچھ تیرے دل و دماغ میں ہے اس کے بارے میں مجھے اطلاع اور خبر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تیری مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ کروں لہٰذا اگر وہ نفرت کرنے والا ہوگا تو کہہ دے گا کہ میرے مال میں سے جو کچھ تم چاہتے ہو وہ اس کو دے کر میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی اور طلاق کروادو پس مجھے اس عورت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ نفرت کرنے والا نہیں ہوگا تو اپنے حکم ونمائندے سے کہہ دے گا کہ خدا کو گواہ وشاہد قرار دیتا ہوں کہ میں اس کے اور اپنے درمیان جدائی نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے آپ میرے مال سے جو کچھ خرچ کرنا چاہتے ہو کر کے اس کو میرے لیے راضی کر دو اس کے بعد وہ دونوں نمائندے آپس میں ملیں گے جبکہ وہ دونوں اپنے اپنے ساتھی کے نظریے کو جان چکے ہیں پس ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے ایک عہد و پیماں لے گا اور میں تیری تصدیق کرونگا اور تو میری یہ اس صورت میں ہوگا جب خدا ان دونوں کے درمیان مصالحت کا ارادہ رکھتا ہوگا۔ پس اگر وہ دونوں ان کے درمیان مصالحت کروائیں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے بارے میں اطلاع دے گا جو اس کے ساتھی نے اس سے کہا ہوگا اور جب وہ ان میں سے نفرت کرنے والے کی شناخت کر لیں گے اور نافرمان خدا کی شناخت کر لیں گے پھر وہ فیصلہ کریں گے پس اگر عورت ناشزہ اور نفرت کرنے والی اور نافرمان ہوگی۔ تو وہ دونوں اس سے کہہ دیں کے تم خدا کی نافرمانی ناشزہ اور خدا کی دشمن ہو اور اپنے شوہر کی نافرمان ہو پس تیرے لیے تیرے شوہر پر کوئی نان ونفقہ واجب نہیں ہے۔ اور تیرے لیے کوئی عزت ومرتبہ نہیں ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ تیرے ساتھ نفرت کرے اور ہمیشہ تیرے ساتھ بغض رکھے مگر یہ کہ تم اس کے پاس واپس لوٹ جاؤ۔ اور اس کی اطاعت میں چلی جاؤ۔ اور اگر مرد کی طرف سے نفرت اور وہ قصوروار ہے تو دونوں مرد سے کہہ دیں گے کہ تو دشمن خدا ہے تو خدا کے حکم کی نافرمانی

Presented by Ziaraat.com

کرنے والا ہے اور حکم خدا کے ساتھ تو نے عداوت کی ہے لہذا تیری عورت کا نان ونفقہ تیرے اوپر واجب ہے تو اس کو فراہم کرے گا اور تو اس کے ساتھ ایک گھر میں داخل نہیں ہوگا اور اس کی شرمگاہ کو نہیں دیکھ سکے گا۔ مگر یہ کہ تو اس کے حق میں حکم خدا کی اطاعت کرے اور خدا کی طرف پلٹ آئے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک مرد اور اسکی بیوی اسی حالت میں حاضر ہوئے کہ دونوں ایک دوسرے سے ناراض تھے۔ پس آپ نے ایک حکم اور نمائندہ مرد کی طرف سے قرار دیا اور ایک نمائندہ وحکم عورت کی طرف سے قرار دیا۔ پھر آپ نے دونوں نمائندوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان کے درمیان تم نے کون سا فیصلہ کرنا ہے۔ پس اگر تم چاہو تو ان کے درمیان جدائی ڈال دو اور اگر تم چاہو تو انکے درمیان مصالحت کروا دو پس شوہر نے کہا کہ میں جدائی والے حکم کو پسند نہیں کرتا میں اس کو طلاق نہیں دینا چاہتا۔ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کا نان نفقہ تیرے اوپر واجب ہے اور تو اس سے ہمبستری بھی کر سکتا پس اس حالت میں اگر شوہر مر جائے تو بیوی اس سے میراث حاصل کرے گی اور اگر بیوی مر جائے تو وہ شوہر اس سے میراث حاصل نہیں کرے گا۔ اور جب عورت نمائندوں کے فیصلہ کو مان جائے اور شوہر نہ مانے تو یہ حکم ہے اور اگر شوہر نمائندوں کے فیصلے کو مان لے اور بیوی فیصلے کو ناپسند کرے تو وہ اس منزلت سے گر جائے گی اگر بیوی ناپسند کرے تو پھر بیوی کا نان ونفقہ مرد پر واجب نہیں رہے گا لہذا اگر شوہر مر جائے تو وہ اس سے میراث حاصل نہیں کر سکے گی اور اگر بیوی مر جائے گی تو شوہر اس سے میراث حاصل کرے گا مگر یہ کہ وہ اپنے نمائندوں کے فیصلے پر راضی ہو جائے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۳۶

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اللہ کا شریک نہ قرار دو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور قرابت داروں اور یتیموں اور مساکین اور رشتہ داروں ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں کے ساتھ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ اور مسافروں کے ساتھ اور وہ لونڈیاں یا غلام جو تمھاری ملکیت میں ہیں ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو بے شک خدا تکبر کرنے والے اور شوخی مارنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ

یعنی جو تیرے سفر میں تیرا ساتھی ہے ان سے نیک سلوک کرو۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ : علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ مسافر ہیں جو راستہ میں پریشان ہیں اور تیری مدد کے طالب

Presented by Ziaraat.com

ہیں ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط سے مراد تمھاری لونڈیاں اور تمہارے غلام ہیں جو آپ کے حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾

وہ ایسے ہیں جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطاء کیا ہوا ہے اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور ہم نے ایسے ہی کافروں کے لیے ذلیل وخوار کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بخیل کو کافر کا نام دیا ہے یعنی بارگاہ خدا میں بخل کفر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (اس آیت میں بخیل کو خدا نے کافر قرار دیا ہے اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ مومن بخیل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ مومن بھی ہو اور کافر و بخیل بھی ہو اور اس کی تائید امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کرتی ہے جو تفسیر نور الثقلین میں کتاب الخصال کے حوالے سے نقل ہوئی ہے جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا ہمارے شیعوں میں تین اوصاف نہیں ہوسکتے۔

(۱) وہ کسی سے ہاتھ پھیلا کر سوال نہیں کرے گا۔

(۲)۔ وہ بخیل نہیں ہوگا۔

(۳) اور اس میں قوم لوط والی بیماری نہیں ہوگی۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کسی مسلمان میں بخل اور بدخلقی دونوں اوصاف نہیں پائے جاسکتے اور ایک اور روایت میں ہے کہ جس میں فرمایا گیا ہے اور اس کو رسول خدا سے نقل کیا گیا ہے کہ مکمل بخیل وہ شخص ہے جو اپنے مال پر واجب زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ (مترجم) اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ منافقین کے اوصاف کیا کیا ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

(ایسے ہی وہ لوگ بھی خدا کو ناپسند ہیں) جو اپنے مال کو محض لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور وہ درحقیقت نہ تو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ قیامت کے دن کو مانتے ہیں اور شیطان ان کا ساتھی ہوتا ہے یہ کتنا برا ساتھی ہے اور پھر خدا ان سے فرماتا ہے۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

Presented by Ziaraat.com

عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

اور ان لوگوں کو کیا ہو گیا اگر یہ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے اور جو کچھ خدا نے ان کو رزق عطاء کیا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے تو ان کے لیے اچھا ہوتا اور خدا ان کے بارے میں آگاہ ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ راہِ خدا میں خرچ سے مراد اطاعت خدا میں خرچ کرنا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

تحقیق اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی نیکی کرے تو اللہ اس کو دو برابر کر دیتا ہے اور پھر اسے اپنی طرف سے اجر عظیم عطاء کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ کا عطف واعبدو الله ولا تشر کو الله شیئا پر ہو رہا ہے یعنی جیسے اللہ کی عبادت واجب ہے اور ایسے شریک کی نفی کرنا واجب ہے ایسے ہی یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ ذات اقدس کسی پر ظلم نہیں کرتی بلکہ وہ عادل حقیقی ہے جس سے ظلم کا صادر ہونا ممکن نہیں ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

پس اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ہر امت کے گواہ سے مراد ہمارے آئمہ طاہرین ہیں جو اپنے دور کی مخلوق کے گواہ ہیں۔ اصول کافی کے حوالہ سے تفسیر نور الثقلین میں اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی گئی ہے جس میں امام نے ارشاد فرمایا یہ آیت امت محمد یہ کے ساتھ خاص ہے ہمارے خاندان کا ہر امام اپنے دور کی امت کا گواہ ہے اور رسول خدا ہمارے گواہ ہیں۔

مترجم) وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

اور آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر لائیں گے وَّجِئْنَا بِكَ کے مخاطب رسول خدا کی ذات والا صفات ہے ان سے ارشاد ہے کہ اے محمدؐ آپ کو ان سب آئمہؑ پر گواہ بنا کر لایا جائے گا۔ پس رسول خدا آئمہ علیہم السلام پر گواہ ہیں اور آئمہ تمام لوگوں پر گواہ ہونگے۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

اس وقت جو لوگ رسولؐ کو نہیں مانتے تھے اور نافرمانی کرتے تھے وہ تمنا کریں گے کہ اے کاش ان کے لیے زمین پھٹ جاتی اور وہ اس میں سما جاتے وہ خدا سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے حقوق کو غصب کیا تھا وہ یہ تمنا کریں گے کہ اے کاش اس دن زمین پھٹ جاتی اور ہم زمین میں سما جاتے لیکن ہم امیر المومنینؑ کے حقوق غصب نہ کرتے اور ان پر ظلم نہ کرتے اور جو کچھ رسول خداؐ نے امیر المومنینؑ کے بارے میں فرمایا تھا اس میں سے کسی بات کو بھی نہ چھپایا ہوتا تو آج ہمیں اس عذاب اور برے دن کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اے صاحبان ایمان جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک تمھیں ہوش نہ آجائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

اور جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب مت جاؤ حتیٰ کہ تم غسل کو لو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا حیض والی عورت اور مجنب مرد یا عورت مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ حائض اور مجنب دونوں مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے مگر یہ کہ اگر وہ مسجد میں سے گزرنے پر مجبور ہیں تو گزر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ۔

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

(اور نہ ہی مجنب نماز کے قریب جائے حتیٰ کہ وہ غسل کرے) اور یہ دونوں کوئی چیز مسجد میں رکھ سکتے ہیں لیکن مسجد سے کوئی چیز اٹھا نہیں سکتے۔ راوی نے عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا وجہ ہے کہ وہ چیز کو مسجد میں رکھ سکتے ہیں لیکن مسجد سے کوئی چیز اٹھا نہیں سکتے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کیونکہ وہ مسجد میں بغیر داخل ہوئے بھی کوئی چیز مسجد میں رکھ سکتے ہیں لیکن کسی کو اٹھانا بغیر مسجد میں داخلے کے ممکن نہیں ہے۔ پس اس لیے ان کے لیے غسل کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ پھر وضو یا غسل پانی سے واجب ہے لیکن اگر پانی سے طہارت ممکن نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ اگر پانی نہ مل سکے تو پھر مٹی سے تیمم کرنا واجب ہے اور اس کو خدا نے بیان کر دیا ہے۔ اگر تم مجنب ہو تو طہارت حاصل کرو۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

اور اگر کبھی تم بیمار ہو یا سفر میں ہو تم میں سے کسی نے رفع حاجت کی ہو یا تم نے عورتوں سے ہمبستری کی اور تمھیں (وضو اور غسل) کے لیے پانی میسر نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ پس تم اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مسح کر لو بے شک خدا بہت معاف کرنے والا

Presented by Ziaraat.com

اور بخشنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ گمراہی کا کاروبار کر رہے ہیں۔

یعنی وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی امامت وولایت کو چھوڑ کر گمراہی خرید رہے ہیں۔

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾

(اور یہ لوگ آپ سے بھی خواہش رکھتے ہیں کہ آپ بھی راستہ سے بھٹک جائیں)

یعنی وہ خود بھی گمراہی کا کاروبار کرتے ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت وامامت کو چھڑانے کے درپے ہیں حالانکہ امیر المومنین علیہ السلام ہی صراط مستقیم ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

(اور اللہ تمہارے دشمنوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور تمہاری سرپرستی اور تمہاری مدد کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔)

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

یہودیوں میں سے بعض یہودی ایسے بھی ہیں جو کلمات تورات کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور بجائے اس کے یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی ومخالفت کی اور نیز یہ کہتے ہیں کہ سنو اور بطور طنز کہتے ہیں۔ ہمیں بے وقوف بناؤ یہ اس لیے ہے کہ تاکہ وہ اپنی زبان سے حقائق کو بدل ڈالیں اور دین خدا پر طعن کریں لیکن اگر وہ اس ہٹ دھرمی کیجائے یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور ہماری بات کو سنو اور ہمیں مہلت دو (تاکہ ہم حقائق کی تہہ تک پہنچ سکیں) تو یہ بات ان کے نفع میں تھی اور حقیقت کے ساتھ ساز گار تھی لیکن خدا ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کرتا ہے اور ان میں سے تھوڑے ہی لوگ ایمان لائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (وہ ایسی کیفیت کے مالک ہو گئے تھے۔)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

Presented by Ziaraat.com

مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

اے وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے وہ ہمارے نازل کیے ہوئے قرآن پر ایمان لے آؤ جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس موجود ہے قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ کر پشت کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں جس طرح سے ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی اور اللہ کا حکم جاری ہو کر رہتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

یقیناً خدا اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دے گا اور جس نے خدا کے ساتھ شرک کیا تو اس نے بہت بڑا جھوٹ تراشا ہے۔

علامہ علی ابن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ھشام سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ میں نے حضرت امام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ اس استثنا میں کیا گناہان کبیرہ داخل ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یعنی خدا گناہاں بھی جس کے چاہے گا معاف کر دے گا لیکن شرک و کفر کو معاف نہیں کرے گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے نفس کی پاکیزگی کا اعلان کرتے ہیں حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا کرتا ہے اور بندوں پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو ایسے درجہ و مرتبہ کا اظہار کرتے ہیں جو ان کو حاصل نہیں ہوتا اور وہ اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں مثلاً سچے نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے آپ کو صدیق بنا کر پیش کرتے ہیں یا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم فاروق ہیں حالانکہ وہ حق و باطل کے درمیان فاروق ہونے کے بجائے خود باطل پر ہوتے ہیں یا وہ لوگ وعدہ کرتے ہیں یہ ہم دو دو نوروں والے ہیں حالانکہ ان کو نور کا کوئی چھوٹا سا حصہ بھی نہیں ملا ہوتا دعوہ کرنے سے فضائل نہیں حاصل ہوتے بلکہ فضائل اللہ تعالیٰ عطاء کرتا ہے اور خدا کسی اھل کو محروم نہیں کرتا اور کسی پر ظلم نہیں کرتا ہمیشہ اہل کو عطاء کرتا ہے اور نا اہل کو محروم رکھتا ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت امیر المومنینؑ کے مخالفین کی ریاکاری کو بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی تھی۔

فتیل کھجور کی گٹھلی پہ موجود باریک سی جھلی کو فتیل کہا جاتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میں کسی پر فتیل کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا اپنے منہ سے اپنی پاکیزگی و فضائل کا اعلان کرنے والے جھوٹ پرور ہیں جیسا کہ خود خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾

آپ دیکھیں کہ وہ کیسے کیسے جھوٹ خدا کے بارے میں تراش رہے ہیں۔ اور ان کے گناہ گار ہونے کے لیے ان کا جھوٹ تراشنے والا گناہ ہی کافی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کی مذمت کے لیے نازل ہوئی جنہوں نے آل محمد علیہم السلام کے حقوق کو غصب کیا اور ان پر ظلم ہے۔

آیت نمبر ۵۱ سے ۷۱ تک

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ

Presented by Ziaraat.com

اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا
بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى
الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا
بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ
عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ
فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ
اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ

Presented by Ziaraat.com

اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾

ترجمہ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جن لوگوں کو کتاب کا کچھ حصہ دے دیا گیا وہ شیطان اور بتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار کو بھی بتاتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں (۵۱) یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا لعنت کردے آپ پھر اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گے (۵۲) کیا ملک دنیا میں ان کا بھی کوئی حصہ ہے کہ لوگوں کو بھوسی برابر بھی نہیں دینا چاہتے ہیں (۵۳) یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں خدا نے اپنے فضل وکرم سے بہت کچھ عطا کیا ہے تو پھر ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب وحکمت اور ملک عظیم سب کچھ عطا کیا ہے (۵۴) پھر ان میں سے بعض ان چیزوں پر ایمان لے آئے اور بعض نے انکار کردیا اور ان لوگوں کے لئے دہکتا ہوا جہنم ہی کافی ہے (۵۵) بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے ہم انہیں آگ میں بھون دیں گے اور جب ایک کھال پک جائے گی تو دوسری بدل دیں گے تاکہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں خدا سب پر غالب اور صاحبِ حکمت ہے (۵۶) اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہم عنقریب انہیں جنتوں میں داخل

Presented by Ziaraat.com

کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان ہی میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور انہیں گھنی چھاؤں میں رکھا جائے گا (۵۷) بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو اور جب کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اللہ تمہیں بہترین نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سمیع بھی ہے اور بصیر بھی (۵۸) ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے ہو۔ یہی تمہارے حق میں خیر اور انجام کے اعتبار سے بہترین بات ہے (۵۹) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا خیال یہ ہے کہ وہ آپ پر اور آپ کے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لے آئے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ سرکش لوگوں کے پاس فیصلہ کرائیں جب کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ انہیں گمراہی میں دور تک کھینچ کر لے جائے (۶۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حکم خدا۔۔۔۔ اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تم منافقین کو دیکھو گے کہ وہ شدّت سے انکار کر دیتے ہیں (۶۱) پس اس وقت کیا ہوگا جب ان پر ان کے اعمال کی بنا پر مصیبت نازل ہوگی اور وہ آپ کے پاس آ کر خدا کی قسم کھائیں گے کہ ہمارا مقصد صرف نیکی کرنا اور اتحاد پیدا کرنا تھا (۶۲) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل کا حال خدا خوب جانتا ہے لہٰذا آپ ان سے کنارہ کش رہیں انہیں نصیحت کریں اور ان کے دل پر اثر کرنے والی محل موقع کے مطابق بات کریں (۶۳) اور ہم نے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا ہے مگر صرف اس لئے کہ حکمِ خدا سے اس کی اطاعت کی جائے اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے (۶۴) پس آپ کے پروردگار کی قسم کہ یہ ہرگز صاحبِ ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کر دیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائیں (۶۵) اور اگر ہم ان منافقین پر فرض کر دیتے کہ اپنے کو قتل کر ڈالیں یا گھر چھوڑ کر نکل جائیں تو

Presented by Ziaraat.com

چند افراد کے علاوہ کوئی عمل نہ کرتا حالانکہ اگر یہ اس نصیحت پر عمل کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہی ہوتا اور ان کو زیادہ ثبات حاصل ہوتا (٦٦) اور ہم انہیں اپنی طرف سے اجرِ عظیم بھی عطا کرتے (٦٧) اور انہیں سیدھے راستہ کی ہدایت بھی کر دیتے (٦٨) اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہی بہترین رفقاء ہیں (٦٩) یہ اللہ کی طرف سے فضل و کرم ہے اور خدا ہر ایک کے حالات کے علم کے لئے کافی ہے (٧٠) ایمان والو اپنے تحفظ کا سامان سنبھال لو اور جماعت جماعت یا اکٹھا جیسا موقع ہو سب نکل پڑو (٧١)

تفسیر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾

کیا آپ ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ شیطان اور بتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں سے کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تم ہی زیادہ سیدھے راستے پر ہو۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس دور کے یہودیوں کی مذمت میں نازل ہوئی جو اہل علم تھے اور ان سے کفار نے سوال کیا چونکہ تم اہل کتاب اور اہل علم ہو لہٰذا یہ بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر و افضل ہے یا محمدؐ کا دین بہتر و افضل ہے؟۔ تو ان بدبختوں نے حسد کیوجہ سے کہہ دیا کہ نہیں نہیں تم لوگوں کا دین محمد سے بہت بہتر و افضل ہے۔ نیز یہ بھی روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی مذمت میں نازل ہوئی کہ جن لوگوں نے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق غصب کیا اور ان کے مقام و منزلت سے حسد کرتے تھے اور لوگوں سے کہتے کہ خدا نہیں چاہتا تھا کہ نبوت و خلافت ایک خاندان میں جمع ہو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾

اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی لعنت ہے اور جس پر خدا لعنت کرے تو پھر تم اس کے لیے کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾

اور کیا ان کے لیے بھی ملک و سلطنت میں کوئی حصہ ہے؟ پس اگر ان کو حکومت مل گئی تو یہ کسی کو تل برابر بھی نہیں دیں

Presented by Ziaraat.com

گے۔ نقیرا سے مراد کھجور کی گٹھلی پر جو گڑھا ہوتا ہے وہ مراد ہے یعنی وہ کسی کو کچھ دینے والے نہیں ہوں گے بلکہ اپنے ہی عزیزوں کو فوائد دیں گے۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

کیا یہ دوسرے لوگوں پر حسد کرتے ہیں کہ جن کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے پس ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطاء کی ہے اور ہم نے ان کو ملک عظیم دیا ہے۔

النَّاسَ: سے وہ لوگ کہ جن کو خدا نے اپنے فضل سے نوازا ہے وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اور باقی گیارہ آئمہ مراد ہیں۔ اور نبوت کے بعد جن کو خلافت و امامت عطاء کی گئی ہے وہ ہمارے آئمہ علیہم السلام ہیں۔ جناب علی بن حسین نے احمد بن ابی عبد اللہ سے بیان کیا ہے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جناب یونس سے اور انہوں نے ابو جعفر حول سے اور انہوں نے جناب حنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ۔

(پس ہم نے آل ابراہیم کو کتاب عطاء کی) کتاب سے مراد نبوت ہے۔ جبکہ حکمت سے مراد کے بارے میں راوی نے سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے مراد ان کی خداداد فہم و فراست اور قضاء ہے۔ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔ اور علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے اس قول میں فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ پس ان میں سے کچھ اس پر ایمان لائے۔ یعنی امیر المومنین علی علیہ السلام پر ایمان لانے والے سلمان فارسیؓ ابوذر و مقداد و عمارؓ یہ افراد ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ

(اور ان میں سے کچھ اس سے منہ موڑنے والے ہیں) اور امیر المومنین علیہ السلام سے منہ موڑنے والے دشمنان آل محمد علیہم السلام ہیں جنہوں نے آل محمد علیہم السلام پر ظلم کیا اور ان کا حق چھین لیا اور وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ان ظالموں اور غاصبوں کی اتباع و اطاعت کی اور ان کے لیے کہا گیا ہے۔ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اور منہ موڑنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب کافی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بیان کر دیا ہے کہ جو اس نے ان لوگوں کے لیے آمادہ کی ہیں جن لوگوں نے آل محمد علیہم السلام کے حقوق کو غصب کیا اور ان پر ظلم کیے ہیں اور خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ

Presented by Ziaraat.com

(تحقیق جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا عنقریب ہم انہیں دوزخ میں جھونک دیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں آیات سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد سے دوسرے آئمہ علیہم السلام ہیں یعنی ان کا انکار کرنے والوں کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۵۶

(جب ان کی ایک کھال سڑ جائے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری کھال تبدیل کر دیں گے تا کہ وہ عذاب کا ذائقہ چکھتے رہیں بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے فرزند رسول اللہ ان کھالوں کو کیسے تبدیل کریگا۔؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ تم مٹی سے ایک اینٹ بناتے ہو اور اس کو پھر توڑ کر مٹی بنا دو اور پھر اس مٹی کو دوبارہ اینٹ کے قالب میں ڈال کہ دوبارہ اینٹ بنالی ہے تو اینٹ دوبارہ بنی ہے لیکن اس کی اصل وہی مٹی ہے جو پہلے تھی لہٰذا ان کی کھالیں بھی ایسے ہی تبدیل ہونگی۔ اس آیت کی اوپر بھی تفسیر ذکر ہو گئی ہے لیکن سب کی اصل ایک ہی ہے۔ اسکے بعد ان لوگوں کا تذکرہ ہو رہا ہے جنہوں نے امیر المومنین اور باقی آئمہ علیہم السلام کی امامت اور ولایت کا اقرار کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝۵۷

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل انجام دیئے ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جہاں نہریں بہہ رہی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے جنت میں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں جگہ دیں گے۔

اس کے بعد پھر خداوند تعالیٰ کا خطاب آئمہ علیہم السلام سے ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچاؤ۔

علامہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے امام پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ امانت جس کا حکم خدا نے آپ کو دیا ہے اس کو ان کے اھل تک پہنچاؤ (اس کا ایک مفہوم ظاہری ہے جس کے تحت اس کا خطاب تمام مومنین اور مسلمین کو ہے کہ تم پر امانت کا ادا کرنا واجب ہے اور امانت میں خیانت کرنا حرام ہے جیسا کہ آئمہ علیہم السلام اور رسول خدا کی احادیث کو ملاحظہ کیا جائے تو امانت کے ادا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے حتیٰ کہ ایک روایت جو راوی نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے اور اس کو تفسیر نور الثقلین والے نے بھی

Presented by Ziaraat.com

اس آیت کے ذیل میں درج کیا ہے جس میں امامؑ فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے اگر حضرت علیؑ کا قاتل بھی بالفرض وہ تلوار جس سے اس نے میرے دادا کو قتل کیا تھا وہ میرے پاس امانت کے طور پر رکھے تو میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کرونگا۔ یہ امانت داری کی اہمیت اور اس کے وجوب کو روشن انداز میں بیان کرتی ہے۔ اور اس آیت کا دوسرا مفہوم خاص ہے کہ جس کا تعلق فقط امام معصوم کے ساتھ ہے جیسا کہ علامہ نے ذکر فرمایا حضرت امام علیؑ نے اس روایت میں ذکر کیا ہے جس کو اصول کافی کے حوالے سے تفسیر نور الثقلین والے نے نقل کیا ہے اس میں امام رضا علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس آیت کے تحت ہم آئمہ علیہم السلام پر بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہر امام اپنے جانشین کا اعلان کر کے جائے اور غیر اھل افراد کے ذمہ امانت کی ذمہ داری سپرد نہ کرے۔ یا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہر امام پر فرض ہے کہ وہ کتب علم ہتھیار اپنے جانشین کے سپرد کر کے جائے۔ (من جانب مترجم)

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۵۸

(اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے کرو اللہ تمہیں بہترین نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے)

علامہ فرماتے ہیں کہ پھر امام پر واجب و فرض کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل سے حکم و فیصلہ کریں۔ اور پھر لوگوں پر آئمہ علیہم السلام کی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحبان امر ہیں۔ اس آیت میں اولی الامر سے مراد امیر امومنین علی علیہ السلام مراد ہیں۔ (تفسیر نور الثقلین میں اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے جس میں آپ سے سلیم نے عرض کیا اے فرزند رسول یہ فرمائیں کہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کا حکم خدا نے دیا ہے آپ نے فرمایا وہ علی بن ابی طالب حسن و حسین علی بن حسین محمد بن علی اور جعفر علیہ السلام ہیں اور میرے بعد کے باقی آئمہ ہیں اے سلیم تم کو خدا کی حمد بجالانی چاہیے کہ خدا نے تمھیں اپنے آئمہ علیہم السلام کی معرفت عطاء کی جب کہ دوسرے لوگوں نے ان کا انکار کیا ہے۔ یہ آیت واضح اور روشن طور پر دلالت کرتی ہے کہ اولی الامر کے لیے معصوم ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم علی الاطلاق دیا ہے یہ خود دلیل ہے کہ وہ معصوم ہوگا اور اسی چیز کو امیر المومنین علیہ السلام نے بیان کیا ہے جن کو سلیم بن قیس ھلالی نے آپ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا خدا نے کافروں کی اطاعت کو واجب نہیں کیا۔ اطاعت اللہ اور اللہ کے رسول اور صاحبان امر کے لیے

Presented by Ziaraat.com

ہے اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا حکم اس لیے دیا ہے کہ آپ معصوم اور پاک و پاکیزہ ہیں اور وہ گناہ کا حکم نہیں دیتے لہٰذا جو رسول خدا کے بعد معصوم ہوگا وہی رسول کا جانشین ہوسکتا ہے۔ دوسرا نہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ سوائے ہمارے آئمہ علیہم السلام کے کسی نے عصمت کا دعویٰ نہیں کیا اور دنیا کے بنائے ہوئے معصوم ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ جو مشرک اور کافر رہ چکے ہوں وہ معصوم نہیں ہو سکتے ۔(من جانب مترجم)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾

پس جب کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اگر تم خدا اور اس کے رسول اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو خدا اور اس کے رسول کی طرف پلٹا دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اس کا انجام و اختتام اچھا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس میں وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ بھی تھا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾

اے میرے رسول کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہیں مگر یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے معاملات کا فیصلہ طاغوت سے کروائیں۔ حالانکہ انہیں طاغوت سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے شیطان تو ان لوگوں کو گمراہ کر کے راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔

یہ آیت زبیر بن العوام اور ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ان دونوں کا ایک باغ کے بارے میں تنازعہ ہو گیا زبیر کا دعویٰ تھا کہ یہ باغ میرا ہے اور یہودی کا دعوٰی تھا کہ یہ باغ میرا ہے آخر دونوں کے درمیان ایک ثالث معین کرنے پر اتفاق ہو گیا۔ زبیر بن عوام نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ابن شیدہ یہودی مقرر ہے جو وہ فیصلہ کرے اس پر تو راضی ہو جائے گا۔؟ لیکن اس یہودی نے کہا نہیں بلکہ میرے اور تیرے درمیان حاکم تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے۔ جو وہ فیصلہ کریں گے وہ مجھے منظور ہوگا۔ کیا تو بھی اس کو قبول کرے گا؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے والے نے یہودی کو حاکم بنا دیا ہے۔ جبکہ یہودی نے ہمارے نبی کو حاکم بنا دیا ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ

Presented by Ziaraat.com

صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جس کو خدا نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ تو آپ دیکھیں گے کہ منافق آپ کے پاس آنے سے کتراتے ہیں۔

ان منافقین سے تمام وہ لوگ مراد ہیں۔ جو آل محمد علیہم السلام کے دشمن ہیں ان تمام میں یہ آیت جاری وساری ہے۔

فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿۶۲﴾

پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آن پڑتی ہے۔ اس وقت یہ آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف نیکی واحسان چاہتے تھے اور ہماری نیت صرف یہ تھی کہ طرفین میں اتحاد و واقفیت ہو جائے۔

اس آیت کی تاویل قیامت کے دن ظاہر ہوگی جب منافقین اور دشمنان آل محمد علیہم السلام کو قیامت کے دن محشور کیا جائے گا اور ان کو رسول خداؐ کے سامنے لایا جائے گا تو پس وہ قسمیں اٹھا اٹھا کر رسولؐ کے سامنے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ خداؐ کی قسم ہم نے جو خلافت کو اس کے محل حقیقی سے الگ کیا وہ صرف اور صرف نیکی واحسان کی خاطر کیا اور اس لیے کیا تا کہ امت کے درمیان اختلاف نہ ہو جائے۔ اور اس کی تاویل کا قیامت کے دن ظاہر ہونے کے بارے میں دلیل وہ روایت ہے جس کو مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے منصور سے اور انہوں نے امام ابو عبداللہ علیہ اسلام سے اور انہوں نے اپنے والد جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ جس میں حضرت امامؑ نے فرمایا یہ مصیبت تو ذلت وخواری ہے جو منافقین کو اس وقت حاصل ہوگی جب ان کو حوضکوثر سے دور دھتکارا جائے گا۔ اور آپ نے فرمایا یہ ہی قول خدا سے مراد ہے۔ جس میں خدا نے فرمایا۔

فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿۶۲﴾

(پھر اس وقت کیا ہوگا جب ان کے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت (قیامت کے دن) ان پر آن پڑے گی اس وقت قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف احسان چاہتے تھے۔ اور آپس کا اتحاد چاہتے تھے) اس کے بعد خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

Presented by Ziaraat.com

(جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے خدا اس کو جانتا ہے) یعنی دنیا میں جو کچھ علی علیہ السلام کے بارے میں دشمنی ان کے دلوں میں تھی خدا اسکو جانتا ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾

(پس آپ ان سے کنارہ کش رہیں انہیں نصیحت کریں اور ان کے دل پر اثر کرنے والی باتیں کریں)

یعنی خدا کے رسول کو خدا کی طرف سے حکم ہو رہا ہے کہ آپ ان سے کنارہ کش رہیں اور ان پر تمام حجت کر دیں اور ان کو واضح اور روشن ادلہ دیں پھر ان کا معاملہ قیامت کے لیے چھوڑ دیں وہاں ان کا فیصلہ ہوگا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

اور ہم نے کسی رسول کو نہیں مبعوث فرمایا مگر یہ کہ اذن خدا سے اس کی اطاعت کی جائے یعنی اذن خدا یعنی حکم خدا سے اس کی اطاعت کی جائے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھتے تھے تو آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے طلب مغفرت کرتے تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابن اذینہ سے اور انہوں نے زرارہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جَآءُوْكَ سے مخاطب امیر المومنین علیہ السلام ہیں یعنی وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے علی علیہ السلام کے پاس آئیں اور پھر علیؑ کے روبرو خدا سے مغفرت طلب کریں اور پھر رسول بھی ان کے لیے استغفار کریں تو پھر وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے (یعنی علیؑ کی بارگاہ میں آنا ضروری ہے) اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

نہیں اے محمد تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلاف میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ میں ک کا خطاب امیر المومنین علیہ السلام کو ہے یعنی یا علی تجھے اپنا حاکم قرار دیں۔ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ یعنی آپس کے اختلاف میں یعنی جب وہ ایک دوسرے کے ساتھ عہد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ

Presented by Ziaraat.com

وعدے معاہدے کرتے ہیں۔ آپ کے خلاف اور آپ کی شریعت کے خلاف۔

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ

پھر جو آپ ان کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں تو وہ اس سے اپنے نفسوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ یعنی جب آپ کی زبان سے ان کے خلاف اور ان کے معاہدوں کے خلاف ولایت علی علیہ السلام کا فیصلہ آجائے تو اس سے ان کے نفس میں کوئی تنگی پیدا نہ ہو۔

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

وہ سر تسلیم خم کریں یعنی وہ علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرنے ہوئے سر تسلیم خم کریں تب یہ مومن بن سکیں گے ورنہ نہیں۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

اور اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ تم اپنے آپ کو ہلاک کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں کم ہی لوگ اس پر عمل کرتے۔ حالانکہ جو نصیحت انہیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔ اور جب یہ ایسا کرتے تو ہم انہیں سیدھے راستے کی ھدایت کرتے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکمات میں سے ہیں (کہ جن میں کوئی شک واحتمال کی گنجائش نہیں ہے۔)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء صدیقین شھداء اور صالحین ہیں۔ کہیں اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آجائیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ النَّبِيّٖنَ سے مراد حضرت رسول خدا کی ذات مبارکہ ہے۔ الصِّدِّيْقِيْنَ سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی ذات بابرکت ہے۔ الشھداء سے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہما السلام مراد ہیں۔ وَالصّٰلِحِيْنَ سے باقی آئمہ علیہم السلام مراد ہیں حَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ سے حضرت قائم آل محمد علیہ السلام مراد ہیں (یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام نازل فرمائے ہیں اور باقی اگر کسی پر اللہ کا انعام نازل ہوا ہے تو وہ ان کو ذوات مقدسہ کے طفیل ہے۔)

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

(یہ انعام کا نازل ہونا) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل ہے اور اللہ جو کہ جاننے والا ہے وہ ہی کافی ہے

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 72 سے 100 تک

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ
لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ
فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا
اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ
عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ
خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى
اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا

Presented by Ziaraat.com

تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ
بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ
هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ
فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ
رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ
وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۘ فَاِذَا
بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ
مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ
وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ
يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ
وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ
اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ

Presented by Ziaraat.com

نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ
رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ
حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا
مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ
وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ
جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ
شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ
يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ
سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ
كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا
اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

Presented by Ziaraat.com

ثَقِفْتُمُوْهُمْ ط وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا
كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط فَاِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط وَاِنْ كَانَ
مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ز تَوْبَةً مِّنَ
اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ
جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ز فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِى
الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ
عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ط وَكَانَ اللّٰهُ

Presented by Ziaraat.com

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ

ایمان والو اپنے تحفظ کا سامان سنبھال لو اور جماعت جماعت یا اکٹھا جیسا موقع ہو سب نکل پڑو (۷۱) تم میں ایسے لوگ بھی گھس گئے ہیں جو لوگوں کو روکیں گے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آ گئی تو کہیں گے کہ خدا نے ہم پر احسان کیا کہ ہم ان کے ساتھ حاضر نہیں تھے (۷۲) اور اگر تمہیں خدائی فضل و کرم مل گیا تو اس طرح جیسے تمہارے ان کے درمیان کبھی دوستی ہی نہیں تھی کہنے لگیں گے کہ کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے اور کامیابی کی عظیم منزل پر فائز ہو جاتے (۷۳) اب ضرورت ہے کہ راہِ خدا میں وہ لوگ جہاد کریں جو زندگانی دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں اور جو بھی راہِ خدا میں جہاد کرے گا وہ قتل ہو جائے یا غالب آ جائے دونوں صورتوں میں ہم اسے اجرِ عظیم عطا کریں گے (۷۴) اور آخر تمہیں کیا

Presented by Ziaraat.com

ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جہاد نہیں کرتے ہو جنہیں کمزور بنا کر رکھا گیا ہے اور جو برابر دعا کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس قریہ سے نجات دے دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے کوئی سرپرست اور اپنی طرف سے مددگار قرار دے دے (۷۵) ایمان والے ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ ہمیشہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں لہٰذا تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو بیشک شیطان کا مکر بہت کمزور ہوتا ہے (۷۶) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو (تو بے چین ہو گئے) اور جب جہاد واجب کر دیا گیا تو ایک گروہ لوگوں (دشمنوں) سے اس قدر ڈرتا تھا جیسے خدا سے ڈرتا ہو یا اس سے بھی کچھ زیادہ اور یہ کہتے ہیں کہ خدایا اتنی جلدی کیوں جہاد واجب کر دیا کاش تھوڑی مدت تک اور ٹال دیا جاتا پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت صاحبانِ تقویٰ کے لئے بہترین جگہ ہے اور تم پر دھاگہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (۷۷) تم جہاں بھی رہو گے موت تمہیں پالے گی چاہے مستحکم قلعوں میں کیوں نہ بند ہو جاؤ۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اچھے حالات پیدا ہوتے تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے تو آپ کہہ دیجئے کہ سب خدا کی طرف سے ہے پھر آخر اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھتی ہی نہیں ہے (۷۸) تم تک جو بھی اچھائی اور کامیابی پہنچی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بھی برائی پہنچی ہے وہ خود تمہاری طرف سے ہے۔۔۔۔ اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنایا ہے اور خدا گواہی کے لئے کافی ہے (۷۹) جو رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ موڑ لے گا تو ہم نے آپ کو اس کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے (۸۰) اور یہ لوگ پہلے اطاعت کی بات کرتے ہیں۔ پھر جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ایک گروہ اپنے قول کے خلاف تدبیریں کرتا ہے اور خدا ان کی ان باتوں کو لکھ رہا ہے۔ آپ ان سے اعراض کریں اور خدا پر بھروسہ کریں اور خدا اس ذمہ داری کے لئے کافی ہے (۸۱) کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے ہیں کہ اگر وہ غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا (۸۲) اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی خبر آتی ہے

Presented by Ziaraat.com

تو فوراً نشر کر دیتے ہیں حالانکہ اگر رسول اور صاحبانِ امر کی طرف پلٹا دیتے تو ان سے استفادہ کرنے والے حقیقت حال کا علم پیدا کر لیتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو چند افراد کے علاوہ سب شیطان کا اتباع کر لیتے (۸۳) اب آپ راہِ خدا میں جہاد کریں اور آپ اپنے نفس کے علاوہ دوسروں کے مکلف نہیں ہیں اور مومنین کو جہاد پر آمادہ کریں۔ عنقریب خدا کفار کے شر کو روک دے گا اور اللہ انتہائی طاقت والا اور سخت سزا دینے والا ہے (۸۴) جو شخص اچھی سفارش کرے گا اسے اس کا حصّہ ملے گا اور جو بری سفارش کرے گا اسے اس میں سے حصّہ ملے گا اور اللہ ہر شے پر اقتدار رکھنے والا ہے (۸۵) جب تم لوگوں کو کوئی تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر یا کم سے کم ویسا ہی واپس کرو کہ بیشک اللہ ہر شے کا حساب کرنے والا ہے (۸۶) اللہ وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تم سب کو روزِ قیامت جمع کرے گا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کون کرنے والا ہے (۸۷) آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو جب کہ اللہ نے ان کے اعمال کی بنا پر انہیں اُلٹ دیا ہے کیا تم اسے ہدایت دینا چاہتے ہو خدا نے جسے گمراہی پر چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ جسے خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے تم کوئی راستہ نہیں نکال سکتے (۸۸) یہ منافقین چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہو جاؤ اور سب برابر ہو جائیں تو خبردار تم انہیں اپنا دوست نہ بنانا جب تک راہِ خدا میں ہجرت نہ کریں پھر یہ انحراف کریں تو انہیں گرفتار کر لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو اور خبردار ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بنانا (۸۹) علاوہ ان کے جو کسی ایسی قوم سے مل جائیں جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو یا وہ تمہارے پاس دل تنگ ہو کر آ جائیں کہ نہ تم سے جنگ کریں گے اور نہ اپنی قوم سے۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان کو تمہارے اوپر مسلّط کر دیتا اور وہ تم سے بھی جنگ کرتے لہٰذا اگر تم سے الگ رہیں اور جنگ نہ کریں اور صلح کا پیغام دیں تو خدا نے تمہارے لئے ان کے اوپر کوئی راہ نہیں قرار دی ہے (۹۰) عنقریب تم ایک اور جماعت کو پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی محفوظ رہیں اور اپنی قوم سے بھی۔ یہ جب بھی فتنہ کی طرف بلائے جاتے ہیں الٹے اس میں اوندھے منہ گر پڑتے ہیں لہٰذا یہ اگر تم سے الگ نہ ہوں اور صلح کا پیغام نہ دیں اور ہاتھ نہ روکیں تو انہیں گرفتار کر لو

Presented by Ziaraat.com

اور جہاں پاؤ قتل کر دو یہی وہ ہیں کہ جن پر تمہیں کھلا غلبہ عطا کیا گیا ہے (۹۱) اور کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کر دے مگر غلطی سے اور جو غلطی سے قتل کر دے اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت دے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر مقتول ایسی قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور (اتفاق سے) خود مومن ہے تو صرف غلام آزاد کرنا ہوگا اور اگر ایسی قوم کا فرد ہے جس کا تم سے معاہدہ ہے تو اس کے اہل کو دیت دینا پڑے گی اور ایک مومن غلام آزاد کرنا ہوگا اور غلام نہ ملے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے یہی اللہ کی طرف سے توبہ کا راستہ ہے اور اللہ سب کی نیتوں سے باخبر ہے اور اپنے احکام میں صاحبِ حکمت بھی ہے (۹۲) اور جو بھی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے گا اس کی جزا جہنّم ہے۔ اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے اس کے لئے عذابِ عظیم بھی مہیّا کر رکھا ہے (۹۳) ایمان والو جب تم راہِ خدا میں جہاد کے لئے سفر کرو تو پہلے تحقیق کر لو اور خبردار جو اسلام کی پیش کش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے کہ اس طرح تم زندگانی دنیا کا چند روزہ سرمایہ چاہتے ہو اور خدا کے پاس بکثرت فوائد پائے جاتے ہیں۔ آخر تم بھی تو پہلے ایسے ہی کافر تھے۔ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تمہارے اسلام کو قبول کر لیا (اور دل چیرنے کی شرط نہیں لگائی) تو اب تم بھی اقدام سے پہلے تحقیق کرو کہ خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۹۴) اندھے بیمار اور معذور افراد کے علاوہ گھر بیٹھ رہنے والے صاحبانِ ایمان ہرگز ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو راہِ خدا میں اپنے جان و مال سے جہاد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر امتیاز عنایت کئے ہیں اور ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں کے مقابلہ میں اجرِ عظیم عطا کیا ہے (۹۵) اس کی طرف سے درجات مغفرت اور رحمت ہے اور وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۹۶) جن لوگوں کو ملائکہ نے اس حال میں اٹھایا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں کمزور بنا دئے گئے تھے۔ ملائکہ نے کہا کہ کیا زمینِ خدا وسیع نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جاتے۔ ان لوگوں کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ بدترین منزل ہے (۹۷) ان کمزور مردوں، عورتوں

Presented by Ziaraat.com

اور بچوں کے جن کے اختیار میں کوئی تدبیر نہ تھی اور وہ کوئی راستہ نہ نکال سکتے تھے (۹۸) یہی وہ لوگ ہیں جن کو عنقریب خدا معاف کر دے گا کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۹۹) اور جو بھی راہِ خدا میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت سے ٹھکانے اور وسعت پائے گا اور جو اپنے گھر سے خدا و رسول کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے گا اس کے بعد اسے موت بھی آجائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۰)

تفسیر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾

اے اہل ایمان مقابلے کے لیے تیار رہو پھر موقع و مقام کی مناسبت سے الگ لگ دستوں میں نکلو یا اکھٹے ہو کر نکلو تم میں سے ایسے افراد بھی ہیں جو لڑائی سے جان چھڑاتے ہیں۔ اور اگر تم پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو کہتے ہیں کہ خدا نے ہم پر احسان کیا کہ میں ان لوگوں میں موجود نہیں تھا۔

یہ منافقین کی حالت کو بیان کیا جا رہا ہے جو ظاہری طور پر مومن ہونے کا دعوٰی کرتے تھے لیکن حقیقت میں وہ صاحب ایمان نہیں تھے اور اسی وجہ سے ایسے کلمات منہ سے نکالا کرتے تھے جس کو خدا پسند نہیں کرتا تھا اور ان کلمات کی وجہ سے ان کا کفر عیاں ہوتا تھا لیکن خدا نے ان پر احسان کیا کہ ان کے ظاہری اسلام کا بھی بھرم رکھا اور ان جیسے کلمات میں سے ایک دن کا یہ کلمہ بھی تھا۔

قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾

(یعنی وہ یوں کہتے کہ خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں وہاں موجود نہیں تھا) اس کے بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر یہ کلمہ تمام اہل مشرق و مغرب بھی اپنی زبان پر جاری کر دیتے تو تمام کے تمام درجہ ایمان سے نکل جاتے۔ لیکن خدا نے ان پر احسان کیا ہے کہ ان کے اس کلمہ کے باوجود بھی ان کو مومن کے نام سے موسوم کر رہا ہے وہ صرف ان کے ظاہری اقرار کی وجہ ہے۔

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾

Presented by Ziaraat.com

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

(اور اگر خدا کی طرف سے تم پر کوئی فضل ہوتا ہے تو (یہ منافق) کہتا ہے کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی محبت کا تعلق ہی نہیں ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ خدا کی راہ میں ان لوگوں کو جہاد کرنا چاہیے جو آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی فروخت کر دیتے ہیں جو بھی راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور وہ قتل ہو جاتے ہیں یا غلبہ حاصل کر لیتے ہیں تو دونوں حالتوں میں ہم ان کو عنقریب بہت بڑا اجر دیں گے۔

حاشیہ:

(اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے کلمات بولنے والا رسول خدا اور مومن کے ساتھ بے وفائی کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خوش ہو رہا ہے کہ وہ ان کے ساتھ نہیں تھا لہٰذا وہ مصیبت سے بچ گیا ہے۔ حالانکہ مومن کی شان یہ ہے وہ اپنے آپ کو ہر مصیبت و دکھ میں نبی اور مومنین کے ساتھ شمار کرے۔ اور شرکت نہ کر سکنے کی وجہ سے اس کو غم کرنا چاہیے اور شرکت نہ کرنے پر اظہار افسوس کرنا چاہیے نہ کہ خوشی) علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جو لفظ يَشْرُوْنَ استعمال ہوا ہے اس سے مراد ہے یعنی وہ دنیاوی زندگی فروخت کر کے آخرت کو خریدتے ہیں۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں تم لوگ راہ خدا میں ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے (کہ جو ستمگروں کے ہاتھوں) کمزور ہو چکے ہیں جنگ نہیں کرتے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو مکہ میں کفار کے ہاتھوں مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا تھے ان کے لیے کہا جا رہا ہے ان کمزور اور ستم دیدہ لوگوں کے لیے تم جہاد کیوں نہیں کرتے تا کہ ان کو ان کفار سے نجات دلا سکو اور یہ ستم زدہ لوگ جو یوں کہتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

وہ لوگ جن کو کمزور بنا کر رکھا گیا ہے وہ برابر یوں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا یا ہمیں ایسی بستی سے نکال لے کہ جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے لیے سرپرست اور مددگار قرار دے۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

ایمان والے اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور اہل کفر طاغوت کے لیے جنگ کرتے ہیں۔ پس اے ایمان والو شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو اور یقین رکھو کہ شیطان کی چالیں بہت کمزور ہوتیں ہیں۔

اہل ایمان سے مراد نبی اکرم کے اصحاب ہیں اور کافروں سے مراد مکہ کے مشرکین قریشی جو بتوں کی خاطر لڑتے تھے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکو اور (ابھی) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آیت کا یہ حصہ ہجرت سے قبل مکہ میں نازل ہوا ہے مکہ میں مسلمانوں کو چونکہ جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا اور ان کو فقط نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم تھا لیکن کچھ مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کہ اے کاش ان کو جہاد کا حکم ہوتا تو ان کفار کو ان کو حرکتوں کا سبق سکھاتے۔ اور وہ بار بار رسولؐ سے جہاد کی اجازت طلب کرتے تھے تو ان کے لیے حکم خدا آیا۔

كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کہ اے ایمان والوں اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو اور ابھی تمھاری ذمہ داری فقط نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا ہے۔ جب رسول خدا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آیت کا بقیہ حصہ نازل ہوا جس نے اس حصے کو منسوخ کر دیا اور جہاد کا حکم دیا تو۔ اس وقت یہ ہی مومنین جہاد سے جان چھڑاتے تھے۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ

پس جب (مکہ کے بہادروں) پر جنگ کو (مدینہ میں) فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے اس طرح ڈرتے تھے۔ جیسے وہ خدا سے ڈرتے ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یوں کہتے تھے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ

(اور وہ یہ کہتے کہ ہمارے خدایا تو نے جہاد ہم پر کیوں واجب قرار دیا۔ اے کاش تو نے کچھ دیر کے لیے جہاد کو موخر کر دیا ہوتا تو یہ بہتر تھا) اس کے جواب میں خدا نے ارشاد فرمایا

Presented by Ziaraat.com

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

اے میرے نبی آپ فرمادیں دنیا کا سرمایہ بہت کم ہے اور آخرت صاحبان تقویٰ کے لیے بہتر ہے تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ فتیل کھجور کی گٹھلی پر جو جھلی ہوتی ہے اس کو فتیل کہا جاتا ہے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ

تم جہاں بھی چلے جاؤ گے موت تمھیں پالے گی چاہے مضبوط قلعوں میں بھی کیوں نہ چلے جاؤ۔ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ سے مراد وہ تین مقامات تاریک ہیں جن کو بیان کیا گیا اور وہ رحم بطن اور مضبوط کوٹھری۔ ان مقامات پر بھی موت آجائے گی۔

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾

اور ان کی حالت یہ ہے کہ اگر انہیں کوئی اچھائی ملتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی ان تک پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ مصیبت آپ کی وجہ سے ہم پر ٹوٹی ہے اے میرے رسول آپ فرمادیں یہ سب کچھ خدا کی جانب سے ہے آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کوئی بات سمجھ نہیں پاتے۔ یعنی حسنات اور سیئات دونوں خدا کی طرف سے ہیں نا کہ غیر کی طرف سے لیکن پھر اللہ فرماتا ہے کہ۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾

جو اچھائی تم تک پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تمہارے تک پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کی وجہ سے ہے اور ہم نے آپ کو رسول بنا کر لوگوں کے لیے معبوث کیا ہے اور گواہ فقط اللہ کافی ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کو دیکھ کر کچھ علماء کو اشتباہ ہو گیا ہے پس کچھ علماء اس بات کے قائل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

اور اگر ان کو کوئی اچھائی پہنچتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کو طرف سے ہے اے میرے رسول آپ فرمادیں کہ خواہ نیکی ہو یا بدی دونوں خدا کی طرف سے ہیں۔ تو اس آیت نے بیان کیا ہے حسنہ بھی خدا کی طرف سے ہے اور سیئہ بھی خدا کی طرف سے ہے۔ جبکہ دوسری آیت میں جو فوراً اس کے بعد ہے اس میں

Presented by Ziaraat.com

خدا ارشاد فرماتا ہے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ

یعنی جو اچھائی اور نیکی تمہیں ملتی ہے تو وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو برائی تمہارے تک آتی ہے وہ تمھاری طرف سے ہے۔ اس آیت میں ہے کہ نیکی اور اچھائی (حسنہ) خدا کی طرف سے ہے اور برائی (سیئہ) یہ تمھاری طرف سے ہے۔ ان دونوں آیتوں میں ظاہرا اختلاف کیوں ہے اس کا حل کیا ہے ان دونوں آیتوں کا معنی کیا ہے تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے جو ان دونوں کے بارے میں ہمارے آئمہ علیہم السلام نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ حسنات جو کتاب خدا میں ذکر ہوئیں ہیں حقیقت میں دو طرح کی ہیں اور ایسے ہی سیئات بھی دو قسم کی ہیں (۱) وہ حسنات جو کتاب خدا میں ذکر ہوئی ان کی پہلی قسم ہے کہ جن کو خدا نے ذکر کیا ہے وہ ہیں صحت، سلامتی امن وسعت رزق ان کو اللہ نے کتاب میں حسنات کا نام دیا ہے اور ایسے ہی سیئات کہ جن کو خدا نے کتاب بیان کیا ہے وہ ہیں۔ بیماری خوف بھوک اور مصیبت اور سختی۔ جیسا کہ قول خدا ہے کہ قوم موسیٰ نے جناب موسیٰؑ سے کہا تھا (**یطیر وا بموسی ومن معه**) اگر ان کو کوئی اذیت ہوتی تو وہ موسیٰؑ اور قوم موسیٰؑ کو نحوست شمار کرتے)

(۲) دوسری قسم حسنات کی جن کو خدا نے حسنات کا نام دیا ہے وہ ہے خود بندوں کے افعال حسنہ جیسا کہ قول خدا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو دس کے برابر عطاء کیا جائے گا۔ یعنی بندوں کے نیک اعمال اور اس کے مثل بہت زیادہ ہے ایسے ہی سیئات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سیئات میں سے خوف بھوک تنگی رزق وغیرہ جیسا کہ بیان ہوا ہے اور بندوں کے گناہوں کے عذاب ان سب کو خدا نے سیئات کا نام دیا ہے۔

بندوں کے افعال

یعنی بندوں کے وہ برے اعمال جن کے بدلے بندوں کو عذاب وعقاب ہوگا جیسا کہ قول خدا ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ

اور جو برائی لے کر آئے گا تو اس کو منہ کے بل جہنم میں جھونک دیا جائے گا لہٰذا حسنات کی بھی دو قسمیں اور سیئات کی بھی دو قسمیں ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ جو خدا نے فرمایا ہے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ

یعنی جو تم گناہ کرتے ہو اور ان گناہوں پر تمہیں دنیا و آخرت میں سزا دی جاتی ہے پس یہ سیئہ تمہاری طرف سے تمہارے

Presented by Ziaraat.com

اعمال کی وجہ سے ہے کیونکہ چور کے ہاتھ کاٹے جانا زانی کو کوڑے لگانا یا رجم کرنا یا قاتل کو قتل کرنا۔ یہ تمہارے اعمال کیوجہ سے ہیں ان تمام علتوں اور خوف شدت اور گناہوں کے کو عقوبات اللہ نے سیئات کا نام دے دیا ہے۔ یہ سارے تمہارے اپنے اعمال کیوجہ سے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ

یعنی تمہارے اعمال کی وجہ سے یہ جو خدا نے فرمایا کہ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی یہ حسنہ اور سیئہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں یعنی صحت وعافیت وسعت رزق یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور سیئات جو تمہارے گناہوں پر عذاب ہے یہ عذاب بھی اللہ کی طرف سے ہیں

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

جس نے ہمارے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اطاعت رسول سے منہ موڑ لیا تو ہم نے آپ کو ان پر پاسبان بنا کر مبعوث نہیں کیا اس کے بعد منافقین کے قول کو خدا نے بیان کیا ہے

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

اور وہ لوگ جو اطاعت کی باتیں کرتے ہیں لیکن وہ جب آپ کی بزم سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ آپ کی گفتگو کے خلاف رات کو خفیہ اجلاس تشکیل دیتے ہیں اور جو کچھ ان اجلاسوں میں کہتے ہیں خدا ان سب کو لکھ لیتا ہے۔ یعنی وہ آپ کی باتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں پھر خدا فرماتا ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

پس آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور خدا پر بھروسہ رکھیں وہ بھروسہ اور مدد کے لیے کافی ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

کیا یہ لوگ قرآن میں غور فکر نہیں کرتے اگر یہ قرآن غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو وہ بہت زیادہ اختلاف پاتے

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آجاتی تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں حالانکہ یہ اگر اس خبر کو خدا کے رسول اور اولی الامر

Presented by Ziaraat.com

کے پاس لے آتے تو ان سے استفادہ کرنے والے حقیقت حال کا علم حاصل کر لیتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند افراد کے علاوہ باقی سب شیطان کی پیروی کرتے۔

اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ

یعنی وہ سب کو اس کے بارے میں خبر کر دیتے ہیں

اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ

سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی ذات اقدس ہے

فضل اللہ: سے مراد حضرت رسول خدا کی ذات اقدس کے اور

رحمۃ: سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ذات اقدس ہے۔

(یعنی اگر رسول خدا اور امیر المومنین علی علیہ السلام نہ ہوتے تو ساری دنیا شیطان کی پیروکار ہوتی کوئی توحید پرست نہ ہوتا۔ مترجم)

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِیْلًا ﴿۸۴﴾

اے نبی آپ اللہ کی راہ میں جہاد کریں تم اپنی ذات کے علاوہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہو اور مومنین کو جہاد پر آمادہ کریں۔ بعید نہیں ہے کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے اللہ انتہائی قوت اور سخت سزا دینے والا ہے۔

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ﴿۸۵﴾

جو کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کو اس سے حصہ ملے گا اور جو بری سفارش کرے گا تو اس کو بھی اس سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر اقتدار رکھنے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ظالم کی سفارش کرنے ولا اس کے ظلم میں برابر کا شریک ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل و انصاف کا شفارشی اس کی نیکی میں حصے دار ہے۔

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾

اور جب آپ کو احترام کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر انداز میں جواب دو یا پھر ویسا ہی لوٹا دو بیشک اللہ ہر چیز

Presented by Ziaraat.com

کا حساب رکھنے والا ہے یعنی وہ الفاظ جو نیکی پر دلالت کرتے ہوں ان کے ساتھ اچھے انداز میں سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا اس جیسا جواب دیا جانا چاہیے۔ بہر حال سلام کرنے والے کے الفاظ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ تم سب کو قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا۔ اللہ کی بات سے بڑھ کر اور سچی بات کس کی ہو سکتی ہے

فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾

پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ جو انہوں نے برائیاں کی ہیں ان کی وجہ سے خدا نے انہیں الٹے پاؤں پھیر دیا ہے تو کیا تم اسے ہدایت دینا چاہتے جس سے خدا نے ھدایت کی توفیق سلب کر لی ہے اور جسے خدا گمراہی میں چھوڑ دے اور توفیق اس سے سلب کرے اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پاؤ گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آیتیں محکمات میں سے ہیں ان میں کوئی تردد نہیں ہو سکتا۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح سے وہ کافر ہیں تم بھی اسی طرح کے کافر بن جاؤ اور تم ان کے برابر ہو جاؤ۔ خبردار تم ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بنانا جب تک یہ راہِ خدا میں ہجرت نہ کریں پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو انہیں پکڑ لو اور جہاں بھی تم انھیں پاؤ وہیں قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار مت بناؤ۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عرب کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کے نام بنی ضمرہ اور اشجع تھا یہ مدینہ کے گرد و نواح میں دونوں آباد تھے اور ان کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حدیبیہ کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تو آپ کا ان کے علاقہ کے قریب سے گزر ہوا تو اس غزوہ کی طرف نکلنے سے پہلے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنی ضمرہ سے مصالحت ہو چکی تھی اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنے کا معاہدہ طے پا چکا تھا کچھ اصحاب نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی ضمرہ کی سرزمین یہاں سے بالکل قریب ہے اب جب ہم

Presented by Ziaraat.com

قریش کے مقابلے میں جنگ کے لیے جارہے ہیں تو یہ ہماری عدم موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ پر حملہ نہ کردیں یا اگر یہ مدینہ پر حملہ نہ کریں تو کم از کم ہمارے مقابلے میں قریش کی مدد کرسکتے ہیں۔ پس اگر آپ مناسب جانیں تو ہمیں ان پر پہلے ہی حملہ کردینا چاہیے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ ایسی حرکت نہیں کریں گے کیونکہ یہ لوگ پورے عرب میں والدین کے حق میں نیک اور صلہ رحمی کرنے والے اور وعدہ وفائی میں شہرت رکھتے ہیں۔ لیکن بنی ضمرہ کے شہروں کے قریب ایک قبیلہ ہے جس کا نام اشجع ہے اور یہ بنی کنانہ سے ہے ان کا علاقہ بنی ضمرہ کے علاقہ کے قریب ہے اور یہ بنی ضمرہ کے حلیف اور ہم پیمان ہیں مگر ان کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا اور اتفاق سے اس قبیلہ کے علاقہ کو قحط سالی نے گھیرا ہوا تھا اور اس کے خلاف بنی ضمرہ کا علاقہ شاداب اور زرخیز تھا اور وہ اپنے علاقہ کو چھوڑ کر بنی ضمرہ کے علاقہ میں آئے ہوئے تھے۔ رسول خدا نے ارادہ کیا کہ بنی ضمرہ کے بجائے بنی اشجع پر حملہ کردیا جائے اور ان پر چڑھائی کردی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد قدرت ہوا۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

یعنی یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی انکی طرح کے کافر بن جاؤ۔۔۔ آخر تک۔ اور پھر اس سے اشجع قبیلہ کا استثناء قرار دیا اور یوں آیت نازل فرمائی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

مگر وہ لوگ جنہوں نے تمہارے ہم پیماں لوگوں سے عہد و پیمان کیا ہے یا وہ جو تمہاری طرف آتے ہیں اور تم سے جنگ کرنے یا اپنی قوم سے جنگ کرنے سے عاجز ہیں (نا تم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور نا ہی اپنی قوم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں) اور اگر خدا چاہے تو انہیں تم پر مسلط کردے تا کہ وہ تم سے جنگ کریں اب اگر وہ تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتے اور تم سے صلح کی پیشکش کریں تو خدا تمہیں ان سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

قبیلہ اشجع بیضاء حل اور مستباح کے علاقہ میں سکونت پزیر تھا۔ اور یہ علاقہ رسول خدا کی گزرگاہ کے قریب تھا تو خود ان کو یہ خوف و اندیشہ ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں اپنے فوجی دستے بھیج کر ان پر حملہ نہ کردیں۔ اور دوسری طرف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس اندیشہ میں تھے کہ کہیں وہ آگے بڑھ کر آپ کی لشکر پر حملہ نہ کردیں۔ اسی دوران قبیلہ اشجع کا سردار مسعود بن رحیلہ سات سو افراد لے کر سلع کی گھاٹی پر آگیا یہ واقعہ ماہ ربیع اول چھ ہجری کا ہے رسول خدا نے اسید بن حصین سے فرمایا کہ تم ایک

Presented by Ziaraat.com

دستہ لے کر جاؤ اور قبیلہ اشجع سے جا کر دریافت کرو کہ وہ کیا چاہتے تھے۔ جنگ یا امن؟ پس اسید بن حصین اپنے ساتھ تین افراد لے کر ان کے پاس گئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگ یہاں کس نیت سے آئے ہو۔ پس مسعود بن رحیلہ کھڑا ہوا اور وہ ان کے طرف آیا اور اس نے اسید اور ان کے ساتھیوں کو سلام کیا اور کہا کہ ہم رسول خدا سے امن معاہدہ کرنے کے لیئے آئے ہیں۔ پس اسید حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور آ کر اس نے آپ کو ان کی نیت و ارادہ سے باخبر کیا۔ آپ نے فرمایا انہیں یہ خطرہ محسوس ہوا ہے کہ میں کہیں ان سے جنگ نہ کروں اسی لیئے وہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ صلح کر لیں اور مصالحت ہو جائے۔ پھر آپ نے کھجوروں کے لدے ہوئے دس اونٹ ان کی طرف روانہ کیے اور بعد ازاں خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ یہاں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے گھر آپ سے انتہائی قریب ہیں جبکہ ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے ہم لوگ نہ تو آپ سے جنگ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی قوم سے۔ اسی لیے ہم آپ سے مصالحت کرنا چاہتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیشکش کو قبول کر لیا اور ان کے ساتھ معاہدہ ہو گیا اور پھر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ ۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَیَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ کُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَی الْفِتْنَةِ اُرْکِسُوْا فِیْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْکُمْ وَیُلْقُوْٓا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ وَیَکُفُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِکُمْ جَعَلْنَا لَکُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۹۱﴾

عنقریب آپ کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے محفوظ رہیں اور اپنی قوم سے بھی محفوظ رہیں مگر یہ لوگ جب بھی فتنہ کا موقع پائیں گے تو اس میں کود پڑیں گے۔ اور اگر وہ تمہارے مقابلے میں باز نہ رہیں اور تمہارے لیے صلح و سلامتی نہ کریں اور اپنے ہاتھوں کو جنگ سے نہ روکیں تو وہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑو اور قتل کرو ان کے خلاف خدا نے تمہیں کھلا غلبہ عطاء کیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عینیہ بن حصین انفرازی کے بارے میں نازل ہوئی اس نے حضرت رسول خدا کے پاس آ کر یہ معاہدہ کیا تھا کہ آپ اسے کھجوروں کے درمیان رہنے دیں اور اس سے کسی طرح کا تعرض نہ کریں۔ یہ ملعون تھا منافق اور رسول خدا نے اس کا نام احمق رکھا تھا فرماتے تھے یہ ہے احمق لیکن اس کی قوم اس کی اطاعت کرتی ہے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ

(کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر جو غلطی کی وجہ سے ہو جائے) یعنی مومن کا قتل دوسرے مومن پر عمداً بھی حرام ہے اور خطاء بھی حرام ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اِلاَّ خَطَأً میں الا لا کے معنی میں ہے۔ یعنی عمداً اور خطاء دونوں طرح کا قتل مومن ممنوع ہے۔ لہذا یہ الا لا کے معنی ہیں نا کہ الا استثناء کے لیے۔ تا کہ حرمت قتل مومن سے قتل خطاء کو خارج کیا جا سکے۔

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ

اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مومن غلام کو آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو اس کا خون بہا (دیت) دے ہاں اگر وارث معاف کر دیں تو اور بات ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے۔

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ

پس اگر قتل ہونے والا اس قوم سے ہے جس کے ساتھ تمھاری دشمنی ہے اور قتل ہونے والا مومن ہے تو قاتل پر فقط ایک مومن غلام کو آزاد کرنے کا کفارہ ہوگا یعنی اس پر دیت (خون بہا) واجب نہیں ہوگا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی مومن مرد کو قتل کر دیتا ہے کہ جس مومن کا تعلق اس قوم سے ہے جو تمہاری دشمن (کافر یا شرک) قوم سے ہے تو اس کو نازل منزلہ دار الحراب قرار دیا جائے گا۔ پس اس قتل کی وجہ سے قاتل پر کفارہ جو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے۔ وہ واجب ہے لیکن اس مومن مقتول کی دیت کوئی نہیں ہوگی کیونکہ رسول خدا نے فرمایا جو دار الحراب میں قتل ہو جائے اس کی دیت نہیں ہوگی تو اس قول کی بناء پر اس کی دیت بھی نہیں ہوگی اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ اس مقتول مومن کی قوم اسلام دشمن ہے تو ان کو دیت دینا گویا اسلام دشمن کی تقویت کرنا ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ (مترجم) اس کے بعد خدا کا ارشاد ہو رہا ہے۔

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ

اور اگر مقتول ایسی قوم کا فرد ہے جس کا تم سے معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو خون بہا (دیت) دینا ہوگا اور (بطور کفارہ) ایک مومن غلام کو بھی آزاد کرانا ہوگا۔ یعنی اگر وہ مومن مقتول جو دار الحراب میں قتل ہوا ہے وہ اس قوم مشرکہ سے ہے لیکن اس قوم مشرکہ اور رسول خدا یا امام عادل کے درمیان معاہدہ و پیمان موجود ہے اور پھر وہ مومن قتل ہوا ہے اور وہ اس قوم سے ہے تو اس صورت میں اس کا خون بہا اس قاتل پر واجب ہے کہ اس کے وارثوں کو دے اور ایک مومن غلام کو بھی آزاد کرے۔ اور اگر مومن غلام اس کی قدرت میں نہ ہو تو اس کے بارے میں حکم خدا ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۙ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

پس جو مومن غلام نہ ہو پائے تو ہو پے در پے دو ماہ روزے رکھے۔ یہی اللہ کی طرف سے توبہ کا راستہ ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے

Presented by Ziaraat.com

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس (قاتل) کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں جو شخص کسی مومن کو اس کے ایمان اور دین کیوجہ سے جان بوجھ کر قتل کرتا ہے اسکی توبہ قبول نہ کی جائے گی اور ایسے ہی جو شخص کسی نبی یا امام معصوم کو قتل کر دیتا ہے پس اسکی بھی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ قاتل نبی یا امام کے برابر کا نہیں ہے کہ اس کو ان کے قصاص میں قتل کر دیا جائے تا کہ اس کا قصاصی قتل توبہ و کفارہ بن سکے۔ کیونکہ قصاص توبہ و کفارہ وہاں ہوتا ہے جہاں قاتل اور مقتول برابر ہوں اور جو شخص خواہ وہ مشرک ہو یا یہودی ہو یا نصاریٰ میں سے ہو اور وہ کسی مسلمان مرد کو قتل کر دے اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہے۔ اور پھر وہ خود مسلمان ہو جائے تو اس کو معاف کر دیا جائے گا اور اس کی دلیل حضرت رسول خدا کا فرمان ہے جو آپ نے فرمایا کہ اسلام کے قبول کرنے سے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ تو اسلام گذشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کی بارگاہ میں اس کا سب سے بڑا گناہ شرک اور کفر تھا۔ جب اس کے اسلام کی وجہ سے خدا نے اس کے شرک کے گناہ سے توبہ کو قبول کر لیا ہے تو جو اس کے علاوہ ہیں ان میں بھی اس کی توبہ کو قبول کر لیا جائے گا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے کہ مومن کے قاتل کی توبہ قبول نہیں ہوتی اس سے آپ کی مراد وہ شخص ہے جو کسی نبی یا وصی نبی کو قتل کرے اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ انبیاء کی مثل انبیاء ہی ہو سکتے ہیں اور اوصیاء کے مثل اوصیاء ہی ہو سکتے ہیں۔ غیر ان کے مثل نہیں ہو سکتا اور انبیاء اور اوصیاء کبھی بھی ایک دوسرے کو قتل نہیں کرتے۔ اور غیر نبی اور وصی نبی اور وصی کے مثل نہیں ہو سکتا لہٰذا ان کے قاتل کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

اے ایمان والو جب تم خدا کی راہ میں جہاد کیلیے نکلو تو دوست دشمن کے درمیان تمیز کرو اور جو تمھاری طرف سلام میں تقدم کرے تو اسے فوراً یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اگر تمہیں دنیاوی فوائد مطلوب ہیں تو اللہ کے پاس تمہارے لیے بہت سا مال غنیمت موجود ہے آخر تم بھی پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تحقیق سے کام لو خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آرہے تھے تو آپ نے اسامہ بن زید کو چند سواروں کا دستہ دے کر فدک کے علاقہ میں یہودیوں کی ایک بستی کی طرف روانہ فرمایا اس بستی میں ایک یہودی رہتا تھا جس کا نام پرداس بن نیک فدکی تھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ رسول اکرم نے ایک فوجی دستہ ان کے گاؤں کی طرف روانہ کیا ہے اور وہ ان کے گاؤں کی طرف آرہا ہے تو اس نے اپنے تمام خاندان کو جمع کیا اور پہاڑ کے ایک گوشے میں جا کر بیٹھ گیا اور اس نے زور زور سے کلمہ اشھد ان لا الہ اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں اسامہ بن زید اپنے فوجی دستے کو لیکر وہاں سے گزرا تو اس نے اسے نیزہ مار کر ہلاک کر دیا جب اس مھم کو ختم کر کے رسول خدا کی خدمت میں اسامہ حاضر ہوا اور اس نے رسول اکرم کو سارا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے واقعہ سننے کے بعد فرمایا۔ اے اسامہ تو نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے جو خدا کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دے رہا تھا۔ اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے قتل سے بچنے کیلیے کلمہ پڑھا تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کے دل کا پردہ ہٹا کر دیکھا تھا اور تو نے اس کی زبان سے کلمہ سن کر اس کا اعتبار کیوں نہیں کیا تھا؟ اس کے بعد اسامہ نے قسم اٹھائی کہ وہ زندگی بھر کبھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے والوں کے خلاف جنگ نہیں کرے گا اسی وجہ سے اس نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ مل کر جنگوں میں شرکت نہیں کی تھی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ

اور اس کے بعد خدا تعالیٰ مجاھدین کی دوسروں پر فضیلت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

صاحبان ایمان میں سے جو لوگ بغیر کسی معذوری کے گھر بیٹھتے رہتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر امتیاز عنایت کیا ہے اور ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں کے مقابلے میں اجر عظیم عطا کیا ہے۔ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑے درجات اور مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا

Presented by Ziaraat.com

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۹۷

جولوگ اپنے نفس پر ظلم کررہے تھے جب فرشتوں نے ان کی روحیں قبض کیں تو ان سے کہا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں کمزور و بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو امیر المومنین علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے اور انہوں نے حق کی خاطر امیر المومنین کے ہمراہ جنگ نہیں کی تھی۔ تو جب ان کی موت کا وقت آیا تو اس وقت فرشتوں نے ان سے کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور امیر المومنین کی حمایت نہیں کی۔

قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ

(یعنی تم نے ایسا کیوں کیا تو وہ کہتے تھے کہ ہم زمین میں کمزور تھے) یعنی ہم نہیں جان سکتے تھے کہ علی علیہ السلام اور دوسرے لوگوں میں سے حق پر کون تھا۔ تو اس کے جواب میں خدا نے فرمایا۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ

(کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں پس تم نے اس میں ہجرت کیوں نہ کی) یعنی کیا دین خدا اور کتاب خدا میں وسیع اور روشن ادلہ تمہارے پاس نہیں تھیں جو یہ بیان کرتیں کہ علی علیہ السلام حق ہیں اور تم نے ان ادلہ کی طرف کیوں نہیں رجوع کیا تا کہ معلوم ہو جاتا کہ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ ان کے لیے بہت برا ٹھکانہ جہنم ہے پھر ان سے استثناء ہوا ہے (یہ تفسیر باطنی ہے اور ظاہری مفہوم وہ ہی ہے جو کہ ترجمہ کی شکل میں ذکر کیا گیا ہے اور تفسیر باطنی کو معصوم ہی بیان کر سکتا ہے۔ مترجم)

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۹۸

مگر وہ مرد عورتیں اور بچے جو واقعی بے بس ہیں اور ظالمانہ ماحول سے نکلنے کا کوئی راستہ ان کے پاس نہیں تو قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔

علامہ فرماتے کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے یونس سے اور انہوں نے جناب حماد بن الطبیان سے اور انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام سے سوال کیا کہ اے فرزند رسول یہ مستضعف کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ وہ ہے جس کے پاس کفر اختیار

Presented by Ziaraat.com

کرنے کے لیے ادلہ نہیں ہیں تا کہ یہ کفر اختیار کرے اور ایمان کو ثابت کرنے والی ادلہ بھی اس کے پاس نہیں تا کہ وہ ان ادلہ کی وجہ سے مومن بن جائے۔ لہٰذا نہ اسکے پاس کفر اختیار کرنے کی استطاعت ہے اور نہ ہی ایمان کو قبول کرنے کی استطاعت ہے یہ بچے ہیں۔ لہٰذا مردوں میں سے جو مرد عورتیں جن کی عقلیں بچوں جیسی ہے اور خود بچے وہ مرفوع القلم ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ

(اور جو بھی راہ خدا میں ہجرت کرے گا تو زمین میں وہ پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا)

یعنی جب وہ امام عادل و معصوم کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کے لیے نکلے گا تو وہ بہت زیادہ خیر کو پائے گا

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

اور جو بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے گا۔ پھر راستے میں اسے موت آجائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا ہے اور اللہ بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے

علامہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام عادل علیہ السلام کی طرف آجائے تو یہ آیت اس کو شامل ہے (اور امام کی طرف ہجرت کرنے والا گویا خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہے)

آیت نمبر 101 سے 130 تک

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

Presented by Ziaraat.com

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا
اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾
فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ
فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ
فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا
يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ
عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ

Presented by Ziaraat.com

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ
بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ
مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾
وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ
وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ
عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ
الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ

Presented by Ziaraat.com

وَيُمَنِّيَنَّهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ
اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ
اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ
اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ
فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ
مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ
الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ
وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

Presented by Ziaraat.com

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

ترجمہ

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر دو اگر تمہیں کفار کے حملہ کر دینے کا خوف ہے کہ کفار تمہارے لئے کھلے ہوئے دشمن ہیں (۱۰۱) اور جب آپ مجاہدین کے درمیان ہوں اور ان کے لئے نماز قائم کریں تو ان کی ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنا اسلحہ ساتھ رکھے اس کے بعد جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ پشت پناہ بن جائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی ہے وہ آکر شریکِ نماز ہو جائے اور اپنے اسلحہ اور بچاؤ کا سامان اپنے ساتھ رکھے۔ کفار کی خواہش یہی ہے کہ تم اپنے ساز و سامان اور اسلحہ سے غافل ہو جاؤ تو یہ یکبارگی حملہ کر دیں۔۔۔۔ ہاں اگر بارش یا بیماری کی وجہ سے اسلحہ نہ اٹھا سکتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ اسلحہ رکھ دو لیکن بچاؤ کا سامان ساتھ رکھو۔ اللہ نے کفر کرنے والوں کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۰۲) اس کے بعد جب یہ نماز تمام ہو جائے تو کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہمیشہ خدا کو یاد کرتے رہو اور جب اطمینان حاصل ہو جائے تو باقاعدہ نماز قائم کرو کہ نماز صاحبانِ ایمان کے لئے ایک وقت معین کے ساتھ فریضہ ہے (۱۰۳) اور خبردار دشمنوں کا پیچھا کرنے میں سستی سے کام نہ لینا کہ اگر تمہیں کوئی بھی رنج پہنچتا ہے تمہاری طرح کفار کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور تم اللہ سے وہ امیدیں رکھتے ہو جو انہیں حاصل نہیں ہیں اور اللہ ہر ایک کی نیت کا جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۱۰۴) ہم نے آپ کی طرف یہ برحق کتاب نازل کی ہے کہ

Presented by Ziaraat.com

لوگوں کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں اور خیانت کاروں کے طرفدار نہ بنیں (۱۰۵) اور اللہ سے استغفار کیجئے کہ اللہ بڑا غفور ورحیم ہے (۱۰۶) اور خبردار جو لوگ خود اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں ان کی طرف سے دفاع نہ کیجئے گا کہ خدا خیانت کار مجرموں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے (۱۰۷) یہ لوگ انسانوں کی نظروں سے اپنے کو چھپاتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپ سکتے ہیں جب کہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ رہتا ہے جب وہ ناپسندیدہ باتوں کی سازش کرتے ہیں اور خدا ان کے تمام اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۰۸) ہوشیار۔۔۔۔ اس وقت تم نے زندگانی دنیا میں ان کی طرف سے جھگڑا شروع بھی کر دیا تو اب روزِ قیامت ان کی طرف سے اللہ سے کون جھگڑا کرے گا اور کون ان کا وکیل اور طرفدار بنے گا (۱۰۹) اور جو بھی کسی کے ساتھ برائی کرے گا یا اپنے نفس پر ظلم کرے گا اس کے بعد استغفار کرے گا تو خدا کو غفور اور رحیم پائے گا (۱۱۰) اور جو قصداً گناہ کرتا ہے وہ اپنے ہی خلاف کرتا ہے اور خدا سب کا جاننے والا ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۱۱) اور جو شخص بھی کوئی غلطی یا گناہ کر کے دوسرے بے گناہ کے سر ڈال دیتا ہے وہ بہت بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا ذمہ دار ہوتا ہے (۱۱۲) اگر آپ پر فضل خدا اور رحمت پروردگار کا سایہ نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے آپ کو بہکانے کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ اپنے علاوہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے اور آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم دے دیا ہے جن کا علم نہ تھا اور آپ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے (۱۱۳) ان لوگوں کی اکثر راز کی باتوں میں کوئی خیر نہیں ہے مگر وہ شخص جو کسی صدقہ، کارِ خیر یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے اور جو بھی یہ سارے کام رضائے الٰہی کی طلب میں انجام دے گا ہم اسے اجرِ عظیم عطا کریں گے (۱۱۴) اور جو شخص بھی ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول سے اختلاف کرے گا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اسے ہم ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور جہنّم میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے (۱۱۵) خدا اس بات کو معاف نہیں کر سکتا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے اور جو خدا کا شریک قرار دے گا وہ گمراہی میں بہت دور تک چلا گیا ہے (۱۱۶) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر بس

Presented by Ziaraat.com

عورتوں کی پرستش کرتے ہیں اور سرکش شیطان کو آواز دیتے ہیں (۱۱۷) اس پر خدا کی لعنت ہے اور اس نے خدا سے بھی کہہ دیا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصّہ ضرور لے لوں گا (۱۱۸) اور انہیں گمراہ کروں گا۔ امیدیں دلاؤں گا اور ایسے احکام دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے پھر حکم دوں گا تو اللہ کی مقررہ خلقت کو تبدیل کر دیں گے اور جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی اور سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارہ میں رہے گا (۱۱۹) شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے اور وہ جو بھی وعدہ کرتا ہے وہ دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے (۱۲۰) یہی وہ لوگ ہیں جن کا انجام جہنّم ہے اور وہ اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتے ہیں (۱۲۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم عنقریب انہیں ان جنّتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خدا کا برحق وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ راست گو کون ہو سکتا ہے (۱۲۲) کوئی کام نہ تمہاری امیدوں سے بنے گا نہ اہلِ کتاب کی امیدوں سے۔ جو بھی برا کام کرے گا اس کی سزا بہرحال ملے گی اور خدا کے علاوہ اسے کوئی سرپرست اور مددگار بھی نہیں مل سکتا ہے (۱۲۳) اور جو بھی نیک کام کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ صاحبِ ایمان بھی ہو۔ ان سب کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور ان پر ذرّہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۲۴) اور اس سے اچھا دیندار کون ہو سکتا ہے جو اپنا رخ خدا کی طرف رکھے اور نیک کردار بھی ہو اور ملّت ابراہیم کا اتباع کرے جو باطل سے کترانے والے تھے اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے (۱۲۵) اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور اللہ ہر شے پر احاطہ رکھنے والا ہے (۱۲۶) پیغمبر یہ لوگ آپ سے یتیم لڑکیوں کے بارے میں حکمِ خدا دریافت کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ان کے بارے میں خدا اجازت دیتا ہے اور جو کتاب میں تمہارے سامنے حکم بیان کیا جاتا ہے وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم ان کا حق میراث نہیں دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کر کے سارا مال روک لو اور ان کمزور بچّوں کے بارے میں ہے کہ یتیموں کے بارے میں انصاف کے ساتھ قیام کرو اور جو بھی تم کارِ خیر کرو گے خدا اس کا بخوبی جاننے والا ہے (۱۲۷) اور اگر کوئی عورت شوہر سے حقوق ادا نہ کرنے یا اس کی کنارہ کشی سے

Presented by Ziaraat.com

طلاق کا خطرہ محسوس کرے تو دونوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ کسی طرح آپس میں صلح کرلیں کہ صلح میں بہتری ہے اور بخل تو ہر نفس کے ساتھ حاضر رہتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ کرو گے اور زیادتی سے بچو گے تو خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۲۸) اور تم کتنا ہی کیوں نہ چاہو عورتوں کے درمیان مکمل انصاف نہیں کر سکتے ہو لیکن اب بالکل ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو معلق چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرلو اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۲۹) اور اگر دونوں الگ ہی ہونا چاہیں تو خدا دونوں کو اپنے خزانے کی وسعت سے غنی اور بے نیاز بنا دے گا اللہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۳۰)

تفسیر

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝۱۰۱

اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تمہارے لیے نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (خصوصاً) جب تمھیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے یقیناً کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے النوفلی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کچھ افراد ہیں جن کی نماز قصر نہیں ہوتی۔ (1) وہ تاجر جو ایک بازار سے دوسرے بازار اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر تجارت کی خاطر کرتے ہے

(2) وہ حاکم اور امیر جو اپنی حکومت کی حدود میں سفر کرتا ہے (3) وہ چرواہا اپنے جانوروں کی خاطر اور گھاس کو تلاش کرتے ہوئے سفر کرتا ہے (4) وہ مرد جو لھو ولعب کے لیے شکار کرنے نکلتا ہے۔

(5) وہ چور اور ڈاکو جو راتوں کو یا راستوں میں لوٹ مار کرنے جاتے ہیں ان کی نماز بھی قصر نہیں ہے (6) وہ لوگ جو حکومت کی طرف سے خراج و ٹیکس وصول کرنے پر مامور ہوتے ہیں ان کا سفر بھی خواہ زیادہ ہی ہو جائے تب بھی ان کی نماز قصر نہیں ہوگی۔

Presented by Ziaraat.com

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۱۰۲

اور جب آپ ان کے درمیان موجود ہوں اور انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہوں تو ان میں سے ایک گروہ کو تمہارے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے اور انھیں چاہیے کہ اپنا اسلحہ اپنے پاس رکھیں۔ اور جب اس گروہ کے افراد سجدہ کریں تو پیچھے چلے جائیں اور ان کی جگہ وہ گروہ آجائے جس نے نماز ابھی تک نہیں پڑھی وہ اگر آپ کے ساتھ نماز ادا کریں اور وہ دوسرے چوکنا رہیں اور اپنا اسلحہ لئے ہیں۔ کفار چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحہ اور سامان سے غافل ہو جائیں تا کہ وہ تم پر یکبارگی حملہ کر دیں یا اگر تم بارش یا بیماری کی وجہ سے اسلحہ نہ اٹھا سکو تو اس کو رکھ دینے میں حرج نہیں ہے مگر چوکنا رہو۔ یقیناً اللہ نے کفار کے لیے رسواء کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں سے آپ کا مکہ جانے کا ارادہ تھا۔ جب قریش کے کفار کو اس کی اطلاع ہوئی کہ رسول خدا مکہ آرہے ہیں۔ تو انہوں نے رسول خدا اور آپ کے لشکر پہ نظر رکھنے کے لیے خالد بن ولید اور اس کا لشکر پہاڑی راستے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کیلئے لگا دیا راستے میں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی خالد بن ولید نے کہا اے کاش اگر ہم ان پر نماز کی حالت میں حملہ کر دیتے تو یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر تھا۔ کیونکہ انہوں نے نماز نہیں توڑنی تھی اچھا کوئی بات نہیں ابھی تھوڑی دیر بعد ان کی دوسری نماز کا وقت ہو جائے گا اور وہ نماز ان کو آنکھوں کے نور سے بھی زیادہ عزیز و پسند ہے جب یہ لوگ دوسری نماز پڑھیں گے تو پھر ان پر یکبارگی حملہ کر دیں گے تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسول خدا کی خدمت میں یہ والی آیت لیکر تشریف لائے کہ اللہ فرما رہا ہے۔ کہ جنگ کے دوران اگر نماز ادا کرو تو مجاہدین کے دو گروہ بنا دو ایک گروہ آپ کے پیچھے ایک رکعت نماز ادا کرے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے اور جب پہلے گروہ کی نماز کی ایک رکعت مکمل ہو جائے تو وہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی وہ آپ کے پیچھے آجائے اور آپ کے ساتھ مل کر ایک رکعت نماز ادا کرے اور اس دوران اپنا اپنا اسلحہ اور دوسرا سامان اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر رکھے (یعنی تلوار اور ڈھال وغیرہ)

الغرض جب نماز عصر کا وقت ہوا خالد جو کہ لشکر اسلام کی مصروفیت سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا اس نے حملہ کی تیاری مکمل کر

Presented by Ziaraat.com

رکھی تھی لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین کے دو حصے کر دیے ایک گروہ نے آپ کے ساتھ نماز کی ایک رکعت ادا کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑا رہا جس کی وجہ سے خالد بن ولید اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور لشکر اسلام پر حملہ نہ کر سکا۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

پس جب تم نماز تمام کر لو تو کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور لیٹ کر ہر حال میں خدا کو یاد کرو اور جب تم اطمینان حاصل کر لو۔ تو باقاعدہ نماز قائم کرو۔

علامہ فرماتے ہیں اس آیت میں نماز پڑھنے والے کی مختلف حالت کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر صحیح وسالم ہو تو نماز کھڑے ہو کر ادا کرو اور اگر مریض ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کرو اور اگر اس پر بھی قدرت وطاقت نہیں رکھتے تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ نماز ادا کرو یعنی نماز کی چھٹی نہیں ہے۔ کیونکہ

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

(نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ تمام اہل ایمان پر لازم کی گئی ہے)

علامہ فرماتے ہیں کہ مَّوْقُوْتًا سے مراد واجب شدہ ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

اور تم ان لوگوں (کفار) کے تعاقب میں سستی نہ دکھاؤ۔ اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھا رہے ہیں اور تم اللہ سے اس چیز (جزاء) کے امیدوار ہو جس کی وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا تعلق سورہ آل عمران کی اس آیت کے ساتھ ہے جس میں ارشاد قدرت ہوا ہے

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ

(سورہ آل عمران کی آیت نمبر 140)

یعنی ان دونوں کا تعلق وشان نزول ایک ہے اور وہ کچھ یوں ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احد کے اپنے پریشان حال لشکر کے ساتھ مدینہ واپس آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ آپ لشکر کفار کے تعاقب میں جائیں اور آپ کے ساتھ صرف وہ افراد جائیں جو زخمی ہیں حضرت رسول خدا نے منادی کروادی اور وہ گروہ مجاہدین اور انصار کا جو جنگ احد میں زخمی ہوئے تھے وہ آنحضرت کے

Presented by Ziaraat.com

ساتھ پٹیاں باندھے ہوئے جارہے تھے۔تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت سن زخمی اصحاب تکلیف اور درد کے باوجود بھی لشکر لے کر کفار کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّلۡخَآئِنِيۡنَ خَصِيۡمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِيۡنَ يَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا اَثِيۡمًا ۚ﴿۱۰۷﴾ يَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ يُبَيِّتُوۡنَ مَا لَا يَرۡضٰى مِنَ الۡقَوۡلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطًا ۚ﴿۱۰۸﴾

بے شک ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے تاکہ جو براہ راست اللہ نے آپ کو دکھائی ہے اس کے مطابق تملوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اور خیانت کاروں کے لیئے حامی نہ بنو۔اور خدا سے مغفرت طلب کرو یقیناً خدا بخشنے والا اور مہربان ہے اور جنہوں نے اپنے آپ سے خیانت کی ہے ان کا دفاع نہ کرو کیونکہ خدا خیانت کرنے والے گناہگاروں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ اپنے برے کاموں کو لوگوں سے چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپا سکتے جبکہ خدا ہر جگہ ان کے ساتھ ہوتا جب یہ راتوں کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورہ کرتے ہیں۔خدا ان کے تمام اعمال کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔

ان آیات کا شان نزول کچھ یوں بیان ہوا ہے کہ انصار کے ایک گروہ کو بنی ابیرق کہا جاتا تھا۔اس گروہ میں تین بھائی تھے جن کا نام۔بشیر، مبشر اور بشر تھا اور یہ تینوں ہی منافق تھے۔ایک دفعہ رات کے وقت انہوں نے قتادہ بن نعمان کے چاچا کے گھر نقب زنی کی اور اس کا غلہ اور تلوار اور ڈھال چرا کی اور یہ قتادہ بن نعمان جنگ بدر کے مجاھدین سے تھا۔پس جناب قتادہ بن نعمانؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت لی کہ میرے چاچا کے گھر نقب زنی کر کے غلہ اور تلوار ڈھال چوری کرلیا گیا ہے۔جوانہوں نے اپنے اہل عیال کے لیے مہیا کیے ہوئے تھے۔اور جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے وہ میرے لوگ ہیں قتادہ کے ساتھ ایک اور مومن نے قتادہ کی تائید کی جس کا نام لبید بن سھل تھا اور چور وہ بنی ابیرق کے تین بھائی ہیں۔منافقین نے قتادہ سے کہا تم نے خواہ مخواہ ہماری شکایت کی ہے جب کہ اصل چور لبید بن سھل ہے جب یہ خبر لبید کو معلوم ہوئی کہ ان تینوں نے مجھے چوری میں ملوث قرار دیا ہے تو اس نے تلوار نکالی اور ان کے پاس آکر کہا۔اے بنی ابیرق تم نے مجھے چوری میں ملوث کیوں کیا ہے جبکہ تم خود چور ہو اور تم ذلیل و منافق ہو تم رسول اللہ کا مذاق اڑاتے ہو اور ان کا شکوہ کرتے ہو اور آپ کی مذمت کے شعر بنا کر قریش مکہ کی طرف منسوب کرتے ہو پس تم پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے میرے اوپر چوری کا الزام لگایا تو پھر میرے اور تمہارے درمیان میری تلوار فیصلہ کرے گی۔منافقین لبید کی دھمکی سے ڈر گئے اور اس سے کہا کہ خدا آپ پر رحم فرمائے آپ جائیں اور تسلی رکھیں کہ ہم آپ

Presented by Ziaraat.com

کے خلاف کوئی بات کرنے والے نہیں ہیں آپ بالکل بے گناہ ہیں اس کے بعد بنی ابیرق والے تینوں منافق اپنے قبیلہ کے ایک شخص کے پاس گئے جو گفتگو کرنے میں مہارت رکھتا تھا (گویا وکیل کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم رسول خدا کے پاس جاؤ اور اپنی تیز ترار زبان سے چکنی باتوں سے رسول خدا کو قائل کرو کہ ہم پر چوری کا الزام بے بنیاد اور غلط ہے اس شخص کا نام اسید بن عروہ تھا۔ وہ شخص رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ قتادہ بن نعمان نے ہمارے خاندان کے حسبی نسبی لوگوں پر چوری کا الزام لگایا ہے اور ان کو اس بہتان سے متہم کیا ہے جو ان میں نہیں پایا جاتا۔ رسول خدا کو اس کی باتیں سن کر دکھ ہوا اور آپ ناراحت ہو گئے۔ جب قتادہ آپ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے قتادہ آپ نے جان بوجھ کر ایک شریف خاندان کے شریف لوگوں پر چوری کا الزام لگایا ہے پس آپ نے اس کی بہت سخت سرزنش کی۔ رسول خدا کی باتوں کو سن کر قتادہ غم زدہ اور دکھی حالت میں اپنے چاچا کے پاس آیا اور کہا۔ اے چاچا اے کاش میں مر گیا ہوتا اور میں رسول خدا کی خدمت میں چوری کی شکایت نہ کرتا اور وہ جواب میں میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کرتے جس کو میں پسند نہیں کرتا۔ اس کے چاچا نے کہا اے قتادہ خبردار ایسا مت کہو یقیناً خدا آپ کی مدد کرے گا۔ اور آپکی صداقت کو ثابت کرے گا۔ تو خدا نے رسول خدا پر یہ آیت نازل فرمائیں۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّلۡخَآئِنِيۡنَ خَصِيۡمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِيۡنَ يَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا اَثِيۡمًا ۚ﴿۱۰۷﴾ يَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمۡ اِذۡ يُبَيِّتُوۡنَ مَا لَا يَرۡضٰى مِنَ الۡقَوۡلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطًا ﴿۱۰۸﴾

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں القول سے مراد فعل ہے جو انہوں نے کیا اس مقام کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هٰۤاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۫ فَمَنۡ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنۡهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَمۡ مَّنۡ يَّكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا يَكۡسِبُهٗ عَلٰى نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓئَةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓـًٔا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۱۲﴾

آگاہ ہو جاؤ۔۔۔ اس وقت تم نے دنیاوی زندگی میں مجرموں کی طرف سے جھگڑا کر لیا مگر قیامت کے دن ان کے لیے

Presented by Ziaraat.com

خدا کی بارگاہ میں کون جھگڑا کرے گا اور وہاں ان کا وکیل اور طرف دار کون ہوگا؟ جو بھی برے عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اس کے بعد اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ کو مغفرت کرنے والا مہربان پائے گا۔ جو بھی برائی کمائے تو وہ کمائی اس کے لیے وبال جان ثابت ہوگی۔ اور اللہ صاحب علم اور حکمت ہے۔ پھر جس نے کوئی خطاء یا گناہ کر کے اس کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا تو اس نے بہت بڑا بہتان لگایا اور کھلم کھلا گناہ اپنے ذمہ لے لیا۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بشیر کے خاندان کے کچھ لوگ نقب زنی اور چوری کے معاملہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کے پاس اپنے ساتھی بشیر کے بارے میں بات کرنے آئے کہ وہ بالکل بے گناہ ہے اور ہم اس کے بارے میں آپ سے معذرت کرنے آئے ہیں کہ وہ بے گناہ اور اس جرم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس سے بری ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے لوگوں کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾

(یہ لوگ انسانوں سے اپنے برے اعمال چھپاتے ہیں مگر خدا سے تو وہ اپنے گناہ نہیں چھپا سکتے وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔) ان آیات کے نازل ہونے کے بعد وہ لوگ بشیر کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم نے گناہ کیا ہے لہٰذا خدا سے مغفرت طلب کرو اور اپنے گناہوں کی توبہ کرو تو اس نے جواب میں کہا کہ میں اس ذات کی قسم اٹھاتا ہوں جس کی میں قسم اٹھایا کرتا ہوں کہ قتادہ کے چاچا کے ہاں سوائے لبید بن سھل کے کسی دوسرے نے چوری نہیں کی تو اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے آیت نازل ہوئیں۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾

(پھر جو برائی یا گناہ کرے اس کا الزام دوسرے بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے بہتان لگایا اور بہت بڑا گناہ کیا)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بشیر جو پہلے منافق تھا بعد میں وہ کافر ہو گیا اور مکہ کی طرف فرار ہو گیا۔ تو اس کے بعد خدا نے وہ جو بشیر کی طرف عذر خواہی کے لیے آئے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

Presented by Ziaraat.com

اور اگر آپ کیلئے خدا کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوتا تو ان میں سے ایک جماعت نے آپ کو بہکانے کا ارادہ کر لیا تھا حالانکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو غلط فہمی میں نہیں ڈال رہے تھے۔ اور تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

جو شخص ہدایت کے واضح اور روشن ہونے کے بعد ہمارے رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کو چھوڑ کر اور راستہ اختیار کرے وہ جدھر پھرا ہوگا۔ ہم بھی اسکو ادھر ہی پھیر دیں گے اور ہم اسے دوزخ میں ڈال دیں گے جو کہ بدترین ٹھکانہ ہے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

(لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر جو کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ و خیرات اور لوگوں کے درمیان اصلاح کی تلقین کرے تو یہ اچھی بات ہے اور جو کوئی اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے ایسا کرے گا تو ہم اسے بہت بڑا اجر عطاء کریں گے۔)

علامہ فرماتے ہیں کہ زیادہ گفتگو کرنا اور ان کے محاورات کے بولنے میں کوئی فائدہ نہیں مگر اس کے جو صدقہ دینے کی ترغیب دے یا نیکی کے کام یا لوگوں کے درمیان صلح کروانے والا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

لیکن جو خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لیے کرے تو اس کو عنقریب ہم بہت بڑا اجر عطاء کریں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب حماد سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ خدا نے قرآن مجید میں تحمل بردباری اور برداشت کو واجب قرار دیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں تحمل و بردباری کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا چہرہ تیرے بھائی کے چہرے سے مڑ جائے لیکن تو پھر بھی اس کو برداشت کرتا رہے (یعنی تو اس کو دیکھنا نہیں چاہتا لیکن پھر بھی اس کو کچھ کہتا نہیں اور برداشت کرتا ہے) یہ ہی معنی ہے لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ کا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث مرفوعہ میں ذکر ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کی زکوٰۃ واجب قرار دی ایسے ہی صاحب جاہ و جلال پر اس کے منصب کی زکوٰۃ واجب قرار ہے۔

Presented by Ziaraat.com

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

یعنی جو ھدایت کے آشکار و روشن ہونے کے باوجود بھی ہمارے رسول پر شک کرے علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے رسول کی مخالفت کرے نافرمانی کرے اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

ہم اس کو ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

بے شک اللہ اس کو معاف نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ شرک کرے اس کے علاوہ وہ جس کو چاہے معاف کر دے گا جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ گمراہی میں بہت دور تک چلا گیا۔

(یعنی خدا شرک والے گناہ کو معاف نہیں کرے گا جبکہ باقی گناہوں کے معاف ہونے کے امکان ہیں اور جس نے شرک کیا ہے وہ کھلم کھلا گمراہی میں ہے)

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

یہ اللہ کو چھوڑ کر عورتوں (دیویوں) کو پکارتے ہیں اور شرکش شیطان کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ قریش کے کفار یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں اِنْ يَّدْعُوْنَ اور یہ کفار شیطان اور دوسرے خبات کی عبادت کرتے تھے۔

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾

شیطان پر اللہ کی لعنت ہو اور اس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا۔

یعنی شیطان نے بارگاہ خدا میں کہا اے خدا یا میں تیرے بندوں میں سے اکثر کو گمراہ کروں گا اور پھر کہا۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ

اور میں انہیں ضرور گمراہ کرونگا اور انہیں لمبی لمبی امیدیں دلاؤں گا اور میں انہیں حکم دونگا تو وہ جانوروں کے کان پھاڑ دیں گے اور میں انھیں حکم دوں گا تو وہ خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔

علامہ فرماتے ہیں خلق اللہ سے مراد یعنی امر خدا میں ردوبدل کریں گے۔

Presented by Ziaraat.com

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

اور جس نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست اور ولی بنایا وہ واضح نقصان میں پڑے گا۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾

شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور انکو امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے فریب پر مبنی ہوتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے چھٹکارا نہیں پائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

اور لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے تو ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کردیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہوگا۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

نہ تمھاری آرزوؤں سے کام بنے گا اور نا اہل کتاب کی آرزو و امیدیں کچھ کام آئیں گی جو بھی برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور خدا کے علاوہ ان کو کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ملے گا۔

یعنی جس کی تم تمنا کرتے ہو وہ کارآمد ہوگا اور نا ہی اھل کتاب کی امید و آرزو کہ ان کے برے اعمال پر کوئی سزا عذاب نہیں ہوگا۔ یہ انکی آرزو اور امید کبھی پوری نہیں ہوگی۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

اور جو نیک اعمال کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے ہی لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ نَقِيْرًا سے مراد کھجور کی گٹھلی پر جو ایک نقطہ ہوتا ہے اسکو کہا جاتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

Presented by Ziaraat.com

اور جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرے اس سے اچھا کس کا دین ہوگا اور پھر جو نیکو کار بھی ہو اور ابراہیم کے خالص اور پاک دین کا پیرو ہو اور خدا نے ابراہیم کو اپنی دوستی کیلئے منتخب کر لیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ دین حنیف میں دس چیزیں جن کو ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے تھے وہ قیامت تک جاری و ساری ہیں وہ منسوخ نہیں ہوئیں ہیں (جن کا تذکرہ انشاء اللہ آئے گا)

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ھارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعود بن طلحہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا بے شک ابراہیم وہ پہلے شخص ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ریت کو آٹے میں تبدیل کیا تھا اور وہ یوں ہوا کہ ایک دن آپ کے گھر میں آٹا ختم ہو چکا تھا تو آپ اپنے ایک مصری دوست سے بطور قرض آٹا لینے چلے گئے جب آپ اس کے گھر پہنچے تو وہ مصری دوست گھر میں موجود نہیں تھا آپ خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے پس آپ نے پسند نہ کیا کہ خالی ہاتھ گھر جائیں پس آپ نے راستے سے بوری کو ریت سے بھر لیا اور گدھے پر رکھ کر گھر لے آئے جب آپ گھر داخل ہوئے تو گدھے کو بوری سمیت گھر کے صحن میں چھوڑ کر آپ شرمسار ہوتے ہوئے حجرے میں جا کر سو گئے پس جب جناب سارہ نے اس بوری کو کھولا تو اس میں بہت عمدہ قسم کا آٹا موجود تھا تو بی بی نے اس کی روٹیاں تیار کیں اور ان کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ یہ روٹیاں کہاں سے آئیں ہیں تو بی بی نے جواب دیا یہ اسی آٹے کی روٹیاں ہیں جو آپ اپنے مصری دوست کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں یہ آٹا ہے میرے دوست کی طرف سے ہے لیکن مصری کی طرف سے نہیں ہے۔ پس اللہ نے ان کو خلعت کا مرتبہ عطاء کیا پس آپ نے اس عنایت پر شکر ادا کیا اور حمد خدا کو بجالائے اور پھر اس طعام کو تناول فرمایا۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب خدا کی ملکیت ہے اور اللہ ہر چیز پر احاطہ رکھنے والا ہے۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

(اے ہمارے رسول) یہ لوگ آپ سے یتیم لڑکیوں کے متعلق خدا کے حکم کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ

Presented by Ziaraat.com

دیں کہ اللہ تم لوگوں کو ان کے معاملہ میں حکم دیتا ہے اور ساتھ ہی اپنے وہ احکام بھی تمہیں یاد دلاتا ہے جو پہلے سے تم کو اس کتاب میں سنائے جارہے ہیں۔ یعنی وہ احکام جن کا تعلق ان یتیم لڑکیوں سے ہے جن کے حق تم ادا نہیں کرتے اور جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو (یا لالچ کی بناء پر تم خود ان سے نکاح کر لینا چاہتے ہو) وہ احکام ان بچوں کے متعلق ہیں جو بچارے کوئی زور نہیں رکھتے اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ انصاف کے سلوک پر قائم رہو اور جو بھی تم بھلائی کرو گے تو اللہ اس کو بخوبی جاننے والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ سورہ کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس آیت کا نصف شروع سورہ میں موجود ہے اور نصف 120 کے بعد ذکر ہوا ہے اور وہ آیت جس میں ذکر ہوا ہے وہ یہ مقام ہے کہ شروع آیت یہ ہے۔ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

تو اس کا نصف شروع اور نصف اس مقام پر ہے۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے یہ لوگ آپ سے یتیم لڑکیوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تم کو ان کے بارے فتوی دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے وہ احکام بھی تم لوگوں کو یاد دلاتا ہے جو پہلے سے تمہیں اس کتاب میں پڑھائے جارہے ہیں۔ یعنی وہ احکام جن کا تعلق ان یتیم لڑکیوں سے ہے جن کے حق تم ادا نہیں کرتے جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو۔ لہٰذا جو عورتیں تم کو پسند ہیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار کر کے نکاح کر لو

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۲۸

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا خطرہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ میاں بیوی کچھ حقوق میں کمی بیشی پر آپس میں صلح کر لیں صلح بہر حال بہتر ہے۔ نفس تنگ دلی کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں لیکن اگر تم لوگ احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اگر بیوی کو خوف ہو کہ اس کا شوہر اس کو طلاق دے دے گا اور اس سے بے رخی کرے گا پس وہ اس سے کہے کہ جو کچھ میرے لیے آپ پر واجب ہے میں وہ سب چھوڑتی ہوں اور نا ہی میں آپ سے نان ونفقہ کا سوال کرونگی پس تو مجھے طلاق نہ دے اور نہ ہی بے رخی کرو۔ کیونکہ میں اسی وجہ سے دشمنوں کے طعنے برداشت نہیں کر سکوں گی۔ تو شوہر پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اس عورت کی یہ باتیں قبول کرے اور اس پر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔

Presented by Ziaraat.com

ابو الجارود نے حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اسی فرمان کے بارے میں سوال کیا کہ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ط (اے میرے رسول یہ لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں) اس سے کیا سوال مراد ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا لوگ حضرت رسول خدا سے عورتوں کی میراث کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ کہ آیا عورتوں کو میراث میں سے حصہ ملے گا۔ تو اللہ نے حکم نازل فرمایا کہ عورتوں کا حصہ میراث میں چوتھا اور آٹھواں حصہ ہے اور پھر اللہ نے فرمایا۔

"وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ"

آپ نے فرمایا جس مرد کے زیر تربیت یتیم لڑکی ہوتی تھی پس وہ یا ذمیمی یا ساقطہ ہوتی تھی۔ یعنی حمقاء (جس کی عقل مناسب نہ ہوتی تھی) پس وہ شخص اس سے خود بھی نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی وہ اس کو اس کا مال دیتا تھا پس وہ اس یتیم لڑکی کی کسی دوسرے سے شادی اس شرط پر کرتا تھا کہ وہ اس کے مال کا مطالبہ نہیں کرے گا یا اس کو نکاح کرنے سے منع کر دیتا اور وہ گھر میں روک کر رکھتا تا کہ وہ ایسے ہی مر جائے تا کہ اس کی میراث کسی غیر تک نہ جائے تو خدا نے اس بری حرکت سے لوگوں کو منع کیا ہے۔

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ

زمانہ جہالت میں لوگ چھوٹے بچوں اور بچیوں کو ان کے باپ کی میراث میں سے کوئی چیز نہیں دیتے تھے اور مرنے والے کی میراث فقط ان کو دی جاتی تھی جو لڑنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اور وہ لوگ اس کو اپنے دین میں نیکی حساب کرتے تھے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے میراث کے حقداروں کے بارے میں ذکر کیا گیا اور میراث کے فرائض کو ذکر کیا گیا تو اس معاشرے کے لوگوں کو اس سے بہت زیادہ دھچکا لگا اور ان کو دکھ ہوا اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ چلو رسول خدا کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ شاید رسول خدا اس حکم کو ختم دیں یا اس میں کچھ ترمیم کر دیں پس وہ سارے مل کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ باپ کے ترکہ کا نصف حصہ لڑکی کو ملے گا اور نصف حصہ اس کے بھائی کو اور پھر آپ نے چھوٹے بچوں کو بھی میراث میں حصہ دیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں سے کوئی جنگ میں نہیں جا سکتا ہے اور نا ہی مال غنیمت اکٹھا کر سکتا ہے اور نہ ہی دشمن سے لڑ سکتا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ مجھے ایسے ہی حکم دیا گیا ہے جو میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا ہے۔

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ط

کیونکہ وہ لوگ یتیم کے مال کو برباد کرتے تھے اور اس میں فضول خرچی کرتے تھے تا کہ اس کے بالغ ہونے سے قبل اس کے مال کو ختم کر دیا جائے ان کو خدا نے حکم دیا ہے کہ تم ان کے مال کو برباد مت کرو بلکہ اسکی اصلاح کرو اور حفاظت کرو اور انصاف و عدل کا سہارا لو۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

Presented by Ziaraat.com

اور اگر عورت کو اپنے شوہر کی بے رخی کا خطرہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت محمد بن مسلمہ کی بیٹی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو کہ رافع بن جریح کی بیوی تھی اور یہ ایک سن رسیدہ عورت تھی اس کے شوہر نے ایک عورت سے شادی کر لی جو جوان سال تھی اور وہ عورت اس محمد بن مسلمہ کی بیٹی سے زیادہ خوبصورت تھی۔ جسکی وجہ سے رافع اس دوسری بیوی میں زیادہ رغبت رکھتا تھا۔ پس ایک دن محمد بن مسلمہ کی بیٹی نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ اس عورت کو مجھ سے زیادہ محبت دیتے ہیں اور اسے مجھ پر زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اس سے زیادہ پیار کرتے ہیں تو رافع نے کہا ہاں وہ جوان ہے اور وہ مجھے زیادہ محبوب ہے اور اگر تو میرے پاس رہنا چاہتی ہے تو دو دن یا تین دن میں اس کو دونگا اور ایک دن تیرے حصے کا ہوگا۔ شرط منظور ہے تو میرے پاس رہ سکتی ہو ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا تو محمد بن سلمہ کی بیٹی نے کہا یہ مجھے منظور نہیں ہے جب اس نے انکار کیا تو رافع نے اسکو طلاق دے دی۔ لیکن اس نے پھر بھی قبول نہ کیا تو اس نے دوسری طلاق بھی دے دی تو بنت محمد سلمہ نے کہا خدا کی قسم اگر تو مجھے برابر کے حقوق دے گا تو میں راضی ہوں ورنہ نہیں۔ تو خدا نے فرمایا۔

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

(نفس تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں) کچھ دنوں کے بعد رافع نے پھر کہا کہ اگر میری پیش کش قبول کر لوں تو درست ہے ورنہ میں تیسری طلاق بھی دے دوں گا۔ جب اس نے سارا معاملہ ہاتھوں سے جاتا ہوا دیکھا تو اس نے اپنے شوہر کی پیش کش کو قبول کر لیا اور صلح کر لی اسی چیز کو خدا نے بیان کیا ہے کہ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ : پس میاں بیوی اگر آپس میں صلح کر لیں تو یہ ہی ان دونوں کے حق میں بہتر ہے پس جب اس نے قبول کر لیا اور وہ اپنے شوہر کے پاس رہنے لگی تو وہ ان دونوں کے درمیان حقوق کے لحاظ عدل نہ کریگا تو خدا نے یوں آیت نازل فرمائی۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾

تم بیویوں کے درمیان عدل کے مکمل تقاضے ہرگز پورا نہ کر سکو گے لہٰذا ایسا نہ ہو کہ تم ایک بیوی کی طرف مکمل جھک جاؤ اور دوسری کو لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اور اگر تم درست طرز عمل اپناؤ اور خدا سے ڈرتے رہو تو اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔

یعنی تم ان میں سے ایک بیوی کو مکمل محبوبہ بنالو اور دوسری کو ایسے ہی چھوڑ دو جیسے کہ وہ تمھاری بیوی ہی نہیں ہے وہ بے شوہر ہے۔ وہ نہ کنواری رہے اور نہ شوہر دار۔ اور لوگوں میں یہ ہی روش جاری تھی۔ اور جب عورت نے اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ جس پر اس کے شوہر نے اس سے صلح کی ہو تو بیوی اور شوہر دونوں پر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کو طلاق ہو جائے گی۔ اور اگر وہ شوہر دونوں کے درمیان مساوات کرے اور وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا مگر اس طریقہ پر دونوں کے حقوق کو برابر قرار دے۔ ورنہ محبت میں دونوں کو برابر رکھنا یہ مرد کی قدرت میں نہیں ہے۔ علامہ علی ابن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ۔

Presented by Ziaraat.com

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

(نفس تنگ دلی کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں) یعنی نفس اس چیز کے بارے میں جس کو عورت نے قبول کیا اور اس کے بارے میں جس کو مرد نے قبول نہ کیا ہو بہت جلد تنگ پڑ جاتے ہیں۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ

(اور تم بیویوں کے درمیان ہرگز عدل قائم نہیں رکھ سکتے)

علامہ فرماتے ہیں کہ روایت میں ہے کہ ایک زندیق نے ابوجعفر احول سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے کہ سورہ کے شروع میں اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

(پس تم نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمھیں پسند ہیں۔ دو دو تین تین۔ چار چار کر کے اور اگر تمہیں خوف ہو کہ ان کے درمیان تم عدل نہیں کر سکتے تو پس ایک ہی پر اکتفاء کرو) اور سورہ کے آخر میں ارشاد فرمایا۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ

(اور تم بیویوں کے درمیان اگر عدل کرنا چاہتے ہو تو بھی تو نہیں کر سکتے پس تم ایک کی طرف مکمل رجحان پیدا نہ کرو) ان دونوں آیتوں میں فرق کیا ہے۔ اول میں کہا ہے کہ اگر عدل نہ کر سکو تو ایک عورت پر اکتفا کرو اور دوسری آیت میں کہا گیا ہے کہ تم ہرگز عدل کر ہی نہیں سکتے لیکن ایک کی طرف مکمل رجحان پیدا مت کرو۔ تو عدل اگر نہیں ہو سکتا تو پھر دوسری کی بیوی کی اجازت کیوں۔ ان دونوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ ابوجعفر احول نے کہا کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ابوجعفر کہتا ہے کہ میں مدینہ آیا تو حضرت امام ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ علیہ السلام سے ان دونوں آیتوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت اول میں جو خدا نے فرمایا کہ

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

اس میں عدل سے مراد یہ ہے کہ اگر تم ان کے نان و نفقہ میں عدل برقرار نہ رکھ سکنے کا خوف ہو تو اس صورت میں فقط ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرو۔ اور دوسری آیت میں جو ارشاد قدرت ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ

تو اس سے مراد بیویوں کے درمیان محبت الفت و پیار ہے کیونکہ کوئی شخص بھی اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ دو بیویوں کے درمیان محبت اور پیار میں برابری قائم رکھ سکے۔ پس ابوجعفر احول کہتا ہے کہ جب میں واپس گیا تو میں نے اس زندیق کو یہ جواب

Presented by Ziaraat.com

ذکر کیا تو اس نے کہا مجھے یقین ہے کہ تو یہ جواب حجاز سے لیکر آیا ہے ورنہ تیرے بس میں نہیں تھا۔

آیت نمبر 131 سے 147 تک

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

Presented by Ziaraat.com

سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ
الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ
الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ
اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ
حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ
وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى
الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا
قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا
الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ
النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا

Presented by Ziaraat.com

بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

ترجمہ

اور اللہ کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور ہم نے تم سے پہلے اہلِ کتاب کو اور اب تم کو یہ وصیت کی ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اگر کفر اختیار کرو گے تو خدا کا کوئی نقصان نہیں ہے اس کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور وہ بے نیاز بھی ہے اور قابلِ حمد و ستائش بھی ہے (۱۳۱) اور اللہ کے لئے زمین و آسمان کی کل ملکیت ہے اور وہ سب کی نگرانی اور کفالت کے لئے کافی ہے (۱۳۲) وہ چاہے تو تم سب کو اٹھا لے جائے اور دوسروں لوگوں کو لے آئے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (۱۳۳) جو انسان دنیا کا ثواب اور بدلہ چاہتا ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ خدا کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا انعام ہے اور وہ ہر ایک کا سننے والا اور دیکھنے والا ہے (۱۳۴) اے ایمان والو! عدل و انصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو چاہے اپنی ذات یا اپنے والدین اور اقرباہی کے خلاف کیوں نہ ہو جس کے لئے گواہی دینا ہے وہ غنی ہو یا فقیر اللہ دونوں کے لئے تم سے اولیٰ ہے لہٰذا خبردار خواہشات کا اتباع نہ کرنا تاکہ انصاف کر سکو اور اگر توڑ مروڑ سے کام لیا یا بالکل کنارہ کشی کر لی تو یاد رکھو کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۳۵) ایمان والو! اللہ، رسول اور وہ کتاب جو رسول پر نازل ہوئی ہے اور وہ کتاب جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہے سب پر ایمان لے آؤ اور یاد رکھو کہ جو خدا، ملائکہ، کتب سماویہ، رسول اور روزِ قیامت کا انکار کرے گا وہ یقیناً گمراہی میں بہت دور نکل گیا ہے (۱۳۶) جو لوگ ایمان لائے اور پھر کفر اختیار کر لیا پھر ایمان لے آئے اور پھر کافر ہو گئے اور پھر کفر میں شدید و مزید ہو گئے تو خدا ہرگز انہیں معاف نہیں کر سکتا اور نہ سیدھے راستے کی ہدایت دے سکتا ہے (۱۳۷) آپ ان منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت

Presented by Ziaraat.com

دے دیں (۱۳۸) جو لوگ مومنین کو چھوڑ کر کفار کو اپنا ولی اور سرپرست بناتے ہیں۔۔۔ کیا یہ ان کے پاس عزّت تلاش کر رہے ہیں جب کہ ساری عزّت صرف اللہ کے لئے ہے (۱۳۹) اور اس نے کتاب میں یہ بات نازل کر دی ہے کہ جب آیاتِ الٰہی کے بارے میں یہ سنو کہ ان کا انکار اور استہزاء ہو رہا ہے تو خبردار ان کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا جب تک وہ دوسری باتوں میں مصروف نہ ہو جائیں ورنہ تم ان ہی کے مثل ہو جاؤ گے خدا کفار اور منافقین سب کو جہنّم میں ایک ساتھ اکٹھا کرنے والا ہے (۱۴۰) یہ منافقین تمہارے حالات کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ تمہیں خدا کی طرف سے فتح نصیب ہو تو کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور اگر کفّار کو کوئی حصّہ مل جائے گا تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں آ گئے تھے اور تمہیں مومنین سے بچا نہیں لیا تھا تو اب خدا ہی قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور خدا کفار کے لئے صاحبانِ ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا (۱۴۱) منافقین خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور خدا ان کو دھوکہ میں رکھنے والا ہے اور یہ نماز کے لئے اٹھتے بھی ہیں تو سستی کے ساتھ۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں (۱۴۲) یہ کفر و اسلام کے درمیان حیران و سرگرداں ہیں نہ ان کی طرف ہیں اور نہ اُن کی طرف اور جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے آپ کو کوئی راستہ نہ ملے گا (۱۴۳) ایمان والو خبردار مومنین کو چھوڑ کر کفّار کو اپنا ولی اور سرپرست نہ بنانا کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے اپنے خلاف صریحی دلیل و حجت قرار دے لو (۱۴۴) بے شک منافقین جہنّم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور آپ ان کے لئے کوئی مددگار نہ پائیں گے (۱۴۵) علاوہ ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں اور خدا سے وابستہ ہو جائیں اور دین کو خالص اللہ کے لئے اختیار کریں تو یہ صاحبانِ ایمان کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ ان صاحبانِ ایمان کو اجرِ عظیم عطا کرے گا (۱۴۶) خدا تم پر عذاب کر کے کیا کرے گا اگر تم اس کے شکر گزار اور صاحبِ ایمان بن جاؤ اور وہ تو ہر ایک کے شکریہ کا قبول کرنے والا اور ہر ایک کی نیت کا جاننے والا ہے (۱۴۷)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾

(اور اگر تم دونوں الگ الگ ہونا چاہو تو خدا دونوں کو اپنے خزانے کی وسعت سے غنی اور بے نیاز بنا دے گا۔ اللہ صاحب وسعت اور صاحب حکمت ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملکیت میں ہیں ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو اور اب تم کو اس کی وصیت کی ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم نے کفر کا رویہ اختیار کیا تو یاد رکھو کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں خدا کی ملکیت میں ہیں اور وہ بے نیاز اور ہر تعریف کے قابل ہے اور آسمانوں اور زمین کی تمام اشیاء خدا کی ملکیت ہیں اور بطور کارساز خدا کافی ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو زمین سے ہٹا کر تمھاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔ جو شخص دنیاوی بدلہ کا خواہش مند ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ کے پاس دنیا کا ثواب بھی ہے اور آخرت کا ثواب بھی ہے۔ اور اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

اے ایمان والو تم ایمان کے علم بردار بن جاؤ اور خدا کے لیے گواہ بن جاؤ خواہ وہ گواہی تمہاری ذات یا تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی مالدار ہو یا فقیر دونوں کا حاکم و نگران خدا ہے۔ پس عدل اور

Presented by Ziaraat.com

انصاف قائم کرنے میں خواہش کی پیروی نہ کرو۔ اور اگر تم نے لگی لپٹی باتیں کیں یا سچائی سے منہ موڑا تو جان لو کہ تمہارے اعمال سے اللہ باخبر ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عدل پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے۔ خواہ عدل وانصاف کا حکم ان کے یا ان کے والدین کے یا ان کے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو تب بھی مومنین کو چاہیے کہ وہ عدل کو قائم رکھیں اور اس سے منہ نہ موڑیں۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ واجب حق یہ ہے کہ مومن ہر حال میں حق وسچ بات کرے۔ خواہ وہ اس کے یا اس کے والدین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ پس مومنین کے لیے جائز نہیں ہے کہ حق سے منہ موڑیں۔ پھر فرمایا۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا

(عدل کرتے وقت خواہش نفس کی اتباع مت کرو اور تم چکنی چپڑی باتیں کی اور عدل سے منہ موڑا)۔ یعنی حق سے منہ موڑنے کا بہانہ تلاش کیا۔ تو خدا تمہارے سارے اعمال سے باخبر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۳۶

اے ایمان والو تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے نازل کی ہے اور جس نے خدا اور اس کے ملائکہ کا اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا انکار کیا وہ راہ راست سے بہت دور اور کھلم کھلی گمراہی میں ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جو ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اے وہ لوگوں جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہوں تم اپنے دل سے بھی اس کی تصدیق کرو۔ اور جس نے دل سے تصدیق نہ کی اور انکار کر دیا وہ گمراہی میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝۱۳۷

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا پھر ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اور نہ کبھی ان کو سیدھی راہ دکھائے گا۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کو بارے میں نازل ہوئی کہ جولوگ زبانی کلامی رسول خدا پر ایمان کا اقرار کرتے تھے لیکن دل سے آپ کی تصدیق نہیں کرتے تھے پھر انہوں نے رسول خدا کی زندگی میں ایک عہد و پیمان کیا اور اس کو تحریر کرلیا کہ وہ رسول خدا کے بعد امر خلافت و امامت کو اہل بیت رسول کی طرف واپس نہیں جانے دیں گے اور ان کو اقتدار سے دور رکھیں ے تو گویا انہوں نے اس عہد و پیمان کیوجہ سے کفر اختیار کیا اور جب خداوند تعالیٰ نے آیت ولایت کو نازل فرمایا تو رسول خدا نے پھر ان سب لوگوں سے امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں عہد و پیمان لیا تو ان لوگوں نے زبانی اقرار کرلیا لیکن دل سے پھر بھی تصدیق وتسلیم نہ کیا اور انہوں نے پھر کفر کو اختیار کرلیا اور پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو انہوں نے کفر کیا اور خدا نے ان کے کفر میں اضافہ کیا اور اس کفر کی وجہ سے انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کے حقوق کو غصب کیا۔ اور ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ایسے افراد کی خدا مغفرت نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کو راہ حق کی ہدایت کرے گا۔ یعنی جہنم کے راہ کے علاوہ کوئی اور راہ نہیں دکھائے گا۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ﴿۱۳۸﴾

اے رسول ان منافقین کو بشارت دیں کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾

جولوگ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا سرپرست اور دوست بناتے ہیں کیا یہ منافقین عزت طلب کرنے ان کے پاس جاتے ہیں جبکہ تمام تر عزت تو اللہ کے لیے ہے۔

اَلْعِزَّةَ سے مراد قوت وطاقت ہے یعنی کیا وہ کافروں سے قوت وطاقت کے طلب گار ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت بنو امیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت و ولایت کو رد کرتے ہوئے نبی اکرم کی مخالفت کی وہ امر خلافت کو اہل بیت نبی کی طرف نہیں جانے دیں گے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ﴿۱۴۰﴾

اللہ تم کو اس کتاب سے پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیت کے خلاف کفر پکارا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ دوسری باتوں میں مصروف نہ ہوجائیں ورنہ تم بھی ان کے مثل قرار پاؤ گے یقین جانو کہ اللہ کفار اور منافقین کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرنے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ اٰیٰتِ اللہ سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئمہ علیہم السلام ہیں۔ یعنی جو آلِ محمد کے آئمہ میں سے کسی امام کا مذاق اڑائے یا اس کا کفر کرے تو اس کو یہ آیت شامل ہے۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۱۴۱

یہ منافق تمہارے حالات کا انتظار کر رہے ہیں (دیکھ رہے ہیں کہ تمھارا انجام کیا ہوگا) اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح نصیب ہوئی تو وہ آکر کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کفار کا پلہ بھاری ہو جائے اور آپ کو شکست ہو جائے تو کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے پھر بھی ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچایا اللہ تمہارے اور ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اللہ کافروں کے لیے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز سبیل نہیں رکھے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جنگ احد کے موقعہ پر رسول خدا کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اگر رسول خدا کفار پر غلبہ حاصل کر لیتے تو یہ منافق کہتے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور اگر کفار غلبہ حاصل کر لیتے تو کہتے کہ کیا یہ ہمارا احسان نہیں ہے کہ ہم نے مومنین کو تم سے روکا تھا۔ یعنی ہم نے مومنین کے خلاف تمھاری مدد کی تھی۔ تو اس حربہ کی وجہ سے اپنے آپ کو کافروں کے نقصان سے بچنے کے لیے کرتے تھے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۱۴۲

منافقین خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جب کہ خدا انکو دھوکہ میں رکھنے والا ہے اور جب منافق نماز کیلئے اٹھتے ہیں تو نہایت سستی کے ساتھ اٹھتے ہیں یہ لوگ نماز محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں اور خدا کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔

اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ

یعنی اللہ بھی انکو دھوکہ دے گا۔ اور خدا کی طرف سے دھوکہ اس کا عذاب ہے۔ وَاِذَا قَامُوا یعنی جب یہ منافقین رسول خدا کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو مومنین کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۡ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

Presented by Ziaraat.com

سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

یہ منافق اسلام اور کفر کے درمیان حیران وسرگردان ہیں نہ پورے اس طرف ہیں۔ اور نہ ہی پورے اس طرف ہیں اور جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لیے آپ کو کوئی راستہ نہ ملے گا۔

علامہ فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ منافقین نہ ہی مومنین کی طرف ہوتے ہیں اور نہ ہی یہودیوں کی طرف اسی وجہ سے یہ دونوں طرف اپنے آپ کو مخلص ہونے کا یقین کراتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾

اے ایمان والو مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا سرپرست اور ولی مت قرار دو کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت قرار دینا چاہتے ہو۔ یقیناً منافق دوزخ کے سب سے پست طبقہ میں ہوں گے اور تم ان کی کوئی مدد نہیں کر پاؤ گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی اور تمام منافقین اور کافروں کے بارے میں جاری وساری ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں اور خدا سے پوری طرح وابستہ ہو جائیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیئے خالص کر دیں تو ایسے افراد مومنین کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ اہل ایمان کو اجر عظیم عطاء کرے گا۔ خدا تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان کی راہ پر چلنے لگو۔ خدا بڑا قدردان اور سب کے حال سے واقف ہے۔

پانچواں پارہ ختم شد

Presented by Ziaraat.com

پارہ نمبر 6

آیت نمبر 148 سے 176

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا
عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا
بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ
اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ
فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ
الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ
فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ
الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا
تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ
مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ

Presented by Zuraat.com

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾
وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ
بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ
اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ
قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ
الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ
النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ
الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ
وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ

Presented by Ziaraat.com

قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ
اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ
عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ
بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا
بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا
لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ
فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا
عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۟ وَلَا
تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ

Presented by Ziaraat.com

اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ
اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا
وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ
اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ
فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا
هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ
يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ
كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

ترجمہ

اللہ مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان برا کہنے کو پسند نہیں کرتا اور اللہ ہر بات کا سننے والا اور تمام حالات کا جاننے والا ہے (۱۴۸) تم کسی خیر کا اظہار کرو یا اسے مخفی رکھو یا کسی برائی سے درگزر کرو تو اللہ گناہوں کا معاف کرنے والا اور صاحب اختیار ہے (۱۴۹) بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کا انکار کرتے ہیں اور خدا اور رسول کے درمیان تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے درمیان سے کوئی نیا راستہ نکال لیں (۱۵۰) تو درحقیقت یہی

Presented by Ziaraat.com

لوگ کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے بڑا رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۵۱) اور جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے اور رسولوں کے درمیان تفرقہ نہیں پیدا کیا خدا عنقریب انہیں ان کا اجر عطا کرے گا اور وہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے (۱۵۲) پیغمبر یہ اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کوئی کتاب نازل کر دیجئے تو انہوں نے موسیٰؑ سے اس سے زیادہ سنگین سوال کیا تھا جب ان سے یہ کہا کہ ہمیں اللہ کو علی الاعلان دکھلا دیجئے تو ان کے ظلم کی بنا پر انہیں ایک بجلی نے اپنی گرفت میں لے لیا پھر انہوں نے ہماری نشانیوں کے آجانے کے باوجود گوسالہ بنا لیا تو ہم نے اس سے بھی درگزر کیا اور موسیٰؑ کو کھلی ہوئی دلیل عطا کر دی (۱۵۳) اور ہم نے ان کے عہد کی خلاف ورزی کی بنا پر ان کے سروں پر کوہِ طور کو بلند کر دیا اور ان سے کہا کہ دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور ان سے کہا کہ خبردار شنبہ کے معاملہ میں زیادتی نہ کرنا اور ان سے بڑا سخت عہد لے لیا (۱۵۴) پس ان کے عہد کو توڑ دینے، آیاتِ خدا کے انکار کرنے اور انبیاء کو ناحق قتل کر دینے اور یہ کہنے کی بنا پر کہ ہمارے دلوں پر فطرتاً غلاف چڑھے ہوئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ خدا نے ان کے کفر کی بنا پر ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور اب چند ایک کے علاوہ کوئی ایمان نہ لائے گا (۱۵۵) اور ان کے کفر اور مریم پر عظیم بہتان لگانے کی بنا پر (۱۵۶) اور یہ کہنے کی بنا پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ انہیں قتل کیا ہے اور نہ سولی دی ہے بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ سب منزلِ شک میں اور کسی کو گمان کی پیروی کے علاوہ کوئی علم نہیں ہے اور انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا ہے (۱۵۷) بلکہ خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور خدا صاحبِ غلبہ اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱۵۸) اور کوئی اہلِ کتاب میں ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰ اس کے گواہ ہوں گے (۱۵۹) پس ان یہودیوں کے ظلم کی بنا پر ہم نے جن پاکیزہ چیزوں کو حلال کر رکھا تھا ان پر حرام کر دیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو راہِ خدا سے روکنے کی بنا پر (۱۶۰) اور سود لینے کی بنا پر جس سے انہیں روکا گیا تھا اور ناجائز طریقہ سے لوگوں کا مال کھانے کی بنا پر اور ہم نے کافروں کے لئے بڑا دردناک عذاب مہیا کیا ہے (۱۶۱) لیکن ان میں سے جو لوگ علم میں رسوخ رکھنے والے اور ایمان لانے والے ہیں وہ ان سب پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر نازل

Presented by Ziaraat.com

ہوا ہے یا تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور بالخصوص نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں ہم عنقریب ان سب کو اجرِ عظیم عطا کریں گے (۱۶۲) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی نازل کی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد کے انبیاء کی طرف وحی کی تھی اور ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اسباط، عیسٰی، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی ہے اور داؤد کو زبور عطا کی ہے (۱۶۳) کچھ رسول ہیں جن کے قصّے ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور کچھ رسول ہیں جن کا تذکرہ ہم نے نہیں کیا ہے اور اللہ نے موسیٰؑ سے باقاعدہ گفتگو کی ہے (۱۶۴) یہ سارے رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اس لئے بھیجے گئے تا کہ رسولوں کے آنے کے بعد انسانوں کی حجت خدا پر قائم نہ ہونے پائے اور خدا سب پر غالب اور صاحبِ حکمت ہے (۱۶۵) (یہ مانیں یا نہ مانیں) لیکن خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے وہ خود اس کی گواہی دیتا ہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں اور خدا خود بھی شہادت کے لئے کافی ہے (۱۶۶) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور راہِ خدا سے منع کر دیا وہ گمراہی میں بہت دور تک چلے گئے ہیں (۱۶۷) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کرنے کے بعد ظلم کیا ہے خدا انہیں ہرگز معاف نہیں کرسکتا اور نہ انہیں کسی راستہ کی ہدایت کرسکتا ہے (۱۶۸) سوائے جہنّم کے راستے کے جہاں ان کو ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور یہ خدا کے لئے بہت آسان ہے (۱۶۹) اے انسانو تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے حق لے کر رسول آ گیا ہے لہٰذا اس پر ایمان لے آؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے اور اگر تم نے کفر اختیار کیا تو یاد رکھو کہ زمین و آسمان کی کائنات خدا کے لئے ہے اور وہی علم والا بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے (۱۷۰) اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور خدا کے بارے میں حق کے علاوہ کچھ نہ کہو۔۔۔ مسیح عیسٰی بن مریم صرف اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم کی طرف القاء کیا گیا ہے اور وہ اس کی طرف سے ایک روح ہیں لہٰذا خدا اور مرسلین پر ایمان لے آؤ اور خبردار تین کا نام بھی نہ لو۔ اس سے باز آ جاؤ کہ اسی میں بھلائی ہے۔ اللہ فقط خدائے واحد ہے اور وہ اس بات سے منزہ ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے اور وہ کفالت و وکالت کے لئے کافی ہے (۱۷۱) نہ مسیح کو اس بات سے انکار ہے وہ بندۂ خدا ہیں اور نہ ملائکہ مقربین کو اس کی بندگی سے کوئی انکار ہے اور جو بھی اس کی بندگی سے انکار و استکبار کرے گا

Presented by Ziaraat.com

تو اللہ سب کو اپنی بارگاہ میں محشور کرے گا (۱۷۲) پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے انہیں مکمل اجر دے گا اور اپنے فضل و کرم سے اضافہ بھی کر دے گا اور جن لوگوں نے انکار اور تکبّر سے کام لیا ہے ان پر دردناک عذاب کرے گا اور انہیں خدا کے علاوہ نہ کوئی سرپرست ملے گا اور نہ مددگار (۱۷۳) اے انسانو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے برہان آچکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور بھی نازل کر دیا ہے (۱۷۴) پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس سے وابستہ ہوئے انہیں وہ اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرلے گا اور سیدھے راستہ کی ہدایت کر دے گا (۱۷۵) پیغمبر یہ لوگ آپ سے فتویٰ دریافت کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں خدا خود یہ حکم بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور صرف بہن وارث ہو تو اسے ترکہ کا نصف ملے گا اور اسی طرح اگر بہن مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو بھائی اس کا وارث ہوگا۔ پھر اگر وارث دو بہنیں ہیں تو انہیں ترکہ کا دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن دونوں ہیں تو مرد کے لئے عورت کا دہرا حصّہ ہوگا خدا یہ سب واضح کر رہا ہے تاکہ تم بہکنے نہ پاؤ اور خدا ہر شے کا خوب جاننے والا ہے (۱۷۶)

تفسیر

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

اللہ بلند آواز سے کسی کی بدگوئی پسند نہیں کرتا مگر جب کوئی مظلوم ہو تو اس کو اجازت ہے اور اللہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ خدا پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص ظلم اور برائی کو اعلانیہ بیان کرے مگر جس پر ظلم ہوا ہو تو اس کو اجازت ہے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلموں کو بیان کرے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی تمہارے پاس آئے اور وہ تمہاری ایسی مدح و ثناء کرے جو تمہارے اندر نہیں پائی جاتی یا تمہارے بارے میں ایسے نیک عمل کو بیان کرے جو آپ نے نہیں کیا تو وہ جھوٹ بول رہا ہے تو اس کو قبول نہ کرو پس وہ تمہارے اوپر ظلم کر رہا ہے لہٰذا اس کو جھوٹا قرار دو۔ (گویا مظلوم کا اپنے اوپر ہونے والا ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا جائز ہے۔)

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

Presented by Ziaraat.com

تم کسی خبر کو ظاہر کرو یا مخفی رکھو یا کسی برائی سے درگزر کرو تو اللہ گناہوں کا معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۵۱﴾

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اسکے رسولوں کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتے اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی راہ نکال لیں ۔ یہ لوگ پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ہیں جو رسول خدا کا اقرار کرتے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں یہ لوگ ان لوگوں جیسے ہیں جو بعض نبیوں کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے تھے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۵۲﴾ یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَیْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِیْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿۱۵۴﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور رسولوں کے درمیان تفرقہ پیدا نہیں کیا ان کو خدا عنقریب ان کا اجر دے گا وہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اے نبی یہ اہل کتاب اگر آج آپ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ آسمان سے ان پر کتاب نازل کرائیں اس سے بڑھ چڑھ کر انہوں نے موسیٰ سے مجرمانہ مطالبہ کر دیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں خدا اعلانیہ دکھاؤ۔ اسی سرکشی کیوجہ سے بجلی نے انکو اپنی گرفت میں لے لیا تھا پھر انہوں نے ہماری روشن نشانیوں کے آجانے کے بعد انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا ہم نے اس سے بھی درگزر کیا تھا اور ہم نے موسیٰ کو کھلی ہوئی دلیل عطاء کی اور

Presented by Ziaraat.com

ہم نے ان لوگوں پر طور پہاڑ کو اٹھا کر اطاعت کا عہد لیا تھا اور ہم نے ان سے کہا تھا کہ سجدہ ریز ہو کر دروازے میں داخل ہو جاؤ اور ہم نے ان سے کہا تھا کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا تھا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

آخر کار ان کی عہد شکنی کیوجہ سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا ہے اور بہت زیادہ انبیاء کو ناحق قتل کیا اور یہ کہا کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ درحقیقت ان کے کفر کیوجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ لہذا ان میں سے بہت تھوڑے افراد ایمان لاتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ یعنی ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں کی طرف یہ نسبت دی ہے کہ انہوں نے ناحق انبیاء کو قتل کیا ہے حالانکہ ان لوگوں نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کے آباؤ اجداد بلکہ ان کے اجداد کے اجداد نے انبیاء کو ناحق قتل کیا تھا۔ لیکن قرآن نے قتل کی نسبت ان کی طرف دے دی ہے اس کی وجہ سے یہ ہے کیونکہ یہ یہودی اپنے اجداد کے فعل پر راضی تھے لہٰذا اللہ نے ان کی طرف نسبت دی ہے کیونکہ جو کسی قوم کے فعل پر راضی ہے گویا وہ فعل وہ خود انجام دے رہا ہے اور اس پر دلیل سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔

فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

(پس تم نے اللہ کے نبیوں کو اس سے قبل کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو)

یعنی ان لوگوں نے انبیاء کو قتل نہیں کیا تھا لیکن وہ ان کے فعل پر راضی تھے پس اسی وجہ سے انکو قتل کا الزام دیا گیا۔ پس ایسے ہی آج دشمنان آل محمد نے آل محمد پر ظلم نہیں کیئے لیکن چونکہ اپنے اسلاف کے فعل پر راضی ہیں لہٰذا انکی طرف نسبت دی گئی ہے)

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

اور ان کے کفر کی وجہ سے اور جناب مریم پر عظیم بہتان لگانے کی وجہ سے۔ یعنی انہوں نے جناب مریم پر فجور کا الزام لگایا کہ اس نے فجور کو انجام دیا۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

Presented by Ziaraat.com

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے حقیقت میں اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا ہے جن لوگوں نے عیسیٰ کے متعلق اختلاف کیا وہ دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے انہوں نے محض گمان ہی کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا حکیم ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اپنی موت سے قبل اس پر ایمان نہ لے کر آئے گا قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

تحقیق یہ روایت ہوئی ہے اور اس کو رسول خدا سے روایت کیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں واپس آئیں گے تو ان پر تمام لوگ ایمان لے آئیں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سلمان بن داؤد المنقری سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے شہر بن حوشب سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ایک دن حجاج بن یوسف نے مجھے کہا کہ مجھے قرآن کی ایک آیت نے بہت پریشان کیا ہوا ہے۔ تو میں نے کہا اے امیر وہ کون سی آیت ہے جس نے آپ کو پریشان کیا ہوا ہے؟ تو اس نے کہا یہ آیت ہے۔

وَاِنَّ... مَوْتِهٖ

(یعنی اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا مگر وہ اپنی موت سے قبل ان پر ایمان لائے گا) خدا کی قسم میں تمام یہودیوں اور نصرانیوں کے بارے میں حکم دینے والا ہوں کہ انکو قتل کر دیا جائے اور پھر ان کو میری آنکھوں کے سامنے آگ میں ڈال دیا جائے اور میں ان کے دونوں ہونٹوں کو نہیں دیکھنا چاہتا کہ وہ حرکت کریں۔ حتیٰ کہ وہ موت کی وجہ سے ٹھنڈے ہو جائیں۔ یعنی وہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائیں) پس میں نے کہا کہ اے امیر خدا آپ کی اصلاح کرے جو مفہوم تو نے سمجھا ہے وہ نہیں ہے۔ تو اس نے کہا۔ پھر اس کی تفسیر و تاویل کیا ہے تو میں نے عرض کیا اس کی تاویل یہ ہے کہ جب قیامت کے دن سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا میں اتریں گے تو اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی نہیں بچے گا مگر یہ کہ وہ آپ پر ایمان لائے گا اور وہ اس وقت ہوگا جب حضرت

Presented by Ziaraat.com

عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے اس نے کہا کہ افسوس ہے کہ تیرے لیے یہ تفسیر تو نے کس سے حاصل کی ہے اور کہاں سے لی ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یہ حضرت امام محمد بن علی بن حسین علیہ السلام سے مجھے بیان کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم یہ تو نے ایک صاف شفاف علم کے چشمہ سے حاصل کیا ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾

ان یہودیوں کے ظالمانہ رویے کیوجہ سے ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں حرام کردیں جو کہ ان کیلئے پہلے حلال قرار دی گئیں تھیں اور اس بناء پر بھی کہ وہ لوگوں کی کثیر تعداد کو راہ خدا سے روکتے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن محبوب سے اور انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی زمین میں گندم کاشت کرتا ہے اور وہ اچھے انداز میں نہیں ہوتی یا اس میں گندم کے ساتھ ساتھ زیادہ مقدار میں جوء پیدا ہو جائیں تو یہ بھی اس مالک کے ظلم کا اثر ہے جو اس نے زمین کے رقبہ کے متعلق کیا ہوگا۔ یا پھر اس نے مزارعوں اور مزدوروں پر ظلم کیا ہوگا۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾

پس اللہ نے ایسے ہی نازل کیا ہے پس اس کو پڑھو اور خدا نے کوئی چیز اپنی کتاب میں حلال نہیں کی کہ جن کو حلال کے بعد حرام کیا ہو اور ایسے ہی کسی چیز کو حرام نہیں کہا کہ اس کی حرمت کے بعد اس کو حلال کہا ہو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول یہ جو خدا نے فرمایا۔ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا ۔ (اونٹ اور گائے اور بکریوں میں سے ہر ایک کی چربی کو ہم نے بنی اسرائیل پر حرام قرار دیا ہے) آیا یہ بھی ایسے ہی ہے جیسا آپ نے بیان کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر میں نے کہا کہ یہ قول خدا بھی ایسے ہی ہے جس میں خدا فرماتا ہے :

اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ۔

(مگر وہ جو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔) آپ نے فرمایا کہ حضرت اسرائیل کو ایک بیماری تھی جس کا نام عرق النساء تھا جب ان کو اس کا درد محسوس ہوتا تھا تو اس میں شدت آجاتی تھی۔ تو آپ نے خدا کے ساتھ عہد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس درد سے نجات عطاء کردے گا تو میں ایک ایسی چیز کو کھانا چھوڑ دوں گا۔ جو مجھے بہت پسند ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاء دے

Presented by Ziaraat.com

دی تو آپ نے اونٹ کا گوشت چھوڑ دیا کیونکہ وہ آپ کو بہت پسند تھا تو انہوں نے تورات کے نازل ہونے سے پہلے ہی اونٹ کے گوشت کو اپنے لیئے حرام قرار دیا تھا اور جب تورات نازل ہوئی تو خدا نے تورات میں اس کو حرام نہیں قرار دیا بلکہ اس کے بعد بھی اولاد (یعقوب) اسرائیل نے اس کو نہیں کھایا تھا۔

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

اور اس بناء پر کہ وہ سود لیتے تھے جبکہ سود سے انکو روکا گیا تھا۔ اور وہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے تھے۔ پس جو لوگ ان میں سے کافر ہیں ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور ایمان لانے والے ہیں وہ ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہیں اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اسی طرح کے ایمان رکھنے والے اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرنے والے اور اللہ اور روز آخرت پر کامل عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو ہم عنقریب اجر عظیم عطاء کریں گے۔ ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی نازل کی ہے جس طرح ہم نوح اور اس کے بعد نبیوں کی طرف نازل کی تھی اور ہم ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب عیسیٰ ایوب یونس ھارون اور سلمان کی طرف وحی بھیجیں اور ہم نے داؤد کو زبور عطاء کی ہے۔ کچھ رسول ایسے ہیں کہ جن کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کر دے ہیں اور کچھ رسول ایسے ہیں کہ جن کے واقعات ہم نے آپ سے نہیں بیان کیئے اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کرنے کا حق ادا کر دیا۔ یہ سارے رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے اور انہیں اس لیئے معبوث کیا گیا کہ رسولوں کے آنے کے بعد انسانوں کی خدا کے مقابلے میں کوئی حجت اور عذر باقی نہ رہے۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ سے لیکر وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۶﴾ تک ساری کی ساری محکم آیات ہیں جن میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

(لوگ اس کو تسلیم کریں یا نہ کریں) مگر خدا اس کی گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ اس نے آپ پر نازل کیا ہے وہ اپنے علم کے تحت نازل کیا ہے اور اس پر ملائکہ بھی گواہ ہیں اور اللہ ہی گواہی کے لیے کافی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے لوگوں کو روکا وہ گمراہی میں بہت دور تک چلے گئے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا انہیں خدا ہرگز معاف نہیں کرے گا اور نہ ہی انھیں (اپنے) راستے کی ھدایت کرے گا۔ سوائے جہنم کے راستہ کے جہاں ان کو ہمیشہ رہنا ہے اور یہ خدا کے لیے بہت ہی آسان ہے۔

علامہ فرماتے ہیں ابوبصیر نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ۔۔۔ میں جو ظلموا استعمال ہوا ہے اس سے مراد وہ ظالم ہیں جنہوں نے آل محمد پر ظلم کیا ہے ان کو خدا ہرگز معاف نہیں کرے گا اور یہ ہی ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ

اے لوگو! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ آیا ہے پس تم اس پر ایمان لے آؤ یہ ہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے کفر کیا تو (جان لو کہ) زمین وآسمان کی تمام چیزیں خدا کی ملکیت ہیں اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے علاوہ کوئی بات منسوب نہ کرو حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم تو فقط اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جس کا القا مریم کی طرف کیا گیا ہے اور وہ اللہ کی طرف سے ایک روح ہے تم اللہ اور اس کے

Presented by Ziaraat.com

رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین کا نام بھی نہ لو۔ اس سے باز آجاؤ یہ ہی تمہارے لیے بہتر ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ

یعنی تین کا نام مت لو۔ یعنی نصاریٰ تین خداؤں کے قائل تھے اور وہ تین یہ ہیں اللہ۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہا السلام۔ ان کو خدا مانتے تھے تو اس سے خدا نے روکا ہے۔ کہ تین خداؤں کا اقرار مت کرو۔ اس برے عقیدہ سے باز آجاؤ یہ ہی تمہارے لیئے بہتر ہے اور جو تمہارے لیے بہتر ہے اس کا مقصد کرو اور یہ کہ۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

اللہ بس ایک ہی معبود ہے وہ پاک ہے کوئی اس کا بیٹا ہو۔ جبکہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اس کی ملکیت ہیں اور وہ بطور کار ساز کافی ہے۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾

حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح نے کبھی بندہ خدا ہونے کو اپنے لیئے ننگ و عار نہیں سمجھا اور نہ ہی ہمارے مقرب فرشتوں نے بندہ ہونے کو اپنے لیئے ننگ و عار جانا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کی بندگی کو اپنے لیے ننگ و عار سمجھا اور اس نے تکبر کیا پس عنقریب ان سب کو اللہ اپنے پاس جمع کرنے والے ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہونگے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے ہونگے تو خدا ان کو ان اعمال کا ممکن اجر عطاء کرے گا۔ اور اپنے فضل سے انکے اجر میں اضافہ بھی کرے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بندگی خدا کو اپنے لئے ننگ و عار جانا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو انہیں اللہ دردناک عذاب دے گا اور خدا کے علاوہ کوئی اپنے لیے سرپرست اور مددگار نہیں پائیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾

اے لوگو! تحقیق تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیل آچکی ہے اور ہم تمہاری طرف واضح نور ہی نازل

Presented by Ziaraat.com

کر چکے ہیں۔

امام فرماتے ہیں کہ نُوْرًا مُّبِیْنًا ﴿۱۷۴﴾ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی امامت ہے۔ اور پھر آپ نے اس سے متصل آیت کی تلاوت کی جس میں خدا نے فرمایا۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۱۷۵﴾

(پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس سے منسلک رکھا پس عنقریب ان کو خدا اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی طرف آنے والے سیدھے راستے کی ھدایت کرے گا)

امام نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ جو امیر المومنین اور آئمہ علیہم السلام کی امامت ولایت سے منسلک رہتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی میں درج ہے کہ برھان سے مراد رسول خدا کی ذات ہے اور نور بین سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں)

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

اے میرے رسول! یہ لوگ آپ سے فتوی طلب کرتے ہیں پس آپ فرمادیں کہ اللہ تم کو کلالہ (بہن بھائی) کے بارے میں فتوی دیتا ہے اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور صرف اس کی ایک بہن وارث ہو تو اسے ترکہ میں سے نصف دیا جائے گا اسی طرح اگر اسے اگر بہن مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث فقط ایک بھائی ہو تو اس کو بھی نصف دیا جائے گا پھر اگر وارث دو بہنیں ہو تو انکو ترکہ کا دو تہائی ملے گا اور بہن اور بھائی دونوں ہیں تو پھر مرد کو عورت کے دو برابر حصہ ملے گا۔ خدا یہ سب واضح کر رہا ہے تا کہ تم گمراہ نہ ہونے پاؤ اور خدا ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے عمر بن اذنیہ سے اور انہوں نے بکیر سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا ایک بہن کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو اس کی ہمشیرہ کو ترکہ کا نصف حصہ ملے گا۔ آیت کے تحت نصف ملے گا اور باقی نصف بطور رد سے دیا جائے گا۔ بشرطیکہ مرنے والے کے کوئی وارث موجود نہ ہو اور ایسے ہی حکم ہے کہ اگر مرنے والے کی ایک بیٹی موجود ہے اور کوئی وارث نہیں تو آیت کے تحت اس کو نصف ترکہ ملے گا اور باقی نصف بطور رد اس کو دیا جائے گا

Presented by Ziaraat.com

اور اگر مرنے والے کا سوائے ایک بھائی کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو آیت کے تحت اس کو ساری میراث دے دی جائے گے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط

(اگر بہن بے اولاد مر جائے تو بھائی اس کا وارث ہے) اور اگر مرنے والے کی دو ہمشیرہ ہو تو ان دونوں کو دو تہائی دیا جائے گا اور باقی اسکو بطور صلہ رحمی کے تحت اس کو دیا جائے گا۔ اور اگر مرنے والی کا بھائی بھی ہے اور بہن بھی ہیں تو پھر ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دیا جائے گا۔ یہ سارے احکام اس صورت میں ہیں کہ جب مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین بھی نہ ہوں اور اس کی زوجہ یا شوہر نہ ہو۔

سورۃ النساء ختم شد

Presented by Ziaraat.com

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ

قرآن مجید کا ترتیب کے اعتبار سے پانچواں سورہ مائدہ ہے اور اس کی کل آیات ایک سو بیس ہیں۔ اور اس کے رکوع کی تعداد سولہ ہیں اور یہ مدنی سورہ ہے اور اس کی آیات میں سے ایک اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ فقط یہ آیت مکی ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ساری سورہ مدنی ہے اس کے پڑھنے کے ثواب کے بارے میں کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت درج ہے اور اس روایت کو تفسیر نور الثقلین والے نے بھی درج کیا ہے جس میں امام فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر جمعرات کے دن سورہ مائدہ کی تلاوت کرے گا تو وہ اپنے ایمان کو ظلم سے مخلوط نہیں کرے گا اور وہ کبھی شرک کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث درج ہے جس کا راوی ابی ابن کعب ہے جس میں رسول خدا نے فرمایا جو شخص سورہ مائدہ کی تلاوت کرے گا تو دنیا میں جتنے بھی یہودی یا عیسائی افراد ہیں ان کی تعداد سے دس گناہ اسے زیادہ اجر دیا جائے گا۔ اور اس کی دس برابر برائیاں مٹادی جائیں گی۔ اور اسکے دس برابر درجات بلند کیئے جائیں گے۔ تفسیر عیاشی میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا قرآن کی بعض آیات ایسی ہیں جو سابقہ احکام کو منسوخ کرتی ہیں اور احکام قرآن کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ سب سے آخر میں آپ پر سورہ مائدہ نازل ہوئی تھی اس سورہ نے سابقہ احکام کو منسوخ کر دیا ہے لیکن اس سورہ کے احکام کو کسی سورہ نے منسوخ نہیں کیا۔ یہ سورہ آپ پر نازل ہوئی تو آپ اس وقت اپنے شیباء نامی خچر پر سوار تھے۔ اور وحی کے بوجھ کی وجہ سے وہ رک گیا اور اس کا پیٹ زمین کی طرف جھک گیا اور اتنا جھکا کہ اس کی ناف زمین تک چلی گئی اور رسول خدا پر غشی کی کیفیت طاری ہو چکی تھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیبہ بن وہب کی پیشانی کے اوپر بالوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور بعد ازاں آپ کی یہ حالت ہو گئی اور آپ نے ہمارے سامنے سورہ مائدہ کی تلاوت فرمائی۔ اس سورہ پر رسول خدا نے بھی عمل کیا اور ہم نے بھی عمل کیا۔ (من جانب مترجم)

آیت نمبر 1 سے 19 تک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا

Presented by Ziaraat.com

يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا
الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ
قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى
الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۘ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۘ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ② حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ
وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۘ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ
تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ
فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْـَٔلُوْنَكَ
مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ
مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۘ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④
اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ

Presented by Ziaraat.com

لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۖ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى
الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۗ وَاِنْ كُنْتُمْ
جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۗ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ
مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۗ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ
عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ
وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ
بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۗ اِعْدِلُوْا ۟
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹

Presented by Ziaraat.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ
اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى
خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ
وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ

Presented by Ziaraat.com

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ
اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ
فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ
لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا
نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ایمان والو اپنے عہد و پیمان اور معاملات کی پابندی کرو تمہارے لئے تمام چوپائے حلال کر دیئے گئے ہیں علاوہ ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں۔ مگر حالتِ احرام میں شکار کو حلال مت سمجھ لینا بے شک اللہ جو چاہتا حکم دیتا ہے (۱) ایمان والو! خبردار خدا کی نشانیوں کی حرمت کو ضائع نہ کرنا اور نہ محترم۔ قربانی کے جانور اور جن جانوروں کے گلے میں پٹے باندھ دیئے گئے ہیں اور جو لوگ خانہ خدا کا ارادہ کرنے والے ہیں

Presented by Ziaraat.com

اور فرض پروردگار اور رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں ان کی حرمت کی خلاف ورزی نہ کرنا اور جب احرام ختم ہوجائے تو شکار کرو اور خبردار کسی قوم کی عداوت فقط اس بات پر کہ اس نے تمہیں مسجد الحرام سے روک دیا ہے تمہیں ظلم پر آمادہ نہ کردے۔۔ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور تعدّی پر آپس میں تعاون نہ کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا کہ اس کا عذاب بہت سخت ہے (۲) تمہارے اوپر حرام کردیا گیا ہے مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اور منخنقہ اور موقوذہ، اور متردیہ اور نطیحہ اور جس کو درندہ کھا جائے مگر یہ کہ تم خود ذبح کرلو اور جو نصاب پر ذبح کیا جائے اور جس کی تیروں کے قرعہ اندازی کرو کہ یہ سب فسق ہے اور کفار تمہارے دین سے مایوس ہوگئے ہیں لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کردیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنادیا ہے لہٰذا جو شخص بھوک میں مجبور ہوجائے اور گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۳) پیغمبر یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جو کچھ تم نے شکاری کتوں کو سکھا رکھا ہے اور خدائی تعلیم میں سے کچھ ان کے حوالہ کر دیا ہے تو جو کچھ وہ پکڑ کے لائیں اسے کھالو اور اس پر نام خدا ضرور لو اور اللہ سے ڈرو کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۴) آج تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں اور اہلِ کتاب کا طعام بھی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لئے حلال ہے اور اہلِ ایمان کی آزاد اور پاک دامن عورتیں یا ان کی آزاد عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کی اجرت دے دو پاکیزگی کے ساتھ۔ نہ کھلم کھلا زنا کی اجرت کے طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر دوستی کے انداز سے اور جو بھی ایمان سے انکار کرے گا اس کے اعمال یقیناً برباد ہوجائیں گے اور وہ آخرت میں گھاٹا اُٹھانے والوں میں ہوگا (۵) ایمان والو جب بھی نماز کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سر اور گٹے تک پیروں کا مسح کرو اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو اور اگر مریض ہو یا سفر کے عالم میں ہو یا پاخانہ وغیرہ نکل آیا ہے یا عورتوں کو باہم لمس کیا ہے اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ اس طرح کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو کہ خدا تمہارے لئے کسی طرح کی زحمت نہیں چاہتا۔ بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں

Presented by Ziaraat.com

پاک و پاکیزہ بنادے اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کردے شاید تم اس طرح اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ (۶) اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت اور اس کے اس عہد کو یاد کرو جو اس نے تم سے لیا ہے جب تم نے یہ کہا کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت کی اور خبردار اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ دل کے رازوں کا بھی جاننے والا ہے (۷) ایمان والو خدا کے لئے قیام کرنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو اور خبردار کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ انصاف کو ترک کردو۔ انصاف کرو کہ یہی تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۸) اللہ نے صاحبانِ ایمان اور عمل صالح والوں سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے (۹) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہ سب کے سب جہنّمی ہیں (۱۰) ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو خدا نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ صاحبانِ ایمان اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (۱۱) اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے اور خدا نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور ہمارے رسولوں پر ایمان لے آئے اور ان کی مدد کی اور خدا کی راہ میں قرض حسنہ دیا تو ہم یقیناً تمہاری برائیوں سے درگزر کریں گے اور تمہیں ان باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ پھر جو اس کے بعد کفر کرے گا تو وہ بہت برے راستہ کی طرف بہک گیا ہے (۱۲) پھر ان کی عہد شکنی کی بنا پر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنادیا وہ ہمارے کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور انہوں نے ہماری یاددہانی کا اکثر حصّہ فراموش کردیا ہے اور تم ان کی خیانتوں پر برابر مطلع ہوتے رہو گے علاوہ چند افراد کے لہٰذا ان سے درگزر کرو اور ان کی طرف سے کنارہ کشی کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۳) اور جن لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نصرانی ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا اور انہوں نے بھی ہماری نصیحت (انجیل) کے ایک حصّہ کو فراموش کردیا تو ہم نے بطور سزا ان کے درمیان عداوت اور بغض کو قیامت تک کے لئے راستہ دے دیا اور عنقریب خدا انہیں ان باتوں سے باخبر کرے گا جو وہ انجام دے رہے تھے (۱۴) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جو اُن میں سے بہت سی باتوں کی وضاحت کررہا ہے جن کو تم

Presented by Ziaraat.com

کتابِ خدا میں سے چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے (۱۵) جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر اپنے حکم سے نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے (۱۶) یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جن کا کہنا یہ ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہیں۔ پیغمبر آپ ان سے کہئے کہ پھر خدا کے مقابلہ میں کون کسی امر کا صاحبِ اختیار ہوگا اگر وہ مسیح بن مریم اور ان کی ماں اور سارے اہل زمین کو مار ڈالنا چاہے اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی کل حکومت ہے۔ وہ جسے بھی چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۱۷) اور یہودیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اللہ کے فرزند اور اس کے دوست ہیں تو پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ پھر خدا تم پر تمہارے گناہوں کی بنا پر عذاب کیوں کرتا ہے۔۔۔ بلکہ تم اس کی مخلوقات میں سے بشر ہو اور وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور اس کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی کل کائنات ہے اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے (۱۸) اے اہلِ کتاب تمہارے پاس رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد ہمارا یہ رسول آیا ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا تھا تو لو یہ بشیر و نذیر آ گیا ہے اور خدا ہر شے پر قادر ہے (۱۹)

تفسیر

(بسم اللہ تمام سورتوں کا جز ہے اور باقاعدہ سورت کی آیت شمار ہوتی ہے۔)

سورہ توبہ کے شروع میں یہ آیت درج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ①

اے ایمان والو اپنے عہد و پیمان کی پورا کرو اور چوپائے اور چوپاؤں کے جنین تمہارے لیے حلال کر دیئے گئے ہیں۔ مگر

Presented by Ziaraat.com

وہ جو تم سے بیان کیے جائیں گے۔ اور احرام کے وقت شکار کو حلال مت سمجھو اور خدا جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے النضر بن سوید سے اور انہوں نے عبداللہ بن منان سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ۔

اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ

میں عقود سے مراد عہد و پیمان ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حسین بن محمد بن عامر نے خبر دی ہے اور انہوں نے المعلی بن محمد البصری سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابوجعفر الثانی علیہ السلام سے خبر دی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس قول کے بارے میں فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ

یعنی اے ایمان والو جو تم سے علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں عہد و پیمان لیا گیا ہے اس کو پورا کرو یعنی دوسرے عہد و پیمان کی طرح اس عہد و پیمان کو پورا کرنا بھی واجب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ واجب تر ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ (یعنی تمہارے لیے جانور کے جنین کو بھی حلال قرار دیا ہے) آپ نے فرمایا بَهِيْمَةُ سے مراد وہ جنین ہے جو ماں کے شکم میں موجود ہے کہ جس کے جسم پر بال اور اون پیدا ہو چکی ہو تو اس کو حلال قرار دیا ہے اور اس کو الگ سے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کی ماں کا ذبیح ہی اس کا ذبیح شمار ہوگا اور اس آیت سے یہ ہی مفہوم خدا نے مراد لیا ہے۔

(اس روایت کو محمد بن سلم نے امامین صادقین سے نقل کیا ہے اور اس کو اصول کافی میں ذکر کیا گیا ہے۔ مترجم)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآىِٕدَ وَلَاۤ اٰۤمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۘ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۘ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲

اے ایمان والو! شعائر اللہ کی بے حرمتی مت کرو۔ اور حرام مہینوں میں سے کسی کو حلال نہ کرو (یعنی ان کی حرمت پامال مت کرو) اور نہ ہی اس قربانی کی کہ جس کی تم نے نذر کی ہے اور نہ ہی ان جانوروں کی کہ جن کی گردن میں تم نے قربانی کی خاطر پٹہ ڈال دیا ہے ان کی بھی حرمت کو پامال مت کرو اور نہ ہی ان کی جو اپنے رب کی خوشنودی اور اس کے فضل کی خواستگار کی اور اس کے

Presented by Ziaraat.com

محترم مکان کی (بیت اللہ کی) طرف جارہے ہیں ان کی حرمت کو پامال نہ کرو۔ (اور ایسے ہی حالت احرام میں تم پر شکار بھی حرام ہے لیکن) جب تم احرام کھول لو اور محل ہو جاؤ تو اس وقت تمہارے لیے شکار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور کسی قوم کی عداوت اس بناء پر کہ انہوں نے تم لوگوں کو مسجد الحرام سے روکا تھا یہ عداوت تمہارے لیے باعث نہ بن جائے کہ تم بھی زیادتی کر گزرو۔ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو لیکن گناہ اور ظلم زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

شعائر اللہ: یعنی اللہ کی وہ نشانیاں جو حرمت وعزت والی ہیں کہ جن کا احترام ضروری ہے وہ چند ہیں: (۱) طواف بیت اللہ (۲) مقام ابراہیم پر نماز ادا کرنا۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا بلکہ تمام اعمال حج شعائر اللہ میں سے ہیں اور شعائر میں سے وہ قربانی کا اونٹ ہے جس کو حاجی حج کرنے کے ارادہ سے جب بیت اللہ کی طرف جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے اور پھر اس کی کوہان کاٹ دیتا ہے اور اس کو اس عظیم قرار دیتا ہے اور اس کی گردن میں قلابہ ڈال دیتا ہے تاکہ تمام لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کے لیے ہے تاکہ کوئی بھی اسکو تنگ نہ کرے اور اس کو پریشان نہ کرے اور اس جانور کو شعائر اللہ کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعے کسی واقعے کا شعور حاصل ہو اور وہ اس کی معرفت حاصل کر لیں۔

وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

حرمت والا مہینہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے یہ ان ماہ میں سے ایک ہے جن کو اللہ نے حرمت والے ماہ قرار دیا ہے اور وہ چار ہیں۔ وَلَا الْهَدْيَ: یعنی وہ قربانی کا جانور جس کو احرام باندنے کے بعد اس کو اپنے ساتھ ہانک کر لاتے ہیں۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ: یعنی وہ قربانی کا جس کے گلے میں نذر کا پٹہ ڈالا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ اس کے گلے میں وہ جوتی ڈالی جائے جس کو نماز کے لیے جاتے وقت استعمال کیا جاتا ہے

وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ

سے مراد وہ حاجی ہیں جو حج کے لئے بیت اللہ جاتے ہیں۔

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا

جب تم احرام باندھے ہو تو تم پر تمام قسم کا شکار حرام ہو جاتا ہے اور جب دوبارہ احرام کھول لیتے ہو تو پھر دوبارہ تمہارے لیے شکار کرنا حلال ہو جاتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا

(تم لوگوں کو کسی قوم کی عداوت و دشمنی کہ انہوں نے تم کو مسجد احرام سے روکا تھا یہ عداوت تم کو زیادتی پر آمادہ نہ کرے) یعنی چونکہ قریش کے کفار نے حدیبیہ کے دن تم کو مسجد حرام میں آنے سے روکا تھا لہٰذا ان کے ساتھ یہ عداوت و دشمنی تم کو

Presented by Ziaraat.com

اس پر آمادہ نہ کردے کہ تم بھی ان پر ظلم وزیادتی کرو۔ (وہ ان کا کردار تھا ارتمھارا کردار اسلامی ہونا چاہیئے) پھر یہ حکم اس آیت کے ذریعے منسوخ ہوگیا۔ جس میں خدا نے فرمایا۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

(پس تم مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کردو) اس نے پہلے حکم کو منسوخ کردیا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳

تم پر حرام کیا گیا ہے مردار خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جس کو غیر خدا کے لیے ذبح کیا گیا ہو جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر مر گیا ہو یا جس جانور کو درندوں نے چیر پھاڑ دیا ہو سوائے اس کے کہ جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کرلیا ہو۔ اور جو کسی بت کدہ کے آستانے پر ذبح کیا گیا ہو اور جو جوئے کے تیروں پر تقسیم کیا گیا ہو یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے۔ یہ سارے افعال فسق وفجور ہیں آج کے دن سے کافر تمہارے دین سے مایوس ہوگیا ہے لہٰذا تم ان سے مت ڈرو بلکہ فقط مجھ سے ڈرو آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور میں تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کرلیا ہے البتہ جو شخص بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھائے لیکن اس کا گناہ کی طرف میلان نہ ہو تو بیشک اللہ ایسے لوگوں کو معاف کرنے والا ہے اور رحم فرمانے ولا ہے۔

خدا نے اس آیت میں انسان کے لیے چند چیزیں جو حرام کی ہیں انکو بیان کیا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مردار ۲۔ خون ۳۔ سور کا گوشت جو مشہور ہے ۴۔ جو غیر خدا کے لیے ذبح کیا جائے یعنی وہ جانور جن کو کافر اپنے بتوں کے لیے یا ان کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔

۵۔ مخنقہ مجوسی ذبح شدہ جانور نہیں کھایا کرتے تھے اور وہ مردار کو کھایا کرتے تھے لہٰذا وہ گائے یا بکری کا گلا گھونٹا کرتے تھے جب وہ مرجاتی تو اس وقت اس کو کھاتے تھے۔

۶۔ موقوذۃ: اس دور کے لوگ جانور کو سختی سے اس کی آنکھوں اور پاؤں کو باندھ لیتے تھے تاکہ نا دیکھ سکے اور نا ہی دوڑ

Presented by Ziaraat.com

سکے پھر اس کو مارا کرتے تھے اور اس قدر اس کو مارتے کہ وہ مرجائے تو پھر وہ جب مرجاتا تھا تو اس کو کھاتے تھے۔

۷۔ والتردیۃ: وہ جانور کو آپس میں لڑاتے تھے جب ایک جانور دوسرے کو ٹکریں مار مار کر مار دیتا تو وہ اس مردہ کو کھالیتے تھے۔

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ

۸۔ (اور وہ جانور جس کو کسی درندے نے کھایا ہو وہ بھی حرام ہے مگر یہ کہ تم اس کو زندہ پکڑ کر ذبح کرلو)

۹۔ کفار اور مشرکین ان جانور کو کھالیتے تھے جن کو شیر نے مار دیا ہو یا بھیڑیئے نے مار دیا ہو اور اس کو کھایا ہو تو اس درندے کے بچے ہوئے جانور کو کھالیا کرتے تھے۔

۱۰۔ وہ جانور جو کسی بت خانے یا بت کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ بھی حرام ہے آتش پرست چونکہ آگ کی پوجا کرتے تھے اس لیے وہ اپنے آتش کدہ پر جانور ذبح کرتے تھے اور قریش والے بتوں کی اور درختوں کی پوجا کرتے تھے اس لیے یہ اپنے بتوں اور درختوں کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور پھر ان کو کھایا کرتے تھے یہ بھی حرام کر دیا گیا۔ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ

۱۱۔ وہ جانور جن کے گوشت کو جوئے کے تیروں کے ذریعے تقسیم کرتے تھے وہ بھی مسلمانوں پر حرام قرار دیا گیا کیونکہ یہ سب فسق و فجور ہے اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ اونٹ خریدتے اور اس کو نحر کرتے تھے اور پھر اس کے گوشت کے دس حصے قرار دیتے تھے پھر اس گوشت میں دس افراد شامل ہوجاتے اور ان کے پاس دس پانسے کے تیر ہوتے تھے۔ ان میں سے سات تیر ایسے ہوتے تھے جو تھوڑے سے مڑے ہوتے تھے ان میں تین تیر بالکل سیدھے ہوتے تھے۔ اور وہ ان تیروں کے ذریعے قرعہ اندازی کرتے جن افراد کے مقدر میں سیدھے تیر آجاتے تو ان تین افراد کو پورے اونٹ کی قیمت ادا کرنی پڑتی تھی۔ سات تیر جو مڑے ہوتے ان کے نام یوں ہوتے تھے۔

۱۔ الفذ ۲۔ توام ۳۔ مسبل ۴۔ النافس ۵۔ حیس ۶۔ رقیب ۷۔ اور ھلی پس فذ کے لیے ایک حصہ تھا۔ توام کے لیے دو مسبل کے لیے تین اور نافس کے لیے چار حیس کے لیے پانچ رقیب کے لیے چھ اور ھلی کے لیے سات حصے ہوتے تھے۔ اور وہ تین تیر جو مڑے ہوئے نہیں ہوتے تھے ان کے نام یہ ہیں سفع فسیع وغدیہ یہ تیر جنکے حصے میں آتے تھے اُن کو گوشت نہیں دیا جاتا تھا اور اونٹ کی قیمت ان تینوں کے حصے میں آتی تھے تو چونکہ یہ جوئے کی ہی ایک صورت تھی پس اس کو خدا نے حرام قرار دیا تھا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

(آج وہ دن ہے کہ جس دن کفار تمہارے دین سے مایوس ہوگئے۔)

یہ آیت اس دن نازل ہوئی جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا اعلان غدیر خم پر ہوا۔ تو خدا

Presented by Ziaraat.com

نے فرمایا آج کے دن سے کفار آپ کے دین سے ناامید و مایوس ہو گئے ہیں۔ (چونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی جو پیدا ہوئیں وہ بھی اللہ نے واپس لے لی تو کفار اور منافق تمام پرامید تھے کہ چونکہ رسول کا اپنا کوئی فرزند نہیں ہے لہٰذا ان کا کوئی وارث نہیں ہوگا اور جب ان کوئی وارث نہیں ہوگا تو یہ مذہب یا تحریک جو رسول نے جاری کی وہ ختم ہو جائے گی لہٰذا دین اسلام بے وارث و والی ہونے کی وجہ سے ختم و نابود ہو جائے گا لیکن جب حکم خدا سے رسول خدا نے امیر المومنین کو اپنا جانشین و وارث مقرر کیا تو کفار کی امیدوں پر پانی پھر گیا جس کیوجہ سے وہ ناامید ہو گئے اور دین اسلام کے ختم کرنے والے ان کے خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ تو اس وقت خدا نے فرمایا اعلان ولایت علی کی وجہ سے آج کفار آپ کے دین سے ناامید و مایوس ہو گئے ہیں۔ مترجم)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

(آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا)

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے العلد سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا آخری واجب کہ جس کو خدا نے نازل کیا وہ ہماری ولایت ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی اور واجب نازل نہیں کیا اور ہماری ولایت پر ہی اپنے دین کو مکمل کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔

آج تمہارے دین کو ہم نے مکمل کر دیا اور یہ آیت لواھا الفنم یا کراھا الفھیم پر نازل ہوئی تھی یہ مقام جحفہ کے میقات کو کہا جاتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جو شام والوں کے لیے مقام میقات ہے وہ اس مقام پر احرام باندھتے ہیں اور اس کے قریب ہی میدان غدیر خم ہے۔ پس حضرت رسول خدا نے ہماری ولایت کا اعلان اس مقام پر کیا اور اس کے بعد خدا نے کوئی اور واجب نہیں نازل کیا۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ

(پس جو شخص بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان حرام شدہ اشیاء سے کوئی چیز کھائے اور گناہ کی طرف میلان نہ رکھتا ہو ایسے شخص کو بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا ہے)

مجبور شخص کے لیے یہ اجازت و رخصت بیان ہو رہی ہے کہ وہ مردار یا خون، سور کا گوشت۔۔۔ وغیرہ کھا سکتا ہے۔

مخمصۃ: یعنی بھوک۔۔ ابوالجارود کی روایت جو اس نے حضرت امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کی ہے اس میں ہے

Présented by Ziaraat.com

آپ سے غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ کے بارے میں سوال کی گیا تو آپ نے فرمایا۔ اس سے مراد ہے کہ وہ عملاً اور جان بوجھ کر حرام کو نہ کھانے والا ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی نے اسی قول غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ کے بارے میں فرمایا۔ کہ مراد یہ ہے کہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو۔ پس جو شخص ناحق و معصیت کے سفر پر ہو اور وہ دوران سفر مجبور ہو جائے تو اس کو مردار کھانے کی اجازت نہیں ہے اور ایسے جو راہ زن و چور ہے یا ظلم و جور کرنے والا مجبور ہو کر ان حرام کردہ چیزوں کو کھانا چاہتا ہے بھوک کی وجہ سے تو اس کے لیے اجازت نہیں ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

(اے رسول یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے حلال کیا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لیے سدھار رکھے ہیں اور جو طریقے خدا نے تمہیں بتائے ہیں ان میں سے کچھ تم نے ان جانوروں کو بھی سکھایا ہو تو یہ شکاری جانور جس شکار کو تمھارے لیے پکڑ لیں اس کو کھاؤ اور جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت اللہ کا نام اس پر پڑھ لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

شکاری جانور کے پکڑے ہوئے شکار سے مراد یہ ہے کہ اگر شکاری کتا جس کو شکار کے لیے سدھایا گیا تو اس کے شکار کو کھانا جائز ہے اگر وہ شکار کو پکڑے اور مار بھی دے تب بھی اس کے شکار کو کھانا جائز ہے اور اس پر دلیل خدا یہ فرمان ہے کہ

فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

(پس جو شکاری نے تمھارے لیے پکڑا ہے اس کو کھاؤ)

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے فضالۃ بن ایوب سے اور انہوں نے سیف بن عمیرہ اور انہوں نے ابو بکر الحضری اور انہوں نے ابو عبداللہ امام صادق علیہ اسلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ سے سوال کیا۔ باز۔ شکرا۔ چیتے یا کتے کے پکڑے ہوئے شکار کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا ان کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ جو جانور شکار کو پکڑ کر لے آئیں اور تم اس شکار کو زندہ پکڑ لو اور اس کو ذبح کر لو تو پھر اس کو کھاؤ اور اگر شکار ذبح سے قبل ہی مر جائے تو اس کو کھانا جائز نہیں۔ سوائے شکاری کتے۔ اس کے شکار کو کھانا جائز ہے۔ میں نے عرض کیا خواہ شکاری کتا شکار کو مار ہی دے پھر بھی؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اسکو کھاؤ کیونکہ خدا نے خود فرمایا۔

Presented by Ziaraat.com

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

(اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لیے سدھار رکھے ہیں اور جو طریقے خدا نے تمھیں بتائے ہیں ان میں سے کچھ انکو بھی تم نے سکھایا ہو تو اس شکاری کے پکڑے ہوئے شکار کو تم کھاؤ)

پھر آپ نے فرمایا تمام جو درندے ہیں وہ شکار کو اپنے لیے پکڑتے ہیں سوائے اس شکاری کتے کے جس کو سدھایا گیا ہو ۔ یہ اپنے مالک کے لیے پکڑتا ہے۔ پس جب تم سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار کے لیے چھوڑو تو اس پر اللہ کا نام لیا کرو یہ بھی اس شکار کا ذبح ہوگا۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

آج تمھارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال قرار دیا ہے اور تمھارا کھانا ان کے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ امام معصوم فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پھل، اناج اور وہ چیزیں جو ذبح نہیں ہوتی وہ اہل کتاب کی تمھارے لیے حلال ہیں لیکن جو وہ ذبح کرتے ہیں وہ تمھارے لیے حلال نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں پھر آپ نے فرمایا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ تمھارے ذبح کو حلال نہیں جانتے تم ان کے ذبح کو کیسے حلال قرار دو گے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ

اور پاک دامن عورتیں تمھارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان سے ہو یا ان لوگوں سے ان کا تعلق ہو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ بشرطیکہ تم ان کا حق مہر ادا کر کے نکاح میں ان کے محافظ بنو نا کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔ جیسے کہ خدا نے فرمایا۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ

اور تم مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ صاحب ایمان نہیں بن جاتیں فرماتے ہیں اس آیت میں جو اہل کتاب سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے وہ اہل کتاب عورتیں مراد ہیں جو جزیہ دیتے ہیں اور مسلمانوں کے علاقہ میں رہتے ہوئے اسلامی حکومت کے قوانین پر عمل کرتے ہیں لیکن وہ اہل کتاب جو دار الشرک میں رہتے ہیں اور جزیہ بھی نہیں دیتے تو ان سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے

Presented by Ziaraat.com

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫

(اور جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کریگا پس اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے)

آپ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جو ایمان لائے اور بعد از ایمان اھل شرک کی اتباع واطاعت کرے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں جائیں گے اور اس نے ایمان کے ساتھ کفر کیا ہے (یعنی کفر اعمالی کیا ہے)

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

اور یہ ہی وہ ہے جو آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶

اے اہل ایمان جب نماز کے لیے آمادہ ہو جاؤ تو اپنے منہ دھوڈالو اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو اور پھر اپنے سروں کے بعض حصے کا اور اپنے ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلو اور اگر تم مجنب ہو تو غسل کرو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء گیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو اور اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کے بعض حصے کا مسح کرو اور اللہ تم پر سختی نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ تم اس کے شکر گزار بن جاؤ۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکمات میں سے ہے۔

یہ آیت وضو کی آیت ہے اور یہ وضو کو بیان کر رہی ہے اور اس کی ترتیب کو بیان کر رہی ہے تو تمام مسلمان قرآن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن وضوء کے کرنے میں اختلافات کیوجہ کیا ہے تو اس کی وجہ آیت کے یہ الفاظ ہیں۔

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ

تو وضو میں اختلاف کا سرچشمہ یہ ہے کہ یہ الیٰ کس معنی میں ہے۔ اس میں چند قول ہیں۔ (۱) خود علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ الیٰ من کے معنی ہیں جو ابتداء الغایت کو بیان کرتا ہے یعنی اپنے ہاتھوں کو وضو میں کہنیوں سے دھوڈالو۔

Presented by Ziaraat.com

(۲) دوسرا قول صاحب ھدایۃ کا ہے وہ قائل ہے کہ اس مقام پر الی مع کے معنی میں ہے۔ اِلَی الْمَرَافِقِ یعنی مع المرافق مراد ہے یعنی کہنیوں سمیت اور میں نے اسی کے اعتبار سے ترجمہ کیا ہے۔

(۳) تیسرا قول باقی عامہ کا ہے جو کہتے ہیں کہ اس مقام پر الی اپنے معنی میں ہے اور وہ معنی ہے انتہائے الغایت۔ یعنی کہنیوں تک ہاتھ دھو اور اسی پر ان کے وضوء کی بنیاد ہے۔ جبکہ ہمارے علماء اسکو اول اور دوم معنی میں قرار دیتے ہیں اور زیادہ تر قول دوم کو اولیت دیتے ہیں۔ اس آیت وضوء میں دوسرا اختلاف اَرْجُلَكُمْ میں پایا جاتا ہے۔ علماء عامہ اس سے پاؤں کا دھونا واجب قرار دیتے ہیں اور علماء خاصہ اس سے مسح واجب قرار دیتے ہیں اس پر بحث کریں گے۔ (۱) جو لوگ اس سے پاؤں کا دھونا واجب وضروری قرار دیتے ہیں وہ اس اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کا عطف ہے پہلے والے قول کے معمول پر جو اَيْدِيَكُمْ ہے اور اس کا تعلق فَاغْسِلُوْا سے قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں چونکہ یہ اَرْجُلَكُمْ فَاغْسِلُوْا کا مفعول ہے لہٰذا اس سے پاؤں کا دھونا ثابت ہوتا ہے اور اس قول کے قائل اکثر عامہ ہیں (۲) اس کے خلاف دوسرا قول علماء خاصہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ پاؤں کا مسح واجب ہے اور یہ علما فرماتے ہیں کہ اس اَرْجُلَكُمْ کا عطف اَيْدِيَكُمْ پر نہیں ہے بلکہ اس کا عطف بِرُءُوْسِكُمْ پر ہے لہٰذا یہ اَرْجُلَكُمْ منصوب نہیں بلکہ مجرور ہے یعنی سر کا بھی مسح واجب ہے۔ اور پاؤں کا مسح بھی واجب ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک اَرْجُلَكُمْ مجرور ہے اور اگر اس کو منصوب بھی پڑھا جائے تب بھی اس کا تعلق وَامْسَحُوْا کے ساتھ ہے اور اس اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا گیا اس کا بِرُءُوْسِكُمْ کے محل پر عطف کیا جائے گا اور وہ محل منصوب ہے لہٰذا اگر اَرْجُلَكُمْ کو منصوب بھی پڑھا جائے تب بھی مسح ہی ثابت ہوتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اگر خود آیت وضوء پر ہی غور کیا جائے تو بھی مسئلہ حل ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں تیمم کو بیان کیا گیا ہے اور تیمم میں ان چیزوں کو مسح کرنا واجب قرار دیا گیا ہے جن کا وضوء میں دھونا لازم تھا کیونکہ قرآن میں تیمم کو بیان کرتے ہوئے ذکر ہوا ہے۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ

(پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو اور اس میں تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو مسح کرو) تو اس حصہ پر غور کریں جو تیمم کو بیان کر رہا ہے اس میں ان اعضاء کا مسح بیان ہوا ہے ان اعضاء کا دھونا حصہ وضوء میں بیان ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر پاؤں کا دھونا مقام وضوء میں واجب ہوتا تو تیمم کے مقام پر پاؤں کا مسح بھی لازم قرار دیا جاتا۔ جبکہ نہیں تو اس سے واضح روشن ہوتا ہے۔ کہ وضوء میں پاؤں کا دھونا واجب نہیں ہے بلکہ مسح واجب ہے اور اس کے علاوہ آئمہ اہل بیت سے بھی پاؤں کا مسح نقل ہوا ہے وہ بھی تائید ہے کہ دھونا واجب نہیں ہے اور اس کے علاوہ روایت بھی نقل ہوئی ہے کہ الوضوء یشتمل علی غسلتین۔ کہ وضوء دو دھونوں پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیلی بحث مجمع البیان میں ذکر ہوئی ہے لہٰذا اگر آئمہ اہل بیت کہ جو اہلیان قرآن ہیں وہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ قرآن جو بیان کرتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پاؤں کا دھونا واجب نہیں بلکہ مسح واجب ہے اور ان ہستیوں کا عمل

Presented by Ziaraat.com

رسول خدا کے عمل کا عکاس ہے تو پھر مسح ہی واجب ہوگا۔ مترجم)

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

اور خدا نے جو نعمتیں آپ کو دیں ہیں ان کو یاد کرو اور اس عہد و پیمان کو یاد کرو جو اس نے تم سے لیا ہے (اور اس کے بعد) جب تم نے یہ کہا تھا کہ ہم نے سنا اور اطاعت قبول کی اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تمھارے سینوں میں پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

انہوں نے فرمایا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام اور دوسرے آئمہ کی ولایت و امامت و خلافت کا عہد لیا تو اس وقت تمام لوگوں نے کہا کہ ہم نے آپ کے فرمان کو سنا بھی ہے اور اس کی اطاعت کو قبول کرتے ہیں اور پھر انہوں نے اس عہد و پیمان کو چھوڑ دیا اور اس کی مخالفت کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰

اے ایمان والو! اللہ کے لیے سچائی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو اور کسی قوم کی دشمنی تم لوگوں کو اتنا مشتعل نہ کرنے پائے کہ تم انصاف کا دامن ہاتھوں سے چھوڑ دو۔ بلکہ عدل کرو یہ عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے اللہ نے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے لیے بخشش اور اجر عظیم قرار دیا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات (یعنی آل محمد) کو جھٹلا دیا وہ ہی جہنمی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

(اے ایمان والو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہے جب ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تھا مگر خدا نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے پہلے ہی روک دیے تھے اور خدا سے ڈرتے رہو

Presented by Ziaraat.com

اور اہل ایمان کو خدا پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے)

وہ قوم جس نے مسلمانوں پر دست درازی کا ارادہ کیا اس سے مراد اہل مکہ ہیں کہ جنہوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ فتح مکہ سے پہلے کی بات ہے اور خدا نے ان کے ہاتھوں کو صلح حدیبیہ کے ذریعے روک دیا تھا۔ اس طرح خدا کا مسلمانوں پر احسان و نعمت ہو گیا۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَىْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ⑫

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد و پیمان لیا تھا اور ہم نے ان میں بارہ نقیب مقرر کیے اور اللہ نے ان سے کہا تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور تم نے خدا کو اچھا قرض دیا تو یقین رکھو کہ میں تمھاری برائیاں دور کر دوں گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور اس کے بعد جس نے تم میں سے کفر اختیار کیا تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑬

پس اس کے بعد ہم نے ان کے عہد شکنی کی وجہ سے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا۔ اب ان کا یہ حال ہے کہ وہ الفاظ کا الٹ پھیر کر کے بات کو کہیں کا کہیں لے جاتے ہیں اور ان کو جن باتوں کی نصیحت کی گئی تھی۔ اس کا بڑا حصہ فراموش کر بیٹھے ہیں اور آئے دن آپ کو ان کی خیانتوں کا پتہ چلتا رہتا ہے ان میں سے بہت کم افراد خیانت سے بچے ہوئے ہیں تم ان کو معاف کرو اور ان سے درگزر کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ فرماتے ہیں کہ۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

(یعنی ان کے عہد و پیمان کے توڑنے کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی ہے) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امیر المومنین کی ولایت کے عہد و پیمان کو توڑ دیا ان پر خدا نے لعنت کی ہے (جیسا کہ بعض آیات میں خطاب نبی اکرم کو ہے لیکن مراد امت ہوتی ہے اس کو یوں کہا جاتا ہے کہ کہنا بیٹی کو اور سنانا بہو کو تو اس علامہ کی تفسیر کی بناء پر یہ آیت کا ظاہر بنی اسرائیل کے ساتھ ہے اور باطنی طور پر اس کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے آل محمدؐ سے دشمنی کی اور ان کا حق غصب کیا اور ان کے حقوق کو پامال کیا)(مترجم)

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

(انہوں نے کلمہ کو اپنے محل سے پھیر دیا)

اس جگہ علامہ فرماتے ہیں کہ کلمہ سے مراد امیر المومنین کی ذات ہے یعنی انہوں نے امیر المومنین کو ان کے مقام سے ہٹا دیا اور اس پر دلیل کہ کلمہ سے مراد امیر المومنین ہیں وہ خدا کا فرمان ہے جس میں ارشاد قدرت ہے کہ:

وَجَعَلَهَا ... عَقِبِهٖ

تو اس کلمہ باقیہ سے مراد امامت ہے۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ

(اور آپ ان میں سے اکثر لوگوں کی خیانتوں پر مطلع ہوتے رہیں گے اور ان میں سے سوائے چند افراد کے باقی کوئی بھی خیانت سے محفوظ نہیں رہے گا پس آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے درگذر کریں)

اس سے مراد بنی اسرائیل کے یہودی ہیں جن کے بارے میں درگزر اور معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہ آیت بعد میں منسوخ ہو گئی تھی اور اس کو اس آیت نے جس میں خدا فرماتا ہے۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

(ان مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ انکو قتل کر دو) نے منسوخ کر دیا تھا۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا

Presented by Ziaraat.com

يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۴﴾

اسی طرح ہم نے ان لوگوں سے بھی عہد و پیمان لیا تھا جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہلواتے تھے مگر ان کی حالت یہ ہے کہ انہیں جو کچھ یاد کروایا گیا تھا وہ اس کا ایک بڑا حصہ فراموش کر چکے ہیں ہم نے قیامت تک کے لیے ان میں بغض و عداوت کو ڈال دیا اور عنقریب خدا انہیں ان کے اعمال کی خبر دے گا۔

علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خدا کے بندے اور ان کی مخلوق تھے اور اس کی رسالت و نبوت کا عہد لیا گیا لیکن انہوں نے اس کو فراموش کر دیا اور ان کو رب قرار دیا۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ

اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آ گیا ہے جو کتاب خدا کی بہت سی ان باتوں کو تمہارے لیے کھول رہا ہے جنکو تم چھپایا کرتے تھے اور بہت سے باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے۔

یعنی ہمارے رسول نے بہت سی ان باتوں کا بیان روشن و واضح کر دیا جن پر تم پردہ ڈالتے تھے اور وہ تورات کی وہ باتیں ہیں جو ہمارے نبی کے بارے میں خبریں تورات میں موجود ہیں اور ان کو بیان کیا جن کو تم نہیں بیان کرتے تھے اور ابھی تو بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے ہمارے رسول نے درگزر کر دیا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور اور روشن کتاب آ چکی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ نور سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں۔ نیز علامہ فرماتے ہیں کہ

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

سے خطاب اہل کتاب (یہودیوں) کے لیے ہے کہ تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

(یعنی نور اور کتاب ہیں) جس کے ذریعے سے اللہ کی رضا کے طالب لوگوں کو سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے

Presented by Ziaraat.com

اور اپنے حکم سے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کیطرف لے آتا ہے اور سیدھی راہ کی طرف ان کی ہدایت کرتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۷

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا کہ جن لوگوں نے کہا کہ مسیح بن مریم ہی اللہ ہے۔ آپ فرمادیں کہ اگر خدا مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام روئے زمین و آسمان والوں کو ہلاک کرنا چاہیے تو کس کی مجال کے کہ وہ اس ذات کو روک سکے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب خدا کی ملکیت ہے اور جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۱۸

اور یہود و نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے فرزند اور اس کے گہرے دوست ہیں اے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر ایسا ہے تو وہ تمھارے گناہوں پر تم کو عذاب کیوں دیتا ہے تم بھی دوسرے انسانوں کی طرح سے خدا کی مخلوق ہو۔ وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب خدا کی ہی ملکیت ہے اور سب کو اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانا ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

اے اہل کتاب یقیناً تمھارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جو تمھارے لیے بیان کرتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو ہے کہ تمھارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے۔

عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ

(اور ہمارا رسول تمھارے پاس اس وقت آیا جب رسولوں کی آمد ایک مدت تک رکی ہوئی تھی)

Presented by Ziaraat.com

علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ رسولوں کی ضرورت کے باوجود بھی رسولوں کی آمد رکی ہوئی تھی۔ اَنْ تَقُوْلُوْا یعنی یہ رسول اس لیے آیا تا کہ تم یہ نہ کہنا کہ

مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۹

ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آیا ہی نہیں ہے۔ پس یقیناً تمھارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آچکا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یعنی اس بشیر و نذیر سے مراد ذات مصطفیٰ ہے۔

آیت نمبر 20 سے 35 تک

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰي لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۚ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۲۰ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۲۱ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۚ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۲۲ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَي اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۲۳ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۲۴ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۲۵ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

سَنَةً ۚ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ
أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ۖ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا
يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا
بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۚ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّي
أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ
جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ
مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ
يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا
الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۚ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾ مِنْ أَجْلِ
ذَٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ
فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَمَنْ أَحْيَاهَا
فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا
بِالْبَيِّنَاتِ ۖ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾
إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ
فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ

Presented by Ziaraat.com

خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۵

ترجمہ

اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاء قرار دیئے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ سب کچھ دے دیا جو عالمین میں کسی کو نہیں دیا تھا (۲۰) اور اے قوم اس ارضِ مقدس میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور میدان سے اُلٹے پاؤں نہ پلٹ جاؤ کہ اُلٹے خسارہ والوں میں سے ہو جاؤ گے (۲۱) ان لوگوں نے کہا کہ موسیٰؑ وہاں تو جابروں کی قوم آباد ہے اور ہم اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں پھر اگر وہ نکل گئے تو ہم یقیناً داخل ہو جائیں گے (۲۲) مگر دو انسان جنہیں خدا کا خوف تھا اور ان پر خدا نے فضل و کرم کیا تھا انہوں نے کہا کہ ان کے دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو یقیناً غالب آجاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم صاحبانِ ایمان ہو (۲۳) ان لوگوں نے کہا کہ موسیٰؑ ہم ہرگز وہاں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جا کر جنگ کیجئے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں (۲۴) موسیٰؑ نے کہا پروردگار میں صرف اپنی ذات اور اپنے بھائی کا اختیار رکھتا ہوں لہٰذا ہمارے اور اس فاسق قوم کے درمیان جدائی پیدا کر دے (۲۵) ارشاد ہوا کہ اب ان پر چالیس سال حرام کر دیئے گئے کہ یہ زمین میں چکّر لگاتے

Presented by Ziaraat.com

رہیں گے لہٰذا تم اس فاسق قوم پر افسوس نہ کرو (۲۶) اور پیغمبر آپ ان کو آدم کے دونوں فرزندوں کا سچا قصہ پڑھ کر سنایئے کہ جب دونوں نے قربانی دی اور ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی تو اس نے کہا کہ میں تجھے قتل کردوں گا تو دوسرے نے جواب دیا کہ میرا کیا قصور ہے خدا صرف صاحبانِ تقویٰ کے اعمال کو قبول کرتا ہے (۲۷) اگر آپ میری طرف قتل کے لئے ہاتھ بڑھائیں گے بھی تو میں آپ کی طرف ہرگز ہاتھ نہ بڑھاؤں گا کہ میں عالمین کے پالنے والے خدا سے ڈرتا ہوں (۲۸) میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے اور اپنے دونوں کے گناہوں کا مرکز بن جایئے اور جہنمیوں میں شامل ہوجایئے کہ ظالمین کی یہی سزا ہے (۲۹) پھر اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا اور اس نے اسے قتل کردیا اور وہ خسارہ والوں میں شامل ہوگیا (۳۰) پھر خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھود رہا تھا کہ اسے دکھلائے کہ بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے گا تو اس نے کہا کہ افسوس میں اس کوّے کے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو زمین میں چھپا دیتا اور اس طرح وہ نادمین اور پشیمان لوگوں میں شامل ہوگیا (۳۱) اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی نفس کو۔۔۔۔ کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کرڈالے گا اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کردیا اور جس نے ایک نفس کو زندگی دے دی اس نے گویا سارے انسانوں کو زندگی دے دی اور بنی اسرائیل کے پاس ہمارے رسول کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے مگر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہی رہے (۳۲) بس خدا و رسول سے جنگ کرنے والے اور زمین میں فساد کرنے والوں کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کردیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پیر مختلف سمت سے قطع کردیئے جائیں یا انہیں ارضِ وطن سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے (۳۳) علاوہ ان لوگوں کے جو تمہارے قابو میں آنے سے پہلے ہی توبہ کرلیں تو سمجھ لو کہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۳۴) ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو کہ شاید اس طرح کامیاب ہوجاؤ (۳۵)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ

اور یاد کرو اس وقت کو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی ہیں اس نے تم میں نبی پیدا کیے اور تم میں بادشاہوں کو بنایا۔

یعنی اس نے بنی اسرائیل میں انبیاء کو بھی قرار دیا اور بادشاہوں کو بھی قرار دیا لیکن خدا نے بنی اسرائیل میں نبوت اور بادشاہت کو ایک خاندان میں نہیں رکھا تھا۔ پھر ان دونوں چیزوں کو ہمارے نبی کے خاندان میں کے قرار دیا یعنی دونوں کو ایک ہی گھر میں رکھا۔

وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۲۰

اور تمہیں وہ کچھ دیا جو سارے جہانوں میں کسی کو بھی نہیں دیا گیا تھا۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

اے میری قوم شام کی اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔

وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۲۱

اور اس سے پیچھے مت ہٹو ورنہ ناکام و نامراد پلٹو گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت بنی اسرائیل کو خطاب ہوا جب انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک غذا (یعنی من وسلویٰ) پر اکتفاء نہیں کر سکتے تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم اس شہر میں چلے جاؤ اور جو کچھ تم نے سوال کیا ہے وہ سب کچھ اس شہر میں تمہارے لیے موجود ہے تو ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ یقیناً اس شہر میں ایک سرکش اور ظالم قوم موجود ہے جب تک تم اس قوم کو اس شہر سے باہر نہیں نکالتے اس وقت تک ہم اس شہر میں داخل ہونے والے نہیں ہیں اگر اس قوم کو آپ اس شہر سے نکال دیتے ہیں تو پھر ہم اس شہر میں داخل ہونگے ورنہ نہیں۔ تو اس آیت کا نصف اس مقام پر ہے اور ایک نصف سورہ بقرہ میں ہے کہ وہ فرمایا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۚ

پس جب ان لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ تحقیق اس شہر میں ایک شرکش اور ظالم قوم موجود ہے جب تک آپ اس قوم کو اس

Presented by Ziaraat.com

سے باہر نہیں نکال دیتے ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہونگے پس جناب موسیٰ نے ان سے فرمایا اس شہر میں داخل ہونا تمھارے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی کو قرآن بیان کرتا ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾

انہوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اس شہر میں ایک سرکش اور جابر قوم ہے جب تک وہ وہاں سے نکل نہیں جاتے اس وقت تک ہم ہرگز وہاں نہیں جائیں گے ہاں اگر وہ نکل جائیں تو پھر ہم اس شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ وہ دو افراد جوان لوگوں میں سے تھے جن کے دل میں خوف خدا کی نعمت موجود تھی تو انہوں نے کہا کہ اگر اس جابر قوم کے مقابلے میں تم شہر کے دروازے کے اندر چلے جاؤ گے تو یقیناً تم کامیاب ہو جاؤ گے اور تم ان پر غالب آجاؤ گے اگر تم سچے ایماندار ہو تو پھر خدا پر بھروسہ کرو۔ اس کے جواب میں اس قوم نے پھر کہا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾

انہوں نے کہا اے موسیٰ جب تک وہ جابر قوم اس شہر میں موجود ہے ہم ہرگز اس میں نہیں جائیں گے پس آپ اور آپ کا رب جائے اور وہ ان سے لڑے ہم اس مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب آپ کی قوم نے یہ جواب دیا تو حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ھارون کا ہاتھ پکڑا اور یوں فرمایا کہ جس کی قرآن نے حکایت کی ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾

آپ نے فرمایا اے میرے خدا یا میں فقط اپنی ذات اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر کوئی اختیار نہیں رکھتا پس ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔

یعنی مجھے اپنے اور اپنے بھائی ھارون کے علاوہ کسی پر کوئی اختیار نہیں ہے اور حضرت موسیٰ کے ان کلمات کے جواب میں خدا نے فرمایا

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ

Presented by Ziaraat.com

(پس اللہ نے فرمایا یقیناً یہ شہر ان پر چالیس سال تک کے لیے حرام ہو گیا)

یعنی چالیس سال تک وہ اس شہر میں داخل نہیں ہو سکیں گے اور اسی صحرا میں مارے مارے پھریں گے جیسا کہ خود قرآن نے فرمایا۔

يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

یہ لوگ اس مدت میں زمین پر مارے مارے پھریں گے اور ان نافرمانوں کی حالت پر ہرگز ترس نہیں کھایا جائے گا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل کو چھوڑنے کا ارادہ کیا تو وہ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام ہمارے درمیان سے چلے گئے تو پھر ہمارے اوپر عذاب خدا آئے گا پس انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے پناہ طلب کی اور انہوں نے آپ سے التجاء کی کہ وہ ان کے ساتھ ہی رہیں اور وہ خدا سے دعا کریں کہ خدا ان کی توبہ قبول کر لے تو ان کی التجاء کے جواب میں خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں ان کی توبہ کو قبول کر لوں گا اگر یہ شہر میں داخل ہو جائیں۔ اور ان کی اس نافرمانی کی وجہ سے خدا نے چالیس سال تک بنی اسرائیل پر اس شہر مقدس میں داخل ہونے کو حرام قرار دیا اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ اے موسیٰ آپ اور آپ کا خدا جائے اور اس شہر والوں سے لڑے ہم ادھر بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کی گستاخی کی وجہ سے وہ اس صحراء کی زمین پر سرگردان رہے پس وہ سارے بے آب و گیاں صحرا میں داخل ہو گئے اور اس پر انہوں نے قیام کیا اور وہ رات کی ابتداء میں قیام کرتے اور تورات کی تلاوت کرتے اور جب وہ شہر کے دروازے پر آجاتے تو زمین گردش کرتی اور پھر ان کو شہر سے چار فرسخ دور کر دیتی (آج کے حساب سے تقریباً سوا چھ کلومیٹر کا ایک فرسخ ہوتا ہے) اور اس طرح اس سرزمین میں چالیس سال تک رہے اس دوران حضرت موسیٰ اور ھارون علیہما السلام کا انتقال ہو گیا اور ان لوگوں کے بیٹے اور پوتے وہ شہر میں داخل ہوئے تھے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ روایت ذکر ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر اس شخص نے کھودی تھی اور اس نے حضرت موسیٰ سے قبر کی پیائش کی خاطر اس میں لیٹنے کے لیے کہا تھا وہ ملک الموت تھا۔ اسی قبر میں آپ کی جان قبض ہو گئی اور وہاں پر ہی آپ کو دفن کر دیا گیا اسی وجہ سے بنی اسرائیل والوں کو آپ کی قبر کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب آپ کی قبر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کثیب الاحمر کے طریق اعظم کے قریب آپ کی قبر ہے اور پھر آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان گیارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ۖ

(اے میرے رسول آپ ان لوگوں کے سامنے آدم کے دونوں بیٹوں کا قصہ حق کے ساتھ بیان فرمائیں کہ جب دونوں نے بارگاہ خدا میں اپنی اپنی قربانی پیش کی پس ان میں سے ایک کی قربانی کو قبول کر لیا گیا اور دوسرے کی قربانی کو رد کر دیا گیا۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور نہوں نے جناب ثویر بن ابی فاختہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے سنا ہے انہوں نے ایک قریشی مرد سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بچوں نے قربانی دی تو ان میں سے ایک نے موٹا تازہ صحت مند دنبہ راہ خدا میں قربان کیا اور دوسرے نے چند گوشہ گندم کے جو دری قسم کے تھے وہ راہ خدا میں پیش کئے اور جس نے گوسفند قربان کیا تھا اس کا نام حضرت ھابیل تھا اور خدا نے اس کی قربانی کو قبول کر لیا اور دوسرے کی قربانی کو قبول نہ کیا تو قابیل سخت غضب ناک ہوا اور اس نے ھابیل سے کہا کہ۔ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ خدا کی قسم میں ضرور بر ضرور تجھے قتل کر دوں گا تو جناب ھابیل نے کہا کہ اس میں میرا قصور ہی کیا ہے۔؟

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾

اس نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ تو صرف متقین کی ہی قربانی قبول کرتا ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا میں اللہ جو عالمین کا رب ہے اس سے ڈرتا ہوں۔

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

میں چاہتا ہو کہ تو میرا اور اپنا گناہ سمیٹ لے اور دوزخی بن جائے اور ظلم کرنے والوں کی یہ ہی سزا ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

پس اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کو آسان بنا دیا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کو قتل کیسے کرے وہ سوچ رہا تھا کہ ابلیس ملعون آ گیا اور اس نے اس سے کہا کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دے پس اس نے ایسے ہی کیا اور وہ قتل ہو گیا۔ فَقَتَلَهٗ پس اس نے شیطان کی بتائی ہوئی ترکیب کے تحت اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

پس وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ اب جب کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کر چکا تھا تو اس کے بارے میں نہیں جانتا تھا کہ اب اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ پس اس کے سامنے دو کوے آئے اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لڑنے لگے یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کوے کو مار دیا پھر اس نے جو باقی بچ گیا تھا اس نے اپنی چونچ کے ساتھ زمین میں گڑھا کھودا اور پھر اس میں مردہ

Presented by Ziaraat.com

کوے کو دفن کر دیا (جیسا کہ اس کو قرآن نے خود بیان کیا ہے۔)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ

پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تا کہ اس کو بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے یہ دیکھ کر اس نے کہا۔

قَالَ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝۳۱

اس نے کہا افسوس ہے مجھ پر میں تو اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکتا اور وہ پشیمانی اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ پس اس نے بھی ایک گڑھا کھودا اور اس میں اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔ جب اس کو دفن کیے ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر گیا تو قابیل اپنے والد آدم کے پاس واپس آیا پس حضرت آدم نے جب اس کے ساتھ ھابیل کو نہ دیکھا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا تو میرے بیٹے کو کہاں چھوڑ کر آیا ہے؟ تو قابیل نے کہا کیا آپ نے مجھے اس کا محافظ بنا کر روانہ کیا تھا جو مجھ سے اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ تو جناب آدم نے فرمایا چل مجھے وہ سرزمین دیکھا جس میں تم نے قربانی پیش کی پس جب آدم کو لے کر وہاں آیا تو جو کچھ قابیل نے ہابیل سے کیا تھا اس کے بارے میں آدم علیہ السلام کے دل نے محسوس کیا اور جب اس سرزمین پر آئے کہ جس پر اس نے ھابیل کو قتل کیا تھا تو اس کا قتل آدم کے لیے واضح ہو گیا تو جناب آدم نے زمین پر لعنت کی کہ اس نے ھابیل کا خون اپنے اوپر قبول کیا ہے اور اس کو جذب کیا ہے اور جناب آدم نے حکم دیا کہ وہ قابیل پر لعنت کرے تو قابیل کو آسمان سے ندا آئی کہ لعنت ہو تجھ پر اے قابیل اور تجھ پر ایسے ہی لعنت ہو جیسے تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ اسی دن سے زمین نے خون کو جذب کرنا بند کر دیا۔ پس حضرت آدم وہاں سے واپس آئے اور چالیس دن رات حضرت آدم نے اپنے مقتول بیٹے ھابیل پر گریہ کیا پس جب آپ سے صبر نہ ہو سکا تو آپ نے بارگاہ خدا میں میں اس کی شکایت کی اور اس پر صبر کی دعا کی۔ تو خدا نے آپ پر وحی فرمائی۔ کہ میں آپ کو ایک اور بیٹا دینے والا ہوں جو اس ھابیل کا نعم البدل ہو گا۔ پس اس کے بعد جناب حواء کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جو زکی اور مبارک قرار پایا۔ پس جب اس بچے کو پیدا ہوئے سات دن ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم پر وحی آئی کہ یہ بیٹا تمھارے لیے تمھارے خدا کی طرف سے ایک ہبہ ہے لہٰذا اس کا نام ھبۃ اللہ رکھو۔ پس آدم علیہ السلام نے اس کا نام ھبۃ اللہ رکھا۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا اور انہوں نے جناب عثمان بن عیسیٰ سے نقل کیا اور انہوں نے جناب ابوایوب سے نقل کیا اور انہوں نے محمد بن مسلم سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے پاس مسجد الحرام میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت مسجد کی ایک جانب طاؤس بھائی نامی شخص اپنے

Presented by Ziaraat.com

ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اور اس نے دوران گفتگو کہا کہ تم جانتے ہو کہ وہ کون سی جنگ ہے جس میں آدھے لوگ قتل ہو گئے تھے؟ تو امام ابو جعفر علیہ السلام نے اسکو جواب میں فرمایا۔ اے طاؤس یوں کہو کہ ایک چوتھائی لوگ قتل ہو گئے تھے۔ یوں سوال کرو کہ وہ کون سی جنگ ہے جس میں ایک چوتھائی لوگ قتل ہو گئے تھے؟ پس پھر آپ ؑ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ اس قاتل کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تھا؟ پس محمد بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ واقعی حل طلب سوال ہے اس کا حل ہونا چاہیئے۔ پس جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح ہی صبح میں حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ کہیں جانے کے لیے تیار کھڑے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ آپ کا غلام آپ کی سواری تیار کرے اور گھوڑے پر زین کسے۔ جیسے آپ نے مجھے دیکھا تو میرے سوال کرنے سے پہلے ہی آپ نے بات کو شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان یا اس سے بھی آگے ایک شخص پڑا ہوا ہے جس کے ایک پاؤں میں زنجیر ہے اور اس کا لباس ٹاٹ کا ہے اور اس پر دس آدمی معین و مقرر ہیں اور اگر ان دس میں سے کوئی فرد مر جائے تو اس گاؤں والے اس کی جگہ دوسرا شخص معین کر دیتے ہیں لہٰذا وہ تعداد دس ہی رہتی ہے لوگ مرتے رہتے ہیں لیکن وہ دس کی تعداد میں کمی نہیں ہوتی وہ دس افراد جب سورج طلوع کرتا ہے تو اس شخص کے چہرے کو سورج کی طرف رکھتے ہیں جیسے جیسے سورج مڑتا جاتا ہے وہ اس کے چہرے کا رخ موڑتے جاتے ہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس شخص پر سردیوں میں سرد پانی ڈالتے یں اور جب گرمیوں کے دن ہوتے ہیں تو اس پر گرم پانی ڈالتے ہیں۔ باہر کے ایک شخص کا اس شخص سے گزر ہوا تو اس نے اس معذب شخص سے سوال کیا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے سر اٹھایا اور جواب میں کہا کہ یا تو سب لوگوں سے زیادہ احمق اور بے وقوف ہے یا سب سے زیادہ عقل مند؟ اور پھر اس نے جواب دیا جب سے یہ دنیا ہے اس وقت سے لیکر آج تک میں یہاں کھڑا ہوں اور کسی نے تیرے علاوہ مجھ سے یہ سوال نہیں کیا کہ میں کون ہوں؟ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں کا گمان ہے وہ شخص فرزند آدم قابیل ہے۔

(۱) یہ روایت ایک ایسی خبر پر مشتمل ہے جو عجیب و غریب اخبار میں سے ہے کیونکہ ایسے شخص کے بارے میں کسی کا کوئی مشاہدہ نہیں ہے کہ اس نے دیکھا ہو۔ جیسا کہ روایت میں ذکر ہوا ہے اگر واقعی ایسے ہی ہے تو پھر ممکن ہے کہ امام کا ارادہ اپنا عقیدہ بیان کرنا نہ ہو جبکہ اس کو ذکر کرنا مقصود ہو جو لوگوں کی زبانوں پر رائج تھا اس دور میں رائج تھا اس کو بیان کیا جائے جیسا کہ امام نے فرمایا کہ وہ گمان کرتے تھے کہ وہ شخص فرزند آدم ہے اس فرض پر کہ آپ ان کے عقیدہ کو حکایت کر رہے تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شخص قوم جنات سے ہو جو اس پر موکل ہیں لہٰذا جن کو عوام الناس نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور وہ اس مطلع نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن امام کو عجائب کا بھی علم ہوتا ہے۔ (یہ اصل کتاب کے حاشیہ کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ مترجم)

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

Presented by Ziaraat.com

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا ہے کہ جس شخص نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے جرم کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ آیت کا ظاہری حکم بنی اسرائیل کے لیے ہے لیکن حقیقت میں یہ پوری بنی نوع انسانیت کے لیے حکم ہے۔

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

(اور جس نے کسی ایک انسان کو زندگی بخشی گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی ہے)

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے جو کوئی کسی انسان کو جلنے سے نجات دے یا ڈوبنے سے بچالے یا مکان یا دیوار کے ملبہ سے بچالے یا کسی درندے سے بچالے تو گویا اس نے پوری انسانیت کو بچالیا ہے یا اس کو غربت سے نکال کر خوش حالی کی طرف لے آئے اور پھر فرمایا حیات بخشنے کا سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ کسی انسان کو گمراہی وضلالت سے نکال کر ہدایت میں لے آئے تو یہ بھی ایک زندگی کی بخشش ہے یہ بھی اسی آیت کے ذیل میں ہے کہ۔

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

یعنی گویا اس نے پوری انسانیت کو زندہ کیا ہے

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲

(حالانکہ ان کا حال یہ ہے کہ ہمارے رسول پے در پے ان کے پاس کھلی کھلی ہدایت ونشانیاں لے کر آئے پھر بھی ان میں سے اکثر افراد زیادتی کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو جلاوطن کر دیا جائے یہ تو دنیا میں ان کے لیے ذلت ورسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے دردناک اور بہت بڑا عذاب ہوگا۔

Presented by Ziaraat.com

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب علی ابن حسان سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جو شخص خدا سے جنگ کرے اور لوگوں کا مال بھی لوٹ لے اور قتل بھی کرے تو اس کی سزا فقط قتل کر دیا جائے یا اس کو سولی پر چڑھا دیا جائے اور جو خدا کے مقابلے میں جنگ کرے اور لوگوں کو ناحق قتل کرے لیکن ان کا مال نہ لوٹے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا لیکن اس کو سولی پر نہیں چڑھایا جا سکتا۔ اور جو شخص خدا کے مقابلے میں جنگ کرے اور لوٹ مار کرے لیکن کسی نفس کو قتل نہیں کرتا تو اسکی اسلام میں سزا یہ ہے کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دئے جائیں اور جو شخص خدا کے مقابلے میں جنگ کرے لیکن وہ لوٹ مار نہیں کرتا اور کسی نفس محترم کو قتل بھی نہیں کرتا تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو جلاوطن کر دیا جائے (خدا کے مقابلے میں جنگ سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنا اسلحہ اٹھا کر دہشت پھیلاتا ہے) اور یہ سزا ان لوگوں کے لیے جو توبہ نہیں کرتے اور حاکم اسلام کی گرفت میں آجاتے ہیں لیکن اگر وہ گرفت میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں تو ان لوگوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے ارشاد قدرت ہو رہا ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾

مگر وہ افراد اس سے مستثنیٰ ہیں جو تمھارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے

یعنی امام عادل کی گرفت میں آنے سے قبل توبہ کرے وہ اس سزا سے مستثنیٰ ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اسکی بارگاہ تک رسائی کے لیے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

خدا کی بارگاہ وسیلہ امام ہے یعنی تم امام معصوم کے ذریعے خدا کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرو (یہ آیت کریمہ بیان کر رہی ہے کہ خدا کی بارگاہ میں وسیلہ ضروری ہے ورنہ اس کی بارگاہ سے فیض حاصل نہیں ہوگا۔)

آیت نمبر 36 سے 40 تک

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

Presented by Ziaraat.com

لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ
مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا
اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ
تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ

تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا اگر ان کے قبضہ میں روئے زمین کی ساری دولت ہو اور اتنی دولت مزید ان کے پاس ہو اور وہ چاہیں کہ وہ ساری دولت بطور فدیہ دے کر قیامت کے دن کے عذاب میں بچ جائیں تب بھی نہ ان کی دولت کو قبول کیا جائے گا اور نہ ان کو عذاب سے نجات ملے گی اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہوگا۔ (یعنی کفار کو عذاب خدا سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا) وہ جہنم کی آگ سے نکلنا چاہیں گے مگر وہ اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہوگا۔ چور خواہ مرد ہو یا عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے کیئے ہوئے فعل کی سزا ہے یہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اللہ غالب اور حکمت والا ہے پس جو شخص اپنے ظالمانہ رویہ سے توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے یقیناً خدا ان کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین میں خدا کی حکومت ہے وہ جسے چاہے ہے عذاب دے اور جسے چاہے معاف کر دے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ان آیات کے بارے میں علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ ساری محکم آیات

Presented by Ziaraat.com

ہیں جن میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے۔

آیت نمبر 41 سے 42 تک

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ

اے میرے رسول وہ لوگ آپ کے لیے باعث رنج نہ ہوں جو کفر میں تیزی کر رہے ہیں خواہ ان کا تعلق اس جماعت سے ہو جو اپنے منہ سے کہتی ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے یا ان کا تعلق یہودیوں سے ہو جو کہ جھوٹی باتیں سننے کے لیے کان لگائے رہتے ہیں اور

Presented by Ziaraat.com

دوسرے لوگوں کے لیے جو تمھارے پاس کبھی نہیں آئے سن گن لیتے رہتے ہیں اور یہ اللہ کی کتاب (تورات) کے الفاظ کا صحیح محل معلوم ہونے کے بعد بھی اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو نہ مانو اور اس سے الگ ہی رہو جسے خدا نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو اسے اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے کوئی کچھ نہیں کر سکتا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کی پاکیزگی کا خدا نے ارادہ ہی نہیں کیا ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے سخت سزا ہے جھوٹ سننے والے اور حرام کھانے والے لوگ ہیں۔ اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ کو یہ اختیار ہے کہ چاہو تو ان کا فیصلہ کرو ورنہ انکار کر دو اور اگر آپ نے انکار کر دیا تو یہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور اگر فیصلہ کریں تو پھر عدل و انصاف سے ان کے درمیان فیصلہ کر بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شانِ نزول

علامہ علی بن ابراہیم قمی نے ان آیات کا شان نزول کچھ یوں ذکر فرمایا ہے کہ مدینہ میں اولاد ھارون کے دو خاندان رہائش پزیر تھے ایک خاندان کا نام بنی قریضہ تھا اور دوسرے کا بنی نضیر تھا۔ بنی قریضہ کے افراد کی تعداد سات سو تھی اور بنی نضیر کے افراد تقریباً ایک ہزار تھی بنی نضیر والے امیر اور دولت مند تھے اور ان کے دنیاوی حالات بہت بہتر تھے جبکہ بنی قریضہ والے مال و دولت کے اعتبار سے کم تھے بلکہ ان کی حالت بدتر تھی۔ اور بنی نضیر والے مدینہ میں منافقین کے سردار اور رئیس عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے۔ اگر کبھی دونوں قبائل و خاندانوں کے درمیان لڑائی ہو جاتی اور کوئی فرد قتل ہو جاتا تو بنی نضیر والے بنی قریضہ والوں سے کہتے کہ ہمارا اور تمھارا قتل برابر نہیں ہے (ہم امیر ہیں اور تم غریب ہو اس وجہ سے ان کے درمیان ایسی باتیں ہوتی رہتی تھیں بنی قریضہ کو آخر کار مجبور کیا گیا اور دونوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا کہ اگر بنی نضیر والا کوئی شخص (قاتل) بنی قریضہ والے (مقتول) کو قتل کر دے گا۔ تو اس قاتل کو اونٹ پر الٹے منہ سوار کیا جائے اور اس کا منہ کالا کیا جائے گا اور اس کو شہر میں پھرایا جائے اور لیکن اس قاتل کو قصاص کے طور پر قتل نہیں کیا جائے بلکہ وہ مقتول کی آدھی دیت ادا کرے گا۔ اور اگر قاتل بنی قریضہ سے ہو گا تو اس کو بطور قصاص قتل بھی کیا جائے گا اور قاتل سے مقتول کی پوری دیت بھی وصول کی جائے گی۔ یہ معاہدہ ہجرت نبوی تک نافذ العمل رہا۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور مدینہ کے بڑے بڑے دو قبیلے اوس اور خزرج نے اسلام قبول کر لیا تو مدینہ کے یہودیوں کی طاقت واضع طور پر کم ہو گئی اس عرصہ میں بنی قریضہ کے ایک شخص نے بنی نضیر ہ کے ایک شخص کو

Presented by Ziaraat.com

قتل کر دیا تو بنی نضیرہ والوں نے معاہدہ کے تحت سے مقتول کی پوری دیت اور خود قاتل کا بھی مطالبہ کر دیا تا کہ اس کو قصاص میں قتل بھی کیا جائے۔ بنی قریضہ نے جواب میں کہا کہ یہ تورات کا قانون نہیں ہے یہ معاہدہ اس وقت قبول کیا تھا جب ہم کمزور تھے اب ہم اس معاہدہ کو قبول نہیں کرتے لہٰذا آپ لوگ دونوں میں ایک بات قبول کریں کے یا دیت یا قصاص لہٰذا دیت لے لو۔ یا قصاص لے لو اور اگر تم لوگوں کو یہ قبول نہیں ہے تو محمد موجود ہیں ہم ان سے فیصلہ کراتے ہیں۔ بنی نضیر نے عبداللہ بن ابی سے رابطہ کیا اور اس سے کہا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں اور ان سے عرض کریں کہ وہ ہمارے درمیان پرانے معاہدے کو بحال رکھیں اور ہماری برتری کو قائم رکھیں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ تم اپنا ایک شخص میرے ساتھ روانہ کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتا ہوں اور جا کر آپ کے سامنے سفارش کرتا ہوں۔ جو وہ جواب دیں گے تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی اپنے ساتھ ایک یہودی لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی تشریف آوری سے قبل بنو قریضہ اور بنو نضیر کے درمیان معاہدہ ہوا تھا جس پر آج تک دونوں فریق پابند تھے اب بنو قریضہ والے اس سے منحرف ہونا چاہتے ہیں اور وہ آپ کو حاکم بنانے کی خواہش کر رہے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان کے درمیان سابقہ معاہدے کو برقرار رکھیں کیونکہ بنو نضیر والے طاقتور اور سرمایہ دار لوگ ہیں اور اگر ان کے مفادات پر زد پڑے گی تو یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہوگا۔ اس کی ان باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نا راحت ہو گئے اور آپ نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور وحی کا انتظار فرمانے لگے تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آیت نمبر 43 سے 44 تک

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

یہ آپ کو کیسے حاکم بنا رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات موجود ہے۔ جس میں خدا کا حکم لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر اس حکم سے منہ موڑ رہے ہیں اصلی بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان دار ہی نہیں ہیں۔ ہم نے تورات اتاری کہ جس میں ھدایت اور روشنی ہے اور ساری نبی جو مسلم تھے اس کے مطابق ان یہودیوں کے معمولات کے فیصلے کرتے تھے اور اسی طرح سے زبانی اور اخبار بھی اسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے کیونکہ ان کو ہی خدا کی کتاب کی حفاظت سونپی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے لہٰذا تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو معمولی قیمت پر فروخت مت کرو جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ ہی لوگ کافر ہیں۔

آیت نمبر 45

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ

اور ہم نے اس تورات میں یہودیوں کے لیے یہ حکم لکھ دیا ہے کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے سیاہی برابر کا زخم ہے پھر جو قصاص معاف کر دے تو اس لیے کفارہ (دیت) ہے۔ اور جو اللہ کے

Presented by Ziaraat.com

نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ

تحقیق جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے برابر کا زخم یہ قصاص ہے) یہ آیت کا حصہ منسوخ ہو چکا ہے اس آیت کے لئے ناسخ یہ آیت کریمہ ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہوتا ہے کہ۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ

آپ لوگوں پر قتل کا قصاص واجب قرار دیا گیا ہے کہ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔۔) لیکن آیت کا یہ حصہ کہ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ: زخم کے بدلے برابر زخم قصاص ہے منسوخ نہیں ہوا اور پھر فرمایا جو اس کو معاف کر دے تو اس کا حق ہے کہ وہ کفارہ یعنی (دیت) لے لے۔

آیت نمبر 46 سے 48 تک

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً

Presented by Ziaraat.com

وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾

ترجمہ

اور پھر ہم ان کے پاس عیسیٰ بن مریم کو روانہ کیا اور وہ اس کتاب تورات کی تصدیق کرنے والے تھے جو ان کے سامنے موجود تھی اور ہم نے خود ان کو انجیل عطا کی۔ جس میں ہدایت اور نور تھا اور وہ اپنے سے پہلے والی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور اسی میں ہدایت اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت تھی۔ اہل انجیل کو اس کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی فاسق ہیں۔ اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب بھیجی ہے جو حق لے کر آئی ہے اور اپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ اور نگران ہے آپ خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور جو کچھ آپ کے پاس آچکا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور راہ عمل مقرر کی ہے۔ اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا لیکن اس نے یہ اس لیے کیا ہے کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمھاری آزمائش کرے لہذا نیکیوں کی طرف جانے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرو آخر کار تم سب کو خدا کے حضور ہی جانا ہے وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ

یعنی ہر نبی کے لیے ایک شریعت اور زندگی گزارنے کا طریقہ قرار دیا گیا ہے اس لیے تاکہ تم سب کا امتحان لیا جاسکے۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 49 سے 51 تک

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ

اور آپ ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور اس بات سے ہوشیار رہیں کہ یہ لوگ آپ کو فتنہ میں ڈال کر ہدایت سے منحرف نہ کرنے پائیں ہدایت خدا نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے پھر اگر یہ اس سے منہ موڑ لیں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے کچھ گناہوں کی سزا کے لیے ان کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کی اکثریت فاسقوں کی ہے۔ پس کیا یہ جاھلیت کا حکم چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو اپنا دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اگر تم نے ان میں سے کسی کو اپنا دوست بنایا تو اس کا شمار بھی انہی لوگوں میں سے ہوگا بیشک خدا ظالموں کو راہ حق کی طرف

Presented by Ziaraat.com

ہدایت نہیں کرے گا۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ

پس آپ دیکھتے ہیں ان کو کہ جن کے دلوں میں (منافقت) کی بیماری ہے وہ دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ کہنے والا عبداللہ بن ابی منافق تھا جس نے رسول خدا سے کہا تھا کہ آپ بنونصیر کے معاہدے کو ختم نہ کریں کیونکہ مجھے خوف وڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم ان لوگوں کی طرف سے کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ بنونصیر والے ایک طاقت ور اور مال دار قبیلہ ہے۔

آیت نمبر 52 سے 54 تک

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

پس ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح بخشے گا یا کوئی اور امر وبات ظاہر کرے گا تو اس وقت یہ (منافق) اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے نفاق کی وجہ سے ندامت اٹھائیں گے۔ اور اس وقت اہل ایمان کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام کی قسمیں اٹھا اٹھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں؟ ان کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور آخر کار یہ ناکام ہو کر رہے

Presented by Ziaraat.com

اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی خدا کے دین سے منہ موڑ کر مرتد بنتا ہے تو بن جائے پس اللہ تعالیٰ عنقریب ایک ایسی قوم لے آئے گا جن سے خدا محبت رکھتا ہوگا اور وہ خدا سے محبت رکھتے ہونگے جو مومنین پر نرم اور کفار کے مقابلے میں بہت سخت ہونگے خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ خدا کا فضل و کرم ہے جو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اللہ ذرائع کا مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی خدا کے دین سے منہ موڑ کر مرتد بنتا ہے تو بن جائے عنقریب اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جن سے خدا محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت کرتے ہونگے وہ مومنین پر مہربان اور کافروں پر سخت ہونگے اور وہ راہ خدا میں جہاد کریں گے۔ یہ خطاب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو ہے جنہوں نے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق غصب کیا اور آل محمد کو چھوڑ کر خدا کے دین سے مرتد ہو گئے تھے اور ان سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ عنقریب ایک قوم کو لے آئے گا جن سے خدا محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت کریں گے اس سے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور ان کے ساتھی مراد ہیں اور یہ ہی ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ۔

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ

کہ وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے ہونگے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہونگے۔

آیت نمبر 55 سے 56 تک

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝۵۵ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ

تمھارا سرپرست وحاکم فقط وفقط اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ مومن ہیں جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جس نے بھی خدا اور اس کے رسول کو اور ان مومن بندوں کو اپنا سرپرست وحاکم قرار دیا تو یقیناً یہ ہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں جو ہمیشہ غالب رہنے والی ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب صفوان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کی محفل میں قوم یہود کے کچھ افراد بھی موجود تھے کہ جن میں عبداللہ بن سلام موجود تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

نازل ہوئی پس آپ مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں آپ کی ملاقات ایک سائل سے ہوئی پس آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تجھے کسی نے کوئی چیز عطا کی ہے؟ تو اس نے عرض کیا ہاں وہ جو نماز ادا کر رہا ہے اس نے عطا کی ہے تو جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو دیکھا کہ وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور جس نے بھی خدا اور اس کے رسول اور ان اہل ایمان کو اپنا ولی اور سرپرست بنایا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یقیناً یہ ہی لوگ اللہ کی وہ جماعت ہے جو ہمیشہ غالب رہنے والی ہے۔ (کتاب التوحید میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہمارے شیعہ ہی اللہ کی جماعت ہیں اور وہ ایمان والے جو ذکر ہوئے ہیں اس سے مراد ہم آل محمد کے معصوم آئمہ مراد ہیں۔ مترجم)

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 57 سے 61 تک

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا
مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۵۷ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا
وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۵۸ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ
تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ
وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۵۹ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ
وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ
السَّبِيْلِ ۝۶۰ وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ
خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝۶۱

ترجمہ

اے ایمان والو اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو تمھارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کو کھیل کود سمجھتے ہیں ان کو اپنا دوست اور سرپرست نہ بناؤ اور اگر تم اہل ایمان ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جب نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کو کھیل اور کود بنا لیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عقل اور شعور نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیں کہ اے اہل کتاب کیا تم ہم سے اس بات

Presented by Ziaraat.com

سے ناراحت ہو کہ ہم اللہ پر اور اس کی طرف سے نازل شدہ (کتاب) پر اور جو ہم سے پہلے نازل ہوئی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور تم میں سے اکثر نافرمان و فاسق ہیں۔ آپ فرمادیں کہ تم لوگوں کو ان کی نشاندہی کرواؤ کہ جن کا انجام خدا کے ہاں بدتر ہے؟ وہ جن پر خدا کی لعنت ہے اور جن پر خدا کا غضب ہوا ہے اور جن میں سے بندر اور خنزیر بنائے گئے اور جن لوگوں نے طاغوت کی اطاعت کی اور ان کا درجہ انتہائی برا ہے اور وہ سیدھے راہ سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور جب یہ تمھارے پاس آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ یہ کفر لے کر ہی واپس ہوئے تھے۔ یہیں اور جو کچھ یہ دلوں میں چھپائے ہوئے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت منافقین کے رئیس و سردار عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب اس نے رسول خدا کے سامنے اسلام کا اظہار کیا۔ تو حضرت سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میں آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لایا ہوں۔ لیکن جب آپ کی محفل سے اٹھ کر چلا گیا تو پھر اس نے کفر اختیار کیا اور وہ ایمان سے نکل کر دوبارہ کفر میں داخل ہو گیا اور اللہ ان کے دلوں میں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔

آیت نمبر 62 سے 63 تک

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ

تم ان کی اکثریت کو دیکھو گے کہ وہ گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں اور حرام خوری میں خوب دوڑ دھوپ

Presented by Ziaraat.com

کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی بری حرکات سرانجام دیتے ہیں ان کے علماء و مشائخ انھیں گناہ پر زبان کھولنے اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے یقیناً وہ بہت برا کام کرتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ سحت سے مراد وہ حرام اور حلال کے درمیان ہے اور یہ ہے کہ انسان شراب کو اٹھانے اور خنزیر کے گوشت کو اٹھانے میں اپنے آپ کو اجارہ پر دے پس اس کا اپنے آپ کو اجارہ پر دینا حلال ہے۔ لیکن چونکہ اس چیز کو اٹھا رہا ہے جو وہ حرام ہے لہٰذا اس کو سحت کہا جاتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جناب نوفل سے اور انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ مردار کی قیمت، کتے کی قیمت اور باغی کا مہر اور حکم میں رشوت اور کاہن کو دی جانے والی اجرت یہ سب سحت میں سے ہیں۔

آیت نمبر 64 سے 66 تک

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ
بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا
اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ
اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ
تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا

Presented by Ziaraat.com

يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ

یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے خدا کی لعنت ہو ان پر ان کے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں جبکہ خدا کے دونوں ہاتھ (قدرت) کھلے ہوئے ہیں اور وہ جسے چاہے بخشتا اور خرچ کرتا ہے۔ جو کلام آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ ان لوگوں میں سے اکثر کی سرکشی و بغاوت اور کفر میں الٹا اضافہ کرنے کا موجب بنا ہے۔ اور ان کے اس کفر و سرکشی کی وجہ سے ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے۔ جب کبھی یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی برائیاں ختم کر دیتے اور ان کو جنت النعیم میں داخل ضرور کرتے۔ اور اگر وہ تورات اور انجیل اور جو کچھ رب کی طرف سے ان کی طرف اتارا گیا ہے اور وہ اس کو محفوظ رکھتے اور اس پر قائم رہتے تو ان کے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے بھی رزق ابلتا۔ اگرچہ ان میں سے کچھ اعتدال پسند ہیں لیکن ان کے اکثر بدعمل ہے۔

علامہ فرماتے ہیں یہودی یہ کہتے ہیں کہ خدا نے تقدیر اول میں جو کچھ بنانا تھا وہ بنا چکا ہے اور اس کے بعد وہ کچھ نہیں بنا سکتا اور اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں تو ان کے قول کی حکایت کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ

(یہ یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں بلکہ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور جو کچھ یہ کہتے ہیں ان کے اس قول کی وجہ سے خدا کی ان پر لعنت ہو) یعنی اب خدا نہ کوئی نیا فرمان دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نیا فیصلہ کر سکتا ہے تو اس نظریہ کو باطل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ

Presented by Ziaraat.com

بلکہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی اس کی قدرت وسیع ہے اور وہ با اختیار ہے) اور جیسے چاہے خرچ کرے اور جسے چاہے مقدم کرے یا جسے چاہے موخر کرے اور جو چاہے زیادہ کرے اور جو چاہے اسے کم کر دے اور اس کے پاس اختیار بداء بھی ہے اور اس کی مشیت بھی وسیع و عریض ہے۔

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ

(جب کبھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے) یعنی جب بھی دینا کے جابر و ظالم بادشاہوں اور حاکموں میں سے کوئی جابر و ظالم ایسی آگ کو روشن کرتا ہے تا کہ اس میں آل محمد کو ختم کر دے تو خدا اس آگ کو خود بجھا دے گا اور آل محمد کی حفاظت کرے گا اور ان کو قیامت تک لے کر جائے گا۔ (اسی کو امام باقر علیہ السلام کی روایت سے تفسیر نور الثقلین نے بھی نقل کیا ہے)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور اگر یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل کو محفوظ رکھتے اور جو کچھ ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل ہوا ہے) انہم سے مراد یہود و نصاریٰ اور انزل الیہم سے مراد امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ہماری ولایت مراد ہے اور الیہم اور من و بہم کی ھم سے مراد یہودی اور نصاریٰ مراد ہیں۔

لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ

یعنی ان کے اوپر سے بھی رزق برستا اور ان کے قدموں کے نیچے سے بھی رزق ابلتا فرماتے ہیں کہ اوپر سے مراد وہ بارش ہے جو ان کے اوپر سے برستی ہے اور قدموں کے نیچے سے مراد وہ رزق ہے جو نباتات اور فصلات کی صورت میں زمین سے نکلتے ہیں۔

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ

(یعنی ان میں سے کچھ لوگ اعتدال پسند ہیں) فرمایا ان سے مراد وہ یہودی و نصاریٰ ہیں جنہوں نے اسلام کو قبول کر لیا تھا اور ان کو اسلام میں مقتصد کہا جاتا تھا یعنی اعتدال پسند۔ اور اس کے خلاف جنہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا تھا ان کو قرآن نے بدعمل کہا ہے۔

آیت نمبر 67

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا

Presented by Ziaraat.com

بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ

اے رسول تمھارے رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کی رسالت کی کوئی تبلیغ نہیں کی اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا یقیناً اللہ کافروں کو ھدایت نہیں کرنے والا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت وخلافت کے اعلان کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج کر کے واپس آرہے تھے تو راستے میں اٹھارہ ذی الحجہ کو غدیر کے مقام پر نازل ہوئی تھی۔ اور یہ حج آخری حضرت رسول خدا نے ہجرت کے بعد دسویں سال میں ادا فرمایا اور آپ نے دوران حج منیٰ میں خطبہ دیا اور اس میں خدا کی حمد وثناء کرنے کے بعد یوں فرمایا اے لوگو! میری باتیں غور سے سنو اور انھیں خوب سمجھو اور ان کو یاد رکھنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں آئندہ سال تم لوگوں کے ساتھ مل کر حج نہیں کر سکوں گا اور پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم جانتے ہو کہ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت (عزت) والا ہے لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ آج کا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے پھر آپ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ کون سا مہینہ زیادہ حرمت والا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مہینہ زیادہ حرمت والا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ کون سا شہر سب سے زیادہ حرمت والا ہے سب لوگوں نے جواب میں عرض یارسول ہمارا یہ والا شہر سب سے زیادہ حرمت اور عزت والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمھارا خون تمھارا مال اور تمھاری ناموس تم پر اسی طرح حرام ہے کہ جیسا یہ دن یہ ماہ اور یہ شہر حرام ہے تم نے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا اور پھر فرمایا کیا میں نے آپ لوگوں تک خدا کا یہ پیغام پہنچا دیا ہے لوگوں نے عرض کیا جی ھاں یارسول اللہ پھر آپ نے فرمایا اے خدایا گواہ رہنا۔ پھر آپ نے زمانہ جاھلیت کے تمام احترامات اور بدعات اور خون ومال میرے قدموں کے نیچے ہیں میں اس سب کو قدموں سے روندتا ہوں آج کے بعد جو قانون احترام ہے وہ فقط اسلام کا ہوگا لہذا کسی کو کسی دوسرے پر کوئی برتری نہیں ہے سوائے تقویٰ اور پرہیز گاری کے پھر فرمایا لوگو کیا میں نے خدا کا یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے پھر عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ پھر آپ نے فرمایا اے خدایا گواہ رہنا۔ پھر آپ نے فرمایا زمانہ جاھلیت کا یہ سود میں ختم کرتا ہوں اور جن کے ذمہ سود ہے وہ میں معاف کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں عباس بن

Presented by Ziaraat.com

عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں اور ایسے ہی زمانہ جاھلیت کے تمام خون معاف کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں ربیعہ کا خون معاف کرتا ہوں پھر آپ نے فرمایا اے لوگو کیا میں نے خدا کا یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ھاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خدایا گواہ رہنا۔ پھر آپ نے فرمایا شیطان تمھاری سرزمین پر اپنی عبادت کیے جانے کے بارے میں مایوس ہو چکا ہے لیکن جو تم معمولی نوعیت کے گناہ انجام دو وہ اس پر بھی تم سے راضی ہوگا۔ یاد رکھو! جب اس کی اطاعت کی جاتی ہے تو وہ اسکو اپنی عبادت قرار دیتا ہے (خبردار اب اس کی اطاعت مت کرنا) لوگو! مسلمان مسلمان کا واقعی بھائی ہے اور کبھی بھی کسی مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا مال حلال و جائز نہیں ہے ہاں اگر وہ راضی خوشی اپنے مال کی اجازت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مجھے خدا کی طرف سے حکم ملا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک تو خدا کی واحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے لا الہ الا اللہ کا کلمہ نہیں پڑھ لیتے اور جب وہ یہ کلمہ اپنی زبان سے ادا کریں گے تو میری طرف سے ان کا خون اور مال محفوظ ہو جائے گا سوائے حق کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے پھر آپ نے فرمایا لوگو! کیا میں نے خدا کا یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ھاں آپ نے فرمایا اے خدایا گواہ رہنا پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! میری باتوں کو یاد رکھو میرے بعد یہ تم لوگوں کو فائدہ دیں گی اور اس سے فائدہ حاصل کرنا اور ان کو اچھی طرح سمجھ لو تا کہ ان سے فائدہ حاصل کر سکو۔

خبردار میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا اور دنیا کے لیے ایک دوسرے پر تلوار مت چلانا اور اگر تم نے ایسا کیا اور تم ضرور ایسا کرو گے اور تم مجھے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور ملائکہ کے ایک گروہ میں پاؤ گے اور اگر خدا نے چاہا تو میں خود تلوار لے کر تمھارے چہروں کو ماروں گا۔ اور پھر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا انشاء اللہ میں یا علی ابن ابی طالب رہے گا۔ اس کے بعد فرمایا اے لوگو! میں تمھارے درمیان دو امر چھوڑ کر جا رہا ہوں اور اگر تم نے ان دونوں کے دامن سے تمسک رکھا تم ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے اور وہ دو امر ایک کتاب خدا (قرآن) اور دوسری میری اہل بیت جو میری عترت (یعنی) اجزاء ہیں۔ اور مجھے لطیف و خبیر خدا نے اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے یہاں تک یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے جس نے ان دونوں کے دامن کو تھام کر رکھا تو اس نے نجات پائی۔ اور جس نے ان کے دامن کو چھوڑ دیا اور ان کی مخالفت کی وہ گمراہ اور ھلاک ہو گیا۔ پھر فرمایا اے لوگو! کیا میں نے خدا کا یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ھاں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا اے خدایا گواہ رہنا۔ پھر آپ نے فرمایا حوض کوثر پر میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے لیکن ان کو مجھ سے دور کر دیا جائے گا پس میں بارگاہ خدا میں عرض کرونگا اے خدایا یہ میرے اصحاب ہیں ان کو دور کیوں کیا جا رہا ہے؟ تو آواز قدرت آئے گی اے محمد یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین میں تبدیلیاں کی اور آپ کی سنت کو تبدیل کیا اس وقت میں کہوں گا اے خدایا ان کے لیئے دوری ہی دوری ہے۔

(حاشیہ: صحیح بخاری میں جو لفظ ہیں وہ یہ ہیں تحقیق اس دن میرے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو مجھ سے دور کیا جائے گا

Presented by Ziaraat.com

پس میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں تو اس وقت جواب ملے گا اے میرے نبی یہ آپ کی رحلت کے فوراً بعد ہی دوبارہ مرتد ہو گئے تھے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ میں عرض کرونگا اے خدایا انھم منی یہ مجھ سے ہیں تو اس وقت کہا جائے گا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا اور کیا اعمال اور کارنامے انجام دیئے ہیں تو اس وقت میں کہوں گا (سحقا سحقا) دوری دوری۔ اور علامہ انوری نے ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے ذکر کیا کہ علامہ عیاض نے ان احادیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان پر ایمان رکھنا فرض ہے اور ان کی تصدیق بھی ایمان میں سے ہے اور یہ احادیث نقل تواتر کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کو معتبر اصحاب نے نقل کیا ہے اس کے لیے بخاری شریف جلد دوم اور جلد سوم باب حوض کی طرف رجوع کریں اور مسلم شریف کے جلد دوم کی طرف رجوع کریں۔)

پھر جب ایام تشریف کا آخری دن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورہ مبارکہ نصر

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ①

نازل فرمائی تو آپ نے اس کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس سورت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے میری موت کی خبر دی ہے اس کے بعد آپ نے مسجد خیف میں باجماعت نماز کی منادی کروائی اور لوگ جمع ہو گئے اور نماز کے بعد آپ نے پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے خدا کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا خدا اس شخص کی مدد کرے گا جو میری باتوں کو سنے گا اور ان کو یاد رکھے گا اور پھر (پوری امانت داری) کے ساتھ ان کو دوسرے لوگوں تک پہنچائے گا جنہوں نے میری باتوں کو نہیں سنا ہوگا کیونکہ بہت سے حامل فقہ بھی ہوتے ہیں جن کو فقہ کا علم نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے حامل فقہ بھی ہوتے ہیں جو اپنے سے بڑے فقیہ تک فقہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ یاد رکھو تین باتوں کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا۔

۱) اللہ تعالیٰ کے لیے خالص عمل میں۔

۲) آئمہ مسلمین کی خیر خواہی میں۔

۳) جماعت سے اپنے تعلق اور وابستگی میں۔

پس اس کی دعوت ان سب پر محیط ہوتی ہے تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کے خون کی قدر و قیمت برابر ہے۔ اور ان کا ایک فقیر بھی ان کی طرف سے معاہدہ کرنے کا مجاز ہے وہ اپنے مخالفین کے لیے یک مشت و برابر ہیں۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ گرانقدر چیزیں کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا وہ اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت اہل بیت ہیں۔ اور مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز ہرگز جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں۔ پھر یہ کہہ کر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر فرمایا وہ ان دونوں انگلیوں کی طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔ پھر آپ نے اپنے انگوٹھے اور درمیانی انگلی کو ملا

Presented by Ziaraat.com

کر فرمایا ایسے نہیں ہونگے (یعنی درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہوگا) اس خطبہ کے سننے کے بعد چند لوگ اصحاب میں سے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ کہ محمد یہ چاہتا ہے کہ اپنے بعد امامت وخلافت کو اپنی اھل بیت میں قرار دے۔ پس ان میں سے چار افراد وہاں سے نکل کر مکہ میں آئے اور خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور پھر انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر معاہدہ واقرار کیا اور اس معاہدہ کو تحریری طور پر ثبت کیا کہ اگر محمد مر جائے یا قتل کر دیا جائے تو یہ امر خلافت وامامت اس کی اھل بیت کی طرف واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔ اور ان کو ہمیشہ اس سے محروم رکھا جائے گا پس خدا نے ان کی سازش کے بارے میں اپنے نبی کو آگاہ کرتے ہوئے سورہ زخرف کی یہ آیت نازل فرمائی۔

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾

(کیا ان لوگوں نے کوئی کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ تو پھر ہم بھی ایک فیصلہ کرتے ہیں کیا انہوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے حالانکہ ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے جو ان کے ساتھ ہیں وہ لکھ رہے ہیں) (سورہ زخرف آیت 79-80) اس کے بعد حضرت رسول خدا مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر مقام غدیر پر پہنچے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی نازل فرمائی۔

اے رسول وہ پیغام پہنچا دیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے خدا کی رسالت کی کوئی تبلیغ ہی نہیں کی۔ اللہ آپ کو لوگوں سے بچا لے گا۔ یقیناً اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ پس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطبہ ارشاد فرمایا اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! تم جانتے ہو کہ تمھارا ولی وسرپرست وحاکم کون ہے؟ تو سب نے جواب میں عرض کیا جی ھاں ہم جانتے ہیں کہ خدا اور اس کا رسول ہمارا ولی وحاکم ہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! تم جانتے ہو کہ میں تمھارے نفسوں کی نسبت تم پر زیادہ اولیت رکھتا ہیوں اور حق تصرف رکھتا ہوں۔ لوگوں نے کہا جی ھاں پھر آپ نے فرمایا اے خدایا گواہ رہنا۔ اور پھر ان کلمات کو تین مرتبہ دہرایا تو ہر مرتبہ لوگوں نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلی مرتبہ جواب دیا تھا۔ اور آپ نے بھی ہر مرتبہ فرمایا کہ اے خدایا گواہ رہنا۔ اس کے بعد آپ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور اتنا بلند کیا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی لوگوں کو نظر آنے لگی اور پھر فرمایا۔

الا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذلہ من خذلہ واحب من احبہ

(آگاہ رہو جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے خدایا جو بھی اس سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اسکی مدد کر اور جو اسے بے یار ومددگار چھوڑ دے تو بھی اسے بے

Presented by Ziaraat.com

یارومددگار چھوڑ دے اور جو اس سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کرے)

اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا خدایا گواہ رہنا اور میں بھی گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں اس کے بعد اصحاب میں سے حضرت عمر نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ حکم خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں یہ حکم خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہے اور خدا اور رسول کی طرف سے علی تمام مومنین کا امیر اور متقیوں کا امام اور قیامت کے دن جن کے چہرے چمک رہے ہونگے ان کا قائد و رہبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو پل صراط پر قرار دے گا پس یہ اپنے چاہنے والوں اور دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کرے گا۔ وہ لوگ رسول خدا کے بعد مرتد ہو گے تھے انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ محمد نے جو کچھ مسجد خیف میں کہا وہ بھی تم لوگوں کو معلوم ہے اور جو کچھ آج تمھارے سامنے بیان کیا ہے وہ بھی تم نے سن لیا ہے اور جب یہ مدینہ جائے گا تو ہم لوگوں سے علی کی خلافت و امامت کیبیعت لے گا۔ لہٰذا اس کا حل یہ ہے کہ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دیا جائے پس اس وقت چودہ منافقین اکھٹے ہو گئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیوں نہ ہو کہ ہم رسول اللہ کو قتل کر دیں۔ پس انہوں نے مشورہ کیا اور یہ طے پا گیا کہ عقبہ (گھاٹی) پر بیٹھا جائے اور اس عقبہ کو عقبہ ھرشی یا ارشی یا حرشی کہا جاتا ہے اور یہ جحفہ اور ابواد کے درمیان واقع ہے آنحضرت جب اس گھاٹی پر آئے تو یہ چودہ منافقین آپ سے پہلے اس گھاٹی پر آ چکے تھے اور سات ایک طرف اور دوسرے سات گھاٹی کے دوسری طرف چھپ کر بیٹھ گئے تا کہ رسول کی اونٹنی کو ڈرایا جائے۔ ادھر رات چھا گئی آنحضرت عازم سفر ہوئے آپ کو اپنی سوار پر اونگھ آئی جب آپ اس گھاٹی کے قریب آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو آواز دی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں فلاں۔۔۔ آپ کی گھات میں اس گھاٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں پس رسول خدا نے پیچھے مڑ کر فرمایا۔ میرے پیچھے کون ہے؟ حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حذیفہ بن الیمان ہوں۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے سنا ہے تو نے بھی وہ کچھ سنا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں نے بھی سنا ہے آپ نے فرمایا اس کو چھپا کر رکھنا۔ پھر آپ ان مورچہ بند لوگوں کے قریب آئے اور ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں سے ان کو آواز دی۔ پس جب انہوں نے رسول خدا کی آواز کو سنا تو وہاں سے فرار کر گئے اصحاب کے مجمع میں شامل ہو گئے خود مجمع میں شامل ہو گئے لیکن ان کی سواریاں وہاں ہی موجود تھیں وہ ویسی ہی بندھی ہوئی تھیں جب دوسرے لوگ رسول کے ساتھ آ کر مل گے تو رسول خدا دوسرے لوگوں کو ساتھ لیکر ان کی سواریوں کے مقام پر تشریف لائے اور سب نے ان کی سواریوں کو دیکھ کر پہچان لیا۔ پھر آپ جب اگلی منزل پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جن لوگوں نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر حلف لیا کہ اگر محمد مر جائیں یا ان کو کوئی قتل کر دے تو ہم خلافت و امامت کو محمد کی اھل بیت میں نہیں جانے دیں گے اس کے بعد وہ لوگ رسول خدا کی خدمت میں آئے اور قسمیں کھائیں کہ ہم نے ایسا کوئی معاہدہ نہیں کیا اور آپ کو نقصان رسانی کا کوئی ارادہ بھی ہمارا نہیں تھا۔ تو اسکے بارے میں پھر خدا نے آیت نازل فرمائی۔ (جو سورہ توبہ آیت نمبر 74 ہے)

Presented by Ziaraat.com

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ

(یہ خدا کی قسمیں اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کی) یعنی ہم نے نہیں کیا کہ ہم خلافت و امامت کو اہل بیت رسول کی طرف نہیں جانے دیں گے۔

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ

حالانکہ انہوں نے ضرور بر ضرور یہ کافرانہ کلمات ادا کیے اور وہ اسلام لانے کے بعد پھر کفر کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے وہ کام کرنے کا ارادہ کیا (یعنی قتل رسول کا) جس کو انجام نہ دے سکے۔

یعنی وہ کام جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی رسول خدا کو قتل کر دیا جائے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾

اور یہ ان کا سارا غصہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا ہے اب اگر یہ توبہ کر لیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر یہ توبہ نہ کریں اس سے باز نہ آئیں تو اللہ ان کو دردناک عذاب دے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور زمین میں ان کی کوئی جماعت اور مددگار نہیں ہوگا۔ اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لے آئے اور محرم کا پورا ماہ اور نصف صفر تک آپ مدینہ میں بخریت و عافیت رہے اور جب نصف صفر ہو گیا تو آپ مریض ہو گئے اور اس مرض میں آپ آخرت کی طرف تشریف لے گئے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں ہے مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے مسلم بن خالد سے اور انہوں نے محمد بن جابر سے اور انہوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر مجھے فرمایا اے ابن مسعود میری موت قریب آچکی ہے اور مجھے میری موت کی اطلاع دے دی گئی ہے تم بتاؤ میرے بعد تمہارا حاکم کون ہوگا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سے نام گنوائے تو رسول خدا نے گریہ فرمایا اور اس کے بعد فرمایا تیری ماں تیرے جنازے پر روئے تو نے علی ابن ابی طالب کا نام کیوں نہیں لیا اور تو نے اسکو تمام پر مقدم کیوں نہیں کیا۔ تمام سے مقدم کیوں نہیں رکھا۔ پھر فرمایا۔ اے ابن مسعود! جب قیامت کا دن ہوگا تو اس امت کے لیے بہت سے پرچم لہرائے جائیں گے پہلا پرچم میرا عظیم ترین پرچم ہوگا جو علی کے ہاتھ میں ہوگا علی اس کا علمدار ہوگا اور تمام لوگ میرے پرچم کے سائے تلے ہونگے پھر منادی ندا دے گا اے لوگو! آج علی ابن ابی طالب کی فضیلت کو دیکھو۔

Presented by Ziaraat.com

(اس آیت پر کچھ اضافی بحث کی ضرورت ہے یہ آیت شریفہ آیت تبلیغ کے نام سے مشہور و معروف ہے اس میں غور و فکر کرنیکی ضرورت ہے کہ اس آیت میں کسی اہم کام کی تبلیغ کا حکم ہوا ہے کہ جس کے نہ کرنے پر رسول خدا کی رسالت کو خطرہ ہے کہ اگر آپ نے وہ کام نہ کیا تو گویا آپنے ہماری رسالت کا کوئی کام ہی نہیں انجام دیا گویا رسول خدا کی ساری زندگی کی محنت رائگاں ہو جائے گی۔ تو اس کو واضح اور روشن کرنے کے لیے اس آیت پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے اور یہ دو طرح ایک اصل مطب کیا اور دوسرا اس آیت کے کلمات اور جملات پر غور کریں اور پھر اس پر روائی بحث کو ذکر کیا جائے گا۔

ا) اس آیت کے جملات و کلمات رغور کریں۔

ا) يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ: اے رسول گرامی قدر۔

قرآن مجید میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف القابات سے نوازا گیا ہے مثلاً۔ کبھی رسول خدا کو خطاب کرتے ہوئے خالق ازلی نے فرمایا يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ① (اے اپنے اوپر کپڑا لپیٹنے والے) کبھی رسول خدا کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ② (اے چادر اوڑھ کر سونے والے) کبھی رسول خدا کو خطاب کرتے ہوئے خالق ازلی و ابدی ارشاد فرماتا ہے يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ (اے نبی) اور کبھی رسول خدا کو خطاب کرتے ہوئے خالق کائنات ارشاد فارماتا ہے يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ (اے رسول) ان القابات میں سے پہلا اور دوسرا حرف ایک ایک دفعہ استعمال ہوا ہے اور یا ایھا النبی والا خطاب بہت زیادہ استعمال ہوا ہے جبکہ يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ یہ سارے قرآن میں فقط دو دفعہ ذکر ہوا ہے اور اتفاق دونوں مرتبہ ہی سورہ مائدہ میں ذکر ہوا ہے ایک دفعہ اس مورد بحث آیت میں اور دوسری مرتبہ اسی سورہ کے آیت نمبر 48 میں ذکر ہوا ہے یہ أَيُّهَا الرَّسُوْلُ سے خطاب اس بات کی اہمیت کو بیان کرتا ہے کہ وہ کام جو مورد خطاب ہے وہ ایک اہم کام ہے۔

بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط

(آپ تبلیغ کریں اس چیز کی جو آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے) یعنی جو ماموریت آپ کے ذمہ خدا نے قرار دی ہے اس ماموریت کو انجام دیں اور اس کو لوگوں تک پہنچا دیں۔

وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط

(اور آپ نے یہ کام نہ کیا تو گویا آپ نے رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا) یعنی وہ ماموریت اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ اگر آپ نے اس کو انجام نہ دیا تو گویا آپ نے پروردگار کی رسالت کا کوئی کام نہیں کیا اور آپ کی ساری زندگی کی ساری زحمات ناقص ہو جائیں گی۔ اگرچہ ممکن نہیں ہے کہ رسول خدا کے پاس کوئی خدا کا حکم آئے اور آپ اس کی تبلیغ نہ کریں لیکن یہ لہجہ بتا رہا ہے کہ کام اہم و ضروری ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط

Presented by Ziaraat.com

اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ کام اور ماموریت جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے وہ اس قدر حساس ہے کہ جس کے انجام دینے سے خود رسول خدا کی جان کو خطرہ ہے گویا منافقین اور کمزور اعتقاد کے لوگوں کی طرف سے جان رسول کو خطرہ تھا۔ اسی وجہ سے اللہ رسول کو حفاظت کی ضمانت دے رہا ہے اور اس جملے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آخری دور رسالت میں منافق لوگ اس قدر طاقت ور تھے کہ جن سے رسول کی جان مبارک کو خطرہ تھا اب اگر کوئی تسلیم کرے نہ کرے یہ جملہ ایسے لوگوں کی موجودگی کو ثابت کر رہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے جان رسول کو خطرہ ہو وہ کبھی صاحب ایمان نہیں ہو سکتے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

(تحقیق خدا کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرے گا یہ جملہ بھی اس کام اور ماموریت کی اہمیت کو بیان کرتا ہے کہ اگر اس ماموریت رسول خدا کو جو بھی تسلیم نہ کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا کیونکہ جس کام کی تبلیغ نہ کرنے کی وجہ سے رسول کی رسالت کو خطرہ ہے تو اس کام کے نہ ماننے سے لوگوں کے ایمان و اسلام کو خطرہ ہے۔ تو گویا وہ لوگ مسلمان و مومن نہیں رہیں گے درجہ کفر میں داخل ہو جائیں گے اور پھر خدا فرماتا ہے کہ میں کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرونگا ہدایت سب کو شامل ہے سب کو کی جائے لیکن یہ قوم جو ماموریت رسول کا انکار کرے وہ اس قدر لجوج اور ہٹ دھرم ہیں کہ وہ اس کو ماننے کو تیار نہیں ہونگے لہٰذا خدا ان سے ہدایت کی توفیق سلب کرے گا۔

۶) اس آیت میں جو ماموریت ہے وہ کیا ہے

خود آیت میں اگر غور و فکر کریں تو خارجی قرآئن کی مدد کے بغیر ہی یہ آیت بیان کرے گی کہ وہ ماموریت کیا ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ غور و فکر کرنے والا تعصب سے خالی ہو۔ پھر اس کو معلوم ہو جائے گا اور اس کے لیے چند امور پر غور کرنا ہے

۱) یہ آیت مبارکہ جو مورد بحث ہے جو کہ سورہ مبارکہ مائدہ کی آیت نمبر 67 ہے یہ نزول کی ترتیب سے یہ سورہ قرآن مجید کا آخری سورہ ہے اور یہ سورہ ہجرت کے دسویں سال میں نازل ہوئی جو رسول خدا کی ظاہری زندگی کے آخری سال میں نازل ہوئی ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سی چیز ہے جس کی تبلیغ کا حکم ہوا ہے ممکن ہے کہ کوئی یہ جواب دے کہ اس چیز کو جس کی تبلیغ پر اتنی سختی ہوئی ہے وہ نماز ہے کیونکہ نماز کی اسلام میں بہت اہمیت ہے حتیٰ کہ تارک نماز کو کافر و مشرک تک کہا گیا ہے۔

جواب: اگر آیت کے اندر خطاب کی طرف غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ماموریت بیان ہو رہی ہے وہ رسالت کی 23 سالہ زندگی میں رسمی طور پر صراحتاً بیان نہیں ہوئی اور اس کے بیان کے بعد جان رسول کو بھی خطرہ ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز نہیں ہے کیونکہ نماز کا حکم پہلے آچکا تھا اور مسلمان سالہا سال سے نماز کا فریضہ ادا کر رہے تھے اور نماز کے اعلان کرنے پر جان رسول کو بھی خطرہ نہیں تھا لہذا یہ ماموریت تبلیغ نماز کی نہیں ہو سکتی ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے یہ ماموریت جس کی اس آیت میں

Presented by Ziaraat.com

تبلیغ کا حکم ہے وہ روزہ کا فریضہ ہو تو اس کا جواب ہے کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ روزے کا حکم ہجرت کے بعد آچکا ہے۔ اور تقریباً ۱۳ سال تک لوگ روزے کا فریضہ ادا کر رہے تھے اور اس اعلان پر بھی جان رسول کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

ممکن ہے۔ کہ یہ کہا جائے کہ اس ماموریت سے مراد جہاد کی ماموریت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاد کا فریضہ ہجرت کے دوسرے سال میں آچکا تھا اور اس فریضہ کے تحت جنگ بدر احد خندق خیبر وغیرہ کئی جنگیں رسول خدا کی قیادت میں مسلمان لڑ چکے تھے۔ لہٰذا یہ ماموریت بھی نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ ماموریت کہ جس کے بارے میں اس آیت میں بہت زور دیا گیا ہے وہ حج کا فریضہ ہے اس کا جواب بھی واضح ہے کہ یہ فریضہ بھی آچکا تھا اور اس فریضہ کے ادا کرنے کے بعد آپ مکہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں مقام غدیر پر یہ آیت نازل ہوئی تھی لہٰذا کوئی ایسا کام ہے جو ان میں سے نہیں ہے کہ ایسا کام ہے جو اہم اور ضروری ہے کہ جس پر دین کی بقاء موقوف ہے۔

۲) یہ ماموریت اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ جو نبوت و رسالت کے ہم پلہ ہے۔ لیکن گزشتہ احتمالات میں سے کوئی بھی نبوت و رسالت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ ایسا کام ہے جو نبوت و رسالت کے ہم پلہ ہے لیکن ۲۳ سالہ زندگی رسالت میں اس اہم امر کی رسمی تبلیغ نہیں ہوئی ہے۔

۳) اس آیت میں مورد بحث وہ ماموریت ایسی ہے جس کی ایک طاقت ور گروہ کی مخالفت کا خطرہ ہے اور وہ مخالفت اس قدر شدید ہو سکتی ہے جس کے تحت وہ رسول خدا کی جان کے درپے ہو سکتے ہیں اور وہ آپ کو اپنے مقصد کے حصول کے لیے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا ان تمام امور پر غور کریں تو تعصب لجوجت سے خالی ذھن فوراً فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ وہ ماموریت سوائے رسول خدا کی خلافت و آپ کی جانشینی اور ولایت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ہی ایک مسئلہ ہے کہ جو اشارۃً و کنایۃً کافی مرتبہ بیان ہوا تھا جیسا کہ آیت ولایت کے ذیل میں یا دعوت عشیرہ کے وقت لیکن رسمی طور پر اسکو غدیر خم سے پہلے اس کو مطرح نہیں کیا گیا تھا ہاں یہ ہی واجب ہے کہ جس کا غدیر کے مقام سے پہلے کسی مقام پر بھی رسمی طور پر اعلان نہیں کیا گیا تھا اور یہ ہی وہ واجب ہے کہ جو نبوت و رسالت کے ہم پلہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بقاء دین ممکن ہے اور یہ ہی وہ واجب ہے کہ جس کی مخالفت بعد میں کی گئی اور حکم رسول خدا کو پست سر رکھا گیا۔

ممکن ہے کہ وہ لوگ جن سے جان کی حفاظت کی ضمانت خدا نے لی ہے ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہو کہ جو اسلام کے بہت بڑے بڑے دشمن تھے لہٰذا اس آیت کا ولایت سے تعلق نہیں ہوگا۔ لہٰذا جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جائے گا۔

جواب: اس احتمال کا جواب بھی ہے کہ اسلام کی تاریخ پر غور کرنے والا ہر طالب علم یہ آسانی سے جان سکتا ہے کہ ہجرت کے دسویں سال سے پہلے ہی تمام یہود و نصاریٰ کا معاملہ حل ہو چکا تھا اور وہ سارے سر تسلیم خم کر چکے تھے۔ لہٰذا اس آیت کو یہود و نصاریٰ سے مربوط کرنا یہ سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے لہٰذا اس آیت کا تعلق فقط ولایت امیر المومنین علی ابن ابی طالب

Presented by Ziaraat.com

سے ہے اور یہ آیت نص صریح ہے امیر المومنین کی خلافت و امامت و ولایت بلا فصل پر۔

روایات کی مدد سے آیت کی تفسیر

صدر اسلام کے کافی زیادہ محدثین محققین اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ آیت امیر المومنین کی شان میں اور انکی ولایت وخلافت کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱) حضرت ابن عباسؓ یہ وہ صحابیٔ رسول خدا ہیں کہ تفسیر قرآن میں بھی مشہور و معروف ہیں اور کاتب وحی کا درجہ بھی ان کو حاصل ہے اور یہ وہ شخصیت ہیں جن کو تمام فریق تسلیم کرتے ہیں اور ان کا رسول خدا کے ساتھ تعلق یہ ہے کہ ان کا نام عبداللہ ابن عباس ہے اور یہ حضرت رسول خدا ہے چاچازاد ہیں۔

۲) حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ بھی اصحاب رسول میں سے ایک درخشندہ چہرہ ہیں اور ان کو تمام فریق مورد اعتماد او رثقہ قرار دیتے ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے گھر کے سامنے رسول خدا کی اونٹنی رکی تھی۔

۳) حضرت ابوسعید خدریؓ یہ بھی رسول خدا کے محترم اصحاب میں سے ایک بہت ہی محترم ہستی ہیں۔

۴) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ یہ وہی ہیں جو ابن مسعود کے نام سے شہرت رکھتے ہیں اور کاتبان وحی میں سے ہیں اور مفسر قرآن بھی ہیں۔

۵) حضرت ابوھریرہؓ یہ وہ صحابی ہیں جو اھل سنت کے نزدیک بہت زیادہ با اعتماد صحابی ہیں اور نصف دین ان سے لیا گیا ہے۔

۶) حضرت حزیفہ یمانیؓ

۷) حضرت براء بن عازبؓ یہ دونوں بھی معروف متعدد اصحاب میں سے ہیں اس کے علاوہ اور بھی اصحاب ہیں جنھوں نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت تبلیغ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت وخلافت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان میں عبداللہ ابن عباس اور جابر بن اعبداللہ انصاری سے یہ روایت ہے کہ تقریباً گیارہ طریقوں سے نقل ہوئی ہے اور اس کو اہل سنت کے کافی مفسرین نے اس کو نقل کیا ہے تحقیق کا شوق رکھنے والے تفسیر دار المنثور جلد دوم امام سیوطی کے تحریر کردہ تفسیر المنار شیخ محمد عبدہ کی تالیف اور امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کی طرف رجوع کر سکتے ہیں

حتیٰ کہ امام فخر الدین رازی ہمارے بھائیوں کے بہت بڑے عالم ہیں اور ان کا ایک طرہ امتیاز یہ ہے کہ ہر واقعہ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہوں نے بھی تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں تقریباً نو (۹) اقوال درج کئے ہیں اور دسواں قول احتمال یہ دیا ہے کہ یہ آیت مقام غدیر پر علی ابن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس پر انہوں نے اس آیت کے ذیل میں

Presented by Ziaraat.com

دسواں احتمال یوں ذکر کیا ہے۔

نَزَلَتِ...وَ

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں (رسول خدا) نے اس (علی) کا ہاتھ پکڑا اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ**۔ (جس کا میں مولا پس اس کا علی مولا ہے) اے اللہ جو علی کی ولایت کو قبول کرے تو اسے اپنا دوست قرار دے اور جو علی سے دشمنی کرے تو بھی اس کو دشمن قرار دے۔ پس اس کے بعد حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور وہ آپ سے ملے۔ اور عرض کیا اے ابو طالب کے فرزند آپ کو مبارک ہو آج سے آپ میرے اور ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولا اور رہبر ہو گئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ہمارے اہل سنت بھائیوں کے مفسرین نے یہ قبول کیا ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے

ولایت اور مولیٰ کا معنی

اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ آیت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں ہے اور اس پر آپ نے روایت بھی ذکر کی ہے کہ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ**۔ تو اب جو مسئلہ محل بحث ہے وہ یہ ہے کہ مولا ولایت سے اور ولایت کا معنی کیا ہے؟ ولایت مصدر ہے اور اس کے چند معنی ذکر ہوئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ حکومت ۲۔ امارت ۳۔ سلطنت تو جو ولایت کی معنی لیں گے وہ ہی مولیٰ کا معنی ہوگا۔ مثلاً اگر ولایت کا معنی

۱۔ حکومت ہو تو پھر معنی ہے کہ جس کا میں مولیٰ یعنی حاکم اس کا علی حاکم۔ یا اگر معنی امارت کیا جائے تو پھر معنی یہ کہ جس کا میں امیر اس کا علی امیر اور اگر معنی سلطنت ہو تو پھر مولیٰ کا معنی یہ ہوگا کہ جس کا میں سلطان اس کا علی سلطان ہے۔ اگر معنی دوست کیا جائے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ جس کا میں دوست اس کا علی دوست اور اگر اس کا معنی نصرت کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جس کا میں ناصر اس کا علی ناصر ہے اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ معنی ہیں لیکن ہم وہ معنی مراد لیں گے جو ذات رسول کے ساتھ سازگار ہو لہٰذا مولیٰ کا معنی غلام بھی ہے رشتہ دار بھی ہے آزاد کردہ غلام بھی ہے لیکن یہ سارے معانی ذات رسول خدا کے ساتھ سازگار نہیں ہیں لہٰذا مولیٰ کے یہ معانی مراد نہیں لیے جا سکتے۔ کیونکہ ان معانی کو مراد لینا عقلاً و نقلاً دونوں اعتبار سے غلط ہے اور ایک مومن اور مسلمان ان معنی کا اطلاق ذات رسول خدا پر نہیں کر سکتا ورنہ اس کا ایمان و اسلام دونوں ختم ہو جائیں گے۔ لہٰذا اب ہم پہلے پانچ پر غور کرتے ہیں تو اگر پہلے تین معانی ایک ہی ہیں لہٰذا محل بحث تین معانی ہیں۔

۱) نصرت: اگر ولایت کا معنی نصرت یعنی مدد کرنا مراد ہے تو پھر مولیٰ اور ولی کا معنی ہوگا ناصر مددگار تو پھر روایت کا معنی یہ ہوگا کہ جس جس کا میں ناصر و مددگار ہوں اس کا علی ناصر اور مددگار اور اسی معنی کے تحت آیت ولایت کہ جس میں ارشاد قدرت ہے کہ

Presented by Ziaraat.com

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اس کا معنی بھی حل ہو جائے گا کہ صرف میں اللہ تعالیٰ تمہارا ناصر و مددگار ہوں اور میرا رسول ناصر و مددگار ہے اور ذات علی جس نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے وہ مددگار و ناصر ہے تو پھر یہ معنی کرنے کی صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ پس یا اللہ مدد کہو یہ نظریہ غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ ولایت کا معنی مددگار نصرت تو ولی کا معنی مددگار اور ناصر کو آیت بیان کرتی ہے کہ اللہ بھی ناصر ہے اس کا رسول بھی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے والا علی بھی ناصر و مددگار ہے اور حدیث غدیر بھی یہ بیان کرتی ہے کہ رسول بھی مددگار ہے اور علی بھی مددگار ہے۔

۲) دوست: اگر ولایت کا معنی دوست لیا جائے تو مولیٰ اور ولی کا معنی بھی یہ ہی ہوگا کیونکہ یہ دونوں اسی سے نکلتے ہیں لیکن اگر واقعہ غدیر پر غور کیا جائے تو پھر ثابت ہوتا ہے کہ اس معنی اور تعلق کو بیان کرنے کی خاطر رسول کا اس قدر اہتمام کرنا اور پھر خود خدا کا تہدید نما خطاب کرنا۔ اور اسکو ہم پلہ نبوت و رسالت قرار دینا اور اس پر بقاء دین کا موقوف ہونا یہ سب قرآئن روشن کرتے ہیں۔ کہ یہ معنی نہیں ہو سکتا ورنہ غدیر کے مقام کا اہتمام سارا لغوی اور بے سود ہو جائے گا۔ اور ایسا کام توحید و رسالت کے شایان شان نہیں ہے اور خود خلیفہ ثانی کا یہ کہنا کہ یا علی آپ کو مبارک ہو آج سے آپ میرے اور تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے مولیٰ بن گئے ہیں یہ معنی اس سے بھی سازگار نہیں ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے خلیفہ واقعہ غدیر سے قبل علی علیہ السلام سے دوستی نہیں رکھتا تھا جو حکم قرآن کے بھی خلاف ہے اور خود جناب عمر کی سیرت کے بھی خلاف ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ دوست تو وہ پہلے بھی تھے لیکن اس وقت علی علیہ السلام کے اس عہدے کا اعتراف کر رہے تھے جس کے بارے میں آپ پہلے نہیں جانتے تھے اس لیے تو کہا۔ آج سے

۳) حکومت: لہٰذا آیت تبلیغ اور آیت ولایت حدیث من کنت مولاہ کے لیے جو معنی سازگار ہے وہ حکومت و سرپرست کا ہی ہے کہ جس کا میں حاکم اور سرپرست ہوں اس کا علی حاکم اور سرپرست ہے۔ اور پھر اس اعلان کے بعد جو ثمرہ رسول خدا کو ملا وہ یہ ہے۔ فوراً آیت آئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

یہ ثمرہ بھی اس بات پر دال ہے کہ مراد ولایت سے حکومت سرپرستی ہے اور اسی چیز کو آیت تبلیغ بیان کر رہی ہے۔ یہ مختصر سا تبصرہ من جانب مترجم ہے۔

تفصیل کے لیے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں اور ان سے اہم ترین کتاب الغدیر ہے جو اس عنوان سے تحریر شدہ ہے)

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 68 سے 71 تک

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

ترجمہ

اے ہمارے رسول! آپ کہہ دیں کہ اے اہل کتاب تمھاری کچھ بھی حقیقت نہیں ہے جب تک آپ تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم (ان کے قوانین کی پاسداری) نہ کرو جو تمھارے رب کی طرف سے تمھاری طرف نازل کی گئی ہیں اور جو فرمان (کتاب) آپ پر نازل کیا گیا وہ ان کے لیے سودمند نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے ان میں سے اکثریت کی سرکشی اور کفر میں اضافہ کرے گا آپ کا

Presented by Ziaraat.com

فر لوگوں کی حالت زار پر ترس نہ کھائیں۔

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جن لوگوں نے یہودیت کو اختیار کیا اور جو صابی ہیں اور جو نصاریٰ ہیں ان میں سے جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک اعمال انجام دے گا تو ان کے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی وہ افسوس اور غم زدہ حالت میں ہونگے۔

اور ہم نے اولاد اسرائیل (یعقوب) سے پختہ عہد لیا اور ہم نے ان کی طرف بہت رسول بھیجے مگر جب بھی کوئی رسول ان کے پاس ان کی خواہشات نفس کے خلاف کوئی حکم لے کر آیا تو ان میں سے ایک گروہ نے ان کو جھٹلایا اور ایک گروہ نے ان کو قتل کر دیا۔

اور ان لوگوں نے خیال کیا کہ کوئی فتنہ (امتحان) رونما نہیں ہوگا اس وجہ سے یہ لوگ اندھے اور بہرے بن گئے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کر لی اور پھر ان میں سے اکثر افراد اندھے اور بہرے بن گئے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا اس آخری آیت میں قرآن پھر اصحاب رسول کی حالت کے بارے میں خبر دے رہا ہے پس اللہ فرماتا ہے۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

یعنی ان لوگوں کا گمان وخیال باطل یہ تھا کہ ان کا کوئی امتحان نہیں لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ امیر المومنین علیہ السلام کی وجہ سے ان کا امتحان نہیں لے گا اس وجہ سے یہ اندھے اور بہرے بنے رہے۔ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا: یعنی وہ حضرت رسول خدا کے زمانہ حیات میں اندھے بہرے بنے رہے اور انہوں نے یہ خیال ہی نہ کیا کہ کیا ہونے والا ہے اور جب خلافت علی کا زمانہ آیا تو انکو ہوش آیا کہ ہم کس وادی غیر آباد میں اب تک سرگردان رہے تھے آج پھر ہمیں زمانہ رسول یاد کروایا گیا ہے اور پھر اس کے دوبارہ (ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا) یعنی رسول خدا کی رحلت کے بعد دوبارہ اندھے ہو گئے اور جب امیر المومنین تخت خلافت پر آئے تو ان کو ہوش آیا اور اس کے بعد۔ عَمُوْا وَصَمُّوْا: یعنی دوبارہ وہ وقت معین تک کے لیے اندھے اور بہرے بن گئے۔ جب امام زمانہ آئیں گے تو پھر ان کو ہوش آئے گا۔

آیت نمبر 72 سے 76 تک

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

Presented by Ziaraat.com

اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ
اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ
نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾

ترجمہ

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے خود کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھرایا تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام قرار دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تینمیں سے ایک ہے حالانکہ معبود واحد کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اگر یہ لوگ اپنی کفرانہ باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے کفر کرنے والوں کو سخت عذاب اپنی گرفت میں لے لے گا۔ مسیح ابن مریم فقط ایک رسول ہیں اور اس سے قبل اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ تھی وہ دونوں کھانا کھاتے ہیں دیکھو ہم کس طرح سے ان کے سامنے اپنی آیات واضع اور روشن طریقہ سے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو کہ یہ کس طرح الٹے پاؤں پھرے جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کیا تم خدا کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو تمھارے لیے نہ تو نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی فائدہ کا اختیار رکھتا ہے جب کہ اللہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے نصاریٰ مسیح بن مریم تو فقط وفقط رسول ہیں یہ خدا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اس کی والدہ بھی ہے اور وہ صدیقہ خاتون تھی اور وہ دونوں کھانا بھی کھاتے تھے یعنی ان دونوں کے کھانا کھانے سے ان کے حادث ہونے پر دلیل ہے کیونکہ جو کھاتا ہے وہ کھانے کا محتاج ہے اور جو محتاج ہے وہ حادث ہے اور جو حادث ہو وہ اللہ نہیں ہوسکتا (یہ ہی استدلال ان لوگوں کے لیئے ہے جو علی علیہ السلام کو رب یا اللہ کہتے ہیں)

آیت نمبر 77 سے 79 تک

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ

آپ کہہ دیں اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہوئے اور دوسرے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی ہے۔ وہ سرکشی اور زیادتیاں کرتے تھے۔ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی ہے وہ سرکشی اور زیادتیاں کرتے تھے اور وہ برے کام کرنے پر کسی کو روکتے نہیں تھے۔ یہ برا طرز عمل تھا جسے انہوں نے اپنایا تھا

لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

Presented by Ziaraat.com

یعنی اے اہل کتاب تم ایسا مت کہو کہ یقیناً خود عیسیٰ اللہ ہے یا اللہ کا بیٹا ہے (یہ ناحق باتیں ہیں اور عیسیٰ کے بارے میں غلو ہے)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ مجھے ھارون بن مسلم نے بیان کیا ہے اور انہوں نے مسعدہ بن صدقہ سے نقل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ہے آپ کے شیعوں میں ایک گروہ ہے جو حاکم وقت کے کارندوں میں شامل ہوتے ہیں اور وہ ان کے لیے کام کرتے ہیں اور ان سے دوستی رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا: ایسے لوگ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ انہیں میں سے ہیں اور پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝۷۸

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی ہے وہ سرکشی اور زیادتیاں کرتے تھے اور وہ برے کام کرنے پر کسی کو روکتے نہیں تھے۔ یہ برا طرز عمل تھا جسے انہوں نے اپنایا تھا

آپ نے فرمایا جن افراد پر حضرت داؤد نے لعنت کی وہ سور کی شکل میں ہو گئے اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت کی وہ بندروں کی شکل میں ہو گئے۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۹

یعنی وہ لوگوں کو برائیوں سے روکتے نہیں تھے جو برائیاں وہ کرتے تھے اور کتنا برا وہ کام تھا جو وہ انجام دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی وہ برائیاں جن کی بناء پر ان پر لعنت کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ وہ سور کا گوشت کھاتے تھے اور شراب نوشی کرتے تھے اور حالت حیض میں اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے اور ان کے علماء یہ کام نہیں کرتے تھے لیکن وہ ان برے لوگوں کو برائی سے روکتے نہیں تھے (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برائی سے نہ روکنے والا بھی ان میں سے شمار ہوگا)

آیت نمبر 80 سے 81 تک

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ

Presented by Ziaraat.com

اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ

آپ ان میں سے اکثر افراد کو دیکھیں گے کہ وہ کفار سے دوستی رکھتے ہیں یقیناً ان لوگوں نے اپنے لیے بہت برا زادراہ آگے روانہ کیا ہے جس کی وجہ سے اللہ ان پر غضب ناک ہو گیا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اگر ان لوگوں کا خدا اور اس کے نبی اور جو کچھ اس پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ فاسق و بے ایمان ہیں۔

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو منع کیا ہے کہ وہ کفار اور مشرکین کو اپنا دوست قرار دیں مگر یہ کہ تقیہ کی صورت میں ان سے دوستی کا اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں مومنین کے دوست نہیں ہیں۔

آیت نمبر 82

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

تم اہل ایمان سے دشمنی میں ان یہود و مشرکین کو تمام لوگوں سے زیادہ سخت پاؤ گے اور اہل ایمان سے دوستی میں آپ انہیں قریب پائیں گے جنہوں نے کہا تھا ہم نصاریٰ ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

شان نزول

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول کچھ یوں ہے کہ جب مکہ میں مشرکین مکہ کی مسلمانوں کے لیے اذیتیں حد سے بڑھ گئی تو اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا آپ نے حضرت جعفر ابن ابی طالب کو بھی ان کے ساتھ ہجرت کا حکم دیا آپ بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو حضرت جعفر ان ستر 70 افراد کو ساتھ لیکر بحری جہاز کے ذریعے حبشہ کی طرف چلے گے شاہ حبشہ نجاشی کے پاس جا کر قیام پزیر ہوئے حبشہ کا بادشاہ نجاشی بہت بڑا رحم دل تھا۔ جب مکہ کے قریش نے سنا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ نجاشی کے پاس حبشہ گئے ہیں تو انہوں نے اس گروہ کی واپسی کے لیے ایک سفارتی گروہ روانہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے تحت انہیں میں سے اس سفارت کے لیے عمر بن العاص اور عمارہ بن ولید کا انتخاب کیا اور ان دونوں کو روانہ کرنے کا فیصلہ ہو گیا لیکن دونوں کے درمیان پہلے سے ہی عداوت و دشمنی پائی جاتی تھی تو اسی اجلاس میں یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ ہم دو مخالف افراد کو اکھٹے کیسے روانہ کر سکتے ہیں؟ تو اسی اجلاس میں ان کے درمیان صلح کروائی گئی اور بنی مخزوم نے عمارہ کی غلطی معاف کی اور بنی سھم نے عمرو بن العاص کی غلطی کو معاف کر دیا اور ان دونوں میں مصالحت کروادی گئی عمارہ ایک خوبصورت اور متکبر جوان تھا اس سفر میں عمر بن العاص اپنی بیوی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا جدہ سے وہ ایک بحری جہاز کے ذریعے وہ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاز میں انہوں نے شراب نوشی کی جب شراب کا نشہ چڑھا تو عمارہ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ تم اپنی بیوی سے کہو کہ وہ مجھے بوسہ دے۔ عمرو بن العاص نے اس سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ سبحان اللہ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟ عمارہ خاموش ہو گیا۔ الغرض جب عمرو بن العاص کو شراب کا نشہ ہوا تو اس نے عمارہ کو جہاز سے دھکا دیا اور اس کو سمندر میں گرا دیا لیکن اس نے گرتے گرتے جہاز کے ستون کو پکڑ لیا اور جہاز کے عملہ نے اس کو بڑی مشکل سے سمندر سے نکال لیا اور یوں یہ سفر کرتے کرتے حبشہ پہنچ گئے اور مشرکین کے دونوں نمائندے نجاشی بادشاہ کے پاس گئے اور وہاں عمرو بن العاص نے نجاشی کی خدمت میں تحائف پیش کئے جو نجاشی نے قبول کر لئے اس وقت عمرو بن العاص نے کہا۔ اے بادشاہ سلامت ہماری قوم کے چند افراد نے ہمارے دین کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا ہے اور پھر وہ وطن چھوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے ہیں ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو

Presented by Ziaraat.com

ہمارے سپرد کردیں۔ نجاشی نے حضرت جعفر کو اپنے دربار میں طلب کیا اور جب وہ حاضر ہوئے تو اس نے جناب جعفر سے کہا یہ دونوں افراد آپ لوگوں کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟ جناب جعفر نے فرمایا آپ ہی بتادیں کہ یہ کیا چاہتے ہیں؟ تو بادشاہ نے کہا کہ یہ ہم سے مطالبہ کررہے ہیں کہ ہم آپ لوگوں کو ان کے سپرد کردیں اور یہ آپ کو اپنے وطن واپس لے جائیں۔ جناب جعفر نے فرمایا اے بادشاہ آپ ان سے پوچھیں کیا ہم ان کے زرخرید غلام ہیں؟ تو عمرو بن العاص نے کہا نہیں بلکہ یہ ہمارے محترم اور آزاد لوگ ہیں۔ جناب جعفر نے پھر فرمایا کیا ہم ان کے مقروض ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ ہماری واپسی کا مطالبہ کررہے ہیں؟ تو عمرو بن العاص نے کہا نہیں ہم نے ان سے کوئی قرض نہیں لینا پھر جناب جعفر طیار نے فرمایا کیا ہم نے ان کا کوئی فرد قتل کیا ہے جس کے قصاص میں ہماری واپسی کا مطالبہ کررہے ہیں؟ عمرو بن العاص نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے پھر جناب جعفر طیار نے فرمایا آخر یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے ہمیں اذیت دی ہے جس کی وجہ سے ہم وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور یہاں آکر ہم نے اس ملک میں پناہ لی ہے۔

عمرو بن العاص نے کہا اے بادشاہ سلامت یہ ہمارے چند پاگل جوان ہیں اور انہوں نے دین میں ہماری مخالفت کی ہے۔ اور ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے جوانوں کو بگاڑا ہے اور ہماری جماعت کے اتحاد میں پھوٹ ڈالی ہے آپ ان کو ہمارے حوالے کردیں تاکہ ہمارے معاملات ٹھیک ہوسکیں اس پر جناب جعفر طیار نے فرمایا اے بادشاہ ہم ایک جاہل قوم تھے بت پرست تھے تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمارے درمیان اپنا ایک نبی معبوث فرمایا جس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم کسی کو بھی خدا کا شریک قرار نہ دیں جواء بازی نہ کریں شراب نوشی نہ کریں اور اس نے ہمیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے اور اس نے ہمیں ظلم و جور اور ناحق خون بہانے سے منع کیا ہے اور اس نے ہمیں عدل و انصاف کرنے اور اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور ایسے ہی ہر برائی اور غلط کاری اور سرکشی سے روکا ہے اور ہم نے اس نبی کی باتوں کو مانا تو یہ ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور ہمیں اذیتیں دیں اور ہم ان کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر آپ کے پاس آگئے ہیں تاکہ ان کی اذیتوں سے محفوظ رہ سکیں۔ جب نجاشی نے جناب جعفر طیار کی گفتگو کو سنا تو اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی بھی یہ ہی تعلیم ہے حضرت جعفر طیار سے اس نے کہا کیا کوئی ایسا کلام آپ کو یاد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے نبی پر نازل کی ہے؟ حضرت جعفر طیار نے فرمایا جی ہاں پھر آپ سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی جب آپ تلاوت کرتے اس آیت تک آئے جس میں ارشاد قدرت ہے۔

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا

تو نجاشی نے سخت گریہ کیا اور اس نے کہا خدا کی قسم یہ ہی حق ہے

عمرو بن عاص نے کہا اے بادشاہ ہمارے دین کے مخالف ہیں آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کردیں نجاشی نے عمرو بن عاص کے منہ پر طمانچہ رسید کیا اور کہا خبردار اگر تو نے آگے کوئی بات کی اب اگر تو نے اس کے لئے کوئی برا لفظ بولا تو میں تم کو گم کروادونگا عمر بن عاص کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا اور وہ نجاشی کے دربار سے یوں کہتے ہوئے نکلا کہ اے بادشاہ اگر آپ یہ کہتے ہیں تو ہم ان

Presented by Ziaraat.com

کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ نجاشی کی ایک کنیز تھی جو اس کے سر کی طرف کھڑی اس کی خدمت کر رہی تھی جیسے اس کی نظر عمارہ بن ولید پر پڑی چونکہ وہ ایک خوبصورت جوان تھا تو وہ اس پر فریفتہ ہوگئی۔ جب وہ واپس گئے تو عمرو بن عاص نے عمارہ سے کہا کہ وہ کنیز تیرے پر مرگئی ہے تو اس پر ڈورے ڈالو اور اس کو اپنے قبضہ میں کرو اور جب وہ تیرے قبضہ میں آجائے تو اس سے کہو کہ وہ بادشاہ کا مخصوص عطر تیرے لیئے لے کر آئے پس عمارہ نے اس سے بادشاہ کے خصوصی عطر کا اس سے مطالبہ کر دیا تو اس نے بادشاہ کے مخصوص عطر کی ایک بوتل عمارہ کے حوالے کر دی۔ عمرو بن عاص اپنی پرانی دشمنی کی وجہ سے ایک مدت سے اس انتظار میں تھا کہ کوئی موقع ملے تا کہ میں اس سے بدلے لوں۔ لہٰذا وہ عطر کی بوتل اٹھا کر نجاشی کے پاس چلا گیا اور اس نے کہا۔ اے بادشاہ سلامت ہم آپ کے ملک میں آئے ہیں اور ہم نے یہاں کا پانی پیا اور نمک کھایا ہے اسی لیے ہمارے لیے ضروری تھا کہ ہم اس ملک کی بادشاہ کے خیر خواہی کریں لیکن میرے ساتھ جو جوان آیا ہے اس نے آپ کی خادمہ سے تعلقات استوار کر لیے ہیں اور یہ عطر کی شیشی اس کی خیانت کا منہ بولتا ثبوت ہے یہ کہہ کر اس نے وہ عطر کی شیشی بادشاہ کے سامنے رکھ دی۔ عمارہ کی نمک حرامی دیکھ کر بادشاہ کو غصہ آیا پہلے تو اس نے اس کے قتل کا حکم دیا پھر اس نے کہا اس کو قتل کرنا سفارت کے اصولوں کے خلاف ہے لہٰذا اس نے یہ حکم واپس لیا اور پھر اس نے ایک طبیب کو بلایا اور اس سے کہا کہ اس سے ایسا سلوک کرو کہ یہ مردوں سے بدتر ہو جائے۔ تو اس نے عمارہ کو ایک ایسی دوائی پلائی کہ جس سے اس کی فطرت بدل گئی۔ وہ انسانوں کو چھوڑ کر جنگل میں جانوروں کے ساتھ رہنا شروع ہو گیا۔ قریش نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ بھاگ گیا اور وہ ایسے ہی رہا یہاں تک کہ ایک دن قریش والے گھات لگا کر بیٹھ گئے اور وہ جانوروں کے ساتھ پانی پینے تالاب پر آیا تو قریش کے چند جوانوں نے اس کو پکڑ لیا وہ جیسے ہی وہ ان کے ہاتھ میں آیا تو وہ چیخنے لگا اور آخر کار وہ چلاتے چلاتے مر گیا۔ جب عمر بن عاص حبشہ سے واپس آیا تو اس نے کہا سرزمین حبشہ پر جعفر کو بڑی عزت و سکون حاصل ہے اور بادشاہ اس کا بے حد احترام کرتا ہے۔

حضرت جعفر حبشہ میں قیام پزیر رہے یہاں تک رسول خدا اور قریش کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا اور جنگ خیبر کے موقع پر حضرت جعفر اپنی بیوی اسما بنت عمیس اور اپنے فرزند عبداللہ کو ساتھ لے کر مدینہ میں تشریف لائے اسی دوران نجاشی کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ جو کہ اپنے شوہر عبداللہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی تھی اور اسکا شوہر حبشہ میں مر گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو خط لکھا اور اس میں ام حبیبہ کے لئے نکاح کا پیغام ارسال کیا نجاشی نے ام حبیبہ کے پاس آنحضرت کے نکاح کا پیغام بھیجا تو ام حبیبہ نے اس پیغام کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی طرف سے اسے چار سو دینار بطور مہر دیئے اور اسے رسول خدا کی خدمت میں روانہ کر دیا اور ساتھ ہی بہت زیادہ کپڑے اور خوشبو اور دوسرے تحائف کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ساتھ ہی اپنی ایک کنیز ماریہ قبطیہ جو جناب ابراہیم بن رسول خدا کی ماں تھی اس کو بھی رسول خدا کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک اچھی نسل کا ایک گھوڑا بھی بطور تحفہ دیا اور اس کے علاوہ عیسائی مذہب کے تیس کے قریب علماء کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور ان سے کہا تم جاؤ اور نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرو اور ان کا مشاہدہ کرو اور ان کی کلام سنو اور اس کا جو نتیجہ تمھارے سامنے

Presented by Ziaraat.com

آئے اس کو میرے لیئے آکر بیان کرو۔ جب وہ علماء مدینہ میں آئے اور انہوں نے نبی اکرم کی سیرت کا مشاہدہ کیا اور آپ کی باتوں کو سنا تو بہت متاثر ہوئے تو نبی اکرم نے ان علماء کو اسلام کی دعوت دی اور آپ نے ان کے سامنے قرآنی آیات کی تلاوت کی جب آپ نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ان آیات کی تلاوت کی کہ۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰

تو ان آیات الٰہی کو سن کر انہوں نے رونا شروع کر دیا اور متاثر ہو کر آپ پر ایمان لے آئے مسلمان ہونے کے بعد نجاشی کے پاس واپس آئے اور انہوں نے بادشاہ کو نبی اکرم کے بارے میں بیان کیا اور نجاشی جب آپ کی تعلیمات سے مزید آگاہ ہوا اور انہوں نے نجاشی کو قرآن کی آیات سنائیں جو رسول خدا نے ان کے سامنے تلاوت کی تھیں تو نجاشی بھی ان کو سن کر رو پڑا اور نجاشی نے بھی اسلام قبول کر لیا لیکن حکومت کی مصلحت کی وجہ سے اس نے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور نبی اکرم کی زیارت کے شوق سے حبشہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور جب سمندر عبور کر چکا تو زندگی نے ساتھ چھوڑ دیا اور اس کی وفات ہوگئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۸۲

اسی کے بارے میں نازل فرمائی

پارہ نمبر 6 ختم شدہ

Presented by Ziaraat.com

پارہ نمبر 7

آیت نمبر 83 سے 88 تک

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ
مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾
وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا
رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ

اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو (ہمارے) رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے خدایا ہم ایمان لائے اور ہمارے نام کو تو گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم خدا اور اس حق پر جو ہمارے پاس آ گیا ہے اس پر ایمان کیوں نہ لائیں۔ حالانکہ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے نیک اور

Presented by Ziaraat.com

صالح افراد میں داخل کر دے۔ اور ان کی اس گفتگو کی وجہ سے خدا نے ان لوگوں کو ایسے باغات عطا کئے ہیں جن کے اندر نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور یہ نیکی کرنے والوں کی جزا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہ ہی لوگ جہنمی ہیں۔ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمھارے لیے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو یقیناً اللہ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو حلال اور پاکیزہ رزق خدا نے تم لوگوں کو دیا ہے اس سے کھاؤ اور اس خدا کی نافرمانی سے بچو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

حضرت علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دونوں آیتیں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت بلال ؓ اور حضرت عثمان ؓ بن مظعون کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے قسم اٹھائی کہ میں آج کے بعد کبھی بھی رات کو نہیں سویا کرونگا۔ اور حضرت بلال نے قسم اٹھائی کہ میں ہمیشہ دن کو روزے میں رہوں گا اور جناب عثمان بن مظعون نے قسم اٹھائی کہ میں آج کے بعد کبھی بھی اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کرونگا اور ایسے ہی وقت گزرتا گیا۔ ایکدن عثمان بن مظعون ؓ کی بیوی ام المومنین عائشہ کے پاس آئی اور وہ بہت خوبصورت تھی لیکن اس دن اس کی حالت بری تھی اور اس نے اپنے لیے کوئی بناؤ سنگھار نہیں کیا ہوا تھا تو ام المومنین نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں یہ زینت کس کے لئے کروں؟ جبکہ میرے شوہر نے تعلق ختم کر دیا ہے اور اس نے کتنے دن سے میرے ساتھ مباشرت بھی نہیں کی اور تارک الدنیا اور حانیت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس نے لباس بھی ٹاٹ کا پہن لیا ہے اور دنیا و مافیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام المومنین بی بی عائشہ کے پاس آئے تو بی بی نے عثمان بن مظعون کا سارا قصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیان کر دیا۔ تو آپ فوراً باہر تشریف لائے اور لوگوں کو جمع ہونے کا اعلان کروا دیا آپ کا اعلان سن کر سارے لوگ مسجد میں حاضر ہوئے تو آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا کیا ہو گیا ہے لوگوں کہ وہ خدا کی حلال کردہ چیزوں کو اپنے لئے حرام قرار دے رہے ہیں۔ آگاہ رہو خدا کی قسم میں راتوں کو نیند بھی کرتا ہوں اور بیویوں سے مباشرت بھی کرتا ہوں اور دن کے وقت کھانا بھی کھاتا ہوں اور جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول ہم قسم اٹھا چکے ہیں ہم اب کیا کریں اس پر خدا کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 89 سے 91 تک

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۸۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۹۰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۹۱

ترجمہ

اللہ تمہاری مہمل قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور مواخذہ کرے گا اور ایسی (قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اس اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو اور جس کے پاس اس کی سکت وطاقت نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر توڑ دو۔ اور اپنی

Presented by Ziaraat.com

قسموں کی حفاظت کرتے رہو اسی طرح سے اللہ اپنی آیات تمھارے لیے واضع کرتا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو۔ ایمان والو! شراب جواء بت اور پانسے ناپاک ہیں اور شیطانی عمل ہے پس ان سے پرہیز کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ شیطان تو پس یہ ہی چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں بغض و عداوت پیدا کرے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے تو کیا تم رک جاؤ گے۔

جناب ابوالجارودؒ نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا خمر سے صرف شراب ہی مراد نہیں ہے بلکہ ہر وہ نشہ جو انسان میں خمار پیدا کر دے وہ خمر ہے اور حرام ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہو تو اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔ شراب کی حرمت سے قبل ایک شخص نے شراب پی تھی اور اس پر شراب کا نشہ طاری ہوا اور وہ بدحواس ہو گیا اور اس نے عول فول بولنا شروع کر دیا اور اس نے جنگ بدر کے مشرک مقتولین پر رونا شروع کر دیا اور ان کی تعریف میں اس نے شعر پڑھنا شروع کر دیئے۔ جب حضرت رسول خدا نے اس کی یہ عول فولسنی تو آپ نے دعا کی اے خدایا اس کی زبان کو روک دے چنانچہ جب تک وہ ہوش میں نہ آیا تو اس وقت تک اس کی زبان بند رہی اور جب اس کو ہوش آ گیا تو پھر اس نے عقل مند شخص کی طرح گفتگو کرنا شروع کر دی۔ اور اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا۔ اور شراب کی حرمت کو بیان کرنے والی آیت نازل فرمائی۔ جب شراب کی حرمت کی آیت نازل ہوئی تو اس وقت مدینہ کے لوگوں کے گھروں میں کھجور کے شراب کے مٹکے بھرے ہوئے موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو بلا کر اعلان کر دیا کہ خدا نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس کا پینا اور اس کو فروخت کرنا سب حرام ہے لوگوں نے رسول خدا کا اعلان سن کر شراب کے بھرے ہوئے مٹکے اپنے گھروں کے دروازوں پر توڑ دیئے۔ اور شراب گلیوں میں بہا دی اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہا تھا کہ گویا شراب کا سیلاب آ گیا ہو ایک شخص کے گھر میں منقی اور کھجور کی شراب کا ایک مٹکا تھا اس نے بھی اس کو توڑ دیا اور شراب کو ضائع کر دیا اس دن کسی کے گھر میں انگور کا شراب موجود نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اس کے ساتھ اس کی خرید و فروخت کو بھی حرام کر دیا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک دفعہ شراب نوشی کرے گا اس کو کوڑے مارو اور اگر دوسری مرتبہ شراب نوشی کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو۔ اور جب تیسری مرتبہ شراب نوشی کرے گا تو پھر اس کو کوڑے مارو اور اگر چوتھی مرتبہ شراب نوشی کرے گا تو اس کو قتل کر دو۔ نیز آپ نے فرمایا شراب نوشی کرنے والے کو دوزخ کا نجس و غلیظ پانی پلایا جائے گا اور یہ وہ پانی ہو گا جو زانیہ عورتوں کی شرمگاہ سے نکلتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ان کو پیپ اور غلیظ خون پلایا جائے گا۔ جس کی بدبو سے تمام اہل جہنم کو اذیت ہو گی۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب نوشی کرے گا اللہ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا اور اگر وہ دوبارہ شراب نوشی کرے تو مزید چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہو گی اور اگر وہ بغیر توبہ کیئے ہوئے مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا اور وہاں اس کو وہ خون ملی پیپ پلائی جائے گی جو زانیہ

Presented by Ziaraat.com

عورتوں کی شرمگاہ سے خارج ہوتی ہے۔ میسر نرد اور شطرنج میں سرفہرست ہے اور جوئے بازی کی تمام شکل میسر ہی شمار ہوتی ہیں اور انصاب سے مراد وہ بت ہیں جن کو مشرک پوجا کرتے ہیں۔ اور ازلام سے مراد پانسے اور لاٹری کے وہ تیر مراد ہیں جن کے ذریعے جاھلیت کے دور میں مال تقسیم کیا جاتا تھا۔ ان تمام اشیاء کی خرید و فروخت اور ان سے فائدہ حاصل کرنا حرام ہے اور یہ تمام چیزیں نجس اور پلید ہیں اور شیطانی عمل ہیں شراب اور جوئے کی حرمت اور گناہ کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خدا نے ان دونوں کو بت پرستی کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

آیت نمبر 92

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾

ترجمہ

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو اور اگر تم نے حکم عدولی کی تو تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے رسول پر صرف صاف صاف حکم کی تبلیغ کی ذمہ داری ہے۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو یعنی ان کی نافرمانی مت کرو اور شراب اور جوئے کے معاملہ میں اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی مت کرو اور اگر تم نے اطاعت سے منہ موڑ لیا یعنی اگر تم نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ پھر یاد رکھو کہ ہمارے رسول کی ذمہ داری ابلاغ تھی اور جب اس نے بیان کر دیا اور ابلاغ بھی کر دیا تو پھر رک جاؤ۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا جب ایک ایسی قوم آئے گی اپنی راتوں کو لہو ولعب اور شراب اور موسیقی کی محفلیں سجائے گی اور جب وہ راتوں کو ایسا کریں گے اور دن کو مسخ کر دئے جائیں گے۔ اور بندر اور سور بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس آیت میں خبردار کر دیا ہے کہ اصحاب السبتکی طرح تم بھی زیادتی کرنے والے نہ بنو۔ ان لوگوں کو بھی خدا نے مہلت دی تھی اور انہوں نے اس سے فائدہ حاصل کرنے کے بجائے بغاوت کی اور یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہفتہ کے دن ہمارے لیے حلال ہے وہ دن کا شکار فقط ہمارے بزرگوں کے لیے حرام تھا۔ اگر ہمارے بزرگ اس کا احترام نہیں کرتے تھے تو ان کو خدا کی طرف سے سزا ملتی تھی اور یہ حرمت فقط ان تک ہی محدود تھی لیکن جب سے ہم نے ہفتہ کے دن سے مچھلی شکار کرنا شروع کیا ہے تو ہمیں اچھائی ملی ہے اور ہمارے رزق و روزی میں اضافہ ہوا ہے اور ہمارے جسم بھی طاقت ور ہو گئے ہیں۔ پھر اللہ

Presented by Ziaraat.com

نے ان کو بھی ایک رات اس وقت پکڑا کہ جب وہ غفلت کی نیند سو رہے تھے یہ ہی ہے خدا کا فرمانا کہ (وَاحْذَرُوْا) خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی مثل تجاوز کرنے والے بن جاؤ اور تم پر بھی اسی طرح عذاب آجائے گا۔ جب خدا تعالیٰ نے شراب اور جوئے کی حرمت کو بیان کیا اور ان کی حرمت پر بہت زور دیا تو کچھ لوگ حضرت رسول خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے وہ ساتھی جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے گئے اور ان کے شکموں میں شراب موجود تھی اللہ نے شراب حرام قرار دیا اور رجس اور عمل شیطانی قرار دیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت نمبر 93

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۹۳

ترجمہ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیئے انہوں نے جو اس سے پہلے کھایا یا پیا ہے اس کے بارے میں ان کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ حرام سے بچتے رہیں اور ایمان پر قائم رہیں اور نیک اعمال کرتے رہیں پھر جس جس چیز سے روکا جائے اس سے رکیں اور جو فرمان خدا ہے اسے تسلیم کریں اور اپنا رویہ نیک رکھیں۔ اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں۔ یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ ایسے ایمان والوں پر کوئی حرج نہیں ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو تحریم شراب سے قبل مر گئے یا مارے گئے ہیں۔ ان پر کوئی حرج نہیں ہے لیکن جو شراب کی حرمت کے بعد بھی شراب نوشی کریں گے ان کے لیے حرج (حد) ہوگی۔

Presented by Ziaraat.com

آیت نمبر 94

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾

ترجمہ

اے ایمان والو! اللہ تمھارا اس شکار کے ذریعے امتحان لے گا۔ جو تمھارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہوگا تا کہ وہ یہ دیکھے کہ تم میں سے کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد بھی تجاوز کیا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

علی بن ابراہیم نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عمرہ حدیبیہ کے وقت نازل ہوئی تھی اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قافلے میں شکار کو داخل کر دیا اور ان کے ہاتھوں پر آنا اور جاندار شکار مسلمانوں کے نیزوں کی زد میں آتا تھا اور یہ سارا اس وجہ سے تھا کہ خدا ان لوگوں کا اس شکار کی وجہ سے امتحان لے رہا تھا تا کہ پتہ چلے کہ کون حکم خدا کو مانتا ہے لیکن خدا کسی کے فعل پر اظہار حجت و دلیل سے پہلے عذاب نہیں کرتا بلکہ بعد میں عذاب دیتا ہے۔

آیت نمبر 95

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ

Presented by Ziaraat.com

فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

ترجمہ

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار مت کرو اور تم میں سے جو شخص جان بوجھ کر شکار کرے گا اسے چاہیے کہ جانوروں میں سے اس کی مثل بطور کفارہ دے اور اس کی مثل اور ہم پلہ ہونے کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے اور یہ (کفارہ) خانہ کعبہ پہنچائے گا (اور اگر ایسا اس کے لیے ممکن نہیں ہے تو پھر) بطور کفارہ چند مساکین کو کھانا کھلانا ہوگا یا اس کے برابر روزے رکھے گا تاکہ وہ اپنے کیئے ہوئے فعل کی سزا چکھے اور جو اس قبل وہ کر چکے ہیں اس کو خدا نے معاف کر دیا ہے لیکن اب جو ایسا کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ آیت کے لفظ سے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ اس پر واجب ہے جو یہ شکار جان بوجھ کر کرے گا لیکن اگر کوئی غلطی سے کر چکا ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی مامون کی بیٹی سے شادی کا واقعہ

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن حسین نے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن عون المصیبی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب خلیفہ وقت مامون الرشید نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے پاس اکھٹے ہو کر آئے اور انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ جو حکومت اور اقتدار ہمارے خاندان میں آچکا ہے اس کو اس خاندان سے نہ نکالیں اس کو ہماری ملکیت میں رہنے دیں اور جو خدا نے عزت کا لباس ہمیں عطا کیا ہے وہ ہمارے جسموں سے نہ اتر واؤ اور آپ اختلافات کو بھی جانتے ہیں جو ہمارے اور اولاد علی کے درمیان چلے آرہے ہیں۔ مامون نے کہا تم سب خاموش رہو۔ میں اسے سلسلہ میں کسی کی کوئی بات سننے اور قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں بنی عباس کے بزرگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! کچھ انصاف کریں آپ اپنی لاڈلی بیٹی کی شادی اس نوخیر اور ناسمجھ سے کر رہے ہیں جسے ابھی خدا کے دین کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں ہے اور اسے ابھی سنت و فرض کا کوئی علم نہیں ہے اور اگر آپ اس فیصلہ میں جدی ہیں اور اس کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے تو کم از کم کچھ دیر انتظار کر لیں یہاں تک کہ اس کو شرع کی تعلیم دلوائیں تاکہ اس کو واجب اور سنت کا علم حاصل ہو جائے۔ اور اس کے بعد یہ شادی کروا دینا مامون نے سب سے کہا خدا کی قسم وہ تم سب سے زیادہ فقہ کو جانتا ہے اور خدا اور رسول کے

Presented by Ziaraat.com

بارے میں اور فرائض اور سنت کے بارے میں اور احکام دین کے بارے میں تم سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور کتاب خدا کو زیادہ پڑھنا جانتا ہے اور قرآن کی محکم متشابہ بھی عام اور خاص ناسخ اور منسوخ اور تنزیل اور تاویل قرآن کو بھی تم سب سے زیادہ جاننے والا ہے پس تم سب اس سے سوال کرو اگر معاملہ ایسے ہی ہوا جیسے تم بیان کرتے ہو تو تمہاری بات کو قبول کرلوں گا اور اگر معاملہ ایسے ہوا جیسے میں کہہ رہا ہوں تو مان لینا کہ وہ نوجوان تم سب سے بہتر ہے۔ بنی عباس کے بزرگوں نے جب مامون کی یہ بات سنی تو وہاں سے اٹھے اور سیدھے اس دور کے بہت بڑے عالم اور قاضی یحییٰ بن اکثم کے پاس گئے اور اس سے سارے معاملہ کے بارے میں بات کی اور اس کو لالچ دیا کہ اگر آپ نے ابوجعفر محمد تقی علیہ السلام کو عملی اعتبار سے شکست دے دی تو آپ کو بہت زیادہ انعامات سے نوازا جائے گا۔ قاضی یحییٰ نے بھی اس مناظرہ کی حامی بھر لی پھر وہ لوگ مامون کے پاس چلے گئے اور اس سے کہا کہ آپ سوالات کی نشست کے لیے کوئی دن مقرر کرلیں مامون نے ان کی خواہش پر ایک دن معین کر دیا کہ جب شادی کا دن ہوگا اسی دن نکاح سے پہلے سوالات و جوابات ہو جائیں گے۔ جب وہ دن آیا سارے انتظامات مکمل کر لیے گئے اور وہ سارے لوگ جمع ہو گئے تو امام محمد تقی علیہ السلام بھی تشریف لائے اور آپ مسند پر دو تکیوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے اور یحییٰ ابن اکثم بھی آپ کے روبرو بیٹھ گیا اور مامون بھی امام علیہ السلام کی متصل مسند پر بیٹھ گیا اور باقی سب لوگ بھی اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے قاضی یحییٰ ابن اکثم نے خلیفہ سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی اجازت ہے کہ میں ابوجعفر سے کچھ سوالات کروں مامون نے کہا تمھیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ نے کچھ پوچھنا ہے تو ابوجعفر سے اجازت طلب کرو یہ سن کر اس نے امام علیہ السلام سے عرض کی کہ اے ابوجعفر آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے کوئی سوال کروں؟ آپ نے فرمایا اجازت ہے مامون نے کہا اے یحییٰ ان سے فقہ کا کوئی سوال کریں تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان کا علم فقہ کس قدر ہے؟ یحییٰ کو جب اجازت ملی تو اس نے سوال یوں کیا۔ اے ابوجعفر اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کرے تو اس کے کفارہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا یہ مھمل سوال ہے پہلے آپ اس کی وضاحت کریں کہ

۱) اس نے یہ شکار حرم کی حدود میں کیا ہے۔

۲) یا حرم کی حدود سے باہر جا کر کیا ہے۔

۳) کیا وہ حکم شرعی کا عالم تھا۔

۴) جاھل تھا۔

۵) اس نے شکار عملا کیا ہے۔

۶) سہواً اور غلطی سے ہوا ہے۔

۷) کیا وہ آزاد مرد ہے یا غلام ہے۔

Presented by Ziaraat.com

۸) شکار بڑا ہے یا چھوٹا جانور۔

۹) اس نے شکار پہلی مرتبہ کیا ہے یا اس کا تکرار کر رہا ہے۔

۱۰) وہ شکار پرندوں سے ہے یا جانوروں میں سے ہے۔

۱۱) اس کا شکار چھوٹا ہے یا بڑا۔

۱۲) وہ اس شکار پر نادم و پشیمان ہے یا جدی و مصر ہے۔

۱۳) اس نے یہ شکار دن کے اجالے میں کیا ہے یا رات کی تاریکی میں کیا ہے۔

۱۴) اس کا احرام حج کا ہے یا عمرہ کا جب قاضی یحییٰ بن اکثیم نے مسئلہ کی اتنی صورتیں سنی تو وہ حیرت میں گم ہو گیا اور شرم اور پشیمانی کی وجہ سے سر جھک گیا اور اس کے چہرے پر وہ خفت پائی جاتی تھی کہ جس کو پوری محفل محسوس کر رہی تھی۔ اور سارے لوگ آپ کی گفتگو سے حیرت زدہ ہو گئے اس وقت مامون رشید نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے ابو جعفر کیا میں آپ کے ساتھ اپنی بیٹی کے نکاح کا خطبہ شروع کروں آپ کو یہ نکاح منظور ہے تو آپ نے فرمایا ہاں۔ تو اس وقت مامون نے یوں خطبہ نکاح شروع کیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم : الحمد لله اقرار بنهمته ولا اله الا الله اخلاصا لعظمته وصلى الله على محمد عند ذكره وقدكان من فضل الله على الانام ان اغنا هم بالحلال عن الحرام فقال وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اس خطبہ کے بعد اس نے یوں کہا کہ میں اپنی بیٹی ام الفضل بنت عبداللہ کا نکاح محمد بن علی سے کرتا ہوں اور وہ اس کے حق مہر کے بطور پر پانچ سو درہم دیں گے اور میں اس کے تحت اے محمد بن علی آپ کا نکاح اپنی بیٹی سے کرتا ہوں کیا آپ کو قبول ہے تو امام ابو جعفر محمد بن علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں امیر المومنین مجھے یہ نکاح اتنے حق مہر پر قبول ہے اور پھر مامون نے اس کے ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں ہر عام و خاص کو مدعو کیا اور ہر ایک کو اسے مرتبہ و مقام کے تحت انعام و اکرام سے نوازہ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں بھی ان کے درمیان موجود تھا کہ اچانک ہم نے ایک کلام کو سنا گویا وہ کلام اشراف لوگوں کی تھی۔ پس ہم وہیں موجود تھے کہ خادم چاندی کی ایک کشتی کو کھینچ کر آئے کہ جس میں ریشمی لباس اور دوسرے تحائف سے پر تھی اور خاص اور شرفاء لوگوں کے پاس اس کو لایا گیا اور انہوں نے اپنے اپنے حساب سے اس سے تحفہ اٹھایا اور بعد میں اس کو عوام کی طرف لایا گیا تو انہوں نے بھی تحائف کو اٹھایا اور جب سارے لوگ چلے گئے تو مامون نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا ابو جعفر اگر آپ مناسب جانے تو ان تمام بیان کردہ وجوہات کے تحت جو جو کفارہ شکار کا واجب ہوتا ہے آپ اس کو بیان فرما دیں۔

Presented by Ziaraat.com

آپ امام ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے میں بیان کر دیتا ہوں (۱) اگر احرام والا شخص حرم کی حدود سے باہر شکار کرے اور اس کا شکار کوئی بڑا پرندہ ہو تو اس پر ایک بکری کفارہ واجب ہے (۲) اگر وہ حرم کی حدود میں ایسا ہی شکار کرے گا تو اس کا کفارہ دوگناہ ہو جائے گا یعنی دو بکریاں اس پر واجب ہیں (۳) اگر وہ مقام حل میں ایک چھوٹے پرندے کا شکار کرے گا تو اس پر بکری کا ایسا بچہ کفارہ ہوگا جو دودھ چھوڑ چکا ہو (۴) اگر وہ ہی شکار وہ حرم کی حدود میں کرے گا تو اس کو کفارہ کے طور پر اس پرندے کی قیمت اور بکری کا بچہ دونوں واجب ہونگے کیونکہ اس نے شکار حرم میں کیا ہے (۵) اگر اس کا شکار جنگلی جانور ہے اس کی کئی صورتیں ہیں اگر اس نے جنگلی گدھا شکار کیا ہے تو اس پر اونٹنی بطور کفارہ ہے (۶) اگر اس نے شتر مرغ کا شکار کیا ہے تب بھی اس پر یہ ہی کفارہ ہے اور اگر وہ اتنی طاقت اور استطاعت نہیں رکھتا تو پھر وہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے گا اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر وہ اٹھارہ روزے رکھے گا۔

(۷) اور اگر اس کا شکار گائے ہے تو اس پر کفارہ بھی ایک گائے ہوگا اور اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر تیس مساکین کو کھانا کھلائے گا پس اگر وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا تو پھر نو روزے رکھے گا (۸) اگر اس کا شکار ہرن ہے تو اس پر بطور کفارہ ایک بکری واجب ہے اور اگر وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا تو پھر دس مساکین کو کھانا کھلائے گا اور اگر وہ اس کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو پھر وہ تین روزے رکھے گا۔ (۹) اگر اس کا یہ شکار حرم کی حدود میں ہے پھر اس کا کفارہ دو برابر ہو جائے گا اور اس پر ضروری ہے کہ اپنا کفارہ خانہ کعبہ لے جائے اور وہاں پر اسکو ذبح کرے اور اگر اس کا احرام حج کا ہے تو پھر اس کو منیٰ میں ذبح کرے اجہاں دوسرے لوگ اپنی قربانیاں ذبح کرتے ہیں اور اگر اس کا احرام عمرہ کا ہے تو پھر وہ اپنا کفارہ مکہ میں ذبح کرے گا اور پھر اس کی قیمت کا بھی صدقہ دے گا تا کہ اس کا کفارہ دو برابر ہو جائے (۱۰) ایسے ہی اگر اس کا شکار خرگوش ہے تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے (۱۱) اگر اس نے کبوتر کا شکار کیا ہے تو اس کا کفارہ ایک درہم ہے یا پھر ایک درہم کا حرم کے کبوتروں کے لیے دانے خریدے اور ان کے سامنے ڈال دے (۱۲) اگر اس نے پرندے کے بچے کا شکار کیا ہے تو آدھا درہم کفارہ ہے (۱۳) اگر اس نے انڈے کا شکار کیا ہے تو پھر اس کے ذمہ ۱/۴ حصہ درہم کفارہ ہے (۱۴) اور اگر ان میں سے کوئی کام جہالت کی وجہ سے کیا ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے سوائے جانور کے شکار کے اس صورت میں اس پر کفارہ ہوگا خواہ وہ عالم کرے یا جہالت میں کرے عملا کرے یا خطا و غلطی سے کرے (۱۵) اگر شکار کرنے والا غلام ہو تو اس کا کفارہ اس کے مالک پر واجب ہوگا (۱۶) اگر یہ شکار کرنے والا بچہ ہے تو وہ بالغ نہیں ہے لہٰذا اس پر کوئی کفارہ بھی واجب نہیں ہے (۱۷) اگر وہ شکار کرنے والا تکرار کرتا ہے تو پھر وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جس سے خدا انتقام لے گا اور اس کا انتقام آخرت میں ہوگا اس پر کفارہ نہیں ہے۔ (۱۸) اگر حالت احرام میں خود شکار نہ کرے لیکن دوسرے کو شکار کی طرف ہدایت کرے تو اس پر فدیہ ہے (۱۹) اگر وہ اس کام پر اصرار کرتا ہے تو فدیہ بھی ہوگا اور آخرت میں اس کو عذاب بھی ہو گا۔ (۲۰) اگر وہ محرم شکاری اپنے فعل پر نادم و پشیمان ہو جائے تو پھر فدیہ کے علاوہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہے (۲۱) اگر وہ رات کو شکار

Presented by Ziaraat.com

کرتا اور مجبور ہے اور غلطی سے کیا ہے پھر بھی اس پر کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ عمداً کرے (۲۲) اگر رات کو وہ عمداً شکار کرے یا دن کو شکار کرے تو اس پر فدیہ ہے اگر احرام حج کا ہے تو پھر وہ اپنے فدیہ کو منیٰ میں وہاں قربان کرے گا جہاں دوسرے اپنے اپنے جانور قربان کرتے ہیں اور اگر اس کا احرام عمرہ کا ہے تو پھر وہ اپنے فدیہ کو مکہ میں ذبح کرے گا۔ مامون رشید نے اپنے غلام سے کہا کہ ان سب کو لکھ لیا جائے پھر مامون نے اپنے خاندان کے لوگوں سے کہ جو اس شادی کی مخالفت کر رہے تھے سوال کیا کیا تم میں سے کوئی اس کی مثل جواب دے سکتا ہے سب نے کہا نہیں تاہم اور نا ہی ابن اکثیم ایسا جواب دے سکتا ہے۔ پھر مامون نے کہا تم پر افسوس ہے کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس خاندان جیسا پوری کائنات میں کوئی نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن و حسین علیہما السلام سے اس وقت بیعت لی تھی جب وہ بچے تھے اور ان دونوں کے علاوہ کسی اور بچے سے آپ نے بیعت نہیں لی (گویا آپ ان بچوں کو بڑوں کے برابر قرار دے رہے تھے) کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ ان کا باپ علیہ السلام اس وقت رسول خدا پر ایمان لائے جب آپ بارہ سال کی عمر میں تھے اور اللہ اور اس کے رسول نے آپ کے اس سن کے ایمان کو قبول کیا اور اس کے علاوہ کسی بچے کا ایمان کو قبول نہیں کیا اور نا ہی آپ نے کسی اور بچے کو ایمان کی دعوت دی تھی کیا تم نہیں جانتے کہ اس مصداق میں کہ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۔ جو علم ان کے اول کے لیے وہ ہی ان کے آخری فرد کے لیے ہے۔ تو سب نے کہا امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اور آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر مامون نے حکم دیا کہ ابو جعفر محمد بن علی پر تین قسم کے خوشبو نچھاور کریں (۱) وہ ایسا کہ جس میں زعفران اور کستوری ہو جس کو گلاب کے پانی سے معجون کیا گیا ہو اور دوسری ایک خاص قسم کی خوشبو ہے جو ان چیزوں سے حاصل ہوتی ہے اور تیسرا وہ طشت تھا جس میں تتلیاں تھی۔ اول قسم بنی ھاشم کے خاص لوگوں کے لیے تھا دوسرا طشت وزراء کے لیے تھی اور تیسری طشت بقیہ شرکاء کے لیے تھا اور جب تک وہ خود زندہ رہا تو اس کے نزدیک ابو جعفر امام تقی ہمیشہ مکرم محترم رہے حالانکہ یہ وہ شخص ہے جس نے امام کے والد محترم علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو زہر دے کر قتل کیا تھا۔ [1]

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سلمان بن داؤد المنقری سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سفین بن عیینہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب الزھری سے اور انہوں

---

[1] خود امام علیہ السلام تو اس کے نزدیک مکرم تھے لیکن آپ کے والد کو قتل کیا جب ملک کی سیاست نے اقتضاء کیا کہ اب رضا کو راستے سے ہٹایا جائے تو اس وقت آپ کو زہر سے شہید کر دیا گیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ذکر کیا ہے کہ مامون نے امام رضا کو زہر سے شہید کیا تھا ان میں سے ایک علامہ مسعودی جس نے اپنی کتاب مروج الذھب جلد ۹ میں تحریر کیا ہے ابن طغطقی کتاب فخری میں 163 پر ابن الاثیر نے کامل جلد نمبر 6 میں شبلنجی نے نور انصار 144 میں ایسے روضۃ الصفا جلد 3 شوید انسبق 202 اور مطالب السئول 288 اور حبیب اسیر جلد 2 پر تحریر کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

نے حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے زھری کہتا ہے کہ ایک دن امام نے مجھے فرمایا اے زہری کہاں سے آرہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا مسجد سے آپ نے فرمایا مسجد میں کیا کر رہے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ روزے کے بارے میں ہمارا مذاکرہ ہو رہا تھا پس میری اور میرے دوسرے ساتھیوں کا اس رائے پر اتفاق ہوا کہ سوائے ماہ رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ واجب نہیں ہے۔۔۔۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا اے زہری جیسا تم لوگوں نے کہا ہے ایسے نہیں ہے بلکہ چالیس قسم کے روزے ہیں۔ ان میں سے دس قسم کے روزے واجب ہیں اور چودہ قسم کے روزے ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں انسانوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو روزے رکھے اور اگر چاہے تو اس کو افطار کرے۔ اور دس قسم کے روزے حرام ہیں اور ایک روزے کی قسم ہے جو تادیبی ہے اور ایک قسم روزے کی قسم مباح روزہ ہے اور ایک قسم روزے کی ہے جو مسافر اور مریض کا روزہ ہے اور تین قسم کے روزے ہیں جو اذنی ہیں۔ زہری: میں نے عرض کیا اے فرزند رسول میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس کے بارے میں تفصیل سے ذکر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا واجب روزے یہ ہیں

(۱) ماہ مبارک رمضان کے روزے (۲) جو شخص ماہ مبارک کا روزہ عملاً اور بغیر کسی عذر سے افطار کرے تو اس پر واجب ہونے والے کفارے کے روزے جو ساٹھ ہیں اور ان کو پے در پے واجب ہوتے ہیں۔) ۳) جو شخص غلطی سے قتل کرے اس کے لیے ایک غلام کو آزاد کرنا کفارہ ہے اور اگر وہ آزاد نہ کر سکے تو اس پر دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنا واجب ہوتے ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ

اس کے بعد فرمایا

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

جو شخص اپنی زوجہ کو ظہار کرے تو اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جو غلام آزاد نہ کر سکے اس پر دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنا واجب ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

جو شخص قسم اٹھائے اور پھر اس کو توڑ دے اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ دس مساکین کو کھانا کھلائے اور اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اس پر بطور کفار تین روزے رکھنا واجب ہیں اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ

Presented by Ziaraat.com

یہ سارے روزے وہ ہیں جو پے در پے رکھنا واجب ہیں ان کے درمیان فاصلہ جائز نہیں ہے (۶) وہ حاجی جو دوران حج اپنے سر کی بیماری کی وجہ سے حلق نہ کروا سکے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ

اس میں حاجی مختار ہے اور اگر وہ چاہتے تو تین روزے رکھ سکتا ہے (۷) وہ حاجی جو حج تمتع کرے اور اس کے پاس قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اس پر دس روزے واجب ہیں وہ تین روزے وہاں رکھے اور سات روزے واپس آ کر رکھے گا جیسا کہ خدا فرماتا ہے

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

(۸) حالت احرام میں اگر کوئی شکار کرے تو اس کے کفارہ کے طور پر واجب ہونے والے روزے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا

یعنی یا اس کے برابر میں روزے رکھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے زہری تمہیں پتہ ہے کہ اس کے برابر روزے کیسے رکھے جا سکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں پھر آپ نے فرمایا اس جانور کی قیمت لگائی جائے گی اور پھر اس کی قیمت سے خریدا جانے والے غلہ کا وزن کیا جائے کہ کتنے صاع بنتے تھے پھر ہر نصف صاع کے بدلے میں ایک روزہ رکھا جائے گا۔ (۹) منت و نذر کا روزہ بھی واجب ہوتا ہے (۱۰) اعتکاف کرنے والے پر بھی روزے واجب ہوتے ہیں

حرام روزے

۱) عید فطر کا روزہ

۲) عید قربان کا روزہ (دسویں ذی الحجہ)

۳) 5,4,3 ایام تشریق کے روزے

۴) وہ دین جس کے بارے میں شک ہے کہ ماہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا اس دن روزہ رمضان کی نسبت سے رکھنا۔ اس کے بارے میں ہمارا امر ہے اور اس سے ہم نے روکا ہے تو اس دن جس کے بارے تمام لوگ شک کریں اور وہ اکیلا روزہ رکھے۔ زہری کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ وہ اس دن کیا کرے اگر وہ شعبان کے روزے سے روزہ نہ رکھے تو پھر وہ کیا کرے؟ وہ شخص

Presented by Ziaraat.com

شک والے دن کی رات کو شعبان کے روزے کی نیت سے روزہ رکھ لے۔ اگر وہ دن رمضان کا ہوگا تو وہ روزہ کافی ہو جائے گا اور اگر نہیں ہوگا تو وہ شعبان کا شمار ہو جائے گا اس میں کوئی حرج یا نقصان نہیں ہوگا۔

زہری نے عرض کیا اے فرزند رسول ایک مستحب روزہ واجب کے بدلے کیسے مجزی ہو جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص نے ماہ مبارک میں جبکہ وہ جانتا نہیں ہے کہ ماہ مبارک ہے ایک روزہ مستحب رکھ لیتا ہے تو اس کا وہ روزہ ماہ مبارک کا شمار ہوگا کیونکہ ماہ مبارک کا روزہ اپنے ماہ میں ہی واقع ہوا ہے۔

۷) صوم وصال بھی حرام ہے یعنی ایک روزہ رکھتا ہے اور پھر اس کو افطار نہیں کرتا اور پھر اس روزے کو دوسرے دن کے روزے سے ملا دیتا ہے تو یہ حرام ہے۔

۸) خموشی کا روزہ رکھنا بھی حرام ہے (یہ فقط جناب مریم کے جائز تھا)

۹) حرام کام کی نذر منت کا روزہ رکھنا بھی حرام ہے (مثلاً ایک شخص نذر کرتا ہے کہ اگر میں فلاں گھر میں چوری کرنے پر کامیاب ہو گیا تو ایک روزہ رکھوں گا تو یہ نذر بھی حرام ہے اور اس نذر کے بدلے روزہ رکھنا بھی حرام ہے)

۱۰) دراز مدت کا روزہ رکھنا۔

وہ روزے جن میں اختیار ہے

خواہ رکھنے چاہیئے یا ترک کرنا چاہیئے۔ جمعہ کے دن کا روزہ۔ جمعرات کا روزہ۔ پیر کے دن کا روزہ۔ ایام بیض کے روزے (تیرہ، چودہ۔ پندرہ کے روزے)

ماہ مبارک رمضان ے بعد شوال کے چھ روزے۔ روزہ عرفہ کا روزہ یوم عاشور کا روزہ یہ وہ روزے ہیں جن کے بارے میں روزہ دار کو اختیار ہے کہ وہ رکھے یا نہ رکھے۔ (ممکن ہے عاشور کے دن کے فاقہ کو روزے کا نام دیا گیا ہو۔ ورنہ اس کا روزہ دوسری کتابوں میں ذکر نہیں ہوا)

وہ روزے جو اذن پر موقوف ہیں

۱) بیوی مستحبی روزہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

۲) غلام بھی مستحب روزہ اپنے مالک اور آقا کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتا۔

۳) مہمان بھی میزبان کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے ہاں مہمان جائے تو وہ اہل خانہ کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا۔

Presented by Ziaraat.com

تادیبی روزے

۱) نابالغ بچے کا روزہ رکھنا جب وہ بلوغ کے قریب ہو یہ اس پر واجب نہیں ہے بلکہ تادیبی ہے۔

۲) جو شخص دن کے شروع میں کسی عذر کی وجہ سے روزہ افطار کر لے تو بقیہ دن اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن شام تک امساک رکھنا ہے اور یہ تادیبی ہے۔

۳) وہ مسافر جو دوران سفر اپنا روزہ کھول دیتا ہے اور پھر وہ اپنے وطن واپس آجائے تو اس پر امساک رکھنا مستحب ہے روزہ واجب نہیں ہے لیکن امساک (رکنا) رکھنا تادیبی ہے۔

مباح روزے

جو شخص بھول کر یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے کھانا کھالیتا ہے تو اس کے لیے خدا نے مباح قرار دیا ہے کہ وہ روزہ پورا کرے اور اگر کرے گا تو وہ روزہ اس کا مجزی ہوگا۔

مریض اور مسافر کا روزہ

اہل سنت والے اس میں اختلاف کرتے ہیں ایک قوم قائل ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ اور دوسری قوم قائل ہے کہ اگر وہ چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر نہیں چاہتا تو افطار کرے۔ اور ایک قوم کا نظریہ ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن ہم اس کے قائل ہیں کہ یہ دونوں روزہ نہیں رکھ سکتے۔ پس اگر مسافر حالت سفر میں روزہ رکھے اور مریض حالت بیماری میں روزہ رکھے وہ گناہ گار بھی ہیں اور ان دونوں پر روزے کی قضا بھی واجب ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے فرمایا ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ

پس تم میں سے جو مریض ہو یا مسافر تو ان کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے ایام میں اپنے روزوں کی تعداد پوری کرے۔

آیت نمبر 96 سے 100 تک

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ

Presented by Ziaraat.com

عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۗ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾

ترجمہ

تمھارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے اس سے تم خود استفادہ کر سکتے ہو اور قافلہ والوں کے لیے زاد راہ بھی بنا سکتے ہو البتہ جب تک تم حالت احرام میں ہو اس وقت تک تمھارے لیے خشکی کا شکار حرام ہے اس خدا کی نافرمانی سے بچتے رہو جس کے سامنے تم سب نے پیش ہونا ہے (۹۶) اللہ نے خانہ کو محترم گھر قرار دیا ہے تا کہ لوگوں کے لیے قیام کا ذریعہ بن جائے اور ماہ حرام ،قربانی کے جانوروں اور ملادوں کو بھی حرمت دی ہے۔ تا کہ تمھیں یہ علم ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کو اس کی سب خبر ہے اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۹۷)۔ اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا بھی ہے اور اس کے ساتھ بہت بخشنے والا اور مہربان بھی ہے (۹۸) ۔ ہمارے رسول پر صرف پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا رہے ہو (۹۹)۔ اے رسول! آپ کہہ دیں کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے۔ خواہ

Presented by Ziaraat.com

ناپاک لوگوں کی کثرت آپ کو تعجب میں ڈال دے پس اے عقل مند لوگو اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاسکو (۱۰۰)

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

یعنی جب تک کعبہ قائم ہے اور لوگ حج کے لیے اسکی طرف آتے رہیں گے تو وہ ہلاکت سے محفوظ ہیں۔ اور جب خانہ کعبہ کو گرایہ جائے اور لوگ اس کے پاس حج کے لیے نہ آئیں تو گویا وہ ھلاکت ہیں (ظاہر یہ وہ دور ہے جو نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے جس میں خانہ کعبہ کو گرادیا گیا تھا)

آیت نمبر 101

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ

اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو جو ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار لگیں لیکن اگر تم انہیں ایسے وقت پوچھو گے جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو تم سے بیان کر دی جائیں گی۔ جو بات تم کر چکے ہو خدا نے وہ معاف کر دی ہے اللہ بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جب صفیہ بنت عبد المطلب کے فرزند کا انتقال ہوا تو وہ اپنے بیٹے کے جنازے کے ساتھ جا رہی تھی راستے میں دوسرے نے اس سے کہا اپنے کانوں کے بُندے چھپاؤ رسول خدا سے تیری رشتہ داری تجھ کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ تو جناب صفیہؓ نے اس سے کہا اے فاحشا عورت کے بیٹے کیا تو نے میرے بُندے دیکھ لیے ہیں۔ اور پھر اس کی اس بات سے ناراحت ہو کر روتی ہوئی رسول خدا کے پاس آئی

Presented by Ziaraat.com

اور اس دوسرے کی شکایت کی پس رسولخدا اسی وقت مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع ہونے کی منادی کروائی لوگ منادی کی ندا سن کر مسجد میں جمع ہو گئے اور آپ نے خطبہ دیا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت اور رشتہ داری کسی کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ جب میں مقام محمود پر فائز ہوں گا تو اس وقت تمھاری حاجات کے لیے شفاعت کروں گا۔ اور آج جو بھی مجھ سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کرے گا تو میں اس کے اصلی و حقیقی باپ کے بارے میں بتا دوں گا پس اس محفل سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اپنے والد کے بارے میں سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ وہ باپ جس کی طرف تو منسوب ہے وہ تیرا باپ نہیں ہے بلکہ تیرا باپ فلاں بن فلاں ہے (یعنی تو حرام زادہ ہے) اس کے بعد ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے بھی اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا تیرا باپ وہی ہے جس کی طرف تو منسوب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا وہ شخص مجھ سے اپنے والد کے بارے کیوں نہیں پوچھتا جس کا گمان ہے کہ میری قرابت داری کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ پھر وہ دوسرا شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کیا میں خدا اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں آپ مجھے معاف کر دیں خدا آپ پر اپنا رحم و کرم نازل فرمائے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

آیت نمبر 102 سے 103 تک

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ

یقیناً اس سے قبل ایک قوم نے ایسے سوال کیے تھے پھر وہ ان باتوں کے منکر بن گئے تھے۔ اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے۔ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نا حام لیکن کافروں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ اور ان کی اکثریت بے عقل ہے۔

Presented by Ziaraat.com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے آپ نے فرمایا زمانہ جاھیلت میں جب کوئی اونٹنی یکے بعد دیگر دو نر پیدا کرتی تھی تو اس کو کہتے تھے کہ اس نے دو نروں کو وصال کیا ہے لہٰذا اسے ذبح کرنا حلال نہیں ہے اور اس کا گوشت بھی جائز نہیں جانتے تھے اور جب کوئی اونٹنی دس بچے پیدا کرتی تو اس کو سائبہ کہا جاتا تھا اس پر سواری کرنا اور اس کا گوست کھانا حرام قرار دیا جاتا تھا اور حام اونٹنیوں کے سانڈ (نر) کو کہا جاتا تھا اور اس کے گوشت کو کھانا حلال نہیں جانا جاتا تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا کہ اس سے اس طرح کا کوئی حکم نازل نہیں فرمایا بحیرہ اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس نے پانچ بچوں کو جنم دیا ہو اور اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو وہ اسے نحر کرتے تھے اور اس کا گوشت مرد اور عورتیں مل کر کھاتے تھے اور اگر پانچواں بچہ مادہ ہوتی تو اس کے کان میں سوراخ کر دیتے تھے اور اس کا گوشت اور دودھ عورتوں کے لیے حرام تصور کیا جاتا اور اگر وہ مر جاتی تو پھر اس کا گوشت مرد اور عورتیں دونوں مل کر کھاتے تھے۔ سائبہ: وہ اونٹ ہوتا تھا جس کے متعلق آدمی اس طرح منت مانتا تھا کہ اگر اللہ مجھے نے بیماری سے شفا دے دی یا مسافر یہ کہتا تھا کہ اگر میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا تو اس کو راہ خدا آزاد کر دوں گا پھر اس کو منت پوری ہونے کے بعد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وصیلۃ: بکریوں کے ریوڑ میں جو بکری سات بچوں کو جنم دیتی اور اس کے آخری دو بچے ایک نر اور ایک مادہ ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے تھے۔ جو مادہ بچہ ہوتا اس کو بتوں کے لیے قرار دیتے اور کہتے تھے کہ اس نے اس مادہ کو اپنے نر بھائی سے وصل کیا ہے اور اس کا گوشت حرام قرار دیا جاتا تھا۔ بحیرہ: بکریوں میں وہ بکری جو پانچ بچے پیدا کرتی اور چھٹے بچے پر اس کو بحیرہ کہتے تھے۔ اور اس کو بتوں کے لیے قرار دیا جاتا تھا اور اس کو کوئی چرنے اور اپنے حوض سے پانی پینے سے نہیں روکتا تھا۔ حام: اس نر اونٹ کو کہا جاتا کہ جس کا پوتا بھی سانڈ ہی ہوتا تھا اور یہ کہتے تھے کہ اس پر سواری کرنا ممنوع ہے اس لئے اس کو حام کہتے تھے پس اس پر نہ کوئی سوار ہوتا اور نہ ہی اس کے چرنے اور پانی پینے سے منع ہوتا۔ اور اس پر کوئی چیز کا بھار بھی نہیں رکھا جاتا تھا اس کو رد کرنے کے لیئے اللہ نے فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ وَاَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾

آیت نمبر 104 سے 105 تک

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ۚ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ

Presented by Ziaraat.com

ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس قانون کی طرف آؤ جسے اللہ نے نازل کیا اور اس کے رسول نے بیان کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں ہمارے لیے بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے اگر چہ ان کے اباؤ اجداد کو کچھ بھی علم نہ ہو اور نہ ہی ان کو صحیح راستہ کی خبر ہو (۱۰۴)۔ اے ایمان والو تم پس اپنی فکر کرو اگر تم خود ھدایت یافتہ ہو تو کسی کی گمراہی تمھیں کوئی نقصان نہیں دے سکتی تم سب کو اللہ کے حضور پلٹ کر جانا ہے وہ تمھیں تمھارے اعمال کے متعلق بتلا دے گا (۱۰۵)۔

یعنی اللہ فرما رہا ہے کہ تم اپنی اصلاح کرو اور لوگوں کے عیبوں کو تلاش مت کرو اور ان کی برائیوں کے تذکرے مت کرو کیونکہ ان کی گمراہی تمھارے لیئے نقصان دہ نہیں ہے اگر تم خود نیک اور صالح ہو تو پھر۔

آیت نمبر 106 سے 108 تک

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ

Presented by Ziaraat.com

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو وصیت کرتے وقت اپنے سے دو عادل گواہوں کو بلا لیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو اور وہاں موت آجائے تو غیر لوگوں میں سے ہی دو گواہ لے لیئے جائیں پھر اگر کوئی شک میں پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لیا جائے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی مفاد کے لیے گواہی میں ردو بدل نہیں کریں گے خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو پھر بھی ہم سچی گواہی دیں گے اور ہم خدا کے واسطے گواہی کو نہیں پوشیدہ رکھیں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم گناہ گاروں میں سے ہو جائیں گے (۱۰۶)۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو گناہ میں مبتلا کیا ہے اور گواہی میں ردو بدل کیا ہے تو پھر ان کے بجائے دو اور شخص جو ان دونوں کی نسبت گواہی دینے میں زیادہ اہل ہو ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کی حق تلفی ہوئی ہے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی اگر ہم نے ایسا کی تو پھر ہم ظالموں میں شمار کیے جائیں گے۔ (۱۰۷) اس طریقہ سے امید کی جا سکتی ہے کہ لوگ صحیح گواہی دیں گے یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد دوسری قسموں سے کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو اور حکم خدا کو سنتے رہو اور اللہ نافرمان قوم کو ھدایت نہیں کرے گا (۱۰۸)۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تین شخص سفر پر نکلے جن میں سے دو شخص ابن بندنی اور ابن ابی ماریہ یہ دونوں نصرانی تھے

Presented by Ziaraat.com

اور تیسرا شخص تمیم داری جو تھا وہ مسلمان تھا۔ وہ بھی ان دونوں کے ساتھ تجارت کی خاطر سفر پر نکلا تو اس تمیم داری کے پاس کافی سارا مال تجارت تھا۔ اور سامان تجارت کے علاوہ اس کے پاس ایک قیمتی برتن تھا جس پر سونے سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ اور اس برتن کے علاوہ اس کے پاس ایک نادر اور قیمتی ہار بھی تھا وہ یہ دونوں چیزیں ساتھ لے کر گیا تھا کہ ان کو بھی بازار میں فروخت کریگا۔ جب وہ مدینہ کے قریب آیا تو وہ بیمار ہو گیا اور وہ بیماری میں چند دن کے بعد مر گیا۔ جب اس نے اپنے اوپر موت کے آثار نمایاں دیکھے تو اس نے اپنا سارا مال اپنے دونوں نصرانی دوستوں کے سپرد کیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ اس کا سامان اس کے وارثوں کے سپرد کر دیں گے چنانچہ تمیم داری انتقال کر گیا جب اس کے ساتھی مدینہ میں آئے تو انہوں نے سارا سامان سفر اس کے وارثوں کے سپرد کر دیا سوائے اس برتن اور ہار کے یہ دونوں چیزیں انہوں نے اپنے پاس رکھ لیں۔ جب وارثوں نے سامان کا حال دیکھا اور اس میں سے یہ دونوں چیزیں ان کو نہ ملیں تو انہوں نے ان دونوں سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا ساتھی تمیم داری کافی عرصہ بیمار رہا تھا کہ جس کی بیماری پر خرچہ آیا ہو؟ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ چند دن بیمار ہوا تھا اور اس پر کوئی خاطر خواہ خرچ بھی نہیں آیا انہوں نے پھر سوال کیا کہ کیا راستہ میں چور ڈاکو آ گئے تھے کہ جو سامان کو لوٹ کر لے گئے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں ایسا بھی نہیں ہوا پھر وارثوں نے سوال کیا کہ مال تجارت میں کوئی نقصان ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہوا اس پر اس کے وارثوں نے کہا کہ پھر کیا بات ہے کہ اس کے سامان میں برتن منقوشہ اور قیمتی ہار موجود نہیں ہے وہ کہاں گیا؟ تو ان دونوں نے کہا کہ مرنے والے نے جو کچھ ہمارے حوالے کیا تھا وہ ہم نے پوری امانت داری سے آپ کے سپرد کر دیا ہے ان دونوں کے بارے میں ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔ اس پر اس کے ورثاء حضرت رسول خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سارا معاملہ پیش کیا تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے پاس طلب کیا اور ان سے پوچھا تو ان دونوں نے انکار کیا تو آپ نے ان سے قسم کا کہا تو ان دونوں نے قسم اٹھالی اور آپ نے ان دونوں کو چھوڑ دیا لیکن چند ہی دنوں کے بعد ان دونوں کے پاس وہ دونوں چیزیں برآمد ہو گئیں اور میت کے ورثاء نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان دونوں کی خیانت کی شکایت کی تو آپ نے حکم خدا کا انتظار کرنے لگے اس پر خدا کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ

یعنی غیر کم سے مراد یعنی دوسرے اہل کتاب خواہ وہ یہودی ہو یا نصاریٰ

إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کی گواہی کو سفر میں جب کوئی مسلمان نہ مل رہا تو اس وقت ذکر کیا ہے یعنی کوئی بھی اہل کتاب ہو سکتا ہے پھر فرمایا

Presented by Ziaraat.com

فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

یعنی نماز عصر کے بعد ان دونوں کو روک لیں۔ یہ وہ پہلی قسم ہے جو حضرت رسول خدا نے نماز عصر کے بعد ان سے لی تھی جس میں انہوں نے کہا کہ ہمیں اس سامان کی کوئی خبر نہیں ہے اس کے بعد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا

یعنی اگر ظاہر ہو جائے کہ انہوں نے جھوٹی قسم اٹھائی ہے تو پھر خدا نے فرمایا۔ فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

یعنی پھر اولیاء میں سے دوسرے دو ان کی جگہ قسم اٹھائیں گے۔ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ۔

کہ جس کے خلاف خیانت ہوئی ہے ان میں سے دوسرے شخص کھڑے ہوں اور وہ خدا کی قسم اٹھائیں

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

یعنی وہ قسم اٹھائیں کہ ہماری گواہی ان دونوں سے زیادہ سچی ہے اور اگر ہم غلط بیانی کریں تو ہم ظالموں میں سے قرار پائیں۔

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ

پس اس کے بعد آپ نے تعیم کے اولیاء سے قسم کے کیا اور ان کی طرف سے بھی دو آدمیوں نے قسم اٹھائی۔ پھر رسول خدا نے ابن بنداور ابن ابی ماریہ سے وہ دونوں چیزیں واپس لیں اور ان کے سپرد کیں۔

آیت نمبر 109

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ

جس دن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جمع کر کے ان سے پوچھے گا کہ تمھیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ وہ سب

Presented by Ziaraat.com

جواب میں عرض کریں گے یا اللہ ہمیں کوئی علم نہیں ہے تو ہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے العلد بن العلد سے اور انہوں نے محمد سے اور انہوں نے ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے تمام رسولوں سے پوچھے گا کہ جن کو تم اپنے اپنے اولیاء مقرر کر کے آئے تھے تمھارے بعد تمھاری امت نے ان اولیا کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ وہ عرض کریں گے اے خدایا ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کتنا ناروا سلوک کیا گیا تو خود اس کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتا ہے۔

آیت نمبر 110 سے 111 تک

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ
اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ
عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ
الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ
وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ
كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ
اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ

جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں آپ پر اور آپ کی والدہ پر کی ہے جب میں نے روح القدس کے ذریعے تجھے طاقت فراہم کی تائید کی تھی تو گہوارے میں بھی لوگوں

Presented by Ziaraat.com

سے کلام کرتا تھا اور پختہ عمر میں بھی کلام کرتا تھا اور میں نے آپ کو کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور آپ میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتے تھے اور اس میں روح پھونکتے تھے اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور آپ پیدائشی اندھے اور مبروص کو میرے حکم سے شفاء دیتے تھے اور تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتے تھے پھر جب آپ بنی اسرائیل کے پاس واضح اور روشن نشانیاں لے کر آئے تو ان میں سے جو حق کے منکر تھے انہوں نے کہا کہ یہ سوائے جادوگری کے اور کچھ نہیں ہے اور میں نے ہی آپ کو بنی اسرائیل کے شر سے بچالیا تھا۔ اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں یعنی فرمانبردار ہیں ۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آیات محکم ہیں۔

آیت نمبر 112 سے 115 تک

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

جب حواریوں نے عرض کی اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے مائدہ (کھانے کا ایک خوان) اتار سکتا ہے؟ (حضرت عیسیٰ) نے فرمایا کہ اگر تم ایمان دار ہو تو پھر ایسی باتیں کرنے سے اللہ سے ڈرو۔ (۱۱۲) جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ انہوں نے جواب میں عرض کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس کھانے سے کھائیں اور اس سے ہمارے دلوں کو اطمنان کی دولت نصیب ہو اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ نے ہم سے واقعاً سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ بن جائیں (۱۱۳) حضرت عیسیٰ نے دعا کی اے میرے خدایا اور اے ہمارے رب تو ہم پر آسمان سے ایک مائدہ نازل فرما تا کہ وہ ہمارے لیے اور ہمارے اگلے پچھلوں کے لیے خوشی کی عید قرار پائے اور تیری طرف سے ہمارے لیئے ایک نشانی ہو اور تو ہمیں رزق عطاء کر اور تو سب سے اچھا رزق عطاء کرنے والا ہے (۱۱۴) (پھر خدا نے ان پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم پر اس مائدہ کو نازل کرنے والا ہوں مگر جو اس کے بعد منکر ہو گیا تو میں اسے ایسی سزا دوں گا کہ جو میں نے تمام جہانوں میں سے کسی کو بھی نہیں دی ہو گی۔ (۱۱۵)

حضرت عیسیٰ کی دعا کے تحت خداوند تعالیٰ نے آپ کی قوم کی خواہش پوری کی اور ان پر ایک دستر خوان نازل کیا کہ جس میں بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں تھیں اور وہ کھاتے تھے سیر ہو جاتے تھے لیکن وہ ختم نہیں ہوتا تھا اور دوبارہ واپس آجاتا تھا جب دوبارہ کھانے کا وقت ہوتا تو وہ واپس آجاتا تھا اور سب ملکر اس سے کھانا کھاتے تھے پھر بنی اسرائیل میں سے جو متکبر اور سردار لوگ تھے انہوں نے اعتراض کیا کہ ہم اس دستر خوان سے غریب لوگوں کے ساتھ ملکر کھانا نہیں کھا سکتے تو ان کے کبر کی وجہ سے خدا نے اس مائدہ کو اٹھا لیا اور پھر ان متکبریں اور سرداروں میں سے کچھ بندر اور کچھ سور کی شکل میں مسخ کر دیا۔

آیت نمبر 116 سے 118 تک

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ

Presented by Ziaraat.com

لِیْ ۘ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ

اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو دو معبود مان لو؟ وہ کہے گا تو پاک و پاکیزہ ہے مجھے ناحق بات کہنا زیب نہیں دیتا اگر میں نے ایسی کوئی بات کہی ہوتی تو آپ کو اس کا ضرور علم ہوتا۔ کیونکہ جو کچھ میرے نفس (دل) میں پوشیدہ ہے تو اس کو جانتا ہے لیکن جو کچھ تیرے نفس میں ہے میں اس کو نہیں جانتا وہ اس لیے کہ تو غیب کو بہت زیادہ جاننے والا ہے (۱۱۶) میں نے تو ان لوگوں سے پس وہی کچھ کہا تھا جو کچھ تو نے مجھے حکم دیا تھا اور یہ یہی تھا کہ اس خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک میں ان کے درمیان زندہ رہا اور جب تو نے مجھے ان سے واپس بلا لیا تو پھر تو خود ان پر گواہ ہے (۱۱۷) اور اگر اب تو ان کو عذاب دینا چاہتا ہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے گا تو پھر تو سب غالب اور حکمت والا ہے۔ (۱۱۸)

علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے یہ سوال قیامت کے دن کرے گا لیکن جو لفظ استعمال کیا ہے وہ ماضی کا کیا ہے اللہ نے یوں فرمایا ہے اِذْقَالَ یہ نہیں فرمایا سَیَقُوْلُ۔ اس کی وجہ سے کہ جو چیز یقینی اور حتمی ہو اس کو الفاظ ماضی کے ساتھ تفسیر کیا جاتا ہے اس سے اس کی حقیقت کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ اتنی یقینی اور حتمی ہے کہ گویا وہ ہو چکی ہے نصاریٰ کا گمان

Presented by Ziaraat.com

باطل یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو دو معبود تسلیم کرو تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ نصاریٰ اور حضرت عیسیٰ سب کو جمع کرے گا اور پھر ان کے سامنے خدا عیسیٰ سے سوال کرے گا اے عیسیٰ کیا تو نے ان نصاریٰ سے کہا تھا جیسا کہ یہ تیرے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا تسلیم کرو اور ہماری عبادت کرو اور ہمیں خدا کا شریک قرار دو۔ تو اس وقت حضرت عیسیٰ عرض کریں گے۔

سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۘ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

اور یہ حضرت عیسیٰ کی دلیل ہوگی کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی

آیت نمبر 119 سے 120 تک

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ

خدا فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی ان کیلیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے خدا ان سے راضی ہے اور وہ اپنے خدا سے راضی ہونگے یہ ان کے لیے بہت بڑی کامیابی ہے (۱۱۹) آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں وہ سب خدا کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۲۰)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب الحسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن النعمان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب ضریس اور انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل

Presented by Ziaraat.com

کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اور تمام لوگوں کو حساب و کتاب کے لیے محشور کیا جائے گا تو روز قیامت کے شدائد سے ان کا گزر ہوگا اور وہ بڑی مشکل سے میدان محشر میں بڑی جدوجہد کے بعد پہنچیں گے اور انہیں اس میدان میں روک لیا جائے گا اور خداوند جبار کی اپنے عرش سے ان پر نگاہ کرے گا اور سب سے پہلے جس کو آواز دی جائے گی اور جس ندا کو سب اہل محشر سنیں گے ہاتف ندا دے دو حضرت محمد بن عبداللہ نبی عربی قرشی ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ پس وہ آگے آئیں گے اور ان کو عرش کی دائیں جانب جگہ دی جائے گی اور آپ سے زیادہ کوئی بھی بارگاہ خدا سے قریب نہیں ہوگا پھر آپ سے کہا جائے گا کہ آپ اپنے ساتھی اور صاحب علیؑ کو پکاریں آپ ان کو پکاریں گے اور وہ بھی آئیں گے اور پھر آپ کو بھی حضرت رسول خدا کے بائیں جانب کھڑا کیا جائے گا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو پکارا جائے گا اور اس کو علی علیہ السلام کی بائیں جانب کھڑا کیا جائے گا اور اس کے اول سے لیکر آخر تک ہر نبی کو اس کی امت کے ساتھ پکارا جائے گا اور ان سب کو عرش کی بائیں جانب کھڑا کیا جائے گا

امام علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے جس چیز کو سوال و جواب کے لیے پکارا جائے گا وہ قلم ہے اور وہ انسانی شکل میں خدا کے سامنے پیش ہوگا اور اس سے خدا سوال کرے گا جو کچھ تیری طرف وحی میں نے کی تھی کیا تو نے اس کو لوح پر لکھ دیا تھا؟ تو قلم عرض کرے گا ہاں میرے خدایا تو جانتا ہے کہ جو کچھ تو نے مجھے امر دیا اور میری طرف وحی کی میں نے اس کو لوح پر لکھ دیا تھا۔ اس وقت بارگاہ خدا سے آواز آئے گی اس پر تیرا گواہ کون ہے؟ پس قلم عرض کرے گا خدایا تیرے علاوہ میرا کون گواہ ہوسکتا ہے کیا تیرے علاوہ مخلوق کے پوشیدہ رازوں کو کوئی جاننے والا ہے؟ تب آواز قدرت آئے گی کہ تو نے اپنی حجت اور دلیل پیش کر دی ہے اور اس کے بعد لوح کو بلایا جائے گا پھر وہ قلم کے ساتھ انسانی شکل میں بارگاہ خدا میں پیش ہوگی پس پھر اس پر خدا سوال کرے گا کہ جو کچھ میں نے قلم کو حکم دیا اور اس پر وحی کی تھی کیا اس نے وہ سب کچھ تیرے اوپر لکھ دیا تھا؟ پس لوح عرض کرے گی۔ اے میرے خدایا ہاں اور میں نے وہ سب کچھ اسرافیل تک پہنچا دیا تھا اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام ان دونوں کے ساتھ انسانی شکل میں حاضر ہونگے اس سے خداوند تعالیٰ سوال کرے گا کہ جو کچھ میری وحی اور امر سے قلم نے لوح پر تحریر کیا تھا کیا لوح نے آپ تک پہنچا دیا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا ہاں میرے خدایا ایسے ہی ہوا تھا اور میں نے وہ سارے کا سارا جبرائیل علیہ السلام تک پہنچا دیا تھا اور پھر خداوند تعالیٰ حضرت جبرائیل کو پکاریں گے اور وہ بھی حاضر ہونگے اور حضرت اسرافیل کے ہمراہ کھڑے ہو جائیں گے۔ پس پھر ان سے خداوند تعالیٰ سوال کرے گا جو کچھ اسرافیل تک پہنچا تھا اس نے سب کچھ وہ تیری طرف پہنچا دیا تھا؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کریں گے اے خدایا ہاں اور وہ سب کچھ تیرے نبیوں اور رسول تک پہنچا دیا تھا اور میں نے تیری وحی اور حکمت اور کتابوں کو انبیاء تک پہنچا دیا تھا اور سب سے آخر میں تیری رسالت اور تیری وحی اور تیری حکمت اور تیرا علم اور تیری کتاب اور تیری کلام محمد بن عبداللہ عربی قرشی حرمی (حرم والا) جو تیرا حبیب ہے اس تک پہنچا دیا تھا۔ حضرت امام ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس ہستی کو سوالات کے لیے بلایا جائے گا وہ حضرت محمد بن عبداللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے اور آپ کو خدا کا قرب اس قدر حاصل ہوگا کہ

Presented by Ziaraat.com

اس دن کسی اور کو وہ قرب حاصل نہیں ہوگا پس خداوند تعالیٰ کی آواز آئے گی اے محمد جو کچھ میں نے آپ کی طرف وحی کی تھی اور جو رسالت آپ کی طرف بھیجی گئی تھی کیا میری کتاب میری حکمت اور میرا علم وہ سب کچھ جبرائیل نے آپ تک پہنچا دیا تھا؟ تو حضرت رسول خدا فرمائیں گے ہاں اے میرے خدایا جبرائیل تیری ساری وحی اور رسالت اور تیری کتاب اور حکمت تیرا علم وہ سب کچھ جبرائیل نے میرے پاس پہنچا دیا تھا پھر خدا کی طرف سے آواز آئے گی اے محمد جو کچھ جبرائیل نے میری کتاب وحکمت وعلم اور وحی و رسالت آپ تک پہنچائی تھی کیا آپ نے اس کی تبلیغ اپنی امت میں کر دی تھی؟ تو حضرت رسول خدا بارگاہ خدا میں عرض کریں گے ہاں اے میرے خدایا وہ سب کچھ میں نے تبلیغ کر دی تھی۔ اور یہاں تک میں نے تیری راہ میں جہاد بھی کیا تھا۔ پھر بارگاہ خدا سے آواز آئے گی اے محمد اس پر آپ کا گواہ کون ہے؟ تو اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کریں گے اے خدایا خود تو میرا گواہ ہے کہ میں نے تبلیغ رسالت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور تیرے علاوہ تیرے فرشتے بھی ہیں اور میری امت کے خوب و برار (نیک و صالح) لوگ ہیں وہ بھی اس پر گواہ ہیں اور مجھے فقط تیری ذات ہی گواہ کے طور پر کافی ہے۔ پھر ملائکہ کو بلایا جائے گا اور اس سے رسول خدا کی تبلیغ پر ان سے گواہی طلب کی جائے گی۔ پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری رسالت اور میری کتاب میرے علم وحکمت کی تبلیغ تمھارے سامنے کی تھی؟ پس امت رسول بھی اس کی گواہی دیں گے کہ ہاں خدایا تیری وکتاب ورسالت وحکمت کی تبلیغ حضرت محمد نے ہمارے سامنے کر دی تھی۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوگا کہ کیا آپ نے اپنی امت پر اپنے بعد کے لیے کسی کو اپنا خلیفہ وجانشین معین کیا تھا؟ جو میری حکمت اور میرے علم کے ساتھ ان میں قیام کرے اور ان کے ساتھ ان میں قیام کرے اور ان کے سامنے میری کتاب کی تفسیر کرے اور جس کے بارے میں یہ اختلاف کریں وہ اس اختلاف کو حل کرے اور حق کو بیان کرے اور آپ کے بعد میری ان پر حجت ہو اور زمین پر ہماری طرف سے خلیفہ ہو؟ پس حضرت رسول خدا عرض کریں گے اے خدایا ہاں میں ان کے درمیان علی ابن ابی طالب کو اپنا خلیفہ وجانشین معین کیا تھا جو میرا بھائی ہے میرا وزیر اور میری امت میں سے سب سے بہتر ہے۔ اس کو اپنی زندگی میں میں نے بطور پرچم نصب کیا تھا۔ اور اپنی زندگی میں ان کو اس کی اطاعت کی دعوت بھی دی تھی اور اس کو میں نے اپنی امت میں اپنا خلیفہ قرار دیا تھا اور اس کو اپنے بعد ایسا امام قرار دیا تھا کہ جس کی اقتداء کی جائے اور اس کے بعد دوسرے آئمہ کو قیامت کے لیے معین وبیان کیا تھا۔

اس کے بعد پھر علی علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور ان سے سوال کیا جائے گا اے علی کیا میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی امت میں اپنا وصی قرار دیا تھا۔ اور اپنے بعد آپ کو اپنا خلیفہ وجانشین قرار دیا تھا کیا آپ کو اپنی امت میں زندگی میں ھدایت کا پرچم نصب کیا تھا؟ کیا آپ کی امت میں آپ کے مقام پر کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت علیؑ عرض کریں گے۔ ہاں میرے خدایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی قرار دیا تھا اپنی امت میں مجھے اپنا خلیفہ معین کیا تھا اور اپنی زندگی میں مجھے ہدایت کا علم (پرچم) نصب کیا تھا لیکن جب تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی ان کی امت نے میرا انکار کر دیا تھا اور میرے خلاف مکر کیا۔ سازشیں کی اور مجھے

Presented by Ziaraat.com

اس قدر کمزور کر دیا کہ قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیں۔ اور ان لوگوں نے ان کو میرے پر مقدم کیا جن کو تو نے موخر کیا تھا اور ان کو موخر کیا جن کو تو نے مقدم کیا تھا انہوں نے میری کوئی نہ سنی اور میری اطاعت بھی نہ کی اور میں نے تیری راہ میں ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔ پھر علیؑ سے سوال کیا جائے گا کیا آپ نے اپنے بعد امت محمد میں کسی کو اپنا رسول کا جانشین اور خلیفہ قرار دیا تھا تا کہ وہ زمین پر میری حجت ہوتا؟ اور وہ لوگوں کو میرے راہ اور میرے دین کی طرف دعوت دے پس امیر المومنین نے عرض کریں گے اے میرے خدا یا ہاں میں نے اپنے بعد اپنے بیٹے حسن بن علی کو ان میں اپنا جانشین اور تیری حجت قرار دیا تھا۔ جو میرا اور تیرے رسول کی بیٹی کا بیٹا ہے پس پھر حسن بن علیؑ کو بلایا جائے گا۔ اور آپ سے بھیعلی علیہ السلام سے پوچھے گے سوالات کی طرح سوال کیا جائے گا۔ پھر امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر ایسے ہی ایک امام کے بعد دوسرے امام کو بلایا جائے گا اور پھر ان سے ویسے ہی سوالات کئے جائیں گے پھر وہ اپنے اپنے عذر اور حالات بارگاہ خدا میں عرض کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے عذروں کو سنے گا اور قبول بھی کرے گا۔ اور پھر خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ

اور اس کے بعد آپ نے اپنی بات کو ختم کر دیا۔

سورہ مائدہ ختم شدہ

Presented by Ziaraat.com

سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ

اس سورہ مبارکہ کی آیات کی تعداد ۱۶۵ ہیں اور یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی تھی اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ سورت مکمل مکی ہے یا اس میں کچھ آیات مدنی بھی ہیں۔ تو اس میں ایک قول یہ ہے کہ یہ ساری سورہ ایک ہی دفعہ نازل ہوئی تو پھر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری مکیہ ہے اور اس کی تائید میں قرائن معصوم بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ یہ ساری سورہ ایک ہی دفعہ نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ عنقریب اس کے بارے میں ذکر کیا جائے گا اور اس کے خلاف ایک قول ہے کہ وہ کہنے والے اس کے قائل ہیں کہ اس میں چند آیات کے علاوہ باقی سورہ مکی ہے اور وہ چند آیات جو مکی نہیں ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں آیت نمبر ۲۰-۲۳-۹۱-۹۳-۱۱۴-۱۴۱-۱۵۲-۱۵۳ یہ آیات مکی نہیں ہیں اور باقی سورہ مکی ہیں اور اس کو تفسیر برھان والے وعلامہ سید ھاشم بن سید سلمان بن اسماعیل بن سید جواد حسینی حجرانی نے اس کے عنوان کے ذیل میں تحریر کیا ہے لیکن چونکہ یہ چند آیات ہیں لہٰذا سورہ کی کثرت آیات مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا اس کو سورہ مکی ہی کہا جائے گا یہ سورہ ترتیب قرآن کے اعتبار سے چھٹا سورہ ہے لیکن ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر ۵۵ ہے اور یہ سورہ الحجر کے بعد نازل ہوئی ہے۔

سورۃ الانعام کے فضائل

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور نہوں نے الحسین بن خالد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالحسن امام الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک ہی مرتبہ کامل سورہ نازل ہوئی تھی اور ستر ہزار فرشتے اس کے نزول کے وقت اسمر اہی کر رہے تھے اور وہ ستر ہزار فرشتے خدا کی تسبیح وراسکی تحلیل اور تکبیرہ کی آوازیں بلند کرتے آرہے تھے۔ (تسبیح سے مراد ہے سبحان اللہ کہا اور تحلیل سے مراد (لا الہ اللہ کا کہنا) اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرنا اور جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ ستر ہزار فرشتے قیامت تک اس کے لیے تسبیح کرتے ہیں اور اس کا ثواب اس تلاوت کرنے والے کے نامہ اعمال میں تحریر ہوتا رہے گا۔

۲) کتاب ثواب الاعمال میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جو شخص روزانہ رات کے وقت سورہ انعام کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے شمار ہوگا جن کو قیامت کے دن امن واطمینان ہو حاصل ہوگا اور وہ اپنی آنکھوں سے بھی دوزخ کو نہیں دیکھیں گے اس روایت کو تفسیر نور الثقلین نے بھی اسی سورہ کے فضائل میں نقل کیا ہے۔

۳) تفسیر برہان میں اسی سورت کے ذیل میں اصول کافی کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل ہوئی ہے جس میں امام ابوعبداللہ جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سورہ انعام ایک ہی مرتبہ نازل ہوا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے

Presented by Ziaraat.com

نزول کی وقت ہمراہی کر رہے تھے اور وہ ملائکہ خدا کی تسبیح و تحلیل اور تکبیر کی صدائیں کر رہے تھے اور فرمایا اگر لوگوں کو اس سورہ کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ کبھی بھی اس کی تلاوت کو ترک نہ کریں۔

۴) اس کے علاوہ بھی کافی روایات ذکر ہوئیں ہیں جو اس سورہ مبارکہ کے فضل و ثواب کو بیان کرتیں ہیں جن سب کا اس میں ذکر مشکل ہے۔ (منجانب مترجم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت ۱ تا ۳

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۚ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③

ترجمہ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے مخصوص ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اس نے تاریکیوں اور نور (روشنی) کو پیدا کیا پھر بھی یہ کافر دوسروں کو اپنے رب کا ہمسر قرار دیتے ہیں۔ وہی خدا ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر تمھارے لیے زندگی کی ایک مدت معین کر دی پھر ایک طے شدہ مدت اس کے پاس ہے پھر بھی تم اس کے بارے میں شک کرتے ہو۔ (۲) وہی خدا آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی ہے وہ تمھارے پوشیدہ رازوں کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو اس کو اور جو کچھ تم ظاہر نہیں کرتے ہو اس

Presented by Ziaraat.com

کو بھی جانتا ہے۔(۳)

تفسیر

جناب علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے النضر بن سوید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب حلبی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب عبداللہ بن مسکان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔ انسان کے لیے دو قسم کی اجل ہے ایک ہے اجل مقضی اور یہ وہ اجل ہے جو حتمی ہے یعنی جس کو اللہ نے قرار دیا ہے۔ اور اس کو حتمی قرار دیا ہے اور دوسری اجل مسمی ہے یہ وہ اجل ہے کہ جس میں بداء کو دخل ہے۔ اگر خدا چاہے تو اس کو مقدم کر دے اور چاہے تو مؤخر کر دے لیکن اجل مختوم جسے حتمی کہا جاتا ہے اس کے لیے ایک وقت معین ہے جس میں تقدم اور تاخیر نہیں ہوتا۔ جناب علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے یاسر نے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر شراب کی حرمت اور دوسرا اس سے بداء کا اقرار لیا ہے کہ خدا جو چاہے کرے اور جو چاہے ترک کر دے یعنی وہ فاعل مختار ہے مجبور نہیں ہے اور وہ اپنی رائے میں مضبوط و مختار ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ سے مراد سر وہ جسے بندے اپنے دل میں پوشیدہ رکھے اور جھر سے مراد ہے جو ظاہر کر دے اور کتمان سے مراد ہے جو دل میں تھا لیکن اب وہ بھول گیا ہے۔

آیت ۴ تا ۵

وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۴
فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۵

ترجمہ

اور ان کے پاس ان کے رب کی جب نشانیاں آتیں ہیں تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں (۵) انہوں نے اس حق کو جھٹلا دیا جو ان کے پاس آیا اور جو ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں۔ عنقریب ان

Presented by Ziaraat.com

کی خبریں انہیں پہنچیں گی۔

آیت ٦ تا ٧

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧

ترجمہ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے قبل کتنی قوموں کو ہلاک کیا ہے جنہیں ہم نے زمین پر ایسا اقتدار دیا تھا کہ ان جیسا اقتدار کسی اور کو نہیں دیا تھا ہم نے ان پر آسمان سے بارشیں خوب برسائیں اور ہم نے ان کے نیچے نہریں بہادی تھیں آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان سب کو ہلاک کر دیا اور ان کی جگہ ہم دوسری قوم کو لے کر آئے۔(٦) اور اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے جس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے مس کرتے تو بھی یہ کافر یہی کہتے کہ یہ کھلم کھلا جادو ہے۔(٧)

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ چاروں آیات محکم ہیں واضح اور روشن ہیں

آیت ٨

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا

Presented by Ziaraat.com

يُنْظَرُوْنَ ⑧

ترجمہ

اور کافر کہتے ہیں کہ اس (نبی اکرم) پر فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم نے فرشتہ اتارا ہوتا تو پھر فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ (۸)

تفسیر

علیہ: اس سے مراد حضرت رسول خدا ﷺ ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ خبر دے رہا ہے کہ اگر فرشتہ ان کے سامنے ہمارے رسول پہ آجاتا اور پھر یہ ایمان لے کر نہ آتے تو پھر بغیر مہلت کے ان کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا پس ایسی آیات (نشانیاں جو ہلاکت کا موجب ہوں) کے بارے میں ہمارے نبی نے اپنی امت پر نرمی اور رحم کرتے ہوئے ہم سے معافی طلب کی ہے اور اس کے بدلے اپنی امت کے لیے ہم سے حق شفاعت کو طلب کیا ہے۔ اور اللہ نے اپنے رسول کو یہ حق عطاء کر دیا ہے پھر خدا فرماتا ہے۔

آیت ۹

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ⑨

ترجمہ

اور اگر ہم فرشتے کو بھی (نبی بنا کر) نازل کرتے تو اسے بھی انسانی روپ ہی دے کر روانہ کرتے اور ان کو اسی شبہ میں مبتلا کرتے جس میں وہ اب مبتلا ہیں۔ (۹)

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۰

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾

ترجمہ

اے رسول آپ سے پہلے آنے والوں رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا مگر ان مذاق اڑانے والوں پر وہی حقیقت مسلط رہی جس کا یہ مذاق اڑاتے تھے۔(۱۰)

تفسیر

علامہ فرماتے ہیں کہ اس مراد یہ ہے کہ پھر ان پر عذاب نازل ہو گیا (تفسیر نور الثقلین میں احتجاج طبرسی کے حوالہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں اور مشرکوں سے مباحثے کئے تھے؟

میرے والد نے فرمایا اے جان پدر! کئی مرتبہ آپ نے ان لوگوں سے مباحثے کیے تھے ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے صحن میں تشریف فرما تھے تو قریش کے کافی سارے سردار جمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور پھر عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے بہت بڑا دعوٰی کیا ہے اور آپ نے ایسی بات کی ہے جو دلوں کو ہلا دینے والی ہے آپ کا گمان ہے کہ آپ رب العالمین کی طرف سے مبعوث رسول ہیں۔ بھلا تمام کائنات کے رب کو اور تمام مخلوقات کے خالق کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجتا جب کہ آپ ہمارے جیسے انسان ہیں اور اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کے ساتھ ساتھ ایک فرشتہ ہوتا جسے ہم دیکھ سکتے اور وہ ہمارے سامنے آپ کے نبی و رسول ہونے کی تصدیق کرتا اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس ذات نے اگر نبی معبوث کرنا ہوتا تو وہ ہمارے پاس کسی فرشتہ کو اپنا رسول بنا کر معبوث کرتا ہم جیسے انسان کو وہ ہرگز رسول نہ بناتا اور آپ تو انسان ہیں اے محمد تو نبی نہیں بلکہ آپ پر کسی کے جادو کا اثر ہے۔ اس وقت رسول خدا نے بارگاہ خدا میں عرض کیا اے خدایا تو ان کی باتوں کو سن رہا ہے تو مجھے ہر چیز کے شر سے محفوظ رکھ اور تیرے بندوں نے جو کچھ کہا ہے تو اسکو بھی سننے

Presented by Ziaraat.com

والا ہے تو پھر خدا کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝٩

پھر آپ نے اس سے کہا تیرا یہ کہنا کہ اگر تو نبی ہوتا تو تیرے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا جو ہمیں دکھائی دیتا اور وہ تیری تصدیق کرتا اور تیرا یہ کہنا کہ اگر اللہ نے ہماری طرف رسول معبوث کرنا تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول قرار دیتا وہ ہم جیسے کو رسول نہ بناتا۔

تیرے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ فرشتے کو تم جیسے لوگوں کی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں کیونکہ وہ ایک لطیف نورانی مخلوق ہے جس کو عام آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں ہے اگر بالغرض فرشتہ نبی بن کر آتا تم لوگ اس کو دیکھ نہ سکتے۔ تو اس نے بھی انسانی شکل میں نظر آنا تھا۔ پھر تم نے اس کو تسلیم نہیں کرنا تھا تم نے کہنا تھا یہ بھی انسان ہے اس لیے حکمت خدا کا تقاضا یہ ہوا کہ وہ فرشتے کو نبی بنا کر معبوث کرنے کے بجائے انسان کو ہی نبی اور رسول بنا کر معبوث کرے۔ اور اس کے ہاتھوں پر ایسے معجزات ظاہر کرے جو عام انسانوں کی طاقت و قدرت میں نہ ہوں کیونکہ پرندے کا پرواز کرنا یہ حیرت نہیں ہے لیکن اگر کوئی انسان پرندے کی مانند پرواز کرے تو یہ حیرت والی بات ہے اور یہ معجزہ شمار کیا جائے گا اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے لیے معاملہ آسان بنا رہا ہے اور تم اس کو خواہ مخواہ سخت کر رہے ہو۔ (اضافہ منجانب مترجم)

آیت ۱۱

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١

ترجمہ

اے میرے رسول آپ ان لوگوں سے فرما دیں جاؤ زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ تکذیب کرنے والا کا انجام کار کیا ہوا۔ (۱۱)

تفسیر

یعنی آپ ہمارے نازل کردہ قرآن کو دیکھو اور گذشتہ انبیاء کے حالات اور ان کی امتوں کے حالات کا مشاہدہ کرو پھر تم دیکھو گے کہ ہم نے اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کو کیسے کیسے ہلاک و برباد کیا تھا اور اس سے تم بھی عبرت حاصل کرو

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۲ تا ۱۳

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾

ترجمہ

آپ کہہ دیں کہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے یہ کس کا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے وہ اللہ ہے جس نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم و واجب قرار دیا ہے اور وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے خسارے کا ساز و سامان کیا ہے وہ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ (۱۲) اور رات کے اندھیروں اور دن کے اجالے میں جو بھی سکونت پذیر ہے وہ اللہ کا ہی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۳)

تفسیر

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دیا ہے ۔ وَلَهٗ مَا سَكَنَ یعنی جو کچھ راتوں کو خلق کیا گیا ہے اور جو کچھ دن کے اجالے میں خلق کیا گیا ہے یہ سب کچھ خدا ہی کا ہے یعنی سب کا خالق اللہ ہے اوسب کا مالک بھی اللہ ہے سب کچھ اللہ کا ہی ہے پھر ان لوگوں پر احتجاج کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۴ تا ۱۸

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ

اے میرے رسول! آپ فرمادیں کہ کیا خدا کو چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا سرپرست بنالوں جو کہ زمین اور آسمان کا خالق ہے وہ کھانا کھلاتا ہے جب کہ اسے کھانے کی ضرورت واحتیاج نہیں ہے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتا) آپ فرمادیں کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اس کے سامنے گردن جھکاؤں اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تم مشرکین میں ہرگز شامل نہ ہونا (۱۴) آپ فرمادیں کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کرونگا تو مجھے بڑے دن (روز قیامت) کے عذاب کا ڈر ہے (۱۵) اور جو اس دن عذاب سے بچ گیا تو اس پر خدا نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی واضح کامیابی ہے۔ (۱۶) اگر اللہ تمھیں کوئی نقصان دینا چاہے تو اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں تھا سوائے اس ذات کے اور اگر وہ تمھیں خیر اور اچھائی دینا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۱۷) وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور وہ حکمت اور

Presented by Ziaraat.com

خبر والا ہے۔ (۱۸)

تفسیر

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات محکم ہیں اور ان میں کوئی شک نہیں ہے ان آیات میں ایک آیت ہے جس کا ایک ٹکڑا ہے کہ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ : اللہ وہ ہے جو کھانا کھلاتا ہے لیکن وہ کھانے کا محتاج نہیں ہے تو معلوم ہوا ہے جو کھانا کھائے وہ اللہ نہیں ہے وہ رب نہیں ہے مترجم)

آیت ۱۹

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ۬ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ

آپ فرمادیں! کہ سب سے بڑھ کر کس کی گواہی ہے؟ آپ فرمادیں کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تا کہ تمھیں اور جس جس تک اس کا پیغام پہنچے سب کو متنبہ کر دو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ میں اس کی گواہی نہیں دیتا آپ فرمادیں کہ پس وہ معبود واحد ہے اور جو کچھ تم شرک کر رہے ہو میں اس سے بری ہوں۔ (۱۹)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

ابوالجارود کی زبانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ

کے ضمن میں آپ نے فرمایا۔ اعلان نبوت کے ابتدائی دنوں میں مشرکین مکہ نے آنحضرت سے کہا اے محمد کیا خدا کو اپنی نبوت و رسالت کے لیے تیرے علاوہ کوئی اور شخص نہیں ملا تھا دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرے حد تو یہ ہے کہ ہم نے یہود و نصاریٰ سے بھی آپ کی نبوت کے بارے میں دریافت کیا ہے وہ بھی آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا کہ ان کی نبوت کے بارے میں ہماری کتابوں میں کوئی انکا ذکر موجود نہیں ہے لہٰذا اگر آپ نبی ہیں آپ کا گواہ کون ہے؟ اگر کوئی گواہ ہے تو اس کو پیش کریں۔ اس کے جواب میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اور تمھارے درمیان میرا گواہ پس ایک اللہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔

اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ

کیا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہیں اللہ نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا آپ کہہ دیں:

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

اگر تم اس کی گواہی دیتے ہو تو دو لیکن آپ ان کے ساتھ یہ گواہی نہ دینا بلکہ آپ فرمادیں کہ معبود فقط ایک اللہ ہے اور جو تم شرک کرتے ہو میں اس سے بری ہوں۔

آیت ۲۰

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسکو اس طرح جانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں وہ

Presented by Ziaraat.com

لوگ جنہوں نے اپنے خسارے کا ساز وسامان کیا ہے وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ (۲۰)

تفسیر

عمر بن خطاب نے یہودی عالم عبداللہ بن سلام سے سوال کیا کہ کیا تمھاری کتاب میں محمد کا تذکرہ موجود ہے اور اس کو تم پہچانتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہاں۔ خدا کی قسم ہم ان کو ان کے اوصاف کے ساتھ جانتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی اوصاف ہماری کتاب میں ذکر کی ہے اور جب ہم ان کو دیکھتے ہیں تو ہم ان کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے ہم اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ابن سلام نے قسم اٹھا کر کہا کہ ہم محمد کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں اور پھر اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

یعنی یہ لوگ میرے رسول پر ایمان نہیں آئے گا۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا اے محمد ان سے کہہ دو۔ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ

اللہ سے بڑی گواہی کس کی ہوسکتی ہے یعنی اللہ سے زیادہ سچی گواہی کس کی ہوسکتی ہے پھر فرمایا۔

قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ

(آپ کہہ دیں میرے اور تمھارے درمیان گواہ اللہ ہے اور یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعے تمھیں ڈراؤں اور جس تک میرا پیغام پہنچے)

آپ نے فرمایا من بلغ سے مراد امام ہے۔ حضرت محمد فرماتے ہیں کہ میں ایسے ہی انذار کرونگا جیسے نبی انذار کرتے تھے۔

آیت ۲۱

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور بھلا اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان لگائے یا اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کرے۔ یقیناً ظالم نجات نہیں پائیں گے۔(۲۱)

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے۔

آیت ۲۲ تا ۲۴

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿۲۳﴾ انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ

اور جس دن ہم سب کو جمع کریں گے پھر ہم شرک کرنے والوں سے کہیں گے تمھارے وہ شریک کہاں ہیں جن کی شراکت کا تم گمان کیا کرتے تھے۔(۲۱) وہ اس کے علاوہ اور کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے اے ہمارے پروردگار تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے (۲۳) دیکھو وہ اس وقت اپنے آپ پر کیسے جھوٹ تراشیں گے اور وہاں ان کی سب بناوٹیں گم ہو جائیں گی (۲۴)

تفسیر

فتنہ سے مراد اس آیت میں فتنہ سے مراد کذب (جھوٹ) ہے اور اس پر دلیل یہ بعد والی آیت ہے جو بیان کرتی ہے کہ فتنہ سے مراد کذب ہے جس میں اشاد ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

دیکھو وہ اس وقت اپنے آپ پر کیسا جھوٹ تراشیں گے اور جسے جھوٹ موٹ خدا کا شریک قرار دیتے تھے اسے چھوڑ بیٹھیں گے (۲۴) نی ضَلَّ عَنْهُمْ: یعنی وہ ان کو گم کر بیٹھیں گے اور ان کی تکذیب کریں گے اور پھر خدا قریش کی حالت کو بیان کرتے فرماتا ہے۔

آیت ۲۵

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ

ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو کان لگا کر تمھاری باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں مگر ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں جس کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ڈال دی ہے اور اگر وہ ہماری تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں پھر بھی وہ ان پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ وہ تمہارے پاس آ کر آپ سے جھگڑا کرتے ہیں تو انکار کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو پرانے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ (۲۵)

تفسیر

اَكِنَّةً: سے مراد پردے ہیں وَقْرًا: سے مراد بہرا پن ہے یعنی وہ سب کچھ سن لینے کے باوجود بھی ایمان نہیں لائیں گے

Presented by Ziaraat.com

يُجَادِلُوْنَكَ: سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ سے آکر جھگڑا کرتے ہیں۔ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾: سے مراد گذشتہ لوگوں کی جھوٹ و موٹ کی بنائی ہوئیں داستانیں یعنی وہ کافر لوگ ہمارے اس قرآن کو ماضی کی امتوں کے جھوٹ موٹ کے قصے اور داستانیں قرار دیتے ہیں۔

آیت ۲۶

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ

وہ لوگوں کو حق قبول کرنے سے روکتے ہیں اور خود بھی حق سے دور رہتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو ہی ھلاکت میں ڈال رہے ہیں مگر ان کو شعور نہیں ہے۔ (۲۶)

تفسیر

علامہ فرماتے ہیں کہ ان سے وہ بنو ھاشم کے افراد مراد ہیں کہ جو رسول خدا کے ھاشمی ہونے کے ناطے سے مدد کرتے تھے اور قریش کو آپ سے دور رکھتے تھے تا کہ کوئی آپ کو اذیت نہ دے اور آپ کی حمایت کرتے تھے لیکن خود آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔

آیت ۲۷

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور کاش آپ اس وقت ان کی حالت دیکھتے کہ جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کر دیئے جائیں گے تو اس وقت وہ کہیں گے اے کاش ہمیں دینا میں واپس بھیج دیا جائے تو ہم اپنے رب کی نشانیوں کا انکار نہیں کریں گے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (۲۷)

تفسیر

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں۔ یہ آیت بنو امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس سے مراد ہر وہ فرد ہے جو آل محمد کی ولایت و امامت کا منکر ہے وہ اس آیت میں شامل ہے)

آیت ۲۸ تا ۳۰

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ

بات یہ ہے کہ جس حقیقت کو چھپاتے تھے وہ ان کے سامنے عیاں و روشن ہو گی ہے اب اگر انہیں دینا میں لوٹا بھی دیا جائے تو بھی یہ وہی کریں گے جس سے انہیں روکا گیا ہے اور یہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ (۲۸

Presented by Ziaraat.com

)اور یہ کہتے ہیں کہ زندگی صرف اس دنیا تک ہی محدود ہے اور ہم مرنے کے بعد اٹھائے نہیں جائیں گے ۔(۲۹) کاش آپ وہ منظر دیکھیں جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو وہ ان سے کہے گا کیا یہ حق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے ہاں ہمارے خدا یا یہ حق ہے پھر ان کو خدا کہے گا اب تم اپنے انکار کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو۔(۳۰)

تفسیر

مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ

اس سے مراد ہے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جو وہ دشمنی رکھتے تھے اور وہ ان کے دلوں میں پوشیدہ تھی اب ان کے لیے ظاہر ہو گیا ہے کہ ہم غلطی پر تھے اور امیر المومنین حق ہیں تو اس وقت یہ حسرت سے کہیں گے کہ اے خدا یا اگر تو اب دوبارہ ہمیں دنیا میں واپس پلٹ دے تو ہم ضرور ان کو مانیں گے اور تیری اطاعت کریں گے تو ان کے جواب میں خدا فرما رہا ہے۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾

یعنی اگر ان لوگوں کو پلٹا بھی دیا گیا تو یہ دوبارہ وہی کام کریں گے جن سے ان کو روکا گیا تھا کیونکہ یہ سب جھوٹے ہیں چونکہ وہ ذات پر چیز سے آگاہ ہے لہٰذا وہ ارشاد فرماتا ہے کہ وہی کام دوبارہ کریں گے۔

اس کے بعد خدا دھریوں کی بات کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾

ہماری زندگی فقط دنیاوی زندگی ہے آخرت کچھ نہیں ہے اور وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا تصور غلط ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ خیال باطل ہے جس کے دھریہ مذہب والے قائل ہیں اور خدا نے اس آیت میں ان کے نظریہ کو ذکر کیا ہے پھر خدا ارشاد فرما رہا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى

اے کاش آپ ان کی حالت اس وقت دیکھیں کہ یہ قیامت کے منکر جب اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونگے تو پھر ان سے سوال ہوگا آپ بتاؤ کہ آیا مرنے کے بعد بھی کوئی زندگی ہے یا نہیں تو اس وقت وہ عرض کریں گے اے خدا یا یہ سب حق ہے اور ہم غلطی پر تھے تو اس وقت بارگاہ خدا سے آواز آئے گی۔

Presented by Ziaraat.com

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

پس اپنے کفر وانکار کی وجہ سے اب جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو۔

آیت ۳۱ تا ۳۲

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ

ان لوگوں نے نقصان اٹھایا جو بارگاہ خدا میں حاضری کے منکر ہوئے یہاں تک کہ اچانک ان کے سامنے قیامت آجائے گی تو وہ اس وقت کہیں گے کہ ہائے افسوس یہ ہم سے کتنی بڑی غلطی ہوگئی ہے وہ اس وقت اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہونگے اور وہ کتنا برا بوجھ ہوگا۔ (۳۱) دنیاوی زندگی تو ایک کھیل وتماشا ہے اور بے حقیقت ہے اور حقیقی گھر تو آخرت کا گھر ہے جو ان کے لیے بہتر ہے جو پرہیز گار ہونگے کیا ان لوگوں کو عقل نہیں آتی۔ (۳۲)

تفسیر

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ محکم آیات ہیں۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ

یقیناً ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں سن سن کر آپ کو دکھ پہنچتا ہے یہ لوگ فقط آپ ہی کی تکذیب نہیں کر رہے بلکہ یہ ظالم

Presented by Ziaraat.com

لوگ تو اللہ کی آیات کی تکذیب کر رہے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا مگر ان رسولوں نے اس تکذیب اور ایذاؤں پر جو انہیں دی گئی تھیں ان پر صبر کیا تھا یہاں تک کہ ہماری مدد ان کے شامل حال ہوگئی۔ اللہ کی باتوں کو بدلنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے اور رسولوں کے واقعات آپ تک تو پہنچ ہی چکے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ آیت قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ ۔۔۔ کی حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق کے سامنے تلاوت کی گئی تو آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم ان لوگوں نے حضرت رسول خدا کی بہت شدت سے تکذیب کی اور آپ کو جھٹلایا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (لا یاتونك) یعنی حق کے انکار کرنے والوں نے جو آپ کے حق کا انکار کیا ہے اس سے آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ اور انہوں نے جناب قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سلمان بن داؤد المنقری سے نقل کیا اور انہوں نے حفص بن غیاث البجری سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے حفص تحقیق جو صبر کرتا ہے وہ تھوڑا سا صبر کرتا ہے اور جو جس نے بے صبری کا اظہار کیا اس نے بھی تھوڑا ہی کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے حفص میں آپ کو تمام امور میں صبر کی تلقین کرتا ہوں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کو رسالت پر معبوث فرمایا تو صبر اور رفق (نرمی) کے ساتھ مبعوث فرمایا (یعنی صبر کرنے اور لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیکر معبوث فرمایا) اور آپ کو یہ حکم دیا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰

سورہ مزمل آیت نمبر ۱۰ اے میرے رسول جو یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور اچھے انداز میں ان سے دوری اختیار کرو اور پھر سورہ حم سجدہ آیت نمبر ۳۴ میں ارشاد فرمایا۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴

نیکی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی آپ برائی کو نیکی کے ذریعے دور کریں تا کہ وہ لوگ جن میں اور آپ کے درمیان دشمنی ہے وہ بھی آپ کے سچے و پکے دوست بن جائیں۔ (حٰمٓ السجدۃ ۳۴)

پس حکم خدا سے آپ نے صبر کیا مگر لوگوں نے بہتان تراشی اور نارواباتیں آپ کے بارے میں کہنا شروع کر دیں تو جس سے آپ کو حزن و دل تنگی محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے پھر آپ پر سورہ الحجر کی آیت 97 نازل فرمائی۔ جس میں ارشاد قدرت ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝۹۷

(اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں کی وجہ سے آپ کا دل تنگ پڑ رہا ہے) پھر اس کے بعد آپ کی

Presented by Ziaraat.com

تکذیب کی گئی آپ پر تہمت کے تیر چلائے گئے۔ جس سے آپ کو دکھ ہوا اور حزن و ملال آپ پر طاری ہو گیا تو پھر خدا نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت ۳۳ تا ۳۴

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ

ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں سن کر آپ کو دکھ ہوا ہے یہ لوگ آپ کو ہی نہیں جھٹلا رہے بلکہ یہ ظالم لوگ تو خدا کی آیات کی تکذیب کر رہے ہیں آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا مگر ان رسولوں نے اس تکذیب اور اذیت جو ان کو دی گئی اس پر صبر کیا تھا یہاں تک کہ ہماری مدد ان کے شامل حال ہو گئی اور اللہ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور آپ کے پاس تو مرسلین کی خبریں آ چکی ہیں

اس کے بعد حضرت رسول خدا نے اپنے لیے صبر کو واجب و لازم قرار دیا۔ اس کے بعد ان ظالم لوگوں نے خدا کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور آپ کی تکذیب شروع کر دی۔ پھر رسول خدا نے عرض کیا اے خدایا میں اپنے بارے میں اپنے خاندان کے بارے میں اپنی عزت کے بارے میں ان کی باتوں پر صبر کر سکتا ہوں۔ ان کا میرے خدا کو برا بھلا کہنا اس پر میرے لیے صبر کرنا مشکل و ناگوار ہے۔ تو پھر آپ پر سورہ ق کی آیت نمبر ۳۸۔۳۹ نازل فرمائی جس میں خدا نے فرمایا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کچھ چھ دنوں میں خلق کیا ہے۔ اور اس خلقت میں ہمیں

Presented by Ziaraat.com

کسی قسم کی کوئی تھکان نہیں ہوئی اور جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام احوال میں صبر کو اپنا وطیرہ بنالیا۔ پھر خدا نے آپ کی عزت و اہل بیت سے آئمہ کے بارے خبر دی اور ان کی تعریف میں بھی صبر کے وصف کو ذکر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور ان میں سے ہم نے آئمہ کو منتخب کیا جو ہمارے امر سے ھدایت کرتے ہیں اور وہ صبر کرتے ہیں اور ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں)۔

اور اس وقت آپ نے فرمایا۔

اَلصَّبْرُ.....اَلْبُدْنَ

صبر کا تعلق ایمان کے ساتھ ایسے ہے جیسے سر کا تعلق بدن کے ساتھ ہے۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۢ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ (سورہ اعراف)

اور بنی اسرائیل نے چونکہ صبر کیا تھا اس لیے تیرے پروردگار نے اپنے کلمات ان کے لیے پورے کر دیے اور جو فرعون اور اس کی قوم نے ان کے لیے بنائے تھے ان سب کو ہم مسمار کر دیا۔ حضرت رسول خدا نے اس آیت کے نازل ہونے پر فرمایا یہ آیت بشارت اور انتقام کو بیان کر رہی ہے پس پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے قتل کو مباح قرار دیا اور وہ جہاں بھی پائے جائیں ان کو رسول خدا کے سامنے قتل کر دیا جاتا۔ اور رسول خدا کے صبر کا رسول خدا کو بہت جلدی اجر و ثواب ملا پھر اس کے علاوہ اس کا اجر و ثواب آخرت کے لیے ذخیرہ قرار دیا۔

آیت ۳۵

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور اگر ان کے بے رخی اور روگردانی آپ پر گراں ہے تو اگر تم میں انتی طاقت ہے تو زمین میں کوئی سرنگ بناؤ تا آسمان پر سیڑھی کو لگا کر ان کے لیے کوئی نشانی لانے کی کوشش کرو اور اللہ اگر چاہتا تو سب کو ھدایت پر جمع کرسکتا تھا لہٰذا آپ اپنا شمار ناواقف لوگوں سے نہ ہونے دیں۔ (۳۵)

تفسیر

جناب ابوالجارودؓ نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے تو اس کا شان نزول یہ ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ حارث بن عامر بن نوفل بن مناف اسلام قبول کرے۔ اور آپ نے اس کو اسلام کی دعوت بھی دی لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اس کے دل میں اسلام کے خلاف شقاوت غالب آئی اور اس کا یہ فعل رسول خدا پر گراں گذرا پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ

اگر حارث بن عامر کا اسلام قبول نہ کرنا آپ کو گراں لگا ہے اور آپ دل تنگ ہوئے ہیں۔ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ (زمین میں سرنگ بناؤ) اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ: یا آسمان کی طرف سیڑھی لگا کر اوپر چلے جاؤ) یعنی اگر آپ میں اتنی قدرت اور طاقت ہے کہ زمین سرنگ بناؤ یا آسمان پر سیڑھی لگا کر اوپر چلے جاؤ اور ان کے لیے کوئی ایسی نشانی لے کر آؤ تو بھی آپ نہیں کر سکتے کہ جس کو آپ چاہتے ہیں مسلمان کر لیں بلکہ

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى

اگر خدا چاہے تو ان سب کو ھدایت پر جمع کرسکتا ہے یعنی اگر خدا چاہے تو سب کو صاحب ایمان بنا سکتا ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

(پس آپ ان لوگوں میں نہ ہو جائیں جو نادان و ناواقف ہیں)

یعنی یہ خطاب تو ظاہر رسول خدا کو ہے لیکن مراد امت رسول ہیں۔ (اس آیت میں کچھ تبصرہ کی ضرورت ہے جو میں اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ آیت کریمہ۔ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض بعثت ہی تھی کہ آپ لوگوں کو ھدایت کریں اور لوگوں کو راہ حق کی طرف مدعو کریں اور لوگوں کے لیے اسے ممکنہ اور اختیار یہ اسباب

Presented by Ziaraat.com

فراھم کریں کہ جس سے وہ لوگ ھدایت حاصل کریں اور اس سلسلے میں آپ نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہر ممکنہ کوشش کی تا کہ لوگ ھدایت کو قبول کرتے ہوئے راہ اسلام پر چلیں اور اس سلسلہ کی آپ نے ہر ممکنہ کوشش کرتے ہوئے ان لوگوں کے سامنے خدا کی طرف سے عطاء کردہ معجزے بھی پیش کیے اور عقلی اور قرآنی ادلہ بھی پیش کیے تا کہ وہ اس راہ کو اختیار کریں لوگ باوجود اس کے کہ وہ آپ کی قائم کردہ ادلہ کے جواب سے عاجز ہو کر عجز وانکساری کا اظہار کرتے تو اس معجز ناتوانی کے وجہ سے آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے لیکن وہ لوگ اپنے عناد کبر اور جاھلیت کی وجہ سے آپ کا انکار کرتے نا صرف انکار بلکہ آپ پر مختلف قسم کے الزام لگاتے کبھی کہتے کہ آپ جادوگر ہیں کبھی کہتے کہ آپ مجنون ہیں تو آپ کو اس وجہ سے رنج اور دکھ ہوتا اور خداوند کریم آپ کے دل کی تشفی کے لیے اور تسلی کے مختلف انداز میں آپ پر اپنا کلام نازل فرماتا تھا۔ یاد رہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج اور دکھ اور حزن کا اظہار اس وجہ سے نہیں تھا کہ میری قائم کردہ ادلہ کمزور ہیں یا وہ میری تکذیب کرتے ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا نے آپ کو رحمۃ العالمین کے درجہ پر فائز کیا ہوا تھا اور اس مرتبہ کا تقاضہ یہ تھا کہ ان لوگوں کی گمراہی اور ان کو جہنم کا ایندھن بنتا ہوا جب آپ دیکھتے تھے تو آپ کو دکھ ہوتا اور اس کا رنج ہوتا یہ ان کی اس رحمت کا تقاضہ تھا اسی چیز کو یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ آپ کو ان کا ایمان سے روگردان ہونا اور منہ موڑنا اس قدر رنج اور غم کا موجب نہیں بنانا چاہیے لیکن اس آیت میں لہجہ ذکر تبدیل ہوا ہے کہ جب یہ ہماری آیات ونشانیاں اور آپ کی عقل ادلہ کو سننے کے باوجود بھی یہ ماننے کی تیار نہیں ہیں تو پھر آپ ان کی ھدایت کے لیے کوئی ہم سے بڑی دلیل لے آئیں تا کہ اس کو دیکھ کر سارے ایمان دار ہو جائیں تو اس سے مقصود خداوند نہیں ہے کہ آپ میرے علاوہ کسی اور کے دروازے پر چلے جائیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے کہ آپ کوئی ایسی دلیل پیش کریں کہ جس کے سامنے یہ بے بس اور مجبور ہو جائیں اور نہ ہی ہم چاہتے ہیں کہ یہ مجبوری اور بے بسی کی وجہ سے اسلام کی راہ کو اختیار کریں۔ کوئی ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ ہم کسی جبر اور اکراہ کے ساتھ دین اسلام کو قبول کرنے پر مجبور کریں ایسا کرنے سے وہ اختیار ھدایت کا جو ہمارا مقصد ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ثواب اور عقاب کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ اختیار ہوتا کہ جبر و اکراہ اور قابل حمد وتعریف ہی وہ کام ہے جو اختیار اور مرضی سے کیا جائے اور اس پر تمام عقدہ علم گواہ ہیں کہ جو اختیاری کام ہو اس کو ہی قابل مدحت وتعریف جانتے ہیں لیکن جبری اور اکراہی کام کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔ اور اسی چیز کو خدا بیان کرتا ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى

یعنی اگر خدا چاہتا تو ان سب کو ھدایت کر سکتا تھا۔ یعنی اگر خدا اجبار اور اکراھا چاہتا تو سب مخلوق کو مومن اور ھدایت یافتہ قرار دے سکتا تھا لیکن یہ ایمان اور ھدایت جبر اور اکراہ کی ہوتی نہ کہ اختیار اور رضا کی اور خدا اس آیت میں یہ ہی بیان کرنا چاہتا ہے کہ میں کسی کو جبر و اکراہ کیساتھ مومن نہیں بنانا چاہتا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو کوئی کام نہیں ہو سکتا لہٰذا ہم جو کچھ کرتے ہیں یہ رب کی چاہت کی وجہ سے ہے لہٰذا ہم مجبور ہیں تو یہ نظریہ بخلاف قرآن اور خلاف اسلام ہے اور

Presented by Ziaraat.com

بعثت انبیاء کے فلسفہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ اگر انسان کو خدا اس کے موں پر اگر وہ مجبور رکھنا ہوتا تو پھر انبیاء کی بعثت کی ضرورت نہیں ہے۔ انبیاء کی بعثت کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ انسان اپنے کاموں میں مختار ہو اسی وجہ سے خدا نے فرمایا۔ ہم نے اپنے راستہ کی ھدایت کر دی ہے اب انسان کی مرضی ہے کہ وہ ھدایت یافتہ اور شکر کرنے والا بنے یا کفر اختیار کرے اور پھر ثواب وعقاب کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے اگر ہم اکراہ واجبار کے قائل ہو جائیں اور اس آیت میں اسی عقیدے کو باطل کیا جا رہا ہے کہ اگر ہم جبری ھدایت چاہتے تو پھر سب کو مومن بنا دیتے لیکن یہ جبری ھدایت کو ہم نہیں چاہتے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

اس سے مراد ہے کیا ہے اس کے بارے میں مختلف اقوال میں مثلاً صاحب کتاب نے فرمایا ہے کہ خطاب نبی اکرم کو ہے لیکن مراد امت رسول ہے اور یہ ایسے ہی جیسے ہماری زبان میں محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ سنا نا دروازے کو اور کہنا دیوار کو اور عقلا کے نزدیک یہ طرز خطاب مقبول ہے لہٰذا اس خطاب کے تحت خدا نے امت رسول سے فرمایا ہے کہ تم لوگ جاہلوں میں سے نہ ہونا

دوسرا قول یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اے میرے رسول وہ مقامات جہاں آپ کو صبر کرنا چاہیے وہاں پر آپ بے صبری کا اظہار نہ کریں۔ اور یہ بھی ہے کہ اے میرے رسول جب آپ ان لوگوں کے حال کے بارے میں جانتے ہیں کہ یہ لوگوں ایمان نہیں لائیں گے پھر آپ اپنی ایسی حالت کیوں قرار دیتے ہیں کہ جس سے معلوم ہو کہ آپ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے یعنی عدم علم کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔ یا مراد کہ خدا نے اس خطاب میں دو چیزیں جمع کر دیں ہیں کہ ان لوگوں کا ایمان لانا بعید ہے اور اگر آپ نے دوبارہ ایسی کیفیت کا اظہار کیا تو یہ زجر اور روکنا ہے اور یہ کیفیت چند وجہ سے ہو سکتی ہیں کہ کبھی کسی کو روکا جاتا ہے اس لیے کہ اس سے محبت اتنی زیادہ ہے کہ انسان نہیں چاہتا کہ جس سے اتنی زیادہ محبت ہو وہ ایسا کام کرے تو اس کے انجام سے آگاہ کرتے ہوئے اس کو روکا جاتا ہے اور اس وجہ سے نہیں کہ اس کی توہین یا پامالی حرمت مقصود ہوتی ہے بلکہ اس کو قبل از وقت انجام سے آگاہ کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے اور ممکن ہے اس مقام پر بھی یہ ہی امر ہو۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد فقط رسول خدا سے جاہلیت کی نفی کرنا ہے نا کہ یہ بیان کرنا ہے کہ ان کے لیے جاہل ہونا جائز ہے اگر ایسے ہی ہے جیسا کہ خدا نے سورہ زمر میں ارشاد فرمایا اگر آپ نے شرک کیا ہو گا یا نبی شرک بن جائیں بلکہ مراد یہ ہے نبی سے شرک ممکن نہیں ہے ایسے ہی ہے کہ آپ سے جہالت ممکن نہیں ہے یعنی آپ کے مرتبہ کے اعتبار سے ممکن نہیں ہے نا کہ آپ قادر نہیں ہیں اگر عدم قدرت مراد ہو تو فضل نبی ثابت نہیں ہوتا۔ غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس کے علاوہ بھی مطالب واضح وظاہر ہونگے لہٰذا اس پر تدبر کریں منجانب مترجم)

Presented by Ziaraat.com

آیت ۳۶

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ

حق کی آواز پر صرف وہی لبیک کہتے ہیں جو حق کی آواز سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ قبروں سے اٹھائے گا پھر وہ اس کی طرف پلٹائے جائیں گے۔

تفسیر

يَسْمَعُوْنَ ؕ: یعنی یوقلون یعنی حاجب عقل ہیں ی صدقون یعنی وہ حق و سچ کی تصدیق کرتے ہیں

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ

یعنی وہ تصدیق کرتے ہیں کہ مردوں کو خدا قبروں سے اٹھائے گا۔

آیت ۳۷ تا ۳۹

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ

Presented by Ziaraat.com

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

ترجمہ

اور انہوں نے کہا کہ اس پر رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ آیت اتارنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن اکثر اس کا علم نہیں رکھتے کہ آیت کے اترنے پر نہ ماننے والوں پر عذاب ہوتا ہے۔ زمین پر چلنے والے تمام جاندار اور اپنے پروں سے پرواز کرنے والے تمام پرندے سب تمھاری طرح کی ہی امتیں ہیں ہم نے ان کے نوشتہ تقدیر میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر یہ اپنے رب کی طرف محشور کیے جائیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہے وہ بہرے اور گونگے ہیں وہ تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور خدا جس کو چاہتا ہے تو اس کو گمراہ کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتا ہے اس کو صراط مستقیم پر قرار دیتا ہے۔

تفسیر

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ

یعنی کفار یہ کہتے ہیں ہے اگر محمد واقعاً اللہ کی طرف سے رسول ہیں تو ان پر کوئی نشانی خدا کی طرف سے کیوں نہیں نازل ہوتی تو خدا فرماتا ہے کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً

یعنی اللہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ اپنے نبی پر ایک ہی نہیں کئی آیات نازل کر سکتا ہے۔ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ لیکن ان لوگوں کی اکثریت اس کے بارے میں نادان و جاہل ہے کہ اگر اللہ نے کوئی ایسی نشانی نازل کر دی جو یہ چاہتے ہیں تو پھر جو بھی اس نشانی کا انکار کرے گا وہ ہلاک کر دیا جائے گا یعنی گویا ایسی نشانی کا نہ اترنا گویا ان کے لیے بہتر ہے ورنہ یہ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ جناب ابی الجارودؒ نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً اللہ نشانی نازل کرنے پر قادر ہے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخری زمانے میں تمھارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر کرے اور تم انکو دیکھو گے اور ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ۔ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ کو ظاہر کرے گا اور پھر اللہ تعالیٰ دجال کو ظاہر کرے گا اور پھر حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل کرے گا اور سورج کو مغرب کی

Presented by Ziaraat.com

سمت سے طلوع فرمائے گا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

زمین پر چلنے والے تمام جاندار جو اپنے پروں سے پرواز کرنے والے تمام پرندے تمہاری مثل امتیں ہیں۔ یعنی اللہ نے ان کو بھی تمہاری مثل امت قرار دیا ہے یعنی وہ بھی ایک گروہ کی شکل میں ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ بھی خدا نے خلق کیا ہے وہ تمہاری مثل امتیں ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ

یعنی ہم نے کوئی چیز ایسے نہیں چھوڑی مگر یہ ہے کہ اس کا ذکر کتاب میں کر دیا ہے یعنی ان سب کو اپنے رب کی طرف محشور ہونا پڑے گا۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ

اور وہ لوگ جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں وہ تاریکیوں میں بہرے اور گونگے ہو کر رہیں گے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہماری آیات جو رسول خدا بیان کرتے ہیں ان کا انکار کرتے ہیں یا ان کو چھپاتے ہیں یہ دونوں کو شامل ہے۔ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ ؕ خدا جس کو چاہتا ہے اور اس کو گمراہ کر دیتا ہے خدا کی گمراہی سے مراد یعنی اس کو عذاب دیتا ہے تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ خدا اس کو گمراہ کرتا ہے یعنی جو ھدایت کا طلب گار نہیں ہوتا خدا اس کے لیے اسباب ھدایت فراھم نہیں کرتا بلکہ پھر اس سے ھدایت کی توفیق سلب کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں وہ گمراہ ہو جاتا ہے،

وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾

یعنی اس کے لیے وہ اسباب بیان اور روشن کر دیتا ہے اور اس کے لیے حالات کو موافق کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ راہ حق کی طرف ھدایت حاصل کر لیتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد نے بیان کیا ہے کہ اور انہوں نے حضرت عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے کثیر بن عیاش سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالجارود سے اور انہوں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے اس آیت وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ حق وھدایت کی باتوں کو سنتے ہی نہیں ہیں گویا کہ وہ بہرے ہیں اور کبھی بھی نیک اور اچھی بات نہیں کہتے گویا کہ وہ حق بیان کرنے کے بارے میں گونگے ہیں۔ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ ۔ یعنی تاریکی میں آپ نے فرمایا اس تاریکی سے مراد کفر کی تاریکی ہے۔

مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾

یعنی خدا جس کو چاہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہے صراط مستقیم پر قرار دیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت اس امت

Presented by Ziaraat.com

کے قدریہ کے رد میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن صابئین یعنی ستارہ پرستوں اور نصاریٰ یعنی عیسائیوں اور مجوسیوں کے ساتھ محشور کرے گا اور یہ لوگ اس وقت بارگاہ خدا میں عرض کریں گے اے خدایا ہم مشرک تو نہیں تھے پھر ہمیں ان کے ساتھ محشور کیوں کیا گیا ہے ان کے بارے میں خدا فرمائے گا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

(سورہ انعام آیت نمبر 24 امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت میں کوئی نہ کوئی مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو قدر خدا کے قائل نہیں ہیں اور ان لوگوں کا گمان باطل یہ ہے کہ نہ خدا کی کوئی مشیت اور نہ ہی خدا کو اب کسی پر قدرت حاصل ہے حضرت ابوحمزہؓ نے حضرت امام ابوعبداللہ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾

یعنی ہم ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں مشرک نہیں تھے۔

علامہ فرماتے ہیں مجھے جعفر بن احمد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے عبدالکریم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن علی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن الفیصل سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوحمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہوئی ہے جنہوں نے اوصیاء نبی کی تکذیب کی ہے یہ ہی لوگ بہرے اور گونگے ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ کفر کی تاریکیوں میں سرگردان ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جو اولاد ابلیس سے ہوگا وہ اوصیا نبی کا انکار کرے گا اور وہ ان پر کبھی ایمان نہیں لائے گا اور یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اور جو اولاد آدم سے ہوگا اوصیا نبی پر ایمان رکھے گا اور یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے صراط مستقیم پر قرار دیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا کا باطنی معنی یہ ہے کہ وہ تمام اوصیاء سے انکار کرتے ہیں۔ اور پھر خدا نے اپنے رسول سے فرمایا اے میرے محمد ان سے کہہ دیں۔

آیت ۴۰ تا ۴۴

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا

Presented by Ziaraat.com

تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى
اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ
قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا
ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ
اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿٤٤﴾

ترجمہ

اے رسول آپ ان سے فرمادیں کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تمھارے پاس قیامت آجائے تو اس وقت کیا تم کسی غیر اللہ کو پکارو گے اگر تم سچے ہو تو ایسے وقت میں تم صرف اللہ ہی کو پکارتے ہو پس اگر خدا چاہتا ہے تو وہ تمھارے لیے اس مصیبت کو ٹال دیتا ہے اور جو تم خدا کے شریک بناتے ہو ان کو مصیبت کے وقت بھول جاتے ہو تم لوگوں سے پہلے اپنے رسولوں کو معبوث کیا تھا۔ اور ہم نے ان لوگوں کو مصائب اور آلام میں مبتلا کیا تا کہ وہ ہمارے سامنے عاجزی کرتے ہوئے جھک جائیں۔ جب ہماری طرف سے ان پر سختی آتی تو ان لوگوں نے عاجزی والی روش کیوں اختیار کی؟ اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ ان کے دل سخت ہو چکے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین و آراستہ کر کے ان کے سامنے پیش کیا ہے پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو فراموش کر دیا جو انھیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر خوش حالی کے تمام دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جو نعمت ان لوگوں کو دی گئی تھیں وہ انھیں پا کر خوش ہوئے تو پھر ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا پھر یہ مایوس ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

اس کے بارے میں علامہ فرماتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کے رد میں ہے جو شرک کرتے ہیں اور ان کو اللہ فرما رہا ہے۔

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾

اللہ فرماتا ہے کہ جب ان مشرکوں اور کافروں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس وقت بتوں کو بھول جاتے ہیں اور صرف خدا کو ہی پکارتے ہیں اور پھر خدا اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ ہم نے آپ سے پہلے امتوں کی طرف اپنے رسولوں کو معبوث کیا اور جب ان پر ہماری طرف سے کوئی مصیبت وغیرہ نازل ہوتی تھی تو وہ ہمارے سامنے عاجزی کرتے ہوئے جھک جاتے تھے اور گریا کرتے تھے ایسے اس لیے کیا جاتا تھا کہ وہ عاجزی و انکساری کو ہمارے سامنے ظاہر کریں۔ پھر نبی سے فرمایا۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ پس جب ہماری طرف سے ان لوگوں پر سختی آتی ہے تو یہ لوگ عاجزی کا اظہار کیوں نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل سخت ہو چکے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے مزین کر رکھا ہے۔ یعنی جن لوگوں کے دل سخت ہیں وہ خدا کے سامنے عاجزی ظاہر نہیں کرتے اور جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہو وہ بھی ایسے ہیں اسی وجہ سے اللہ پھر فرماتا ہے کہ یہ عاجزی کا اظہار کیوں نہیں کرتے اسی وجہ سے خدا ان کے لیے دنیا کے سارے دروازے کھول دیتا ہے اور ان کو بے نیاز کر دیتا ہے تاکہ وہ اپنی کرتوتوں کی طرف متوجہ نہ ہو اور پھر وہ برے اعمال زیادہ کرتے ہیں اس پر خدا فرماتا ہے۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ یہاں تک کہ وہ ہماری طرف سے ملنے والی دنیا پر بہت خوش ہوتے ہیں اور پھر اچانک ہم ان کو پکڑ لیتے ہیں پس وہ مایوس ہو گئے مُّبْلِسُوْنَ یعنی مایوس ہو جاتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں یہ ہی چیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں پائی جاتی ہے اس میں خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے فرمایا اور انہوں نے القاسم بن محمد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سلیمان بن داود المنقری سے نقل کیا اور انہوں نے نعص بن غیات سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو موسیٰ علیہ السلام کی مناجات ہیں ان میں اللہ نے فرمایا اے موسیٰ اذا رایت الفقرا مقبلا فقل

Presented by Ziaraat.com

مرحبا بشعار الصالحین۔ اے موسیٰ جب تو دیکھے کہ فقر و تنگ دستی آپ پر طاری ہے تو یہ کہو خوش آمدید اور یہ نیک اور صالح لوگوں کا شعار ہے کہ واذا رایت الغنی مقبلا فقل ذنب عجلت عقوبته۔ اور جب تو دیکھے کہ دولت اور دنیا تیری طرف آ رہی ہے تو کہو کہ مجھے کسی گناہ کی جلد سزا ملنے والی ہے پس خداوند تعالیٰ کسی پر اپنی دنیا کے دروازے نہیں کھولتا مگر اس گناہ کی وجہ سے کہ تا کہ وہ ان گناہوں کو بھول جائے پس وہ توبہ نہیں کرتا تو یہ دنیا کا اس کی طرف متوجہ ہونا یہ اس کے گناہوں کی عقوبت کی سزا ہے

حدثنا: علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن احمد نے بیان کیا ہے کہ اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم بن عبدالرحیم نے بیان کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن علی نے نقل کیا ہے اور انہوں نے محمد بن الفیصل نے اور انہوں نے ابوحمزہ ثمالی سے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے اس قول خدا کے بارے میں سوال کیا ہے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

اس سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ یہ لوگ ولایت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ان کو اس ولایت کے بارے میں حکم دیا گیا تھا۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ پھر ہم نے ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیئے اور ان کو دنیا میں خوشحالی دی اور دنیا کی حکومتیں ان کو دیں اور ان کو دنیا میں بہت زیادہ وسعت دی۔ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا

یہاں تک وہ ہماری اس عطاء پر خوش ہوئے پھر۔

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾

اچانک ان پر قائم آل محمد کی حکومت قائم کر دی جائے گی اور پھر وہ اس طرح ہو جائیں گے کہ گویا ان لوگوں کے پاس کبھی حکومت آئی ہی نہیں تھی اسی وجہ سے خدا نے فرمایا کہ اچانک یعنی ان کے وھم و گمان میں بھی نہیں ہوگا اور قائم آل محمد کی حکومت کی خبر رسول خدا پر اس آیت کے ذریعے نازل ہوئی ہے۔

آیت ۴۵ تا ۴۷

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ

Presented by Ziaraat.com

يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ

ظلم کرنے والوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور تمام تعریفیں عالمین کے پالنے والے کے لئے ہیں آپ کہہ دیں کہ ذرا سوچیں کہ اگر اللہ تمھاری سماعت اور بینائی چھین لے اور تمھارے دلوں پر مہر لگا دے تو پھر اللہ کے علاوہ کوئی ہے جو تمھیں یہ طاقتیں واپس کر دے دیکھو ہم کس طرح سے اپنی نشانیاں بار بار ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور وہ کس طرح سے نظریں چرا رہے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے اچانک پوشیدہ یا اعلانیہ طور پر عذاب آجائے تو کیا ظالم لوگوں کے علاوہ کوئی اور لوگ ھلاک کئے جائیں گے؟ (۴۷)

تفسیر

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں یہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ اور انہوں نے جناب قاسم بن داود المنقری سے نقل کیا ہے اور انہوں نے فیصل بن عیاض سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے پرہیز گار کے بارے میں سوال کیا ہے کہ یہ کون ہے آپ نے فرمایا پرہیز گار متقی وہ ہے جو خدا کی حرام کردہ سے پرہیز کرے اور شبہات سے بھی اجتناب کرے کیونکہ جو شبہات سے اجتناب نہیں کرے گا وہ ضرور محرمات کا ارتکاب کرے گا اور وہ اس کے بارے میں جانتا ہی نہیں ہوگا۔ اور جب وہ منکر (برائی) کو دیکھے اور وہ قدرت اور طاقت ہونے کے باوجود اس برائی کو روکتا نہیں ہے تو گویا اس نے اختیاری طور پر خدا کی نافرمانی کرنے کو پسند کیا ہے اور جو خدا کی نافرمانی کرنے کو پسند کرتا ہے تو وہ خدا کے ساتھ دشمنی کرنے میں کھل کر سامنے آجاتا ہے اور جو ظالم لوگوں کی بقا و زندگی کو پسند کرتا ہے تو گویا وہ بھی خدا کی نافرمانی کرنے کو پسند کر رہا ہے اور خدا نے ظالموں کی ھلاکت پر ہی اپنی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

پس ظالموں کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے پھر اللہ فرماتا ہے

Presented by Ziaraat.com

اے میرے نبی اکرم آپ ان قریش سے کہہ دیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶

آپ فرمادیں کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اللہ تمھاری قوت سماعت اور قوت بینائی چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو سوائے اللہ کے کون ہے جو ان چیزوں کو دوبارہ تمھیں دینے والا ہے؟ اور ہم اپنی آیات کو بار بار پیش کرتے ہیں اور ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶ یعنی تم ان کا بار بار انکار اور ان کی تکذیب کر رہے ہو۔ ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جس طرح اگر خدا کسی کی سماعت اور بینائی چھین لے تو سوائے خدا حقیقی کے کوئی اور اس کو یہ طاقتیں عطا نہیں کر سکتا۔ تو ایسے ہی اگر خدا کسی سے ہدایت کی توفیق واپس لے لے اور اس کو گمراہی کی وادی میں سرگردان چھوڑ دے تو اللہ کے علاوہ کوئی اسے توفیق ہدایت نہیں دے سکتا۔ دیکھ کہ خدا کیسے کیسے اپنی آیات کو پھیر پھیر کر پیش کرتا ہے اور یہ لوگ بجائے ہدایت حاصل کرنے کے ان آیات سے منہ موڑ رہے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷

آپ ان سے فرمادیں۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اگر خدا کی طرف سے اچانک (پوشیدہ) یا اعلانیہ عذاب آجائے تو پھر کیا سوائے ظالمون کے کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟

آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ تو آپ کے اصحاب کو مختلف بیماریاں اور مشکلات لاحق ہوئیں تو انہوں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان بیماروں کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے رسول خدا پر یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا: قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷ (آپ فرمادیں کہ کیا تم نے غور وفکر کیا ہے کہ اگر خدا کی جانب سے اچانک یا اعلانیہ عذاب آجائے تو پھر کیا سوائے ظالم قوم کے علاوہ کوئی اور ہلاک ہوگا۔

یعنی آپ لوگوں کو فقط یہ دنیاوی بیماریاں یا ضرر ہی لاحق ہونگے۔ لیکن ایسا عذاب کہ جو ہلاک کر دینے والا ہے تم لوگ اس میں مبتلا نہیں ہوگے اس میں فقط وہ قوم مبتلا ہوگی جو ظالم و فاسق لوگ ہیں۔

آیت ۴۸ تا ۵۰

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ

Presented by Ziaraat.com

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾

ترجمہ

ہم رسولوں کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث کرتے ہیں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے تو ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی ان کو کوئی حزن وغم ہوگا۔ اور جو ہماری آیات کو جھٹلائیں گے تو وہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے سزا بھگتیں گے۔ آپ فرمادیں کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کو جانتا ہوں اور میں تم لوگوں سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں ایک فرشتہ ہوں بلکہ میں صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی ہوتی ہے۔ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوسکتا ہے؟ کیا تم غور وفکر نہیں کرتے؟ (۵۰)

تفسیر

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ سے مراد ہے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں؟ یعنی یہ استفہام انکاری ہے کہ گویا خدا انکار کر رہا ہے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔ اے لوگو تم اس پر غور وفکر کیوں نہیں کرتے کیوں سب کو ایک جیسا قرار دے رہے ہو (گویا عالم اور جاہل کو برابر قرار دینا یہ بے عقلی اور نافہمی کی دلیل ہے)

عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ اس دور کے کفار اور مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف قسم کے مطالبات کرتے تھے اور آپ سے کہتے تھے کہ جو کچھ ہم آپ سے چاہتے ہیں وہ ہمیں آپ عطا کریں۔ تو اس کے جواب میں خدا

Presented by Ziaraat.com

نے اپنے رسول سے فرمایا کہ آپ فرمادیں کہ میں نے تم لوگوں سے کب کہا تھا کہ میں خدا کے سارے خزانوں کا مالک ہوں اور وہ میرے پاس ہیں تا کہ تم لوگ مجھ سے مطالبہ کرتے جاؤ اور میں تم لوگوں کو عطاء کرتا جاؤں، اور ایسے دنیاوی سوالات حضرت نوح علیہ السلام سے بھی ہوتے تھے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ یہ سارے خزائن خدا کے دست قدرت میں ہیں اور یہ سارے اس کی ملکیت ہیں جیسا کہ سورہ منافقون میں بھی یہ ہی فرمایا: (وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آیت نمبر ۷)۔

اس مراد صرف مال کے خزانے نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے زمین و آسمان کی تمام نعمتیں اس کے کنٹرول میں ہیں۔

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ، (اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں) غیب کا مقابل حضور ہے حضور یعنی جو حواس خمسہ سے محسوس ہو سکتا ہو اس کو حضور و حاضر کہا جاتا ہے، اور اس کے مقابل ہیں غیب ہے۔ یعنی جو حواس خمسہ ظاہریہ سے محسوس نہ ہو سکتا ہو: اس میں بحث ہے، اور اس کو ذکر کرنے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں۔ علم غیب کی چند قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ علم غیب کلی ذاتی: یہ قسم خاص ہے ذات خداوند متعال کے ساتھ بس وہی ایک ذات ہے جو علم غیب مطلق وکلی رکھتا ہے اور اس کا علم ذاتی ہے یعنی کسی سے اخذ کیا ہوا نہیں ہے۔ جیسا کہ خود قرآن میں بھی اس کے بارے میں بار بار ذکر ہوا ہے۔ کہ خدا ہی زمین و آسمان کا غیب جاننے والا ہے۔

۲۔ علم غیب کلی وھبی: یہ ایک قسم تصور کے اعتبار سے ممکن ہے لیکن محل وقوع ہیں وقوع پذیر نہیں ہے۔

۳۔ علم غیب جزی اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ان چیزوں کا علم جو ہیں غیب لیکن ان کا وقوع پذیر ہونا غیر حتمی اور غیر یقینی ہیں یعنی اس میں بداء کو دخل حاصل ہے یہ قسم بھی خدا کے ساتھ خاص ہے اس کا علم بھی خدا کسی کو نہیں دیتا۔

۲۔ انچیز وں کا علم جو غیب ہیں لیکن ان کا وقوع پذیر ہونا حتمی اور یقینی ہے یہ وہ غیب کی قسم جسے خدا اپنے رسولوں اور انبیاء اور آئمہ میں سے جسے چاہتا ہے عطاء کر دیتا ہے۔ اور اسی کے بارے میں خدا نے سورہ جن میں ارشاد فرمایا ہے۔ (عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ) (غیب کو جاننے والا فقط وہ ہی ایک ذات ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا مگر اپنے اس رسول کو جن کو چن لیتا ہے) تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا اپنے کچھ مخصوص رسولوں کو اپنا علم غیب عطاء فرماتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی آیات و روایات موجود ہیں جن کے لیے دوسری کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔

اب یہ جو بحث کی جاتی ہے کہ آیا کوئی غیب جانتا ہے یا نہیں۔ تو وہ آیات جو بیان کرتیں ہے کہ کسی کو غیب حاصل نہیں ہے تو اس سے مراد ممکن ہے کہ یہ ہو کہ علم غیب کلی کسی کو حاصل نہیں ہے۔ یا پھر یہ مراد ہے کہ کسی کو ذاتا علم غیب حاصل نہیں ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس مراد وہ علم غیب ہو کہ جس میں بداء کا تعلق ہے۔ نبی اکرمؐ یا کوئی امام ہمارا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں غیب نہیں جانتا تو اس سے مراد بھی یہی ہے جو احتمال میں نے ذکر کر دیے ہیں، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب نبی اکرمؐ یا آئمہ علیہم السلام کو حاصل ہے تو اس سے

Presented by Ziaraat.com

مراد یہی ہے کہ خدا نے ان کو عطاء کیا ہے اور اس کے بارے میں خود خدا نے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کہہ کر ثابت کیا ہے۔ یعنی ان ذوات مقدسہ کو علم غیب خدا کی طرف سے حاصل ہے اور ان کا علم ذاتی نہیں وھبی ہے۔ کلی نہیں جزی ہے اور ان امور کے بارے میں ہے جو حتمیہ ہیں نا کہ غیر حتمیہ۔ لیکن جتنا خدا چاہتا ہے وہ ان کو عطاء کر دیتا ہے، اور یہ یقین رکھنا عقیدہ رکھنا عین اسلام وایمان ہے۔

غیب کی اقسام:

۱۔ ایک غیب وہ ہے جو خود اس ذات کے لئے غائب ہے۔ اور پھر وہ اس کے بارے میں علم رکھتا ہو۔ ایسا غائب ذات خدا کے لئے ممکن نہیں ہے اس کے لئے سب کچھ مقام حضور پر ہے۔ اس سے کوئی چیز غیب نہیں ہے، اس پر قرآن واحادیث گواہ ہیں، اور اس عنوان کے تحت خدا کو عالم الغیب نہیں کہا جاسکتا ہے۔

۲۔ ایک وہ غیب ہے جو ذات سے غیب نہیں ہے بلکہ وہ دوسرے افراد کی نسبت غیب ہے۔ یعنی غیب نسبتی کا علم ہونا تو اس کے اعتبار سے خدا کو عالم الغیب کہا جاتا ہے کہ یعنی جو تمام کائنات سے غیب ہے وہ اس کا بھی عالم ہے یعنی اس کے سامنے وہ ہی چیز مقام حضور میں ہے۔ اسی چیز کو خدا نے بیان کیا اَللّٰهُ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط، اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے عالم الغیب نہیں بلکہ دوسروں کی نسبت سے عالم الغیب ہے۔ ایسے ہی جس غیب کا علم رسول خدا کو یا آئمہ کو حاصل ہے۔ وہ بھی ایسے ہی ہیں کہ جو ہمارے اعتبار سے غیب ہے۔ وہ اس کو جانتے ہیں نا کہ خدا کی نسبت اور نا ہی اپنی نسبت سے اور ان ذوات مقدسہ کو جو عالم الغیب کہا جاتا ہے وہ ہماری نسبت سے ہے۔ لیکن جن چیزوں کے بارے میں ان کو غیب کا علم ہے وہ چیزیں ان کے سامنے گویا حاضر ہیں۔ جیسا کہ خود آئمہ سے ایسی چیزیں وارد ہوتی ہیں کہ جب آپ بیان کرتے تو یوں بھی فرماتے ہیں دیکھ رہا ہوں کہ جب ہمارے قائم ظہور فرمائیں گے تو ان کی نسبت ایسے ہی ہوگی۔

اگر قارئین اس پر غور کریں تو وہ آیات وروایات جو علم غیب کی آل محمد سے نفی کرتیں ہیں اور جو اثبات کرتیں ہیں ان کے درمیان جمع کرنا ایسے آسان ہو جائے گا۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ج (اور نا ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔)

اس مقام پر بھی ایک بحث کی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں دو نظریے موجود ہیں۔

۱۔ بعض مسلمان اور ان کے ساتھ ساتھ کفار اور مشرکین ان لوگوں کا نظریہ ہے کہ فرشتے انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں۔ اور اس نظریہ پر استدلال میں یہ بھی ایک آیت پیش کی جاتی ہے کہ جس میں رسول خدا نے یہ فرمایا ہے کہ میں فرشتہ نہیں ہوں اس سے ثابت ہوتا ہے فرشتہ ہونا افضل ہے، یا کفار ومشرکین کا یہ کہنا کہ آپ رسول کیسے ہو سکتے ہیں آپ تو ہمارے جیسے بشر ہیں اور

Presented by Ziaraat.com

خدا کو چاہیے تھا کہ کسی فرشتے کو خدا مبعوث کرتا۔ لیکن یہ نظریہ باطل ہے۔ کیونکہ اگر فرشتے افضل ہوتے تو کبھی خدا فرشتوں کو حکم نہ دیتا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں، اور کبھی فرشتے آل محمد کے دروازے پر خادم بن کر نازل نہ ہوتے۔ جیسا کہ تواتر سے ثابت ہے کہ فرشتے جناب سیدہ کے گھر کا کام کاج کرتے تھے۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے انبیاء سے افضل نہیں ہو سکتے۔

۲۔ دوسرا نظریہ اسلامیہ حقہ کہ جس کے قائل امامیہ اثنا عشریہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ فرشتوں سے افضل ہے انسان ہونا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرشتوں کو افضل المخلوقات نہیں قرار دیا بلکہ انسان کو اور انسانوں سے افضل ہیں انبیاء اور مرسلین اور ان سے افضل ہیں ہمارے محمد و آل محمد علیہم السلام اور یہ نظریہ حق ہے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۵۱

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ

اور آپ اسی وحی کے ذریعے ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اس کا خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے سامنے پیش ہونگے اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ امید ہے کہ اس نصیحت کی وجہ سے وہ تقوی اختیار کریں گے۔ (۵۱)

تفسیر

اَنْذِرْ بِهٖ یعنی اس قرآن کے ذریعے۔ يَخَافُوْنَ، یعنی جو خوف رکھتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔

آیت ۵۲

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ

Presented by Ziaraat.com

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ

آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں وہ اس کی خوشنودی کا ارادہ رکھتے ہیں ان کے حساب کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور تمہارے حساب کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر آپ نے ایسے افراد کو اپنے سے دور کر دیا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ (۵۲)

تفسیر

اس آیت کا شان نزول کچھ یوں ہے کہ مدینہ میں مومنین کی غریب جماعت تھی انکو اصحاب الصفہ کہا جاتا تھا، اور رسول خدا کے حکم سے وہ صفہ میں قیام پذیر تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیضروریات کا خیال رکھتے تھے اور ان کے لئے کھانا وغیرہ بھی رسول خدا فراہم فرماتے تھے، اور وہ لوگ آپؐ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے خود رسول خداؐ کا بھی ان لوگوں کے پاس آنا جانا رہتا تھا آپ ان لوگوں کے پاس آتے اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے پیار و محبت کی باتیں کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ رویہ مدینہ کے امیر لوگوں کو پسند نہیں تھا۔ وہ لوگ آپ سے کہتے کہ آپ ان غریب لوگوں کو اپنے سے دور کر دیں۔ ان کے ہوتے ہوئے آپ کے پاس آنا ہماری توہین کا باعث ہوتا ہے۔ ایک دن رسولؐ خدا کے پاس ایک مدینہ کا انصاری اس وقت آیا جب آپ کے پاس اہل صفہ میں سے ایک فرد موجود تھا، اور وہ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ سے محو گفتگو تھا۔ تو وہ انصاری آپ سے دور ہو کر بیٹھ گیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا آجاؤ لیکن وہ نہ آیا۔ پھر رسول خدا نے فرمایا شاید تو اس لئے دور بیٹھا ہوا ہے کہ تجھے یہ خوف و ڈر ہے کہ کہیں اس غریب کی غربت تجھے نہ چمٹ جائے۔ تو اس انصاری نے کہا کہ آپ پہلے اس کو اپنے سے دور کریں تو پھر میں آپؐ کے پاس آؤں گا۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت ۵۳

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

Presented by Ziaraat.com

مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ

اور اسی طرح سے ہم نے بعض کی بعض کے ذریعے آزمائش کی ہے تا کہ وہ انہیں دیکھ کر کہیں کہ کیا یہ ہی وہ لوگ ہیں کہ ہمارے درمیان جن پر خدا نے احسان کیا تھا۔ کیا اللہ شکر گزاروں کو زیادہ بہتر نہیں جانتا۔ (۵۳)

تفسیر

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ یعنی ہم دولت مندوں کا ان کی دولت کے ذریعے امتحان لیتے ہیں۔ تا کہ ہم یہ آزمائش کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ کیسے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور ان کے حقوق کا خیال کرتے ہیں اور ان پر اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں، اور جو ان کے اموال میں سے خدا نے ان پر واجب قرار دیا ہے وہ اس واجب حق کو ادا کرتے ہیں۔ اور پھر ہم نے غریب کا ان کی غربت کے ذریعے امتحان کیا کہ دیکھیں کہ وہ اپنی غربت پر کیسے صبر کرتے ہیں اور جو کچھ امیروں کے ہاتھوں میں ہے وہ اس پر کیسے صبر کرتے ہیں۔ لِّيَقُوْلُوْۤا یعنی وہ فقراء قیامت کے دن کہیں گے۔ اَهٰۤؤُلَآءِ یعنی یہ ہی امیر لوگ ہیں کہ (مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ) جن پر ہمارے درمیان خدا نے احسان (دولت عطاء کی) کیا تھا اور اس کے بعد خدا نے اپنے رسولؐ پر لازم قرار دیا کہ وہ توابین اور جو برے اعمال کے بعد توبہ کریں انکو آپ سلام کریں۔ اور خدا نے فرمایا:

آیت ۵۴ تا ۵۵

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

Presented by Ziaraat.com

الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ

اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ ان سے فرمائیں کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر دیا ہے۔ اگر تم میں سے کسی نے نادانی سے برائی کا ارتکاب کیا اور پھر اس نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی ہو تو اللہ بہت بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (۵۴) اور اسی طرح ہم اپنی آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ مجرموں کی راہ بالکل کھل کر سامنے آجائے۔ (۵۵)

تفسیر

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ یعنی تمہارے رب نے ان لوگوں پر رحمت نازل کرنا اپنے اوپر واجب ولازم قرار دیا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور اس کی دلیل اگلہ جملہ ہے۔ جس خدا فرماتا ہے۔

اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾

یعنی تم میں سے جو نادانی سے برائی کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کرتا ہے پس تحقیق اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾

یعنی ہم اپنی آیات ونشانیاں ایسے کھول کر اور روشن روشن بیان کریں گے تا کہ مجرموں کے مذہب اور ان کا راستہ کھل کر سامنے آجائے۔

آیت ۵۶ تا ۵۷

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ

Presented by Ziaraat.com

اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ
الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ

آپ فرمائیں کہ خدا کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ آپ فرمادیں کہ اگر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کروں گا تو وہ گمراہ ہوجاؤں گا، اور میں ہدایت یافتہ میں سے نہیں رہوں گا۔ آپ فرمادیں کہ میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح اور روشن دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اس کو جھٹلادیا ہے اور میرے پاس وہ چیز نہیں ہے جس کی طرف تم جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ فیصلہ اور حکم کرنے کا اختیار صرف اور صرف میرے اللہ کو حاصل ہے۔ وہ حق بیان کرتا ہے۔ اور وہ ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

تفسیر

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ اس بہ کی ضمیر سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور بینہ سے مراد بھی قرآن ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اپنے رب کی طرف سے آنے والے قرآن مجید پر قائم ہوں اور تم اس قرآن کا انکار کررہے ہو۔

مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ (جس کی طرف تم جلدی بازی کا مظاہرہ کررہے ہو اس کا اختیار میرے پاس نہیں ہے) یعنی وہ آیات اور نشانیاں جس کی مطالبہ کی طرف تم جلد بازی کررہے ہو، کہ وہ کیوں نہیں آتیں یا وہ عذاب جس کا تم مجھ سے مطالبہ کررہے ہو۔ اس کا اختیار میرے پاس نہیں ہے وہ وہ فقط خدا کے اختیار میں ہے۔ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾
یعنی حق اور باطل کے درمیان وہ ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۵۸

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۵۸

ترجمہ

آپ ان کہہ دیں کہ اگر وہ چیز میرے پاس ہوتی جسکی تمہیں جلدی ہے تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ اب تک ہو چکا ہوتا اللہ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

یعنی وہ آیت (عذاب) آجاتی اور تم سب ہلاک ہو جاتے اور میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو جاتا ہے۔

آیت ۵۹

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۵۹

ترجمہ

اور اس ذات کے پاس غیب کی چابیاں ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور خشکی اور تری میں ہے وہ اسے جانتا ہے اور درخت سے جو پتہ بھی گرتا ہے خدا اسے بھی جانتا ہے۔ زمین کی تاریک تہوں میں کوئی دانا ایسا نہیں ہے کہ جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ ہر خشک و تر ایک کھلی اور روشن کتاب میں لکھ دیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

الورقہ السقط (گرا ہوا درخت کا پتہ) اس سے مراد سقط شدہ بچہ ہے۔ حَبَّةٍ سے مراد پیدا ہونے ہوا بچہ ہے۔ ظلمات الارض سے مراد ماؤں کے رحم ہیں۔ الرطب سے مراد وہ بچہ ہے جو باقی ہے اور زندہ ہے۔ الیابس سے مراد وہ بچہ ہے جو پیدا ہوا ہے۔ اور زندہ ہے لیکن جلدی مرجانے والا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کھلی اور روشن کتاب میں لکھ دیا گیا ہے۔

آیت ۶۰ تا ۶۲

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ﴿۶۲﴾

ترجمہ

وہی ہے جو رات کی تاریکیوں میں تمہاری روحوں کو قبض کرتا ہے۔ اور دن کے وقت جو تم کرتے ہو اس کو وہ جانتا ہے۔ پھر وہ تمہیں کاروبار کی دنیا میں بھیج دیتا ہے۔ تاکہ مقررہ مدت پوری کی جائے اس کی طرف تم نے لوٹنا ہے اور پھر وہ (قیامت کے دن) تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں خبر دے گا۔

وہ اپنے بندوں پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ اور وہ تمہاری حفاظت اور نگرانی کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو اسے کے فرشتے تمہاری جان نکال لیتے

Presented by Ziaraat.com

ہیں۔ اور وہ ذرا برابر بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر سب کے سب اپنے حقیقی مولا و آقا کی طرف لوٹائے جاتے ہو تم میں فیصلہ کرنے کا تمام اختیار اسی ذات کو حاصل ہے۔ وہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

تفسیر

باللیل سے مراد نیند ہے یعنی وہ سوتے میں تمہاری روح قبض کر لیتا ہے۔

وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ یعنی جو کچھ تم دن کے وقت کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے۔

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ یعنی جو کچھ تم نیکی یا بدی انجام دیتے ہو۔

جناب ابوالجارود نے حضرت امام جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اجل مسمی۔ سے مراد موت ہے۔

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ یعنی تم پر فرشتے نازل کیے جاتے ہیں جو تمہاری نگرانی کرتے ہیں اور جو کچھ تم اعمال انجام دیتے ہو ان کو لکھتے ہیں تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا یعنی رسل سے مراد فرشتے ہیں یعنی جب موت کا وقت آتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ہی تمہاری جان قبض کر لیتے ہیں۔ اور ہمارے حکم کے برابر میں ذرا برابر تقصیر نہیں کرتے۔

آیت ۶۳ تا ۶۴

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ

آپ فرمادیں کہ تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے کون نجات دیتا ہے؟ اور وہ کون ہے جس سے تم گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟ اور کس سے کہتے ہو کہ اگر اس نے ہمیں نجات دے دی تو ہم ضرور شکر ادا کرنے والے ہو جائیں گے؟ (۶۳) آپ فرمادیں کہ وہ ذات جو تمہیں ہر بلاء سے نجات

Presented by Ziaraat.com

دینے کی قدرت رکھتی ہے وہ اللہ ہی ہے اور تم ہو کہ جو مشرک ہو چکے ہو۔ (۶۴)

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آیات محکم ہیں۔

آیت ۶۵

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

ترجمہ

آپ فرمادیں کہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب نازل کردے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کردے اور وہ ایک کو دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھوادے (یعنی لڑائی کی صورت میں) اور تم دیکھو کہ ہم کس طرح سے الٹ پلٹ کر اپنی نشانیاں پیش کرتے ہیں کہ شاید وہ سمجھ جائیں۔ (۶۵)

تفسیر

مِنْ فَوْقِكُمْ۔ اوپر سے مراد یہ تمہارے اوپر جابر بادشاہ مقرر کردیا جائے اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد سفلہ ہیں یعنی وہ برے غلام اور ماتحت جن میں کوئی خیر وخوبی نہ پائی جائے۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا سے مراد تعصب اور عناد اتنا بڑھا دیا جائے کہ گروہوں میں لڑائی ہو جائے۔ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ سے مراد برے ہمسائے کا مزہ چکھو۔

ابوجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ۔ سے مراد دھوئیں اور چنگھاڑ کا عذاب ہے۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد پاؤں کے نیچے سے زمین دھنس جانا مراد اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا سے مراد ہے دین میں اختلاف کا عذاب اور ایک دوسرے کو طعن وتشنیع کا کرنا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ط سے مراد ایک گروہ کا دوسرے گروہ کو قتل کرنا یعنی گروہ کے درمیان اس قدر عناد و دشمنی ہوگی کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور آپ نے فرمایا یہ سارے عذاب اہل قبلہ پر نازل ہو چکے ہیں۔

آیت ۶۶

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ط قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾

ترجمہ

اور آپ کی قوم نے اس کا انکار کر دیا حالانکہ وہ حق ہے۔ آپ فرما دیں کہ میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

قَوْمُكَ: سے مراد قریش والے ہیں۔

آیت ۶۷

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ز وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ

ہر خبر کے ظہور پذیر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے عنقریب تم جان لو گے۔ ہر خبر حقیقت ہے تو اس کو جان لو گے۔

وَهُوَ الْحَقُّ سے مراد القرآن ہے۔

آیت ۶۸ تا ۶۹

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ط وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ

Presented by Ziaraat.com

الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾

ترجمہ

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات پر نکتہ چینی کر رہے تو آپ ان سے دور ہو جائیں یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر شیطان یہ تمہیں فراموش کرا دے تو پھر یاد آنے کے بعد ان ظالموں کے ساتھ مت بیٹھیں۔ (۶۸) نکتہ چینی کرنے والوں کا حساب اہل تقویٰ کے ذمہ بالکل نہیں ہے۔ لیکن ان لوگوں کو نصیحت کرتے رہنا چاہیے تا کہ وہ بھی شاید تقویٰ اختیار کریں۔ (۶۹)

تفسیر

الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ۔ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب ہم نے تم لوگوں کو یہ حکم دیا دیا ہے تو اگر شیطان اس حکم کو تمہیں فراموش کرا دے تو جیسے یاد آجائے اسی وقت ان لوگون کی محفل سے اُٹھ جائیں۔

علامہ علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد نے اور انہوں نے الحسین بن سعید سے اور انہوں نے فضال بن ایوب سے اور انہوں نے سیف بن عمیرۃ سے اور انہوں عبدالاعلی بن اعین سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يجلس فى مجلس يسب فيه امام اويغتاب فيه مسلم**: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس محفل میں نہ بیٹھے جس میں امام معصوم کو گالیاں دی جائیں یا اس محفل میں کسی مومن و مسلم کی غیبت کی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ پس جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو ہماری آیات کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ یعنی جو حاصب تقویٰ لوگ پس ان سے ان لوگوں کا حساب

Presented by Ziaraat.com

نہیں لیا جائے گا جو اہل تقویٰ نہیں ہیں یعنی وہ ان کے گناہ کا عذاب برداشت نہیں کریں گے۔
لیکن ذکری یعنی مراد اذکر۔ کہ آپ ان کو یاد کروائیں تا کہ شاید وہ بھی تقویٰ اختیار کریں۔

آیت ۷۰ تا ۷۳

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ
بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا
يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ
الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۡ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى
ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ
يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي
الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو تماشا بنالیا ہے آپ ان کو چھوڑ دیں ان لوگوں کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ ہاں یہ قرآن پڑھ کر نصیحت کرتے رہو کہ کہیں کوئی شخص اپنے اعمال کی شامت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جب کہ اللہ کے علاوہ کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہاں کوئی مکمل فدیہ دے کر بھی چھوٹنا چاہے گا تو بھی وہ فدیہ قبول نہ کیا جائے گا، یہ لوگ اپنی کمائی کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہونگے اور ان کے کفر کی وجہ سے انہیں پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (۷۰)

آپ ان سے کہہ دیں کہ کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کو پکاریں جو ہمیں نہ تو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں نقصان دے سکتے ہیں، اور جب اللہ نے ہمیں ہدایت کر دی ہے تو کیا اس کے بعد ہم پھر الٹے پاؤں پھر جائیں اور کیا ہم اس شخص کی طرح ہو جائیں جسے شیاطین نے صحراؤں میں گمراہ کر دیا ہے اور وہ حیران و سرگردان پھر رہا ہو جب کہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہیں کہ ادھر آجاؤ یہ سیدھی راہ موجود ہے؟ آپ فرمادیں کہ اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے۔ (۷۱)

اور ہمیں حکم ہے کہ ہم تمام جہانوں کے رب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور یہ کہ نماز قائم کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو (۷۲) اور وہی تو ہے جس کی طرف محشور کیے جاؤ گے اور اسی نے ہی آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ خلق کیا ہے۔ اور جس دن وہ کہے گا کہ قیامت برپا ہو جا تو وہ برپا ہو جائے گی۔ اس کا فرمان حق ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا اسی دن اسی کی بادشاہی ہوگی وہ غیب اور حاضر ہر چیز جاننے والا ہے اور حکمت اور باخبر ہے۔ (۷۳)

تفسیر

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا یعنی ان کو دنیاوی زندگی نے دھوکا دیا ہے اس سے مراد دنیا کی چمک اور دمک نے ان کو

Presented by Ziaraat.com

فریب دیا ہے۔

اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ (یعنی کوئی نفس گرفتار نہ ہوجائے) یعنی وہ دنیا کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرجائے یعنی دنیا سے بارجائے۔

شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۔ یعنی قیامت کے دن اس سے کوئی فدیہ قبول کرکے اس سے عذاب کو پھیرا نہیں جائے گا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ یعنی وہ اپنے اعمال کے ذریعے اپنے نفسوں کو ہلاک میں ڈال رہے ہیں۔

اور پھر ان لوگوں کی بتوں کی عبادت کرنے پر ان سے احتجاج کیا کہ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔۔۔اے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے بتوں کی عبادت کریں جو نہ نفع دینے اور نہ نقصان دینے پر قادر ہیں۔

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ کو زمین میں شیاطین نے بھٹکا دیا ہے اور وہ حیران وسرگردان ہے۔اور ان کے اور بھی ساتھی ہیں جو اس کو اپنی طرف پکارتے ہیں۔اس سے مراد ابلیس ہے جو اس گمراہی کی طرف آواز دیتا ہے۔اور ان کے رد میں خدا فرمارہا ہے۔

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۔ تحقیق ہدایت صرف وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے۔اور ہمیں تو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا حکم ملا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ سے لے کر وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ تک یہ محکم ہے۔

آیت ۷۴ تا ۷۵

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ

اور جب ابراہیم نے اپنے ابو (چچا) آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتا ہے؟ میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی

Presented by Ziaraat.com

گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔(۷۴) اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین میں نظام سلطنت دکھاتے تھے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔(۷۵)

تفسیر

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾

اِذْ۔ یہ اسم ہے اور ظرف ہے جو فعل مقدر کے متعلق ہوتا ہے جو اُذْکُرْ ہے۔ یعنی خدا اپنے رسول سے فرما رہا ہے کہ اے میرے رسول آپ اس وقت کو یاد کریں۔

ابراہیم۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دوسرے نبی ہیں جو سابقہ شریعت کو منسوخ کر کے اپنی نئی شریعت لوگوں میں متعارف کروانے والے ہیں پہلے حضرت نوحؑ تھے جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت پیش کی اور دوسرے حضرت ابراہیم ہیں کہ جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کیا اور اپنی شریعت کو متعارف کروایا۔

اور سوم نبی حضرت موسیٰ ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل میں نئی شریعت کو متعارف کروایا اور چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں انہوں نے بھی بنی اسرائیل میں ہی اپنی نئی شریعت کو متعارف کروایا لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابراہیمؑ ہی کی شریعت رسول اکرمؐ کے دور تک جاری وساری رہی یہاں تک حضرت رسول اکرمؐ تشریف لائے اور آپ نے تمام بنی نوع انسان میں اپنی شریعت کو متعارف کروایا اور وہ شریعت تمام شریعتوں کے لئے ناسخ ہے اور یہ شریعت تا قیام قیامت باقی وجاری وساری رہے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد ہیں اور آپ نمرود بادشاہ کے دور میں مبعوث ہوئے تھے اور یہ وہ بادشاہ تھا جس نے اپنے دور میں خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور یہ وہ بدبخت خدائے حقیقی کے مقابلے میں جنگ کرنے کے لئے گرگس پرندوں کے ذریعے آسمانوں کی طرف پرواز کی تھی اور اس نے خدا کی طرف ایک تیر مارا تھا جو خون آلودہ ہو کر واپس آیا تھا جس پر اس نے اعلان کیا تھا کہ میں ابراہیم کے خدا کو مار دیا ہے۔

اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ خدا کے جسم کا قائل ہے اور وہ خدا کو کرسی پر قرار دیتا ہے اور اس کی ایک ٹانگ دوزخ میں ڈالنے کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں کہ وہ تیر خدا کو لگا تھا جس سے وہ مجروح (زخمی) ہو گیا تھا اور یہ بدبخت لوگ اس کے قائل ہیں کہ جب قیامت کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام بارگاہ خدا میں اپنا مقدمہ پیش کریں گے کہ یزید ملعون نے میرے اہل بیت پر ظلم کیے ہیں ان سے مجھے انصاف لے کر دیں تو اس وقت خدا اپنی زخمی ران کو ظاہر کرے گا اور فرمائے

Presented by Ziaraat.com

گا اے حسین یہ وہ زخم ہے جو نمرود کا تیرے مجھ کو لگا تھا اور ابھی تک باقی ہے لیکن میں نے نمرود کو معاف کر دیا ہے تو بھی یزید کو معاف کر دے اور اس سے حسین اور یزید ملعون دونوں جنت میں چلے جائیں گے لیکن یہ ساری بحث ایک مفروضہ پر قائم ہے۔ اور وہ مفروضہ تمام جہات سے باطل ہے۔ حتیٰ کہ آئمہ علیہم السلام سے وارد روایات سے ثابت ہے کہ خدا کے جسم کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ جب خدا کا جسم ہی نہیں جو علم کلام والوں نے اس کو ادلہ۔۔۔ سے باطل وغلط ثابت کیا ہے تو پھر اس بحث کا امکان ہی ختم ہو جاتا ہے اور یہ وہی لوگ کہہ سکتے ہیں کہ جن کے نزدیک نہ خدا عادل ہے اور نہ ہی عدالت کا ان کے دومیان کوئی تصور ہے۔ اور اگر خدا کے عادل ہونے کا عقیدہ ختم ہو جائے تو پھر جزاء سزاء کا نظام سارا ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ قیامت کے دن کا تصور لغو وفضول ہو جائے گا۔ اس پر اور بھی بحث کی ضرورت ہے جس کے لیے قارئین علم کلام کی کتب کی طرف رجوع کریں۔

لِاَبِیْهِ اٰزَرَ: ''اس میں بہت زیادہ اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کا نام کیا ہے۔ اور اس میں چند اقوال ہیں۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا اس کو عامہ کے بعض مفسرین نے اختیار کیا ہے۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ نبی اور امام کا والد مشرک ہو سکتا ہے جیسا کہ آزر ابراہیمؑ کا والد حتیٰ کہ ان لوگوں نے حضرت رسول خدا کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ السلام کو بھی مشرک قرار دیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلك) (اور خدا ان کے اس بدعقیدہ پر ان کی گرفت سخت سے سخت قرار دے آمین)

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نانا تھا یعنی (جد مادری) اور نانا کو بھی عربی میں اب کہا جاتا ہے۔ اور اس کے شواہد موجود ہیں۔ اور اس قول کو مجمع البیان میں ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ نظریہ سوم یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور اسی عقیدہ کے قائل شیعہ اثنا عشریہ کا مذہب حقہ ہے اور اس پر آئمہ علیہم السلام سے بہت زیادہ روایات بھی ذکر ہوئی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کا نام گرامی حضرت تارخ علیہ السلام تھا جو ایک موحد مومن اور متقی تھے اور اسی نظریے کو اہل سنت کے بہت بڑے علامہ جناب زجاج نحوس انہوں نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے آپؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔ اور آزر آپؑ کا تایا چچا تھا۔ تمام علماء امامیہ کا اتفاق ہے کہ تمام انبیاء گرام کے والدین جناب آدم تک سارے موحد تھے کوئی ان میں مشرک نہیں ہو سکتا اور اس پر وہ حدیث جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے وہ دلالت کرتی ہے کہ نبی کے والدین کے لئے موحد توحید پرست ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

لم یزل ینقلنی اللہ من اصلاب الطاھرین الی الارحام المطھرات حتی اجر جنی فیعالکم ھذا لم یدنسنی بدنس الجاھلیت)

(اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے پاکیزہ صلبوں سے پاک وطاہر رحموں میں منتقل کرتا رہا یہاں تک مجھے اس جہاں میں ظاہر فرمایا اور

Presented by Ziaraat.com

مجھے جاہلیت کی نجاستوں سے محفوظ رکھا۔ یا وہ زیارت جو آئمہ سے منقول ہیں جن میں آپ علیہم السلام نے فرمایا:

اشهد انك كنت نورا في الا صلاب الشامخة والارحام المطهرة لم تنجسك الجاهلية بانجاسها ولم تبسك من مدلهمات ثيابها، زیارت وارثہ میں یہ کلمات موجود ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ آزر کو قرآن نے اب کہا ہے اور آپ نے اس کا معنی چچا لیا ہے تو کیا قرآن میں چچا کے لئے اب کا لفظ استعمال ہوا ہے؟ اس کی کوئی مثال پیش کریں۔ تو اس کے جواب میں سورہ مبارکہ بقرہ کی آیت پیش خدمت ہے جس میں ارشاد قدرت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کہ جن کو اسرائیل بھی کہا جاتا ہے اور آپ کی اولاد کو بھی بنی اسرائیل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی اولاد کو جمع کر کے ان کو سوال کیا۔

جس کو خدا نے ذکر کیا ہے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

کیا آپ اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ پر موت وارد ہوئی تھی۔ جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباء ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے خدا کی جو ایک ہی معبود ہے اس کی عبادت کریں گے اور ہم اس کے مسلمان بندے ہو کر رہیں گے۔

تو اس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد کا نام حضرت اسحاق تھا اور حضرت ابراہیمؑ آپ کے دادا تھے اور حضرت اسماعیلؑ آپ کے چچا تھے لیکن سب کے لئے ایک ہی لفظ اب جس کی جمع اباء ہے وہ استعمال ہوا ہے۔ تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ لفظ اب چچا کے لئے قرآن میں استعمال ہوا ہے اور اس مورد بحث آیت میں بھی جو آزر کے لئے لفظ اب آیا ہے اس سے مراد چچا بھی ہے۔

اس کے علاوہ وہ آیت کریمہ کہ جس میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

Presented by Ziaraat.com

اور جناب ابراہیم کا استغفار اپنے باپ (چچا) آزر کے لئے صرف اس وعدہ کی بنا پر تھا جو آپ نے اس سے کیا تھا (تا کہ ایمان کی طرف راغب ہو جائے) لیکن جب ابراہیم پر روشن ہو گیا کہ یہ آزر دشمن خدا ہے تو آپ نے اس سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ آپ علیہ السلام کی جوانی کا واقعہ ہے۔ کہ آپ آزر سے بیزاری کا اعلان کر دیا تھا لیکن جب آپ عالم بڑھاپہ میں تھے تو اس وقت آپ نے جو فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

(سورہ مبارک ابراہیم آیت ۳۹ تا ۴۱) تمام حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ عطاء فرمائے یقیناً وہ میرا رب میری دعائیں سننے والا ہے۔ اے خدایا مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی ایسا ہی کر۔ اے میرے خدایا تو میری دعا قبول کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار مجھے اور میرے ماں و باپ کو اور تمام مومنین کو قیامت کے دن بخش دے۔

اس آیت پر غور کریں کہ آپؑ عالم بڑھاپے میں والدین کے لیے دعا کر رہے ہیں تو اگر آپ کے والد مشرک و کافر ہوتے تو آپ کو بیزاری کے بعد دوبارہ دعا کرنے کا حق نہیں تھا یہ دعا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آزر آپ کا والد نہیں ہے کہ جس سے آپ نے بیزاری کی بلکہ آپ کے والد کا نام حضرت تارخ علیہ السلام تھا جو ایک مومن و موحد اور متقی شخص تھے۔

اور آزر کو آپ کا والد قرار دینا یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور اس حوالہ کے خواہش مند ملاحظہ فرمائیں تفسیر نور الثقلین اردو ترجمہ۔ تفسیر مجمع البیان، تفسیر میزان، تفسیر اطیب البیان سب نے اسی آیت کے ذیل ہیں یہ بحث کی ہے میں نے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ (مترجم)

وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾

اور اسی طرح سے ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کا نظام سلطنت دکھاتے تھے تا کہ وہ ہمارے یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے جناب اسماعیل بن ضرار سے

Presented by Ziaraat.com

نقل کیا ہے اور انہوں نے یونس بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے اور آپ نے جناب ہشام سے نقل کیا ہے اور آپ نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے زمین اور جو کچھ اسمیں تھا سب سے پردہ اٹھا دیا اور ایسے ہی آسمان اور جو کچھ اس پر تھا سب سے پردہ اٹھا دیا تھا اور وہ فرشتے جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا تھا جو کچھ عرش پر تھا سب سے آپ کے لیے پردے اٹھا دے گے اور آپ نے سب کو دیکھا اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لیے کیا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں نے ابوایوب۔۔۔سے اور انہوں نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور آپ نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے لیے کائنات کے پردے اٹھائے تو آپ نے ایک طرف دیکھا کہ ایک مرد اور عورت زنا کر رہے ہیں تو آپ نے ان کے لیے بددعا کی اور وہ دونوں مر گئے پھر آپ نے ایک اور جوڑے کو ایسے ہی برا فعل کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ان کے لیے بھی بددعا کر دی اور وہ بھی مر گئے پھر آپ نے تیسری مرتبہ دیکھا کہ ایک اور جوڑا اسی برے فعل کو انجام دے رہا ہے تو آپ نے ان کے لیے بھی بددعا کی اور وہ بھی مر گئے ۔تو خداوند کریم نے حضرت ابراہیم پر وحی نازل فرمائی اے ابراہیم تیری دعاؤں کو قبول کیا جائے گا لیکن تو میری مخلوق کے لیے بددعا نہ کرو کیونکہ اگر میں چاہتا تو ان کو خلق ہی نہ کرتا۔لیکن میں نے ان کو پیدا کیا ہے۔اور میں ان کے ہر فعل سے آگاہ ہوں۔ سنو اے ابراہیم میں نے اپنی مخلوق کو تین طرح کا خلق کیا ہے۔ایک وہ گروہ ہے جو فقط میری عبادت کرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو بھی میرا شریک نہیں قرار دیتا۔پس میں ان کو جزاء دونگا دوسرا وہ گروہ ہے وہ میرے غیر کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ مجھ سے فرار نہیں کر سکتے وہ میری گرفت میں ہیں (میں ان کو مہلت دی ہے)

تیسرا گروہ وہ ہیں جو میرے غیر کی عبادت کرتے ہیں۔لیکن میں ان کی صلبوں سے اپنے ایسے بندوں کو ظاہر کروں گا جو فقط میری عبادت کریں گے۔

آیت ۷۶ تا ۷۹

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ

Presented by Ziaraat.com

الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ
اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ

پس جب اس پر رات چھا گئی تو اس نے ایک ستارے کو دیکھا تو اس نے کیا کہ یہ میرا رب ہے۔ جب وہ غروب ہو گیا تو اس نے کیا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (۷۶) پھر جب اس نے چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ جب چاند بھی ڈوب گیا تو اس نے کیا کہ اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ کی ہوتی تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہو جاتا۔ (۷۷) پھر جب دن کے وقت اس نے سورج کو دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ بڑا ہے جب سورج ڈوب گیا تو کہا۔ اے میرے قوم میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو۔ (۷۸) میں اپنا رخ اس ذات کی طرف کر رہا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (۷۹)

تفسیر

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے جناب صفوان سے اور انہوں نے ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور آپ نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر بادشاہ نمرود بن کعنان کا ایک نجومی تھا۔ ایک دن اس نے حساب لگا کر کہا کہ مجھے ستاروں کی چال سے معلوم ہوا ہے کہ اس زمانے میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ جو ہمارے دین کو ختم کر دے گا اور ایک نئے دین کی دعوت دے گا۔

نمرود نے اس سے پوچھا کہ کس شہر میں وہ بچہ پیدا ہوگا۔

اس نے کہا ہمارے اسی شہر میں وہ پیدا ہوگا، اور نمرود کا گھر شہر ربا میں تھا۔ اس نے آزر سے سوال کیا کیا وہ بچہ پیدا ہو چکا

Presented by Ziaraat.com

ہے؟ آزر نے کہا نہیں ابھی نہیں۔

نمرود نے کہا کہ اس کا حل کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ آج سے مردوں کو عورتوں سے جدا کر دیا جائے تو اس کے مشورہ پر نمرود نے حکم دے دیا کہ آج کے بعد تمام مردوں کو عورتوں سے جدا کر دیا جائے تو اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے مردوں کو عورتوں سے جدا کر دیا گیا اور اسی دوران حکمت خدا کے تحت حضرت ابراہیمؑ اپنے والد کی صلب سے اپنی ماں کے رحم میں منتقل ہو چکے تھے۔ البتہ خدا نے آپ کے حمل کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا جب ولادت کا وقت آیا تو ام ابراہیم نے اپنے شوہر سے کہا کہ میری طبیعت ناساز ہے لہٰذا میں کچھ دنوں کے لیے آپ سے دور رہ کر اپنے رشتہ داروں میں رہنا چاہتی ہوں۔ بی بی کو اجازت مل گئی تو وہ گھر سے نکل کر ایک غار میں چلی گئیں جہاں انہوں نے ابراہیم کو جنم دیا اور پھر وہاں سے جب جانے لگی تو ابراہیم علیہ السلام کو وہی چھوڑ دیا اور غار کے دروازے کو ایک پتھر سے بند کر دیا اور خود واپس آ گئیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے انگوٹھے سے دودھ جاری فرما دیا جب آپ کو بھوک لگتی اور غذا کی ضرورت ہوتی تو آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے جس سے آپ کی بھوک اور پیاس مٹ جاتی تھی۔

ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بھی گاہے بگاہے غار جا کر اپنے بیٹے کو دودھ پلا آتی تھی دوسری طرف نمرود نے ہر عورت پر ایک نگران مقرر کر رکھا تھا جب کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کو قتل کر دیتے تھے اور جب کوئی بچی پیدا ہوتی تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور زندہ رہنے دیتے تھے جناب ابراہیمؑ کی ماں نے جناب ابراہیم کو قتل سے بچانے کے لئے غار میں تیرہ سال چھپا کر رکھا آپ غار میں اس طرح پروان پا رہے تھے کہ جتنا ایک بچہ ایک ماہ میں رشد کرتا تھا آپ غار میں اتنا ایک دن میں رشد کرتے تھے۔ تیرہ سال کے بعد ایک دن آپ کی والدہ گرامی آپ کو دیکھنے کے لئے جب تشریف لائیں تو جب آپ مل کر واپس آنے لگی تو جناب ابراہیم علیہ السلام آپ سے چمٹ گئے اور عرض کیا اے ماں مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں تو آپ نے فرمایا نہیں بیٹے اگر بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ تو اس زمانے میں پیدا ہوا ہے کہ جو اس کی طرف سے ممنوعہ وقت ہے تو آپ کو قتل کر دے گا۔ پس آپ کی والدہ غار سے باہر تشریف لائیں تو آپ بھی ان کے پیچھے پیچھے غار سے باہر نکل آئے۔ تو اس وقت رات ہو چکی تھی آسمان پر ستارہ زہرہ چمک رہا تھا تو آپ نے اس کو دیکھا تو کہا هٰذَا رَبِّیْ ۔ یہ میرا رب ہے۔ اور جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو غروب ہو جائے وہ میرا رب نہیں ہو سکتا اگر میرا یہ رب ہوتا یہ گردش نہ کرتا اور نا ہی یہ اپنی جگہ چھوڑتا اور میں ایسے اوصاف والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کے بعد جب آپ مشرق کی جانب دیکھا تو اس وقت چاند طلوع کر چکا تھا تو آپ نے اس کو دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ میرا رب ہے یہ اس سے بڑا بھی ہے اور خوبصورت بھی ہے۔ جب وہ بھی حرکت کرنے لگا اور غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر میرا رب میری ہدایت نہ کرے گا تو میں ضرور گمراہ قوم میں سے ہو جاؤں گا۔ (لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ۝) پس صبح کے وقت سورج نے طلوع کیا جس کی روشنی سے ساری دنیا روشن ہو گی تو آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے۔ اور یہ سب سے بڑا اور خوبصورت بھی ہے۔ جب اسی نے بھی حرکت شروع کی اور جگہ تبدیل کرنے لگا تو پھر خدا نے آپ کے سامنے سے

Presented by Ziaraat.com

سارے پردے ہٹا دیے اور آپ نے عرش اور جو کچھ اس پر تھا سب کچھ دیکھا اور خدا نے آپ کو زمین و آسمان کے نظام حکومت کو ملاحظہ فرمایا تو اس وقت آپ نے فرمایا: (یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۷۸) اے میری قوم میں ہر اس خدا معبود سے بری ہوں جس کو تم خدائے حقیقی اور معبود حقیقی کا شریک قرار دیتے ہو اور میں تو اس خدا کی طرف متوجہ ہو چکا ہوں جو تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد آپ کی والدہ گرامی تشریف لائیں اور آپ کو اپنے گھر لے گئیں اور اپنی اولاد میں شامل کر دیا۔

حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج چاند اور ستارے کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے کیا ابراہیم نے اپنے اس قول سے خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا آپ نے فرمایا نہیں لیکن اگر آج کوئی یہ کلمات ادا کرے تو وہ مشرک ہوگا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے شرک نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اپنے رب کی تلاش میں تھے یہ شرک نہیں ہے۔

جب مادر ابراہیمؑ آپ کو لیکر اپنے گھر میں آئیں تو اس وقت آپ آزر کی نظر پڑی تو اس نے کہا کہ یہ کون سا جوان ہے جسے آپ اپنے گھر میں لے کر آئے گئی ہیں تو بی بی نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اور میں نے اس کو فلاں وقت جنا تھا تو آزر نے کہا افسوس آپ کے لئے تو نے بادشاہ کی حکومت میں اس وقت اپنے بچے کو زندہ رکھا جبکہ بادشاہ دوسروں کے بچوں کو قتل کر رہا تھا تیرے لئے افسوس ہے اگر بادشاہ کو علم ہو گیا کہ اس کا دشمن ہمارے گھر میں ہے تو اس کے سامنے ہماری جو قدر و منزلت ہے وہ سب ضائع ہو جائے گی۔ آزر نمرود کا دوست اور اس کا وزیر تھا نمرود اور دوسرے لوگوں کے لیے بت بنایا کرتا تھا۔ جیسے جیسے وہ ابراہیمؑ کو دیکھتا گیا تو خدا کی طرف سے اس دل میں اس کی محبت پیدا ہوتی گئی اور بڑھتی گئی پھر یہ ہوا کہ آزر بت بناتا تھا تو جناب ابراہیمؑ ان بتوں کو بازار میں لے جا کر فروخت کیا کرتے تھے۔ پس جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے آزر سے کہا کہ بادشاہ کو ہمارے بیٹے کے بارے میں علم نہیں ہوگا اور اگر اسے پتہ چل گیا تو میں خود اس کا جواب دوں گی۔ ایک دن آزر نے آپ کو کچھ بت بنا کر دیے اور آپ سے کہا کہ جیسے آپ کے باقی بھائی بت فروخت کر کے آتے ہیں آپ بھی ان کو لے جائیں اور بازار میں ان کو فروخت کر آئیں پس آپ نے ان بتوں کی گردنوں میں رسی ڈالی اور زمین پر گھسیٹنا شروع کر دیا پھر آپ نے کہنا شروع کیا کہ کوئی ہے جو ان بے ضرر و بے نفع بتوں کو خریدے پھر آپ ان کو پانی اور کیچڑ میں ڈال کر کہتے لو پانی پی لو۔ اور کچھ باتیں بھی کرو۔ آپ کے بھائیوں نے وہ سارا واقعہ آزر سے بیان کر دیا آزر نے آپ کو ایسے کرنے منع کیا لیکن آپ اس سے باز نہ آئے پھر تنگ آ کر آزر نے آپ کو گھر میں قید کر دیا اور آپ کے باہر جانے پر پابندی لگا دی۔ تو آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ خدا کے معاملے میں نزاع کی تو آپ نے فرمایا:

آیت ۸۰ تا ۸۱

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا

Presented by Ziaraat.com

تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝٨٠ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٨١

ترجمہ

اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا تو اس نے کہا کہ تم اللہ کے متعلق مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست کی طرف ہدایت کی ہے۔ اور میں تمہارے بنائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا۔ ہاں میرا رب جو چاہے وہ ہوسکتا ہے میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے تو کیا تم نصیحت حاصل نہ کروگے۔ (۸۰) اور میں تمہارے بنائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈر سکتا ہوں جبکہ تم ان کو اللہ کے مقابلے میں شریک قرار دینے میں نہیں ڈرتے۔ جن کے لئے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ ہم دونوں فریقوں میں سے امن واطمینان کا زیادہ حق دار کون ہے؟ اگر تمہارے پاس علم ہے تو اس کا جواب دو۔ (۸۱)

تفسیر

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝٧٦

انبیاء اور مرسلین کی عصمت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے تمام لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اور رسول کے لیے معصوم ہونا ضروری ہے لیکن اس عصمت کے بارے میں اختلاف کہ عصمت کب سے ہوگی۔ اس میں چند نظریے ہیں

۱۔ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اور رسول کا معصوم ہونا اس وقت ضروری ہے جس وقت وہ اعلان نبوت کردے نبوت کے اعلان سے پہلے ان ذوات کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے۔ یعنی وحی کے نازل ہونے سے قبل ان ذوات کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے۔ حتیٰ خوارج کا عقیدہ ہے کہ انبیاء سے گناہوں کا صدور ممکن ہے۔ حتیٰ ان کے نزدیک کفر اور شرک تک بھی وحی سے قبل

Presented by Ziaraat.com

انبیاء سے صادر ہونا ممکن ہے۔

۲۔ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وحی کے نزول سے قبل انبیاء سے گناہان کبیرہ کا صادر ہونا جائز نہیں لیکن سہواً کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن گناہ صغیرہ کو عمداً بھی جائز قرار دیتے ہیں اور یہ عقیدہ حشویہ مذہب کا ہے۔

۳۔ ایک گروہ ہے کہ جو وحی کے بعد گناہ کبیرہ سے پاک قرار دیتے ہیں لیکن سہواً صغیرہ صدور کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ نظریہ اشاعرہ کا ہے۔

۴۔ بعض لوگوں میں کہ جو اس کے قائل ہیں کہ وحی کے بعد نبی ورسول سے نہ ہی گناہ کبیرہ اور نہ صغیرہ کوئی صادر نہیں ہوتا حتی کہ سہواً بھی نہیں یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

۵۔ امامیہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ النبی نبیا لو کان صبیا کہ نبی نبی ہوتا ہے خواہ وہ ایک دن کا بچہ ہی کیوں نہ ہو نبی اس دنیا میں آکر نہیں بنتا بلکہ اس عالم سے نبی بن کر پھر اس دنیا میں آتا ہے اور امامیہ کا عقیدہ ہے کہ قبل از نزول وحی اور بعد از نزول وحی دونوں ادوار میں نبی معصوم ہوتا ہے۔ خواہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ عمداً ہو یا سہواً تمام قسم کے گناہوں سے نبی اور رسول کے لئے پاک ہونا ضروری ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ کفر وشرک سے نبی تو نبی ہے حتی کہ نبی کے والدین کے لئے بھی اس سے پاک ہونا ضروری ہے اور اس پر امامیہ کے قاطعہ اور قانعہ قسم کی ادلہ موجود ہیں جن سب کو اس مقام پر ذکر کرنا ممکن نہیں ہے لیکن ایک دلیل عقلی کو یہاں نقل کر رہا ہوں۔ اور وہ دلیل یہ ہے اگر نبی اور رسول معصوم نہ ہو تو ان کی بعثت کا فائدہ فوت ہو جائے گا جو فائدہ ہے اس کا ختم ہونا لازم آتا ہے اور باطل ہے تو ملزوم بھی باطل ہے اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

اگر انبیاء اور رسولوں سے گناہ کا صادر ہونا ممکن ہو اور جائز قرار دیا جائے تو پھر ان کے کسی قول اور فعل پر وثوق نہیں رہے گا بلکہ ہر قول اور فعل میں یہ احتمال ہوگا کہ شاید یہ بھی گناہ ہو۔ کیونکہ جب ان کے قول پر اعتماد نہیں رہے گا تو ہر قول پر جھوٹ کا احتمال ہوگا تو جب اس کے ہر قول پر جھوٹ احتمال ہوگا تو پھر اس پر اعتماد نہیں رہے گا وثوق نہیں رہے گا تو پھر اس کے امر اور نہی کی اطاعت نہیں ہو سکتے گی کیوں کہ احتمال ہے کہ شاید یہ جھوٹ ہو۔ اور جب یہ صورت حال ہوگی تو نبی اور رسول کی بعثت کا جو مقصد ہے (کہ اس کی اطاعت کی جائے تا کہ اس کی اطاعت انسان سے دنیا و آخرت کی سربلندیاں حاصل کرے) وہ فوت ہو جائے گا۔ یہ غرض کا فوت ہونا باطل ومحال ہے تو یہ جس سے لازم آتا ہے (کہ نبی اور رسول کا معصوم نہ ہونا) یہ بھی باطل ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی اور رسول کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ نبی اور رسول کا معصوم ہونا جب واجب ہے تو کفر اور شرک سے بھی پاک ہونا ضروری ہے۔ تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو ستارہ کو دیکھ کر کہا کہ ھٰذَا رَبِّیْ ۔ یا چاند کو دیکھ کر کہا کہ ھٰذَا رَبِّیْ ۔ یا سورج کو دیکھا اور فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ ۔ تو ایک نبی کے لئے امامیہ عقیدہ کے مطابق ممکن نہیں ہے ہاں دوسرے لوگوں کے عقیدہ کی بنا پر ممکن ہے لیکن امامیہ کا عقیدہ

Presented by Ziaraat.com

اس سے سازگار نہیں ہے۔

اس کا حل کیا ہے وہ لوگ جو قبل از وحی نبی کو معصوم نہیں جانتے ان کے پاس ایسی ہی آیات ہیں جن سے وہ استدلال کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے جس کو تفسیر نور الثقلین میں نقل کیا گیا ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا کہ جس دور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غار سے باہر قدر رکھا تو اس دور میں چار قسم کے لوگ تھے ایک تھے جو ستارہ پرست تھے تو ان کے سامنے جب آئے تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ ۔ تو آپ کا فرمانا خبر نہیں بلکہ استفہام انکاری ہے اور ہمزہ محذوف ہے اصل عبارت یہ تھی ھٰذَا رَبِّیْ ۔ ؟ کیا یہ میرا رب ہے؟ آپ کا یہ فرمان ان کی تائید نہیں بلکہ ان کا انکار اور ان سے استخبار کی بنا پر تھا۔ یعنی آپ ان کو متوجہ کر رہے کہ کیا یہ رب ہو سکتا ہے۔ تو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا جو غروب ہو جاتے وہ رب نہیں ہوتا۔

پھر جب آپ نے چاند پرستوں کو دیکھا تو ان کے سامنے بھی ایسا ہی جملہ کہا کہ ھٰذَا رَبِّیْ ۔ جو اصل میں تھا اَھٰذَا رَبِّیْ جس میں ہمزہ انکاری محذوف ہے۔ اور جب سورج کو دیکھا تو پھر یہ ہی فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ ۔ یعنی اَھٰذَا رَبِّیْ اس میں ہمزہ انکاری محذوف ہے تو گویا آپ اقرار نہیں خبر نہیں دے رہے بلکہ ان کے عقیدہ باطلہ کا انکار کر رہے تھے لہٰذا آپ کا ایسے جملات بولنا یہ اقرار نہیں بلکہ انکار پر مبنی تھے۔

اس کی ایک اور توجیہ بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔

اس دور کے ستارہ پرست کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام مناظرہ پر تھے اور مناظرہ کا اصول ہے کہ اول مدمقابلہ کے نظریہ کو قبول کیا جائے خواہ وہ باطل ہو اور پھر اس کو ادلہ سے رد کیا جائے کیونکہ اگر اولاً ہی اس کے نظریہ کو رد کر دیا جائے گا وہ ضدی ہو جائے گا لہٰذا اولاً قبول کرو پھر اس کو دلیل سے رد کرو۔ اور اسی ضابطہ پر حضرت ابراہیمؑ کا عمل ہے لہٰذا آپ نے پہلے ان کے نظریے کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ ھذا ربی پھر ان کو دلیل سے رد کیا کہ جو غروب ہو جائے وہ خدا نہیں ہے لہٰذا غروب ہو جائے تو وہ خدا نہیں ہے کیونکہ غروب ہونا حادث کی صفت ہے اور جو حادث ہو وہ خدا نہیں ہے کیونکہ خدا قدیم ہے۔

ایسے ہی چاند پرست لوگ ان کے مدمقابل مقام مناظرہ پر تھے ان کے عقیدہ کو قبول کیا اور پھر ان کے عقیدہ کو دلیل سے باطل کیا اور دلیل میں فرمایا جو غروب ہو جائے وہ خدا نہیں ہے۔ ایسے ہی سورج پرست کے نظریہ کو آپ نے رد کر یا۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں کے نظریہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا اور پھر ان کو ادلہ سے باطل کیا ہے۔ لہٰذا اس سے شرک و کفر نہیں لازم آتا۔ اضافہ من جانب مترجم۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۸۲۔ ۸۳

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾

ترجمہ

اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا انہی کیلئے امن اور یہ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (۸۲)
یہ ہماری وہ دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی ہم جسے چاہیے بلند مرتبہ عطا کردیں بے شک آپ کا رب حکیم اور علم والا ہے۔ (۸۳)

تفسیر

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ۔ وہ لوگ ایمان لائے یعنی انہوں نے دل سے تصدیق کی اور پھر اس تصدیق کو شک سے توڑا نہیں ہے اور پھر گناہوں کی وادی میں داخل ہو کر اپنے ایمان کو باطل نہیں کیا بلکہ اپنے ایمان کو ہر قسم کے ظلم سے محفوظ رکھا۔ یہ ہی لوگ قیامت کے دن امن میں ہوں گے اور یہ ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ گویا فقط دعویٰ ایمان کافی نہیں بلکہ اپنے ایمان کو محفوظ بھی رکھیں اور اس کو گناہوں سے آلودہ نہ کریں۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾ یعنی جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے مقابلے میں ادلہ پیش کی وہ ہماری طرف سے عطا شدہ تھیں۔

یعنی ستارہ پرستوں یا چاند پرستوں، یا سورج پرستوں کے مقابل میں آپ نے استدلال کیا وہ سب خدا کی عطا کردہ ادلہ تھیں۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۸۴ تا ۸۷

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ
وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ
كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا
فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ
وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

ترجمہ

اور ہم نے اسے (ابراہیمؑ) کو اسحاق و یعقوب عطا فرمائے ہم نے سب کی ہدایت کی۔ اور نوح کو اس سے قبل ہدایت کی تھی۔ اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان ایوب یوسف، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت دی اور ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ (۸۴)

اور (اسی کی اولاد میں سے) زکریا، یحییٰ عیسیٰ اور الیاس کو بھی ہم نے ہدایت دی وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ (۸۵)

اور اسماعیل الیسع اور لوط کو بھی ہدایت دی ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ (۸۶)

اور ان کے آباء اور ان کی نسل اور ان کے بھائیوں میں سے ہم نے انہیں چن لیا اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دی۔ (۸۷)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

وَوَهَبْنَا لَهٗ یعنی ہم نے ابراہیمؑ کو عطا فرمائے اسحاق و یعقوب۔

اجْتَبَیْنٰهُمْ یعنی ہم نے ان سب کو چن لیا۔ ان آیات کے بارے میں علامہ فرماتے ہیں کہ یہ محکم آیات ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ظریف بن ناصح سے اور انہوں نے عبدالصمد بن بشیر سے اور انہوں نے ابالجارود سے اور انہوں حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: اے ابوالجارود لوگ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ ان دونوں کو فرزندان رسول تسلیم نہیں کرتے۔

آپ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ تم ان لوگوں کے مقابلے میں کون سی دلیل پیش کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ مولیٰ میں ان لوگوں کے مقابل میں یہ آیت کہ جس میں خدا نے یوں ارشاد فرمایا ہے: وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾ یہ آیت پیش کرتا ہوں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے قرار دیا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ جناب مریم کے فرزند ہیں اور جناب مریم اولاد ابراہیم میں سے ہے اور جناب مریم اور جناب ابراہیمؑ کے درمیان کئی صدیوں کا فاصلہ ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ جناب مریم کے توسط سے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا قرار دے دیا ہے۔ جبکہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور رسول خداؐ کے درمیان کوئی فاصلہ بھی نہیں ہے۔ تو پھر یہ دونوں شہزادے رسول خدا کے فرزند کیوں نہیں ہو سکتے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا اے ابوالجارود تمہاری اس دلیل کے مقابلے میں وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دونوں رسول کی بیٹی کے بیٹے اور رسول کے نواسے ہیں نواسہ اعزازی بیٹا ہوتا ہے۔ حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔ حقیقی بیٹا وہ ہی ہوتا ہے جو صلبی ہوتا ہے۔ صلبی اعتبار سے یہ سارے ائمہ اپنے اپنے والد کے بیٹے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا اس پر ان کے مقابلے میں تم اور کون سی دلیل پیش کرتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا ہم پھر ان کے مقابل میں آیت مباہلہ کو پیش کرتے ہی کہ جس میں ارشاد قدرت ہے: فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ ۔ اس میں اللہ تعالیٰ حضرت رسول خدا کو حکم دیا کہ مباہلہ میں اپنے بیٹے ساتھ لے کر جائیں تو رسول خدا امام حسن و امام حسینؑ کو بطور بیٹے ساتھ لے کر گئے تھے لہٰذا نص قرار کے تحت یہ دونوں شہزادے رسول خدا کے بیٹے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دلیل کا جواب وہ لوگ کیا دیتے ہیں؟

میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ نواسے کو اعزازی بیٹا کہا جاتا ہے حقیقی اور صلبی بیٹا تو نہیں ہوتا۔ اور یہ کلام عرب میں پایا

Presented by Ziaraat.com

جاتا ہے کہ کسی دوسرے کے بیٹے کو انسان اپنا بیٹا کہتا ہے تو یہ حقیقی نہیں ہوتا بلکہ اعزازی ہوتا ہے۔

اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا اے ابوالجارود میں آپ کو ایک ایسی نص قرآنی پیش کرتا ہوں کہ جس کا انکار سوائے کافر کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول وہ نص پیش فرمائیں۔ جو بیان کرے کہ یہ دونوں صلبی فرزند ہیں۔ میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ (سورہ نساء۔ ۲۳)

(کہ خدا نے تم پر تمہاری ماؤں کو حرام قرار دیا اور تمہاری بیٹیوں اور تمہاری بہنوں کو یہاں تک بیان کرتے کرتے خدا نے فرمایا: تمہاری صلبی بیٹوں کی بیویوں کو بھی تم پر ہم نے حرام قرار دیا ہے۔)

اے ابوالجارود ہمارے مخالفین سے سوال کرو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و حسینؑ کی بیویوں سے جب وہ بیوہ ہوجائیں نکاح کرسکتے ہیں۔ کیا ان کی بیویاں آپ پر حلال ہیں اور اگر وہ کہتے ہیں کہ ہاں کرسکتے ہیں تو پھر انہوں نے خدا اور رسول خدا کی تکذیب کی ہے۔ اور جھوٹ بولا ہے۔ اور اگر وہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں رسول خدا کے لیے یہ حلال و جائز نہیں ہے۔ تو پھر خدا کی قسم یہ دونوں رسول خدا کے صلبی فرزند ہیں کیونکہ اللہ نے صلبی بیٹوں کی بیویوں کو حرام قرار دیا ہے۔ نا کہ اعزازی کی بیویوں۔

آیت ۸۸ تا ۹۰

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۸ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا

Presented by Ziaraat.com

بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ

یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے ہدایت ورہنمائی کرتا ہے اور اگر انہوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے۔(۸۸) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب حکمت اور نبوت عطاء کی تھی اور اگر یہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں تو ہم نے اس کے لیے ایک قوم مقرر کردی ہے جو اس کے منکر نہیں ہیں۔(۸۹) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت کی تھی تم ان کی ہدایت کی پیروی کرو کہہ دو کہ میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا یہ تو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔(۹۰)

تفسیر

تفسیر: مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا ۔اس سے مراد گذشتہ انبیاء ہیں کہ جن کا تذکرہ گذشتہ آیات میں ہو چکا ہے۔

یعنی اگر وہ بھی شرک کرتے)

(اس سے یہ بیان مقصود نہیں ہے کہ وہ شرک کر سکتے تھے بلکہ شرک کے گناہ کبیرہ ہونے پر دلالت ہے کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ جس کے لیے کوئی معافی نہیں ہے۔جیسا کہ ایک اور آیت میں ہے کہ خدا شرک معاف نہیں کرے گا باقی جو چاہیے معاف کردے۔(مترجم)

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ۔ پس اگر انہوں نے اس کا انکار کیا۔)علامہ فرماتے ہیں یعنی ان اصحاب نے اور قریش نے انکار کیا اور جو کوئی امیر المومنین کی بیعت وامامت و ولایت سے انکار کرے گا تو :فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ (تو اللہ ان کے بدلے ایک ایسی قوم کو مقرر کردے گا جو اس کا انکار نہیں کرے گی)

یعنی وہ قوم جو اس کا انکار نہیں کرے گی وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو مخاطب

Presented by Ziaraat.com

ہو کر فرمارہا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۔ (جن کو خدا نے ہدایت کی ہے آپ ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔) یہ خطاب رسول خدا کو ہے اور پھر مراد قوم ہے۔ پھر فرمایا اے نبی اپنی قوم سے فرمادیں۔ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۔ (میں تم سے اس کار رسالت پر کوئی اجر طلب نہیں کرتا) یعنی قرآن کے عطاء کرنے پر اور اس نبوت پر تم سے میں کوئی اجر نہیں طلب کرتا۔

آیت ۹۱ تا ۹۲

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹۲

ترجمہ

اور ان لوگوں نے خدا کے متعلق صحیح اندازہ نہیں لگایا جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کچھ نازل ہی نہیں کیا (اے میرے رسول) آپ فرمادیں کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جسے موسیٰ لے کر آئے تھے جو کہ لوگوں کے لیے سراسر روشنی (نور) اور ہدایت تھی۔ جسے تم پارہ پارہ کر کے رکھتے ہو۔ جس کا کچھ حصہ ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ پوشیدہ رکھتے ہو جس کے ذریعے سے تم کو وہ علم دیا گیا جو نہ تمہیں حاصل تھا اور نہ تمہارے آباؤ واجداد کو حاصل تھا۔ (رسول) آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ ہی نے

Presented by Ziaraat.com

اسے نازل کیا تھا پھر انہیں دلیل بازوں کو کھیلنے کے لیے چھوڑ دیں۔(۹۱)

اور یہ ایک کتاب جسے ہم نے نازل کیا برکت والی ہے یہ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں تھیں تا کہ آپ اس کے ذریعے سے بستیوں کے مرکز (مکہ) اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کو متنبہ کریں۔ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔(۹۲)

تفسیر

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔(یعنی ان لوگوں نے خدا کی عظمت کا درست اندازہ نہیں لگایا) یعنی اللہ تعالیٰ اتنی عظمت کا مالک ہے کہ اس کے بارے انسانی سوچ صحیح اندازہ لگا ہی نہیں سکتی اور اس کی کما حقہ توصیف بیان نہیں کی جاسکتی یعنی انسان اس پر قادر ہی نہیں ہے۔ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ۔(جبکہ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی) وہ کہنے والے قریش مکہ اور یہودی تھے حالانکہ وہ جانتے تھے اللہ نے انسانپر کتابیں نازل کی ہیں پھر یہ انکار صرف اور صرف ہٹ دھرمی اور عناد تھا۔ اور ان لوگوں کے رد میں پھر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اے میرے محمد آپ ان لوگوں سے کہہ دیں۔

مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا ۔وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آئے تھے جو نور اور لوگوں کے لیے ہدایت تھی اس کو کس نے نازل کیا تھا کہ جس کا بعض حصہ تم ظاہر کرتے تھے) یعنی اس کتاب کے بعض حصے کی تم تلاوت کرتے ہو اور وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ۔(اور اس کے زیادہ حصہ کو تم پوشیدہ رکھتے ہو) یعنی تورات وہ حصہ جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے خبریں اور پیشین گوئیاں ہیں ان کو پوشیدہ رکھتے ہو اور اس کی لوگوں کے سامنے تلاوت نہیں کرتے تا کہ لوگوں کو اس نبی کی صداقت کا علم نہ ہو جائے۔ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾۔ اور تم کو وہ علم دیا گیا ہے کہ جس سے تم اور تمہارے آباؤ اجداد ناواقف تھے آخر اس کتاب کو کس نے اتارا تھا؟ آپ کہہ دیں کہ اس کو اللہ نے اتارا تھا۔ پھر آپ انہیں دلیل بازیوں میں کھیلنے سے چھوڑ دیں۔) یعنی وہ دلیل جو ان کے لیے بیان کرتی ہے کہ آپ حق ہیں۔ یہ اس دلیل کو چھوڑ رہے ہیں اور وہ وہم و گمان کے بل بوتے پر سارے کھیل کھیل رہے اور دلیل کا سہارا نہیں لیتے۔ پھر اللہ فرما رہا ہے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ: یعنی یہ قرآن مجید اَنْزَلْنٰهُ سے ہم نے نازل کیا ہے یہ تورات و زبور و انجیل جو ان کے پاس ہے اس

Presented by Ziaraat.com

کی تصدیق کرنے والی ہے۔

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ۔ (یہ نازل اس لیے کیا گیا تا کہ آپ ام القریٰ (مکہ) اور اس کے گرد و نواح کو ڈرائیں۔) ام القریٰ یہ مکہ کا نام ہے اور مکہ کو ام القریٰ اس لیے کیا جاتا ہے کہ زمین میں سے سب پہلے ٹکڑا ہے جو خلق کیا گیا تھا۔ اس لیے اس کو ام القریٰ کہا جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۔ (جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ ہی اس پر ایمان رکھنے والے ہونگے) یعنی نبی اکرم اور قرآن مجید پر یعنی جو آخرت پر ایمان رکھنے والا ہے وہ ہی نبی اور قرآن پر ایمان رکھنے والا ہوگا۔ اور وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔ یعنی وہ ہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہونگے۔

آیت ۹۳

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

ترجمہ

اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوسکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے یہ کہتا ہے کہ مجھے پر وحی ہوئی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ یا جو اللہ کی نازل کردہ وحی کے بارے میں یہ کہتا ہے۔ میں بھی عنقریب ایسی وحی نازل کر کے دکھاؤں گا کاش آپ ان ظالموں کی اس حالت کو دیکھ سکو جب وہ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ آج اپنی جانیں خود نکال سکتے ہوں تو نکال لو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا کیونکہ تم خدا پر ناحق باتیں

Presented by Ziaraat.com

بنایا کرتے تھے اور تم اس کی آیات کے سامنے تکبر کیا کرتے تھے۔ (۹۳)

تفسیر

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ عثمان کے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے صفوان سے اور انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں ابوبصیر سے اور انہوں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں عثمان بن عفان کا رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مکہ میں مسلمان ہو کر مدینہ آ گیا اور یہ خوش خط تھا جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ عبداللہ کو بلاتے اور جو وحی نازل ہوئی ہوتی وہ اس کے سامنے تلاوت کرتے اور اس کو لکھنے کا حکم دیتے تھے جب رسول خدا فرماتے سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ تو یہ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ لکھ دیتا تھا۔ اور جب آپ فرماتے لکھ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ تو یہ یوں لکھتا تھا واللہ بما تعملون بصیر۔ یعنی تا کی جگہ یا اور یا کی جگہ تا۔ لکھا کرتا تھا تو رسول خدا فرماتے خیر ہے ایک ہی بات ہے۔ لیکن پھر یہ شخص مرتد ہو گیا اور دوبارہ مکہ کی طرف فرار کر گیا اور اس کے مکہ نے قریش سے کہا کہ محمد کو تو کوئی علم و خبر نہیں ہے۔ وہ کچھ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہتا ہے۔ میں بھی اس کی مثل کہہ سکتا ہوں۔ میں اس کی وحی میں تبدیلی کرتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اس جیسا قرآن تو میں خود بھی بنا سکتا ہوں اور اتار سکتا ہوں اس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ الیٰ آخر آیت، یعنی جو شخص خدا پر جھوٹ بولتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے؟) جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا تو عثمان اس کا ہاتھ پکڑ کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت مسجد الحرام میں موجود تھے عثمان نے اس کے لیے معافی کی درخواست کی آپ خاموش رہے اس نے دوبارہ معافی کی درخواست کی تو آپ پھر خاموش رہے اور جب تیسری مرتبہ اس نے اس کے لیے معافی کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تیرے لیے معاف کر دیا جب وہ چلا گیا تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ جو بھی اس کو دیکھے وہ اس کو قتل کر دے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی طرف متوجہ تھا اگر آنکھ کا اشارہ کر دیتے تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ رسول خدا نے فرمایا کہ انبیاء کسی کو بھی اشارہ سے قتل نہیں کرواتے۔ چنانچہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کو رسول کی طرف سے آزار کر دیا گیا تھا۔ (یعنی معاف شدہ لوگوں ہیں)

اس کے بعد خداوند متعال اس حالت کو بیان کر رہا ہے جو موت کے وقت دشمنان کی ہوتی ہے اور فرمایا ہے۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ۔ اے کاش آپ ان ظالموں کو دیکھتے یعنی آل محمد کے حق میں ظلم کرنے والوں کو سکرات موت کے وقت دیکھتے۔ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ۔ یعنی موت کی سکرات۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ

Presented by Ziaraat.com

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ۔ (اور ملائکہ ان کی طرف بڑھ رہے ہوں گے اور ان سے کہتے ہونگے کہ اب اپنی جان خود نکال لو اور آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا) عَذَابَ الْهُوْنِ۔ یعنی پیاس کا عذاب ان کو دیا جائے گا اور یہ عذاب ان کو ان کی ناحق باتوں کی وجہ سے دیا جائے گا جو وہ کہتے تھے اور جو ہماری نشانیوں (آل محمد) کا انکار کرتے تھے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت آل محمد کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوئی اور ان کے برے انجام کے بارے میں خبر دے رہی ہے۔

آیت ۹۴

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾

ترجمہ

اور تم ہمارے سامنے اکیلے حاضر ہو گے۔ جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا اور ہم نے تمہیں جو کچھ دنیا میں دیا تھا وہ تم پیچھے چھوڑ آئے ہو اور تمہیں ساتھ تمہارے وہ سفارشی دکھائی نہیں دیتے جن کے متعلق تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے کام بنانے میں یہ بھی شریک ہیں تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے ہیں اور تم سے وہ سب گم ہو چکے ہیں جن کے متعلق تم شرکت کا گمان کرتے تھے۔ (۹۴)

تفسیر

اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ۔ ان شرکاء سے مراد ان کے وہ باطل امام ہیں جن کو وہ آل محمد کے مقابلے میں بناتے ہیں۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ۔ یعنی ان کی آپس میں جو محبت و مودت پائی جاتی ہے وہ قطع ہو چکی ہے۔ وَضَلَّ عَنْكُمْ۔ یعنی وہ سارے

Presented by Ziaraat.com

باطل ہو گئے ہیں۔ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ جن کو وہ امام اور اپنے ہادی شمار کرتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے بعض دوستوں سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت معاویہ اور بنو امیہ اور ان کے [illegible] اماموں اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آیت ۹۵ تا ۹۷

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

ترجمہ

بے شک دانے اور گٹھلی کو شگافتہ کرنے والی ذات فقط اللہ ہے۔ وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔ یہ سب کام کرنے والا اللہ ہے پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو۔ (۹۵) پردہ شب کو چاک کر کے وہی صبح کو نکالتا ہے اس نے رات کو سکون کا وقت بنایا اور اس نے سورج اور چاند کے طلوع اور غروب کا حساب مقرر کیا ہے۔ یہ غائب اور صاحب علم کے ٹھہرائے ہوئے اندازے ہیں۔ (۹۶) اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ تم ان کے ذریعے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرو۔ اہل علم کیلئے ہم نے اپنی آیات کھول کر بیان کی ہیں۔ (۹۷)

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۰۰ تا ۱۰۳

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ

اور ان لوگوں نے اللہ کا شریک جنات کو قرار دیا حالانکہ خدا ان جنات کو بھی پیدا کرنے والا ہے۔ اور ان لوگوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے خدا کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنا ڈالیں حالانکہ وہ ان اوصاف سے پاک و منزہ ہے۔ جو یہ بیان کر رہے ہیں۔ (۱۰۰) وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اس کے لیے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس کے لیے کوئی بیوی ہی نہیں ہے اور اسی نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور وہ تمام چیزوں کے جاننے والا ہے۔ وہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ ہر شے کا خالق ہے تم سب اسی کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔ (۱۰۱) نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔ (۱۰۲)

Presented by Ziaraat.com

تفسیر

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ ۔ (یعنی وہ جنات کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں۔)

امام فرماتے ہیں کہ یعنی وہ جنات کی عبادت کرتے تھے۔ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ۔ یعنی وہ وہم کرتے ہیں اور وہ انحرافاتی باتیں کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے رد میں فرماتا ہے۔ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ۔ یعنی جو زمین و آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے اس کے لیے تو کوئی بیوی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۔ یعنی انسانی آنکھ اس ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ آنکھ محدود ہے اور وہ ذات غیر محدود ہے اور محدود کبھی غیر محدود کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ ۔ (اور وہ آنکھوں کا احاطہ کر سکتا ہے۔) یعنی وہ ذات تمام کا احاطہ کر سکتی ہے کیونکہ وہ تمام چیزوں کا خالق ہے اور وہ لطیف و باخبر ہے۔

آیت ۱۰۴ تا ۱۰۷

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشنیاں آچکی ہیں اب جو بینائی سے کام لے تو اس کا اپنا بھلا ہوگا اور جو اندھے پن کا ثبوت دے تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں۔ (۱۰۴) اس طرح ہم اپنی نشانیوں کو مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں اور وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پڑھ آتے ہیں اور جو علم رکھتے ہیں ان پر حقیقت روشن ہو جائے۔ (۱۰۵) آپ اس کی اتباع کریں جس کی آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی ہوئی ہے۔ اس کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور آپ ان مشرکوں سے رخ موڑ لیں۔ (۱۰۶) اور اگر اللہ چاہتا تو وہ جبراً ان کو شرک سے روک سکتا تھا ہم نے آپ کو ان پر پاسبان مقرر نہیں کیا اور نہ ہی آپ ان پر نگہبان ہو۔ (۱۰۷)

تفسیر

وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ۔ یعنی جو اندھا پن کا مظاہرہ کرے گا اس کا بوجھ اس کے اپنے نفس پر ہوگا کیونکہ اس نے خود برائیوں کو انجام دیا ہے تو اس کی سزاء بھی وہ خود دے گا۔ یہ آیت ان لوگوں کا رد ہے جو مجبرہ کا نظریہ ہے۔ وہ اس کے قائل ہیں کہ انسان کا کوئی فعل اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ جو کچھ انسان کرتا ہے وہ اس پر مجبور ہے۔ تو اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے افعال میں مختار ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور ہم اپنی آیات کو ایسے ہی مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔ اور وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو کسی سے پڑھ آئے ہیں اور جو علم رکھتے ہیں اور پر حقیقت روشن ہو جائے۔

قریش والے حضرت رسول خدا سے کہا کرتے تھے آپ ہمیں مختلف خبریں دیتے ہیں وہ آپ علماء یہود سے پڑھ کر آتے ہیں۔

اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ ۔ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اور اس کے لیے ناسخ یہ والی آیت ہے کہ جس میں خدا نے

Presented by Ziaraat.com

فرمایا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۔ (تم مشرکوں کو جہاں پاؤ وہی قتل کردو۔)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۔ (یعنی اگر اللہ چاہتا تو کوئی بھی شرک نہ کرتا) یہ آیت مجبرہ کے رد میں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس چاہت کے تحت مجبور ہو کر سارے اعمال انجام دیتے ہیں۔ ان افعال کے انجام دینے میں ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس کا معنی مقصد یہ ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو وہ معصوم قرار دے سکتا تھا۔ یہاں تک ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا کہ ہمیں مجبور قرار دیا ہو بلکہ اس نے ہمیں مختار قرار دیا ہے اس ہے تو اس نے اپنے انبیاء کے ذریعے اپنے اوامر اور نواہی کی تبلیغ کروائی ہے اور اس کی اطاعت پر جنت اور اس کی نافرمانی پر جہنم بھی قرار دی ہے یہ صرف ہمارے اختیار پر دلیل ہے۔ لہٰذا لوگوں کو امر خدا ہونا اور ان کو نہی کرنا اور پھر ان کا امتحان ہونا پھر ان کو وہ چیز دینا جو اسباب کے تحت ہے یہ سب کچھ خدا کی طرف سے محبت ہے لوگوں پر یعنی ان کو استطاعت دی ہے تاکہ وہ ثواب حاصل کریں یا عقاب کے مستحق قرار پائیں۔ تاکہ وہ اس کی تصدیق کریں اس کی جو خدا نے فرمایا یعنی خدا کے فضل و مغفرت رحمت عفو اور درگذر یہ اس کے مستحق ہیں اور یہ سب اختیار کی صورت میں ممکن ہے۔

آیت ۱۰۸ تا ۱۱۰

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور تم ان (بتوں) کو گالیاں مت دو جنہیں یہ خدا کے علاوہ پکارتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دشمنی اور جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینے لگ جائیں اور اس طرح سے ہم نے ہر قوم کے عمل کو مذین کر دیا۔ پھر انہیں اپنے پروردگار کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت وہ انہیں بتادے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں (۱۰۸)۔ اور ان لوگوں نے اللہ کی بڑی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ اگر خدا کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی آئی تو ہم ضرور ایمان لے کر آئیں گے آپ ان سے فرمادیں کہ اللہ کے پاس نشانیاں بہت ہیں لیکن آپ کو کیا معلوم کہ یہ نشانیاں آنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لے کر آئیں گے۔ (۱۰۹) ہم ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح سے یہ پہلی مرتبہ اس کتاب پر ایمان نہیں لائے ہم ان کو ان کی شرکشی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ رہے ہیں۔ (ساتواں پارہ ختم شد) (۱۱۰)

تفسیر

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور آپ نے سعدۃ بن صدقہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے بارے میں سوال کیا جس میں آپ نے فرمایا: ان الشرك اخفى من دبيب النمل على صفاة سودا فى ليلة ظلماء۔ (رات کی تاریکی میں سیاہ چٹان پر چلنے والی چیونٹی کے نقش قدم سے بھی شرک زیادہ مخفی ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول خدا کے دور میں اہل ایمان مشرکوں کے (بتوں) معبودوں کو گالیاں دیتے تھے اور اس کے جواب میں مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس فعل سے روکا تا کہ مشرکین خدا کو گالیاں نہ دیں تا کہ مومنین کفار کے معبودوں کو گالیاں دے کر شرک نہ کریں، اور یہ مومنین نادانستہ طور پر شرک کے مرتکب ہو رہے تھے جس کا ان کو شعور نہیں ہو رہا تھا اس لئے خدا نے ان کو روکا ہے۔

عیون اخبار امام رضا علیہ السلام میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی گئی ہے جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے مخالفین ہمارے فضائل میں احادیث وضع (گھڑتے) کرتے ہیں اور ان کے اس سے تین مقصد ہوتے ہیں۔ ان کی روایات میں سے کچھ روایات غلو پر مشتمل ہیں اور کچھ روایات تقصیر پر مشتمل ہیں۔ اور کچھ روایات ایسی بنائی گئی ہیں کہ

Presented by Ziaraat.com

جن میں ہمارے دشمنوں کے نام لے کر عیوب بیان کیے گئے ہیں۔

جب لوگ غالیانہ قسم کی روایات سنیں گے تو ہمارے شیعوں کو کافر قرار دیں گے اور لوگ کہیں گے کہ شیعہ اہل بیت کو رب مانتے ہیں یا رب کے برابر مانتے ہیں لہٰذا کافر ہیں۔ اور جب لوگ تقصیر پر مبنی روایات سنیں گے تو وہ ہمارے بارے میں مقصر ہو جائیں گے۔ اور جب لوگ ایسی روایات سنیں گے جن میں ہمارے دشمنوں کے عیوب بیان کیے گئے ہیں تو لوگ بھی ہمارے نام لے کر ہم پر سب وشتم کریں گے۔ تو اس وجہ سے خدا نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ اے ایمان والوں تم ان کے باطل معبودوں کو گالیاں مت دو ایسا نہ ہو کہ یہ دشمنی و جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔

اصول کافی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ تورات میں اللہ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا:

اے موسیٰؑ میرے راز اپنے دل میں رکھو اور میرے دشمنوں سے بھی خاطر مدارہ سے پیش آؤ اور میرے مخفی راز ظاہر کر کے مجھے سب وشتم نہ کرواؤ ورنہ میرے دشمنوں کے ساتھ تم بھی مجھے سب وشتم کرنے والوں میں سے شمار ہو جاؤ گے۔

تفسیر عیاشی میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے ذیل میں یہ روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ (راوی) عمر طیاسی سے فرمایا کبھی تم نے دیکھا کہ کوئی خدا کو گالیاں بک رہا ہو؟

راوی میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ جو اللہ کے ولی کو گالیاں دیتا ہے تو اس نے اللہ کو گالیاں دی ہیں۔

تو اب شیعہ افراد کو چاہیے کہ وہ ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے دشمن آلِ محمد کو گالیاں دینا شروع کر دیں اگر ایسا ہوا تو ان گالیوں میں وہ بھی شریک ہوگا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۔ اور ایسے ہی ہر امت کے عمل کو ان کے لیے مزین کرتے ہیں) یعنی لوگوں کا امتحان لینے کے بعد ان کے اعمال کو مزین کرتے ہیں۔ تو اس مزین کرنے کی نسبت خدا نے اپنی طرف دی ہے۔ فعل کی نسبت لوگوں کی طرف دی ہے تو یہ دلیل ہے کہ فعل لوگوں کا ہے اور مزین ہم کرتے ہیں نا کہ فعل ہم انجام دیتے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ پھر یہ سارے اپنے رب کی بارگاہ میں پلٹائے جائیں گے تا کہ ان کو ان کے اعمال کے بارے میں خبر دی جائے)

اس کے بعد والی آیت میں خدا قریش کے مال کے بارے میں خبر دے رہا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۔ یعنی کفار بڑی بڑی قسمیں اٹھا کر کہتے ہیں

Presented by Ziaraat.com

کہ ان کے لئے کوئی نشانی آجائے جو بیان کرے یہ نبی ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے تو خدا جواب میں ارشاد فرماتا ہے اے میرے رسول آپ ان سے فرمادیں۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ یعنی اللہ کے پاس ایسی بہت زیادہ نشانیاں ہیں لیکن ان کو معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ قریش نشانیاں آنے کے بعد بھی ایمان نہیں لے کر آئیں گے۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ (اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیر رہے ہیں) ابوالجارود نے حضرت امام جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا (نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ) سے مراد ہے کہ خدا ان کے دلوں کو الٹ دیتا ہے تا کہ ان کے دلوں کا اوپر کا حصہ نیچے چلا جائے اور نیچے والا حصہ اوپر آجائے اور ہم ان کو اندھا کر دیتے ہیں پس ان کو ہماری ہدایت کی نہ ہی ان کو سمجھ آتی ہے نہ ہی یہ ہماری ہدایت کی نشانیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: لوگ سب سے پہلے جہاد سے انحراف کریں گے اور جہاد میں سے ہے کہ انسان ہاتھوں سے جہاد کرے۔ پھر جہاد یہ ہے کہ انسان زبان سے جہاد کرے اور پھر جہاد ہے کہ دل سے جہاد کرے۔ پس جس کا دل نیکی کی معرفت نہیں رکھتا تو وہ منکر (برائی) کا انکار نہیں کرے گا پس ایسے بندے کے دل کو پلٹ دیا جائے ایسا شخص کسی نیکی کو قبول نہیں کرتا اور اس شخص کی مثال ایسے ہی جیسے کہ اس نے عالم در و میثاق میں بھی ایمان نہیں لایا جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

گویا انہوں نے پہلی مرتبہ ہی ایمان نہیں قبول کیا آپ ان کو سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں۔

Presented by Ziaraat.com

آٹھواں پارہ

آیت ۱۱۱

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتوں کو نازل کر دیں اور ان سے مردے بھی باتیں کرنے لگ جائیں اور ان کے سامنے ہم ہر چیز کو جمع کر دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے مگر ان لوگوں کو جن کو خدا چاہتا ہے اور ان میں سے اکثر جاہل ہی رہیں گے۔ (۱۱۱)

تفسیر

قُبُلًا: یعنی عیاں وروشن کر دیں۔

یہ آیت بھی ان آیات میں سے ایک ہے جن سے مجبرہ استدلال کرتے ہیں کہ کہ انسان مجبور ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ کا معنی یہ ہے کہ الا ان یجبرھم علی الایمان یعنی مگر ان لوگوں کو جن کو خدا ایمان پر مجبور کر دے گا فقط وہی ایمان لے کر آئیں گے۔

یہ وَلَوْ جو اس آیت میں آیا ہے یہ امتناعیہ ہے یعنی یہ سارا قضیہ فرض محال پر ہے۔ نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ (یعنی اگر ہم ان پر فرشتوں کو نازل کر دیں) تو یہ کفار کہہ دیں گے یہ فرشتے کہاں سے آ گئے ممکن ہے یہ فرشتے نہ ہوں یہ شیاطین ہوں یہ یہاں ہو جائے، كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى، اور اگر مردے ان سے کلام کریں) تب بھی یہ لوگ کہہ دیں گے کہ یہ جادوگر ہے اور اس نے جادو کے اثر سے مردوں کو بولنے پر مجبور کر دیا ہے الا اگر ان کے پاس عقل ہو تو سوسمار کا بولنا پتھروں کا آپ کے ہاتھوں پہ بولنا کیا یہ مردوں

Presented by Ziaraat.com

کے بولنے سے کم ہے۔

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ یعنی اگر ان لوگوں کے سامنے تمام چیزیں جمع ہو جائیں یعنی ہر آیت و معجزہ ان کی آنکھوں کے سامنے رونما ہو تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ ان سے ایمان لانے والی قابلیت سلب ہو چکی ہے اور ان کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ ان کی مثل یزید بن معاویہ جیسی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس اس ملعون کے سامنے تلاوت قرآن کر رہا تھا تو بجائے وہ اس معجزے کو دیکھ کر ایمان لاتا وہ لکڑی سے امام کے ہونٹوں کو زخمی کر رہا تھا۔ تو ایمان کو قبول کرنے والی قابلیت اور توفیق ان سے سلب ہو چکی تھی۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔ یعنی خدا مقلب القلوب ہے لیکن اس کے باوجود ان لوگوں سے اختیار سلب نہیں ہوا کہ یہ ایمان لانا بھی چاہیں تو نہیں لا سکتے ایسا نہیں ہے۔ اگر اختیار سلب ہو جائے تو پھر تکلیف ختم جائے کی کیونکہ تکلیف وہاں ہوتی ہے جہاں اختیار ہو۔ لہٰذا اگر یہ چاہیں کہ ایمان لے آئیں تو لا سکتے ہیں تو اس صورت میں مشیت الٰہی ان کے موافق ہو جائے گی اور مشرف بایمان ہو جائیں گے لہٰذا اس کا جبر سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ مجبرہ کہتے ہیں بلکہ معاملہ اس کے الٹ ہے۔ چونکہ یہ ایمان نہیں لانا چاہیے اس لیے مشیت بھی ان کو شامل حال نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ ایمان لانا چاہیں تو خدا ان کی اعانت و مدد کرے گا اور خدا کی اعانت ہی توفیق ہے۔ یہ ایسے ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے (سورہ عنکبوت آیت ۶۹) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کو اپنے راستے کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ یعنی کوشش کریں گے تو ہدایت شامل حال ہوگی تو یہ جبر نہیں ہے یہ ہی تو اختیار ہے یا کہتے ہیں کہ اگر تم ایک قدم اس کی طرف اٹھاؤ گے وہ دس قدم تیری طرف آئے گا تو قدم اول تیرے اختیار میں ہے۔ (من جانب مترجم)

آیت ۱۱۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۱۲

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے جنات اور انسان کے لیے شیاطین کو ان کا دشمن قرار دیا ہے یہ آپس میں ایک دوسرے کی طرف دھوکہ دینے والی مہمل باتوں کے اشارے کرتے ہیں اور اگر خدا چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے لہٰذا آپ انہیں ان کے افترا کے حال پر چھوڑ دیں۔ (۱۱۲)

تفسیر

یعنی اللہ نے کسی نبی کو معبوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کی امت میں شیاطین جو جنوں اور انسانوں میں ہوتے تھے قرار دیے جو ایک دوسرے پر وحی کرتے تھے شیطان جو جنات میں سے تھے وہ انسانی شیطانوں کے دل و دماغ میں القاء کرتے تھے) یعنی ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ تم اس نبی پر ایمان نہ لانا اور اس کی دھوکہ دینے والی باتوں پر بھی ایمان نہ لانا اور یہ جو کہتا ہے کہ میرے اوپر وحی آتی ہے۔ یہ بھی سب جھوٹ ہے۔

(۱) یعنی اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ نبی کی باتوں کو دھوکہ دینے والی قرار دیتے تھے جیسا کہ علامہ علی بن ابراہیم نے اس کو قرار دیا ہے۔

بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو دھوکہ دینے والی باتوں کا القاء کرتے تھے۔ جیسا کہ بعد والی آیت میں بھی ذکر کیا جائے گا یہ علامہ صاحب کو شاید وہم ہو گیا ہے۔)

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے الحسین بن سعید سے اور انہوں اپنے چند ساتھیوں سے اور انہوں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی مبعوث فرمائے سب کی امت میں اللہ نے دو دو شیطان جو انسانوں اور جنات میں سے ہوتے تھے اس نبی کے دشمن قرار دیتے تھے اپنے دور کے نبی کو اذیت دیتے تھے۔ اور آپ کے بعد لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ بہر حال حضرت نوح کے دو دشمن فقنطیفوص یا فنطیوص تھا اور دوسرے دشمن کا نام خرام تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو دشمن ایک نام ممکثل تھا اور دوسرے کا نام رزام تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو دشمن جن سے ایک نام سامری تھا اور دوسرے کا نام مرعقیبا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو دشمن جن میں سے ایک نام پولیس یا پولیشن یا بولس تھا (ممکن ہے کہ یہ اختلاف راوی کی طرف سے ہو) اور دوسرے کا نام مریتون یا مریبون تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دشمن ایک کا نام جبتر یا حبتر تھا اور دوسرے کا نام رزیق تھا۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۱۳

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ

اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ جن لوگوں کا آخرت پر ایمان نہیں ہے ان کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اسے پسند کرلیں اور پھر خود بھی انہیں کی طرح افترا پردازی کرنے لگیں۔ (۱۱۳)

تفسیر

لِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ یعنی ان کے قول کو منافق غور سے سنیں اور وہ ان کو اپنی زبانوں سے راضی رکھیں لیکن دلوں سے ایمان کو قبول نہ کریں لِيَقْتَرِفُوْا کا معنی ہے کہ وہ انتظار کرتے ہیں۔

آیت ۱۱۴ تا ۱۱۶

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ

Presented by Ziaraat.com

اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

ترجمہ

کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی اور حکم تلاش کروں حالانکہ وہ تو وہی ہے جس نے تمہاری طرف فصل کتاب کو نازل کیا ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے جانتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے لہٰذا تم شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہونا۔ (۱۱۴) اور تمہارے رب کی بات صدق وعدل کے لحاظ سے کامل ہے۔ اور اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (۱۱۵) اور اگر آپ نے اہل ارض میں اکثر کی اطاعت قبول کرلی تو تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے۔ (۱۱۶)

تفسیر

اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا ۔ یعنی ایسی کتاب نازل کی ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔

وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۔ (تمہارے رب کی بات صدق وعدل کے لحاظ سے کامل ہے) علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ امام کو ماں کے شکم میں خلق کرتا ہے تو اس کے دائیں کندھے پر یہ آیت وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۱۵﴾ تحریر کردیتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حمید بن شعیب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن راشد سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً جب اللہ کسی امام کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ ایک فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے سے پانی لے کر امام کے والد کی خدمت میں جائے اور ان کو وہ پانی پینے کے لئے پیش کرے۔ اور وہ پانی امام کے پاس آتا ہے اور امام اس پانی کو پیتا ہے پھر اس سے امام کی خلقت ہوتی ہے پس جب وہ امام دنیا میں تشریف لے آتا ہے تو پھر خدا اسی فرشتے کو دوبارہ روانہ کرتا ہے اور وہ اس امام کے دائیں شانے پر یہ آیت وَتَمَّتْ

Presented by Ziaraat.com

كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ پس جب اس امام سے پہلے والا امام دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر اس امام کے لئے خدا ایک نور کے منارہ قائم کر دیتا ہے جس کے ذریعے وہ امام سارے بندوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ امام لوگوں پر حجۃ ہوتا ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ (اور اگر زمین میں سے اکثر لوگوں کی اطاعت کریں گے تو وہ آپ کو راہ خدا سے بھٹکا دیں گے) یعنی وہ تجھے امام کے بارے میں پریشانی و حیرانی میں ڈال دیں گے کیونکہ وہ امام سے اختلاف کرنے والے ہیں لہٰذا تم اکثریت کو معیار نہ بناؤ بلکہ حق کو معیار قرار دو تا کہ تم امام برحق کو تلاش کر سکو۔ اِنْ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ یعنی یہ لوگ فقط ظن و گمان کی اتباع کرتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا علم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا صرف تخمینہ لگاتے ہیں۔

آیت ۱۱۷ تا ۱۱۹

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ

یقیناً آپ کا رب زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ سے بھٹکا ہوا کون ہے۔ اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی جانتا ہے۔ (۱۱۷) جس جانور پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کا گوشت کھاؤ اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ (۱۱۸) آخر کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو؟ جب کہ حالت اضطرار کے سواء جن چیزوں کا کھانا حرام ہے ان کا تفصیل سے تم لوگوں کو بتا دیا گیا ہے لوگوں کی

Presented by Ziaraat.com

اکثریت بغیر علم کے اپنی خواہشات کے تحت گمراہی پھیلا رہی ہے۔ یقیناً آپ کا رب حد سے تجاوز کرنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ (۱۱۹)

تفسیر

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ یعنی وہ جانور جن کو ذبح کیا گیا ہے اور ان پر اللہ کا نام ذکر ہوا ہے تو اس کا گوشت کھاؤ یعنی صرف ان جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے (لہٰذا اگر کسی جانور کی رگیں کاٹیں گئی ہیں اور اس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا تو بھی اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے یا خود بخود مر گیا ہے یا اس کا گلہ دبا کر اس کو مار دیا گیا ہے تب بھی اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ وَفَصَّلَ لَكُمْ یعنی تفصیلاً تمہارے لیے حرام کردہ چیزیں بیان کر دیں گئی ہیں۔

آیت ۱۲۰ تا ۱۲۲

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ

اور تم اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طرح سے گناہوں کو چھوڑ دو یقیناً جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو عنقریب ان

Presented by Ziaraat.com

کے کیے ہوئے کی سزا دی جائے گی۔ (۱۲۰) اور جن جانوروں پر اللہ کا نام نہیں ذکر کیا گیا ان کا گوشت مت کھاؤ اور ان کا گوشت فسق و فجور ہے۔ یقیناً شیطان اپنے دوستوں کو (گمراہ کرنے کے لئے) وحی کرتے ہیں۔ (ذہن میں باتوں کا القاء کرتے ہیں)۔

تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو یقیناً تم مشرک قرار پاؤ گے۔ (۱۲۱) کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں ہو اور اس سے باہر نہ آ سکتا ہو اس طرح سے کافروں کے لئے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے گئے ہیں۔ (۱۲۲)

تفسیر

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ علامہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یگناہ مراد ہیں جو خدا کی نافرمانیاں ہیں جو انسان کرتا ہے اور باطنی گناہ سے مراد کفر و شرک اور دل میں شک پیدا ہونا ہے۔ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ سے مراد يَعْمَلُوْنَ ہے یعنی جو وہ کام کرتے ہیں ان کو سزا دی جائے گی۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ علامہ فرماتے ہیں کہ یہودی نصاریٰ کے ذبح کئے ہوئے جانور اور وہ جانور جن کو غیر اسلامی طریقہ سے ذبح کیا جاتا ہے ان کا گوشت مت کھاؤ کیونکہ ان کا کھانا فسق و فجور ہے۔ (یعنی ان کے کھانے سے فسق و فجور کا ارتکاب کیا گیا ہے۔)

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ یعنی شیاطین اپنے دوستوں اور پیروکاروں کی طرف کذب و فسق و فجور اور بے سر پا کی باتوں کو ان کے ذہنوں میں القاء کرتے ہیں تا کہ وہ ان کے ذریعے آپ سے بحث و مباحثہ کریں اور ان دوستوں جو جنوں اور انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ اور اگر آپ نے ان کی اطاعت کر لی تو یہ آپ کو بھی مشرک بنا دیں گے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ یعنی جو مردہ ہے علامہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو حق آل محمد کی ولایت سے جاہل ہے تو ہم اس کو ان کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا اس نور سے مراد ولایت آل محمد کا نور ہے كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ یعنی جو مردہ ہونے کے بعد زندہ ہو وہ اس کی مانند نہیں ہے جو ظلمات میں سرگرداں ہے اور وہ اس سے نکل نہیں سکتا اس ظلمات سے آل محمد کے دشمنوں کی ولایت و محبت مراد ہے اور وہ منافق اس سے باہر نہیں جا سکتے اور اس وجہ سے ہے کہ ان کے برے اعمال کو مزین کر کے ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.com

آیت ۱۲۳ تا ۱۲۴

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ترجمہ

اور ایسے ہی ہم نے ہر قریہ (شہر) میں بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے تا کہ وہ وہاں مکر و فریب کا جال پھیلائیں جب کہ وہ تو اپنے آپ سے ہی فریب کرتے ہیں انہیں کچھ شعور ہی نہیں ہے۔ (۱۲۳) جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں وہ چیز نہ دی جائے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کا منصب کہاں رکھے وہ وقت قریب ہے۔ جب یہ مجرم اپنی نشانیوں کی وجہ سے اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب سے دوچار ہونگے۔ (۱۲۴)

تفسیر

اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا یعنی بڑے بڑے سردار جوان مجرموں کے سردار ہیں وہ مراد ہیں (ہمیشہ سردار ہی سازش کریں تو کامیاب ہوتی ہے ورنہ تمام بندوں کی سازش ناکام ہو جاتی ہے اس لئے سرداروں کا ذکر ہوا ہے۔

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ان سرداروں کو عقل و شعور نہیں کہ یہ مکر و فریب جو کسی کے لئے

Presented by Ziaraat.com

کر رہے ہیں وہ دراصل خود اپنے لئے کر رہے ہیں کیونکہ خدا ان کے اس مکر و فریب کی وجہ سے ان کو ہی عذاب دے گا۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ پس جب ان سرداروں کے پاس ہماری طرف سے کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ جیسے وحی اور کتاب اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے ایسے ہی وہ ہمارے اوپر نازل کرے تو تب ہی ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے اس لئے اللہ نے فرمایا کہ ان کی خواہشات پر میں اپنی آیات نہیں دیتا بلکہ میں خود بہتر جانتا ہوں کہ اپنی رسالت کا منصب کس کو عطاء کرنا ہے۔ اور یہ جو سردار ہمارے نمائندوں کے خلاف پوشیدہ مکر کرتے ہیں اور ہماری نافرمانی کرتے ہیں ان پر ان کو عذاب اور ذلت ہوگی۔

آیت ۱۲۵ تا ۱۲۷

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ

خدا کو جس کی ہدایت مطلوب ہوتی ہے تو اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کی گمراہی مطلوب ہوتی ہے تو اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور اسے ایسا سکیڑ دیتا ہے کہ اسے اپنا دم گھٹیا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ بلندی کی طرف پرواز کر رہا ہو۔ اس طرح سے اللہ پر ایمان نہ لانے والوں پر وہ ناپاکی ڈال دیتا ہے۔ (۱۲۵) اور یہ تمہارے رب کا سیدھا راستہ ہے اور ہم نے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے آیات کی وضاحت کر دی ہے۔ (۱۲۶) ان کے رب کے ہاں ان کے لئے سلامتی کا گھر

Presented by Ziaraat.com

ہے اور ان کے نیک اعمال کی وجہ سے وہ ان کا سرپرست ہے۔ (۱۲۷)

تفسیر

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ پس جس کی ہدایت خدا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جس کی گمراہی مطلوب ہوتی ہے اس کے سینے کو ضیق اور حرجا قرار دیتا ہے۔

ضیق سے مراد یہ کہ ان کا سینہ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی سوراخ ہو کہ جس سے دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن حرجا سے مراد اس بند چیز کو کہا جاتا کہ وہ اس قدر تنگ ہو کہ اس میں سوراخ تک نہ ہو کہ جس سے دیکھا جا سکے۔

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ (یعنی اس کا دم اس طرح گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے جیسے کہ وہ بلندی کی طرف پرواز کر رہا ہو۔) یعنی اس کے دم کی مثال اس درخت کی مانند ہے جو جس کے اطراف میں درخت بہت زیادہ ہوں اور وہ درخت اس درمیانے درخت کی شاخوں کو دائیں بائیں نہیں گرنے دیتے اور وہ سیدھا آسمانوں کی طرف بلند ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کیفیت کو حرج کا نام دیا گیا ہے۔ اور خدا نے ان لوگوں کے لیے اس سے مثال دی ہے۔

پھر خدا نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر خدا رجس نازل کرتا ہے اور تیرے رب کا راستہ سیدھا راستہ ہے یعنی تیرے رب کا راستہ ہی واضح اور روشن ہے رجس سے مراد شک ہے۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ یعنی ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں جنت ہے اور جنت میں سلامتی امن وامان عافیت وسرور پایا جاتا ہے وَهُوَ وَلِيُّهُمْ یعنی آج ان لوگوں کا ولی وسرپرست اللہ ہے۔ ولی سے مراد اولیٰ بھم یعنی ان سب پر زیادہ حق حکومت رکھنے والا ہے۔

آیت ۱۲۸ تا ۱۲۹

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝۱۲۸ وَكَذٰلِكَ

Presented by Ziaraat.com

نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ

اور جس دن اللہ ان سب کو محشور کرے گا (اور وہ جنات سے کہے گا) اے گروہ جنات تم نے نوع انسانی پر خوب ہاتھ صاف کیا ہے اور انسانوں میں سے جو ان کو دوست تھے وہ کہیں گے ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے استفادہ کیا ہے۔ اور ہم اس وقت پہنچے ہیں جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا اللہ کہے گا دوزخ تمہارا ٹھکانہ ہے جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے البتہ جن کے متعلق خدا چاہیے وہ اس سے مستثنیٰ ہے بے شک تیرا رب صاحب حکمت اور صاحب علم ہے۔ (۱۲۸) اور ایسے ہی ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا ساتھی بنائیں گے اس کمائی کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ (۱۲۹)

تفسیر

وَقَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ۔ امام فرماتے ہیں کہ جو کسی قوم سے محبت کرے گا وہ اس قوم سے شمار ہوتا ہے خواہ وہ ان کی جنس سے نہ ہو۔

الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ۔ یعنی قیامت کا دن مراد ہے۔ (یعنی جو تو نے ہمارے لیے اجل مقرر کی ہے)

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾۔ اور ہم اس طرح ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا ساتھی بنائیں گے اس کمائی کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔

یعنی جو بھی ان کے دوستوں سے دوستی رکھے گا وہ ان کے ساتھ ہی قیامت کے دن محشور ہوگا۔ پھر خدا جن و انسان کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے فرما رہا ہے۔

آیت ۱۳۰ تا ۱۳۱

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ

Presented by Ziaraat.com

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾

ترجمہ

اے جن وانسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تمہارے سامنے میری آیات سناتے اور تمہیں اس دن کے انجام سے ڈراتے وہ کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں انہیں دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے وہ اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔ (۱۳۰) بات یہ ہے کہ تمہارا رب ظلم سے بستیوں کو تباہ کرنے والا نہیں تھا جبکہ ان کے باشند غافل ہوں۔ (۱۳۱)

تفسیر

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾

یعنی خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ان کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے پاس وہ چیز واضح اور روشن نہ ہو جائے جن کو خدا نے ان کی طرف ارسال کیا اور جب وہ بیان کر دے اور پھر وہ ایمان نہ لائیں تو پھر خدا ان کو ہلاک کرتا ہے۔

آیت ۱۳۲

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٢﴾

Presented by Ziaraat.com

ترجمہ

اور ہر شخص کے لیے وہ ہی درجہ ہے جو اس نے کمایا ہے اور جو وہ کر رہے ہیں خدا ان سے غافل و بے خبر نہیں ہے۔ (۱۳۲)

یعنی ان لوگوں کے لیے وہ درجات ہیں اس حساب سے جو وہ اعمال کرتے ہیں۔

آیت ۱۳۳ تا ۱۳۶

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ط اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ

اور تیرا رب بے نیاز اور صاحب رحمت ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں زمین سے ختم کر دے اور تمہاری جگہ جن لوگوں کو چاہے لے آئے جس طرح سے اس نے تم کو کچھ اور لوگوں کی نسل سے اٹھایا ہے۔ (۱۳۳)

Presented by Ziaraat.com

تم سے جس چیز کا وعدہ کیا جا رہا ہے وہ یقیناً آنے والی ہے اور تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔ (۱۳۴) آپ کہہ اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ انجام کار کس کا بہتر ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ ظالم فلاح نہیں پاتے۔ (۱۳۵) ان لوگوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں اس کے لیے ایک حصہ مقرر کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے اپنے گمان کے مطابق۔ اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہے۔ جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ تک پہنچا اور جو حصہ اللہ کے لیے مقرر ہے وہ ان کے لیے ٹھہرائے ہوئے شریکوں تک جا پہنچتا ہے یہ لوگ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں۔ (۱۳۶)

تفسیر

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ۔ یعنی قیامت وثواب اور عقاب کے بارے وعدہ فرماتے تھے۔

فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۔

عرب والوں کی عادت تھی جب وہ زراعت کرتے تو یہ کہتے تھے یہ ہمارے معبودوں کے لیے ہے اور ان کی عادت یہ تھی کہ جب وہ اپنی زراعت کو پانی دیتے تھے جو کھیتی اللہ کے لیے رکھتے تھے اس کا پانی اگر ٹوٹ کر بتوں کی طرف چلا جاتا تھا تو اس کو واپس نہیں کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ خدا بے نیاز وغنی ہے یعنی جو حصہ پانی کا خدا کی طرف سے بتوں کی طرف آجاتا تھا وہ اس کو واپس نہیں کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اللہ بہت بڑا بے نیاز وغنی ہے اس تو اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اور ان مشرکوں کے افعال کی حکایت بیان کی ہے۔ اور ان کے قول کی حکایت بیان کی کہ یہ کرتے کیا ہیں اور کہتے کیا ہیں۔ پس فرمایا:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ...

آیت ۱۳۷ تا ۱۳۸

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

Presented by Ziaraat.com

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

ترجمہ

اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے لیے ان کے شریکوں نے ان کی اولاد کے قتل کو خوبصورت بنا دیا تا کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کرتے رہیں اور ان کے دین کو مشتبہ کر دیں اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے آپ انہیں چھوڑ دیں تا کہ وہ اپنی افتراء پردازیوں میں مصروف رہیں۔(۱۳۷) اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ کھیت اور یہ جانور محفوظ ہیں انہیں صرف وہی کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں حالانکہ یہ ان کی خود ساختہ پابندی ہے پھر کچھ جانور ایسے ہیں کہ جن پر سواری ممنوع قرار دی گئی ہے اور کچھ جانور ایسے ہیں کہ جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب خدا پر افتراء ہے عنقریب اللہ انہیں ان کی افتراء پردازیوں کا بدلہ دے گا۔(۱۳۸)

تفسیر

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

یعنی ان مشرکوں کے اسلاف نے ان کے لیے اولاد کے قتل کو خوش نما بنا دیا تھا۔

لِيُرْدُوْهُمْ اور کام اس لیے کرتے تھے تا کہ ان کا دین ان پر مشتبہ ہو جائے تا کہ وہ انکے دین کو تبدیل کر سکیں۔ اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے تھے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۔ اس میں حجر سے مراد یہ ہے کہ جانور اور کھیتی حرام ہے۔ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا

Presented by Ziaraat.com

مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ ۔ یعنی وہ ان جانوروں کو اپنی قوم پر حرام قرار دیتے تھے۔ اور کچھ جانور ایسے تھے جن پر سواری کو حرام قرار دیتے تھے اور وہ۔ بحیرہ سائبۃ وصیلۃ ولحام تھے۔ کہ ان پر سواری کرنا حرام شمار کرتے تھے اور پھر وہ کہتے تھے کہ ان جانوروں کے شکموں میں جو بچے ہیں وہ صرف ہمارے مرد کھا سکتے ہیں ہماری عورتوں پر حرام ہیں۔

آیت ۱۳۹ تا ۱۴۱

وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى
اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ
وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ
سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ
ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ
وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ
وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا
حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ

اور انہوں نے کہا ہے جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے ہمارے مردوں کے لیے حلال ہے اور ہماری عورتوں کے لیے حرام ہے۔ اگر وہ جانور مرگیا ہو تو پھر سب اس میں حصہ دار ہیں یہ باتیں جو انہوں نے خدا کے بارے میں تراشی ہیں خدا ان کو ان کے اس عمل کی سزا دے گا۔ بے شک وہ حکمت والا اور علم والا ہے۔ (۱۳۹) یقیناً ان لوگوں نے خسارے کا سودا کیا ہے جنہوں نے جہالت اور نادانی کی

Presented by Ziaraat.com

وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کیا ہے اور خدا پر افتراء پردازی کرتے ہوئے خدا کے دیے ہوئے رزق کو حرام کیا ہے یہ لوگ بھٹک گئے اور وہ ہدایت پانے والے نہیں تھے۔ (۱۴۰) اور وہی اللہ ہے جس نے تختوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور ان کے خلاف تختوں پر نہ چڑھائے ہوئے باغات کو پیدا کیا ہے کھجور اور زراعت پیدا کی ہے۔ جن کے ذائقے مختلف ہیں زیتون اور انار پیدا کیے ہیں ان میں سے بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض مختلف ہیں جب وہ پھل پک جائیں تو کھاؤ اور جب کاٹنے کا دن آجائے تو ان کا حق ادا کر دو اور اسراف نہ کرو اس میں شک نہیں کہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۱۴۱)

تفسیر

وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۔ یعنی وہ کفار یہ کہتے تھے وہ بچہ جو ان جانوروں سے پیدا ہوگا تو وہ ہماری توں پر حرام ہے لیکن ہمارے مردوں پر حلال ہے۔ لیکن اگر وہ ہی بچہ مر جائے تو پھر سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ یعنی رد اور عورتیں سب اس کو کھائیں گے۔ اور اس چیز کو خدا نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ بے شک خسارے کا سودہ کیا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی اولاد کو کم علمی اور جہالت اور کم فہمی کی وجہ سے قتل کیا ہے۔ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ یعنی یہ کفار و مشرکین کچھ وہ تھے تو اپنی بچیوں کو غیرت کے نام پر قتل کر دیتے تھے اور کچھ اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل کر دیتے تھے اور اس کا عطف ہوتا ہے اس آیت پر کہ وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ ۔ یعنی ان کے اسلاف ان کی اولاد کے قتل پر ان کو آمادہ کرتے اور خدا ان لوگوں سے فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ (تم اپنی اولاد کو بھوک اور مال کے خوف سے قتل نہ کرو ہم تمہیں اور ان کو رزق دیں گے)

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۚ (اور جب ان پھلوں اور زراعت کے پک جانے کا وقت آئے تو ان کے کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کر دو)

آپ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت فصل کے کاٹنے کا دن نازل ہوئی تھی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کے ہر ٹکڑے میں سے مساکین کا حق فرض کیا تھا اور وہ حق یہ تھا کہ زکوٰۃ کے علاوہ ایک یا دو مٹھی بھر کر وہ مساکین اور فقراء کو دیں اور اس کے بارے میں یہ آیت فرما رہی ہے۔ ایسے ہی کھجور اور دوسرے پھلوں میں بھی کہا گیا ہے کہ جب ان کے چننے کا وقت آئے تو اس سے

Presented by Ziaraat.com

فقراء مساکین کا حق ادا کرو [1] اور ایک مٹھی بھر دیا جائے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن محمد نے نقل کیا اور انہوں نے علی بن الحکم سے نقل کیا اور انہوں نے ابان بن عثمان سے نقل کیا اور انہوں نے شعیب مقرقوفی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: غلہ گوشوں کی شکل میں ہو تو کٹائی کے وقت ایک گٹھڑی دی جائے گی اور اگر کھجور کی صورت میں ہے تو ایک مٹھی بھر دیا جائے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ سے سوال کیا جب وہ غلہ اپنے گھر منتقل کرے تو کیا پھر بھی وہ اتنی مقدار دے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ اپنے گھر لے جانے سے پہلے ادا کرنا یہ سخاوت کے زیادہ مناسب ہے۔ اور زیادہ سخی شمار ہوگا۔

سعد بن سعد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اگر فصل کے کاٹنے کے وقت کوئی مسکین اور فقیر موجود نہ ہو تو پھر وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اس صورت میں اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

[1] اصول کافی میں معاویہ بن حجاج سے روایت ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ زراعت میں دو حق ہیں۔ ایک حق وہ ہے جو ان سے لیا جائے گا (زکوٰۃ) اور دوسرا وہ ہے جو خود عطا کریں گے تو میں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول وہ حق لیا جائے گا وہ کیا ہے؟ اور وہ حق جو یہ خود ادا کریں گے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ حق جو ان سے لیا جائے گا وہ زکوٰۃ ہے کہ اگر وہ زراعت پر کوئی زحمت وغیرہ نہیں کرتے تو پھر ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا اور وہ زحمت کرتے ہیں تو پھر ان سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ اور وہ حق جو یہ خود ادا کریں گے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ یعنی جو تیرے لیے ہے ایک شی کے بعد دوسری شی کو کاٹنے والا نہیں جانتا کہ وہ کس قدر ہے آپ نے فرمایا کہ مٹھی مٹھی بھر دینا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔ پس اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مقام زکوٰۃ مستحبہ ہے نہ کہ واجبہ ہے۔

Presented by Ziaraat.com